میرے جذباتِ دروں میری محبت اے خضر
آلِ پیغمبر کی عظمت کے نگہبانوں کے نام

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پیر سید خضر حسین چشتی

شبیر برادرز

Marfat.com

Marfat.com

میرے جذباتِ دروں میری محبت اے خضر

آلِ پیغمبر کی عظمت کے نگہبانوں کے نام

آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

4

پیر سید خضر حسین چشتی

285744

شبیر برادرز اردو بازار لاہور

شبیر برادرز (رجسٹرڈ) زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

Marfat.com

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ

جملہ حقوقِ ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

آلِ رسول ﷺ

باہتمام: ملک شبیر حسین

سن اشاعت دسمبر 2013

قیمت =/ روپے

شبیر برادرز اردو بازار لاہور

شبیر برادرز (رجسٹرڈ)
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

Marfat.com

فہرست

عنوان	صفحہ
واقعاتِ کربلا	۹
ولید گورنر مشکل میں	۱۰
ولید گورنر نے پیغام بھیجا	۱۱
طاغی	۱۱
امام دارالامارت کی طرف	۱۱
مروان بن حکم	۱۴
گرگٹ	۱۴
اُم المومنین نے فرمایا	۱۴
امام کی مدینہ سے روانگی	۱۶
مزارات پر حاضری	۱۷
آستانۂ مقدس	۱۷
اشعار کی زبان میں	۱۸
قبر سے چمٹ کر	۱۹
آغوش رسول میں	۲۰
ام المومنین اُمّ سلمہ کی حالت	۲۱
مروان پلید	۲۲
حضرت محمد بن حنفیہ نے عرض کیا	۲۲
دل والو!	۲۴
حسین!	۲۵
ایک خاص وجہ	۲۶
یاجدی یا حبیب اللہ	۲۷
نواسے کا سر اور آغوشِ رسول	۲۹
عبداللہ بن مطیع سے ملاقات	۳۱
جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے	۳۲
امام مکہ معظمہ میں	۳۳
اہلِ کوفہ کی میٹنگ	۳۴
ایک اور خط	۳۷
تیسرا خط	۳۷
حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہا	
بعض منازل و مقامات	۴۲
مسلم کوفہ میں	۴۵
حضرت نعمان بن بشیر	۴۵
یزید کی پریشانی	۴۷
یزید کا ابنِ زیاد کے نام خط	۴۸
شیعانِ یزید لعین	۴۸
قاصدِ حسین علیہ السلام کا قتل	۵۲
ابنِ زیاد کوفہ میں	۵۴
جلاد بنوامیہ کی دھمکیاں	۵۴
جنابِ مسلم ہانی کے گھر میں	۵۵
ابنِ زیاد ہانی کے گھر میں	۵۷
جاسوس مسلم کی تلاش میں	۵۹
حضرت ہانی کی گرفتاری	۶۱
ابنِ زیاد کی بزدلی	۶۴
مسلم کی منادی	۶۵
قصرِ امارت کی طرف پیش قدمی	۶۵
حضرت مسلم اور طوعہ	۶۷
طوعہ کا بیٹا	۷۱
خوابِ مسلم	۷۲
شجاعت مسلم	۷۲
بزدلوں کی امان بے اماں	۷۴
پانی کا پیالہ	۷۷
پہلی وصیت	۷۹
دوسری وصیت	۷۹
تیسری وصیت	۷۹

Marfat.com

عنوان	صفحہ
شہادتِ مسلم	۷۹
پیغامِ مسلم	۸۰
اے کوفیو!	۸۱
کرامت	۸۲
دوسرا آدمی	۸۳
تیسرا آدمی	۸۳
یزید نے خوشی کا اظہار کیا	۸۴
حضرت مسلم کے بیٹوں کی تلاش	۸۴
قاضی شریح کے گھر میں	۸۵
صاحبزادے گرفتار ہوتے ہیں	۸۷
داروغہ جیل	۸۸
مشکور کی شہادت	۹۴
صاحبزادے تقدیر کی زد میں	۹۵
خلعت	۹۶
شہزادوں کا خواب	۹۷
حارث کا غلام	۱۰۱
بدبخت کا نیک بخت بیٹا	۱۰۲
شہزادوں کی شہادت	۱۰۴
حارث کا انجام	۱۰۶
مقاتل کا انتخاب	۱۰۹
شہزادوں کی کرامت	۱۱۰
حارث انجام کو پہنچا	۱۱۱
امام حسین علیہ السلام کی مکہ سے روانگی	
ابن عباس	۱۱۴
ابن زبیر	۱۱۴
ابن عباس دوبارہ حاضر ہوئے	۱۱۵
ابن عباس کا تیسری بار آنا	۱۱۵
ابن زبیر کا دوبارہ آنا	۱۱۶
چپکے چپکے	۱۱۶
امام نے کیوں جلدی کی؟	۱۱۹
امام حسین کو زبردستی روکنے کی کوشش	۱۲۰
فرزدق سے ملاقات	۱۲۲
عون و محمد خط لے کر آئے	۱۲۳
خواب میں رسول اللہ کا حکم	۱۲۴
منازلِ سفر	۱۲۸
بطنِ رُمّہ	۱۲۹
پانچویں منزل — بَعْضُ الْعُيُوْن	۱۳۲
چھٹی منزل — خزیمیہ	۱۳۲
ساتویں منزل — زرود	۱۳۳
آٹھویں منزل — ثعلبیہ	۱۳۴
جنابِ مسلم کی ننھی صاحبزادی!	۱۳۶
نویں منزل — زُبالہ	۱۳۸
دسویں منزل — بطن عقبہ	۱۴۰
گیارہویں منزل — شراف	۱۴۰
ذُوحُسُم	۱۴۱
امام پاک کا حسن سلوک	۱۴۱
حُر کیوں آیا؟	۱۴۲
امام کی امامت	۱۴۲
امام کا خطاب	۱۴۳
حُر کی مزاحمت	۱۴۴
مقام بیضہ میں خطبہ	۱۴۵
شیطان کے پیروکار	۱۴۶
میں تمہارا پیشوا ہوں	۱۴۷
اب برتن کا دھون باقی رہ گیا ہے	۱۴۷
زہیر بن قین بجلی نے عرض کی	۱۴۸
ابنِ زیاد کا حُر کے نام خط	۱۴۹
مقام کربلا	۱۵۰
علی اکبر نے عرض کی	۱۵۱
آیت کی تفسیر	۱۵۲
امام کا قدم خاکِ کربلا پر	۱۵۳
امام کی وصیت	۱۵۳
عقر	۱۵۴
ستم کی سرزمین پر	۱۵۵
سلیمان بن صرد کے نام خط	۱۵۶

Marfat.com

عنوان	صفحہ
خط قیس کے حوالے کیا	۱۵۶
رشوتیں دی گئیں	۱۵۷
ابن زیاد کا خط	۱۵۹
قتل حسین کا انعام	۱۶۰
چھوٹے بیٹے کا جواب	۱۶۱
بڑا بد بخت	۱۶۲
ابن سعد کی کربلا کی طرف روانگی	۱۶۲
حمزہ کی نصیحت	۱۶۳
امام سے بات چیت	۱۶۳
پانی بند	۱۶۵
ابن سعد سے ملاقات	۱۶۵
ہمدانی کی نصیحت	۱۶۶
وکلائے یزید کا پروپیگنڈا	۱۶۸
حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں	۱۷۰
قارئین عظام!	۱۷۱
شمر شریر کی شرارت	۱۷۲
پانی کا چشمہ — امام کی کرامت	۱۷۲
یزیدی لشکر کی تعداد	۱۷۳
حسینی لشکر کی تعداد	۱۷۴
اسمائے گرامی لشکر حسین	۱۷۴
اصحاب رسول	۱۷۴
تابعین	۱۷۵
حفاظ وقراء	۱۷۶
دیگر علماء رفقاء شہداء	۱۷۶
خاندان نبوت (سیّدہ زینب کے بیٹے)	۱۸۱
حبیب ابن مظاہر کی گزارش	۱۸۴
ابن زیاد کا ایک اور خط	۱۸۵
نانا کی زیارت	۱۸۵
اُمّ بنین کے بیٹوں کو امان	۱۸۶
خیموں کی حفاظت	۱۸۸
دوزخی دوزخ میں	۱۸۸
نسب میں طعن کرنے والے کا انجام	۱۹۰
ایک اور کرامت	۱۹۰

عنوان	صفحہ
امام کا ساتھیوں سے خطاب	۱۹۱
امام کو ساتھیوں کا جواب	۱۹۴
فرزندان مسلم کو امام کا مشورہ	۱۹۵
کون؟ انتقام لے گا	۱۹۵
فرزندان مسلم کا جواب	۱۹۶
سیّدنا سجاد کا بیان	۱۹۸
صدائے درد	۱۹۹
صف بندی	۲۰۳
شمر کی بے ہودگی	۲۰۴
پہل کرنا گوارا نہ ہوا	۲۰۴
شمر ذی الجوشن	۲۰۵
امام کا خطبہ	۲۰۶
حُر اور ابن سعد	۲۱۴
حُر امام کے لشکر کی طرف	۲۱۴
حُر کا خطاب	۲۲۰
پہلا مجاہد — عبداللہ بن عمیر	۲۲۱
ام وہب کی بہادری	۲۲۴
حُر کا بھائی — مصعب	۲۲۵
حُر کا ایک خواب	۲۲۶
حُر کی بے مثال بہادری	۲۲۷
حُر امام کی خدمت میں	۲۳۰
امام کی نظر حُر کی طرف	۲۳۲
حُر جنت میں	۲۳۳
حُر کے بھائی کی شہادت	۲۳۶
حُر کے بیٹے کی شہادت	۲۳۶
حُر کے غلام کی شہادت	۲۳۸
حضرت زہیر بن حسان اسدی رضی اللہ عنہ	۲۳۹
نصر بن کعب میدان میں آیا	۲۴۰
پھر نصر کا بھائی صالح بن کعب میدان میں آیا	۲۴۱
شہادت کا جام — وہ بھی — ساقی کے قدموں میں	۲۴۲
حضرت بریر بن خضیر رضی اللہ عنہ کی شہادت	۲۴۳

Marfat.com

عنوان	صفحہ
مباہلہ	۲۴۳
وہب کی شہادت	۲۴۴
مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ	۲۴۶
امام کے خیموں پر حملہ	۲۴۷
حبیب ابنِ مظاہر کی شہادت	۲۴۸
زہیر بن قین کی شہادت	۲۴۹
نافع بن ہلال	۲۵۰
شدید حملہ	۲۵۱
جابری جوان	۲۵۳
گیارہ سال کا بچہ	۲۵۴
عبداللہ بن مسلم	۲۵۶
جعفر بن عقیل	۲۵۸
عبدالرحمٰن بن عقیل	۲۵۸
عون ومحمد رضی اللہ عنہما	۲۵۹
دعائے سیّدہ زینب علیہا السلام	۲۶۳
عبداللہ بن حسن	۲۶۶
شہادت قاسم بن حسن علیہما السلام	
چاند کا ٹکڑا	۲۷۳
دوسرا حملہ	۲۷۵
دوسرا بیٹا	۲۷۹
تیسرا بیٹا	۲۷۹
ازرق کا چوتھا بیٹا	۲۸۰
حضرت قاسم ——اور—— ازرق پہلوان	۲۸۰
حسین قاسم کے پاس کس طرح آئے	۲۸۴
——علی کے بیٹے——	۲۸۵
ترتیب واقعات شہادت	۲۸۵
ابوبکر بن علی	۲۸۶
عمر بن علی رضی اللہ عنہ	۲۸۶
عثمان بن علی رضی اللہ عنہ	۲۸۷
عون بن علی	۲۸۷
عملدار کربلا	
نام ونسب	۲۹۱
امام علیہ السلام سے اجازت طلبی	۲۹۲
عباس فرات کی طرف	۲۹۵
شبیہ رسول ——علی اکبر	
علی اکبر رضی اللہ عنہ کی شہادت	۳۰۲
علی اکبر رضی اللہ عنہ	۳۰۳
الدعی کا معنیٰ	۳۰۸
پہلا حملہ	۳۰۹
دوسرا حملہ	۳۱۰
شہادت علی اصغر	
عبداللہ بن حسین کی شہادت	
بُندوں والا ایک اور بچہ	۳۲۳
شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام	
کون حسین؟	۳۲۶
امام رضی اللہ عنہ میدان جنگ کی طرف	۳۳۰
اتمام حجت	۳۳۲
زعفر نامی جن کا مدد کے لیے آنا	۳۳۳
امام کا جواب	۳۳۴
امام کی شجاعت	۳۳۵
یزید ابطحی	۳۳۶
دریائے فرات پر	۳۳۸
آخری بار وصیت	۳۳۹
تلوار برق بار	۳۳۹
مخالف کا اعتراف	۳۴۰
چاروں طرف سے حملہ	۳۴۲
حصین بن تمیم کا انجام	۳۴۴
امام گھوڑے سے اترے	۳۴۵
آخری لمحات	۳۴۷
قاتل کی شناخت	۳۴۷
آسمان سے شور اٹھا	۳۴۸
جنوں کا نوحہ	۳۵۱
سرخ غبار	۳۵۴
مرکب امام رضی اللہ عنہ	۳۵۴

Marfat.com

عنوان	صفحہ
خیموں پر حملہ اور لوٹ مار	۳۵۶
لباس حسین رضی اللہ عنہ	۳۵۸
ابن کعب کا انجام	۳۵۸
ظلم کا طوفان	۳۵۹
جنگ کربلا کا آخری شہید	۳۶۰
امام کی لاش پر گھوڑے دوڑائے گئے	۳۶۰
امام زین العابدین کے قتل کا ارادہ	۳۶۲
چمڑے کا گدا	۳۶۳
سنان بن انس نے سونے چاندی کا سوال کیا	۳۶۴
ندبۂ زینب	۳۶۴
حسین پر رونا	۳۶۶
سروں کی تقسیم	۳۶۷
امام کا سر	۳۶۷
قیدی قافلہ	۳۶۹
قیدی کوفہ میں	۳۷۰
نساء الجن	۳۷۱
ابنِ زیاد کی گستاخی	۳۷۲
ابنِ زیاد نے امام کے منہ پر پاؤں رکھا	۳۷۳
ابنِ زیاد کی ماں نے کہا	۳۷۴
سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا	۳۷۵
امام زین العابدین کے قتل کا حکم	۳۷۶
شہادت ہماری برکت ہے	۳۷۹
جامع مسجد کے پہلو میں	۳۷۹
کس حالت میں؟	۳۸۰
اندر سے جواب آیا	۳۸۰
قافلۂ اہلِ بیت کی شام روانگی	۳۸۲
سرِ حسین اور تلاوت قرآن	۳۸۳
یحیٰ کی دستار	۳۸۳
اک قطرۂ خون	۳۸۵
عیسائی راہب کا ایمان لانا	۳۸۶
عسقلان میں	۳۸۹
حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ	۳۹۱

عنوان	صفحہ
اس جسارت کو کیا نام دوں	۳۹۲
حسن علیہ السلام کے بدلے ایک لاکھ چالیس ہزار قتل	۳۹۳
ام المؤمنین علیہ السلام فرماتی ہیں	۳۹۳
نیزے پر	۳۹۴
رقیم	۳۹۶
اصحاب کہف کو	۳۹۶
سرِ حسین یزید کے دربار میں	۳۹۷
امام زین العابدین علیہ السلام کا جواب	۳۹۹
یزید نے اپنے بیٹے سے کہا	۳۹۹
یزید نے امام کے دندان پر چھڑی ماری	۴۰۰
جناب ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے کہا	۴۰۰
شامیوں کو اپنے گھر بلا کر	۴۰۱
بعض کتب میں یہ بھی ملتا ہے	۴۰۱
مستورات کو کجاووں پر رسیوں سے باندھا گیا	۴۰۲
سفیرِ قیصرِ روم	۴۰۳
داؤد علیہ السلام کا ستر پشتوں بعد	۴۰۵
ایک راہب مسلمان ہو گیا	۴۰۷
امانت رسول	۴۰۸
وَاجَدَّاہُ وَامُحَمَّدَاہُ	۴۱۰
یزید نے مشورہ کیا	۴۱۳
سجاد نے فرمایا	۴۱۵
قیدیوں کی رہائی	۴۱۶
سیّد سجاد کا خطبہ	۴۱۷
بنت حسین کا انتقال پر ملال	۴۲۰
اہلِ بیت کی واپسی	۴۲۲
شہر رسول میں قیامت کا منظر	۴۲۳
قافلہ اہلِ بیت روضۂ رسول پر	۴۲۴
قاتلان حسین کا انجام	۴۲۷
خوفناک سانپ	۴۲۸
ابنِ زیاد اور سانپ	۴۲۸
عمرو بن سعد	۴۲۹
خولی بن یزید	۴۲۹

Marfat.com

عنوان	صفحہ
شمر ذی الجوشن	۴۳۰
سونا راکھ بن گیا	۴۳۰
دعبل خزاعی کی روایت	۴۳۰
غم حسین رضی اللہ عنہ	۴۳۲
قبر حسین رضی اللہ عنہ	۴۳۳
امام حسین کا سر	۴۳۴
سسکیاں	
یاد رہے گی	۴۴۰
اے زمین کربلا	۴۴۳
متفرقات	
رسول کریم اور حسنین کریمین کی انگوٹھیاں	۴۴۴
حسنین کریمین	۴۴۵
خاتون جنت نے بطن مادر سے ندا دی	۴۴۶
فضیلت یوم عاشوراء	
وہ فردوس اعلیٰ کا وارث بنے گا	۴۴۸
ہزار حج — ہزار عمرہ — ہزار شہید کا ثواب	۴۴۹
دس ہزار فرشتوں کا ثواب	۴۴۹
غم حسین علیہ السلام اور چیونٹیاں	۴۵۰
آب زمزم اور عاشورہ رات	۴۵۰
رزق میں وسعت	۴۵۱
سال کے گناہوں کا کفارہ	۴۵۱
سات آسمانوں کا ثواب	۴۵۱
دس محرم کو کیا کیا ہوا	۲
کشتی نوح علیہ السلام	۴۵۴
"کشتی اہل بیت	۴۵۶
ایک قیدی دس محرم کو بھاگ گیا	۴۵۷
قاضی محرم رہ گئے اور نصرانی بازی لے گیا	۴۵۸
ایک عورت نے سوال کیا	۴۵۹
تورات میں ہے	۴۶۱
اے حسین بن علی!	۴۶۲
یزید پلید لعین	
یزید عید	۴۶۶
پیدائش	۴۶۶
درندگی	۴۶۶
یزید کی والدہ	۴۶۶
کون یزید؟	۴۶۵
سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبدیل کرنے والا	۴۶۸
امت کی ہلاکت	۴۶۹
زانی، شرابی یزید	۴۷۰
یزید کیسا تھا؟	۴۷۲
قتل حسین رضی اللہ عنہ پر خوش ہوا	۴۷۵
واقعۂ حرہ	۴۷۹
حرہ	۴۷۹
واقعات حرہ	۴۸۰
داڑھی کے بال نوچ ڈالے	۴۸۴
روضۂ رسول میں اذان واقامت	۴۸۵
غلاف کعبہ جلا دیا	۴۸۸
یزید کے بیٹے کا خطبہ	۴۸۹
شرابی	۴۹۳
یزید بدکار	۴۹۴
لعنتی یزید	۵۰۲
پیشوائے اہل حدیث کا فیصلہ	۵۱۳
یزید کی کافرانہ شعر گوئی	۵۱۹
یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کروایا	۵۳۱
مسلم کے قتل کا حکم	۵۳۱
سر حسین رضی اللہ عنہ	۵۳۲
فتح کی مبارک	۵۳۲
قتل حسین پر خوشی	۵۳۳
ابن زیاد کا قول	۵۳۵
حدیث قسطنطنیہ	۵۳۷
بخاری کی دوسری روایت	۵۴۰
بخاری کی تیسری روایت	۵۴۲
بخاری کی چوتھی روایت	۵۴۳
حدیث قسطنطنیہ کے راوی	۵۴۸
قدریہ کون ہیں؟	۵۵۰

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

واقعاتِ کربلا

شاہ است حسین، بادشاہ است حسین
دیں است حسین دیں پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

(خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہ)

یزید لعین کے والد، جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کا جب ساٹھ ہجری میں انتقال ہوا ——— اور ان کی وفات کے بعد، ان کا نالائق بیٹا یزید عنید تخت حکومت پر بیٹھا ——— اس وقت ولید بن عتبہ بن ابی سفیان مدینہ منورہ کا گورنر تھا ——— نعمان بن بشیر انصاری کوفہ کا امیر تھا ——— عبید اللہ بن زیاد بصریٰ کا حاکم تھا ——— اور عمرو بن سعید بن عاص مکہ معظّمہ کا گورنر تھا۔

یزید لعین جب تخت شاہی پر بیٹھا تو اس کے سامنے سب سے زیادہ اہم کام ان لوگوں سے بیعت لینا تھا جنہوں نے جناب معاویہ کے زمانے میں یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا، چنانچہ اس نے حاکم مدینہ ولید بن عتبہ کی طرف ایک خفیہ خط لکھا جس میں یہ بھی تھا۔

فَخُذْ حُسَیْنًا وَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ ——— وَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ زُبَیْرِ بِالْبَیْعَةِ اَخْذً شَدِیْدًا لَّیْسَتْ فِیْهِ رُخْصَةً حَتّٰی یُبَایِعُوْا———

Marfat.com

حسین، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) کو بیعت کے لئے سختی سے پکڑلو! اوران سے نرمی نہ کرو، یہاں تک کہ وہ بیعت کرلیں ——

(البدایۃ والنہایۃ ج۸ص۱۵۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان سن اشاعت ۲۰۰۵ء)

اوپر والی عبارت علامہ ابنِ کثیر کی ''البدایہ والنہایہ'' میں ہے —— بعض نے خط کی عبارت کا یہ حصہ بھی نقل کیا ہے —— جسے ابنِ کثیر نے عمداً یا سہواً چھوڑ دیا ہے —— اور یہ بھی ہوسکتا کہ ان تک صرف اتنی ہی روایت پہنچی ہو —— دوسروں نے لکھا ہے کہ یزید نے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو لکھا کہ

وَانْفِذْ کِتَابِیْ اِلَیْھِمْ فَمَنْ لَّمْ یُبَایِعْكَ مِنْھُمْ فَانْفِذْ اِلَیَّ بِرَأْسِهٖ مَعَ جَوَابِ کِتَابِیْ ھٰذَا

اور یہ میرا خط (حسین، ابنِ عمر، ابنِ زبیر) کو دکھا دینا اور اگر ان میں سے کوئی بیعت نہ کرے تو اس خط کے جواب کے ساتھ اس کا سر بھی میرے پاس روانہ کردینا ——

(مقتل ابی مخنف مترجم ص ۱۷ —— شہادتِ نواسہ سیّدالابرار ص ۵۶۰)

ولید گورنر مشکل میں:

جب ولید بن عتبہ کو امیر معاویہ کی موت کی خبر ملی تو وہ سخت مشکل میں پڑ گیا —— چنانچہ اس نے مروان بن حکم کو مشورے کے لئے اپنے پاس بلایا —— مروان ''خبیث'' نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ان لوگوں کو جنابِ معاویہ کی موت کی خبر سے پہلے پہلے بیعت یزید کے لئے بلوابھیجو —— اگر وہ بیعت کرنے سے انکار کریں ——

فَاِنْ اَبَوْ ضُرِبَتْ اَعْنَاقُھُمْ فَارْسَلَ الْاَمِیْر

اگر وہ انکار کریں تو ان کی گردنیں اڑادی جائیں اور (ان کے سر) امیر

Marfat.com

(یزید) کی طرف ارسال کردے ——

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۵۴)

ولید گورنر نے پیغام بھیجا:

"اس مشورے کے بعد" ولید نے فوراً عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کو —— حسین بن علی —— اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف —— ان کو بلانے کے لئے بھیج دیا، یہ دونوں حضرات مسجد شریف میں موجود تھے —— حضرت عثمان غنی کے پوتے عبداللہ نے ان دونوں سے کہا کہ تم دونوں کو امیر مدینہ نے بلایا ہے —— انہوں نے فرمایا تم جاؤ ہم آتے ہیں، جب عبداللہ چلا گیا تو حضرت امام حسین علیہ السلام سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

اِنِّیۡ اَرٰی طَاغِیَتَهُمۡ قَدۡ هَلَكَ

معلوم ہوتا ہے ان کا طاغی بادشاہ مر گیا ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ——

وَاَنَا مَا اَظُنُّ غَيۡرَهٗ ——

کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۴۷)

طاغی:

"خیال رہے کہ —— طاغی —— رومی بادشاہوں کا لقب ہے —— آسمانی بجلی اور سرکشی کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔"

امام دارالامارت کی طرف:

اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے عزیزوں اور غلاموں کو ساتھ لے کر

Marfat.com

دارالامارت کے دروازے پر پہنچ گئے —— اور اپنے ساتھیوں کو دروازے پر بٹھا کر حکم دیا —— کہ اگر تم کوئی مشکوک بات سنو تو اندر آ جانا، اس کے بعد آپ اکیلے اندر چلے گئے —— اور اس وقت مروان بھی ولید کے پاس موجود تھا —— ولید بن عتبہ نے آپ کی خدمت میں یزید لعین کا خط پیش کیا —— اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر سنائی —— حضرت نے ان للہ پڑھا —— رَحِمَ اللّٰہُ مُعَاوِیَۃَ —— اللہ تعالیٰ معاویہ پر رحم فرمائے —— اس کے بعد جب ولید نے امام کو بیعت کی دعوت دی تو آپ نے فرمایا ——

اِنَّ مَثْلِیْ لَا یُبَایِعُ سِرًّا، وَمَا اَرَاکَ تَجْتَزِیُ مِنِّیْ ھٰذَا

مجھ جیسا آدمی خفیہ بیعت نہیں کر سکتا —— اور نہ ہی صرف میری بیعت آپ لوگوں کے لئے کافی ہے ——

(البدایہ والنہایہ ایضاً)

اور ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ جب لوگ جمع ہو جائیں تو ہمیں ان کے ساتھ بلا لینا —— ولید بن عتبہ طبعاً جو ایک عافیت پسند شخص تھا اُس نے عرض کیا کہ ٹھیک ہے اب آپ تشریف لے جائیں اور پھر لوگوں کی جماعت کے ساتھ تشریف لے آئیں —— اس پر مروان نے ولید سے کہا —— خدا کی قسم کہ اگر یہ اس وقت بیعت کے بغیر نکل گئے تو پھر ان کے اور تمہارے درمیان بہت ہی خون خرابہ ہو گا —— انہیں روک لیں اور جب تک یہ بیعت کر کے یزید کو حکمران تسلیم نہ کر لیں ان کو باہر نہ جانے دیں۔

وَاِلَّا ضُرِبَتْ عُنُقُہٗ، فَنَھَضَ الْحُسَیْنُ

ورنہ ان کی گردن اڑا دو، یہ بات سن کر امام حسین کھڑے ہو گئے —— اور فرمایا

Marfat.com

يَا ابْنَ الزَّرْقَاءِ أَنْتَ تَقْتُلُنِيْ ؟ كَذِبْتَ وَاللهِ ——
وَاَثِمْتَ ——

اوئے زرقا کے بیٹے! کیا تو مجھے قتل کرے گا؟ خدا کی قسم تم نے جھوٹ بولا ہے اور بہت بڑے گناہ کی بات کی ہے ——

اس کے بعد آپ واپس اپنے گھر تشریف لے گئے —— مروان نے ولید بن عتبہ سے کہا کہ خدا کی قسم! اس کے بعد تم اس کو کبھی نہ دیکھ سکو گے —— ولید نے جواب دیا۔

وَاللهِ يَا مَرْوَانُ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاَنِّيْ قَتَلْتُ الْحُسَيْنَ —— سُبْحَانَ اللهِ! اَقْتُلُ حُسَيْنًا اِنْ قَالَ لَا اُبَايِعُ؟ —— وَاللهِ اِنِّيْ لَاَظُنُّ اَنَّ مَنْ يَّقْتُلِ الْحُسَيْنَ يَكُوْنُ خَفِيْفَ الْمِيْزَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ——

اے مروان! خدائے بزرگ و برتر کی قسم، حسین کو قتل کرنے کے معاوضہ میں، ساری دنیا کی دولت و بادشاہت بھی مجھے منظور نہیں —— سبحان اللہ! کیا میں حسین کو اس لئے قتل کردوں کہ وہ یزید کی بیعت کرنے سے انکار کرتے ہیں —— خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ جس نے حسین کو قتل کیا قیامت کے دن اس کے میزان (کی نیکیوں کا پلڑا) ہلکا ہوگا ——

(البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۱۵۴ —— تا —— ۱۵۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ (علامہ حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ) سن اشاعت ۲۰۰۵ء ۱۴۲۶ھ)

ا؎ زرقا بنت مواہب، —— ذوات الرایات (بدکاری پر دلالت کرنے والی عورتیں) میں سے تھی —— جو فاحشہ عورتوں کی دلالی کرتی تھی —— مروان کے دادا ابوالعاص بن امیہ نے اس سے نکاح کرلیا (کتاب پور بتول حاشیہ ص ۴ بحوالہ الکامل)

Marfat.com

مروان بن حکم

مروان بن حکم کا کردار بہت گندہ —— اور مزاج نہایت ظالمانہ تھا —— اوپر درج کی گئی سطور میں آپ نے پڑھ لیا ہے —— کہ اس نے ولید کو امام حسین علیہ السلام کے قتل کا مشورہ دیا تھا، اور مروان کی شاطرانہ کارروائیوں سے اہلِ اسلام کو بے پناہ نقصانات اٹھانے پڑے —— لیکن یہی مروان موجودہ دور کے خارجیوں کا محبوب ترین لیڈر ہے —— کیونکہ ان کے نزدیک ہر وہ شخص نہایت سمجھ دار اور بہت بڑا سیاست دان ہے —— جو آلِ رسول کے خون کا پیاسا ہو —— آیئے! لگے ہاتھوں مروان سے متعلق دو حدیثیں بھی دیکھتے جائیں تاکہ آپ کو یہ امر واضح ہو سکے کہ مروان کس قماش اور کس حیثیت کا آدمی تھا —— حالانکہ اسے آدمی کہنا آدمیت کی توہین ہے۔

○ —— مروان بن حکم وہ شخص ہے کہ جب اس کی ولادت ہوئی —— اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ قدس پناہ تحنیک کوئی چیز چبا کر نرم کر کے کھلانے) "یعنی گھٹی" کے لئے بلایا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ھُوَالْوَزَغُ ابْنُ الْوَزَعِ —— گرگٹ کا بیٹا، گرگٹ ہے۔

(النا ہیہ ص ۴۵ بحوالہ حاکم خطباب محرم ص ۳۴۹)

گرگٹ:

گرگٹ پنجابی میں اس کرلے کو کہتے ہیں جو طرح طرح کے رنگ بدلتا رہتا ہے اور کبھی ایک حالت پر نہیں رہتا۔

اُم المومنین نے فرمایا:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری نسائی اور ابنِ ابی حاتم کے حوالے سے لکھا ہے —— کہ جس زمانے میں حضرت معاویہ نے مروان کو حجازِ مقدس کا

Marfat.com

حاکم مقرر کر رکھا تھا —— اس نے ایک دن مدینہ منورہ میں خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت معاویہ کو اپنے بیٹے ''یزید'' کے ولی عہد بنانے میں بڑی ہی سوجھ بوجھ دی ہے —— اور یہ رائے بالکل درست ہے —— کیونکہ شیخین (ابوبکر وعمر) کی یہی سنت ہے۔

اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے فرمایا —— یہ شیخین کی سنت نہیں، بلکہ قیصر و ہرقل کا طریقہ ہے (یعنی یہ امر خاندانی بادشاہت کے طریقے پر ہے) —— حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی اولاد اور اپنے کسی گھر والے کو ولی عہد خلافت نہیں بنایا جب کہ امیر معاویہ اپنی پدری شفقت اور مہربانی کی بناء پر ایسا کر رہے ہیں۔ اس پر مروان نے کہا، تم وہی ہو جس کے بارے میں قرآنِ حکیم کا فرمان ہے کہ —— اپنے والدین کو اُف تک نہ کہو —— حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مروان! تم لعنتی کے بیٹے ہو —— اور تمہارے باپ پر اللہ تعالیٰ کے رسول نے لعنت فرمائی ہے —— جب اس واقعہ کی اطلاع اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کو ہوئی تو اُمّ المومنین نے فرمایا کہ والدین کو اُف تک نہ کہو والی آیت فلاں بن فلاں کے بارے میں ہے۔

فرماتی ہیں:

وَلٰکِنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَعَنَ اَبَا مَرْوَانَ، وَمَرْوَانُ فِیْ صُلْبِہٖ فَمَرْوَانُ بَعْضُ مَنْ لَّعَنَہُ اللّٰہُ

مروان کے باپ پر رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت لعنت فرمائی تھی، جب مروان اس کی پیٹھ میں موجود تھا یعنی جزو باپ تھا —— اس لحاظ

Marfat.com

سے مروان بھی مستحق لعنت ہوا۔

(تاریخ الخلفاء (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) ص ۲۰۳)

قارئین کرام! ـــــ دیکھا آپ نے یہ ہے مروان! ـــــ کہ اس کو اور اس کے باپ کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ـــــ گرگٹ ـــــ فرمایا، اور جس کے والد پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمانے کے بعد شہر بدر کر دیا ہو ـــــ ایسے شخص پر یہ توقع رکھنا کہ وہ آلِ رسول کے ساتھ محبت سے پیش آئے گا عبث ہے۔

اور ایسے آدمی کو مدینہ منورہ جیسے شہر کی گورنری تفویض کرنا سمجھ میں نہ آنے والا معاملہ ہے۔

نہ تو اس امر کو تفنن و تفریح سے تعبیر کیا جاسکتا ہے ـــــ اور نہ ہی اہلِ مدینہ جو رسول اللہ کے میزبان ہیں، سے ہنسی، مذاق اور دل لگی تصور کیا جاسکتا ہے ـــــ نہ ہی اسے ذاتی مفاد اور خاندانی عصبیت کا نام دیا جاسکتا ہے ـــــ زیادہ سے زیادہ اسے جذبہ تفقد اور مہربانی ہی کہا جاسکتا ہے ـــــ (واللہ اعلم)

امام کی مدینہ سے روانگی

حضرت امامِ عالی مقام حسین علیہ السلام نے ـــــ ۶۰ھ ۲۷ رجب المرجب، بعض نے ۲۸ رجب لکھا ہے ـــــ مدینہ منورہ سے ہجرت فرمائی۔

دل والو! کس کا جی چاہتا ہے مدینہ رسول چھوڑنے کو ـــــ وہ مدینہ جو فرشتوں کی جائے نزول ہے ـــــ جہاں قدر زہراء بتول ہے ـــــ وہ مدینہ جو مسکن رسول ہے ـــــ وہ مدینہ منورہ ـــــ جس کی زیارت کے لئے ایمان والوں کے دل ترستے ہیں ـــــ جہاں ہر گھڑی رحمت کے بادل برستے ہیں ـــــ یہ شہر رسول اللہ کا مدینہ ہے ـــــ یہ مدینہ تاجِ

Marfat.com

زمین کا نگینہ ہے —— یہ مقدس ترین دھرتی کا سینہ ہے —— اور ہر مدینے کا مدینہ ہے —— ایسے عظمت بھرے شہر کو چھوڑ کر چلے جانا امام حسین کی بہت بڑی قربانی اور عالم انسانیت پر بہت بڑا احسان ہے۔

مزارات پر حاضری:

حضرت امام نے مدینہ شریف چھوڑنے سے قبل —— اپنی عظیم والدہ سیدۃ نساء العٰلمین فاطمہ بنت رسول اللہ کے روضہ پر حاضری دی —— اپنی بھائی حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے مرقد پر جا کر سلام وداع پیش کیا —— ''فردوسِ آسیہ'' میں ہے کہ حضرت حمزہ عم رسول و علی کی قبر پر بھی سلام کے لئے تشریف لے گئے —— اور پھر اپنے نانا جان، جانِ کائنات کے مزار پر انوار پر بھی حاضری دی۔

آستانۂ مقدس:

علامہ امجدی نے خطباتِ محرم میں (ص ۳۵۲ پر) اس طرح منظر کشی کی ہے —— کہ امامِ عالی مقام جب اپنے نانا کے آستانۂ مقدس پر آخری سلام کے لئے حاضر ہوئے ہوں گے —— اس وقت آپ کی کیا کیفیت ہوئی ہوگی، بلاشبہ دیدۂ خوں بار نے اشک غم کی بارش کی ہوگی —— اور عرض کیا ہوگا —— نانا جان! میں آپ کا مقدس شہر چھوڑ کر جا رہا ہوں —— اُس شہر کو جو مجھے سب سے زیادہ عزیز اور پیارا ہے —— اور یہ اس لئے چھوڑ رہا ہوں کہ میرا یہاں رہنا دشوار ہو گیا ہے —— میں جا رہا ہوں، مجھے اجازت دیجئے۔

آپ علیہ السلام کے نانا جان سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہوں نے آغوشِ رحمت ومحبت میں آپ کی پرورش کی تھی، اس وقت روضہ انور میں ان کا کیا حال ہوا ہوگا —— اس کا تصور اہلِ محبت کے دلوں کو پاش پاش کر دیتا ہے۔

Marfat.com

آہ! یہ دن کتنے رنج وغم کا دن تھا کہ جگر گوشۂ رسول —— فرزند علی و بتول جن کا سب کچھ مدینے میں ہے —— مگر آج وہ مدینہ سے جا رہا ہے —— اور ہمیشہ کے لئے جا رہا ہے۔

آپ (امام حسین) الوداع اے نانا جان! الوداع کہہ کر واپس ہوئے اور ڈوبتے ہوئے دل کے ساتھ مدینہ منورہ پر حسرت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

اشعار کی زبان میں:

مصنف شاہنامہ حسین جناب علامہ نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ نے امام پاک کی روضہ رسول پر حاضری کو اپنے اشعار میں اس طرح بیان کیا ہے —— لکھتے ہیں کہ جب نواسہ اپنے نانا کے مزار پر قدمین شریفین کی طرف بوسہ دے کر بیٹھا تو یوں گویا ہوا

سلام اے جد امجد! اے میرا منہ چومنے والے
مجھے دوشِ محبت پر اُٹھا کر گھومنے والے
ذرا نظریں اُٹھا کر دیکھ! کس کا نورِ عین آیا
اُٹھ اے نانا تیرے در پر ترا اپنا حسین آیا
مری منزل کٹھن ہے اور مسافر، بے نوا ہوں میں
مدد اے رہبر کامل، کہ تنہا رہ گیا ہوں میں
ترے قدموں سے دنیا اب مجھے بھی دُور کرتی ہے
کسی فاجر کی بیعت پر مجھے مجبور کرتی ہے
ستم ہے مجھ کو سچی بات بھی کہنے نہیں دیتے

Marfat.com

جو چپ رہتا ہوں، اے نانا تو چپ رہنے نہیں دیتے
دعا کیجئے کہ مالک ہم کو صبر و استقامت دے
حسن علیہ السلام کی بردباری اور حیدر کی شجاعت دے
رہے آباد اے نانا ترا یہ پاک مے خانہ
دُعائیں آج دیتا جا رہا ہے ایک مستانہ
یہ کہہ کر سوئے مکہ چل دیا وہ سیّد عالی
غرض، آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدینہ ہو گیا خالی

(شاہنامہ حسین ص ۴۵)

قبر سے چمٹ کر:

حضرت مولانا عبدالرب قادری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''فردوس آسیہ'' میں یوں رقم طراز ہیں ــــ کہ امام حسین روضۂ رسول پر حاضر ہوئے ــــ سلام عرض کیا اور قبر مبارک سے چمٹ کر روئے ــــ اور عرض کیا، یارسول اللہ! یہ آپ کا حسین ــــ یہ آپ کا نورالعین ــــ آپ سے جدا ہوتا ہے، یہ بے بس و ناچار ہے ــــ بے یار و مددگار ہے ــــ اور عالم تنہائی ہے ــــ دُشمن مجھے آپ کے قدموں میں نہیں رہنے دیتے۔

میرے بھائی حسن علیہ السلام کو زہر دے کے ضائع کیا ــــ اب میرے پیچھے کمر باندھ کر پڑے ہیں ــــ اسی لئے مجھے ناچار آپ کا درِ دولت چھوڑنا پڑا ہے ــــ میں جا رہا ہوں ــــ پر دل و جان تیرے مدینے میں چھوڑے جا رہا ہوں ــــ حضور! آپ کے روضہ کا دیدار، تیری سرکار اور تیرا دربار چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا ــــ لیکن کیا کروں تیرے دین پر آبنی ہے ــــ فاسق و فاجر، ظالم اور شرابی آپ کا مسند نشین بنا ہے ــــ اور مجھ سے بیعت چاہتا ہے ــــ حضور! آپ کی حدیث ہے ــــ کہ جو ظالم و بدعتی کی عزت

Marfat.com

وتوقیر کرے اس نے اسلام کو گرایا —— نانا جان ذرا قبر شریف سے اپنا دست اقدس نکالئے اور مجھے گلے لگا لیجئے اور رخصت دیجئے خدا جانے پھر قسمت میں آپ کی قبر انور کا دیدار بھی ہے یا نہیں؟

(فردوس آسیہ ص ۴۸۔۲۸ مطبوعہ مکتبہ تھانوی متصل مسافر خانہ بندر روڈ کراچی)

آغوش رسول میں:

مولانا عبدالرب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں —— کہ جس رات امامِ عالی مقام نے روضہ رسول پر حاضری دی —— اس رات نمازِ تہجد وہیں پر ادا فرمائی، لکھتے ہیں —— کہ نماز تہجد کے بعد آپ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوئی —— نیند اور بیداری کے درمیان والی کیفیت —— یعنی نہ سوتے تھے نہ جاگتے تھے —— جسد اقدس اور حواس کے کچھ حصے سو رہے تھے، اور کچھ جاگ رہے تھے ——

اسی کیفیت کے دوران امام حسین نے دیکھا کہ میں ایک بچہ سا ہوں کہ حضور نبی کریم تشریف لائے —— اور مجھے اپنی گود میں لے لیا اور سینے سے لگا لیا —— اور پھر مجھے اپنی گود میں لٹا کر میرا سر اپنے زانوئے مبارک پر رکھا —— اور سر پر ہاتھ پھیر کر فرمانے لگے —— اے میری آنکھوں کے نور! —— اے میرے کلیجے کی ٹھنڈک! —— بہادری اور جرأت سے کام لو! —— عنقریب تم میرے پاس آنے والے ہو —— امام فرماتے ہیں —— میں نے عرض کیا —— حاضر ہوں —— اور اس امر پہ راضی ہوں کہ مجھے ابھی لے لیجئے —— اسی وقت آپ کے پاس آنے کو تیار ہوں —— آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —— بیٹا ابھی سے آنے کا ارادہ نہ کرو —— ہمت بلند رکھو، بھوک اور پیاس —— کرب و غربت اور مصیبت کا اپنے بچوں کو صدمہ دے کر آنا —— اور آلِ محمد کی بیبیوں کو تپتے ہوئے صحرائے کربلا میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے آنا ——

Marfat.com

بیٹا! فردوس اعلیٰ میں جو مرتبے اور درجے تیرے لئے ہیں، وہ کسی شہید کے لئے نہیں —— مگر وہ مرتبے مصیبتوں اور تکلیفوں کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے —— جب امام اس پرنور کیفیت سے نکلے تو آپ نے خود کو عالم وجد میں پایا —— نشۂ شہادت میں چور —— دیدارِ مصطفیٰ میں مسرور —— اور چشم مازاغ کے نوری جام سے مخمور تھے —— معاً مدینہ منورہ کی جدائی کے صدموں کا طوفان تھم گیا —— اور اپنے نانا کی گود کا نقشہ آنکھوں میں جم گیا۔

اور جسم رسول کی خوشبو نے مشامِ جان کو معطر کر دیا —— اور دل و دماغ کی وادیاں مہک اٹھیں —— ''مولانا فردوس آسیہ''[۱] —— میں لکھتے ہیں —— کہ امام پاک کا پہلے مدینہ منورہ سے جانے کا ارادہ کم تھا —— لیکن جب عالم خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو شہادت کے رستوں پر چلنے کا شوق فراواں ہو گیا ——

(فردوس آسیہ ص ۲۸۵)

ام المومنین اُمّ سلمہ کی حالت

''فردوسِ آسیہ'' میں مولانا عبدالرب دہلوی لکھتے ہیں —— کہ جب حضرت امام حسین ''علیہ السلام'' مدینہ سے روانہ ہونے کی تیاری فرما رہے تھے —— تو اہلِ مدینہ کا صدمہ سے عجیب حال تھا —— جتنی خوشی اہلِ مدینہ کو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے کی ہوئی تھی —— اتنا ہی آج ہر گھر غمکدہ بنا ہوا تھا —— کہیں رونے کی

---

[۱] خیال رہے کہ فردوسِ آسیہ حضرت مولانا عبدالرب دہلوی کی تصنیف ہے جس میں خلفائے راشدین کی سوانح عمری —— ذکر اہلِ بیت —— اور شہادت امام حسین کا تذکرہ ہے۔ مولانا نے ماخوذین روایات کا لفظی ترجمہ کیا ہے —— اور اردو بھی پرانے وقتوں کی ہے —— بندہ نے مولانا کی کتاب سے جو واقعات اخذ کئے ہیں —— ان کو عام فہم اور موجودہ سلیس اردو زبان کے سانچے میں ڈھالا ہے تاکہ پڑھنے والے کو بات سمجھنے میں آسانی رہے —— اور اصل مفہوم میں بھی کوئی فرق نہیں آنے دیا۔ (مؤلف)

Marfat.com

آواز آرہی تھی ـــــ اور کوئی سسکیاں بھر رہا تھا ـــــ تو کوئی ہچکیاں لے رہا تھا ـــــ اور کوئی دکھ، درد کی تپش کو سینے میں چھپائے حیرت کی تصویر بنا بیٹھا تھا۔

○ ـــــ حضرتِ سیّدہ اُمّ المومنین اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا کا اس صدمے سے یہ حال تھا ـــــ کہ دم اُلٹ گیا تھا ـــــ رات دن ایک ہی پکار تھی ـــــ اور زبان پر یہ ایک ہی ندا تھی ـــــ بیٹا حسین! تو کہاں ہے ـــــ تجھے تیرے نانا یاد فرماتے ہیں ـــــ

(فردوسِ آسیہ ص ۲۸۵)

مروان پلید:

مروان پلید نے یزید عنید کو بذریعہ خط ـــــ یہ لکھ کر بھیجا کہ ولید بن عتبہ کو اپنا خیر خواہ تصور نہ کر ـــــ تیری فرماں برداری کا تقاضا یہ تھا کہ وہ حسین کو قتل کر دیتا ـــــ لیکن اس نے ان کا بہت ادب کیا ـــــ اور اپنی مسند پر بٹھایا ـــــ اب وہ تیرے قابو سے نکل کر دارالامن مکہ معظّمہ داخل ہو گئے ہیں ـــــ اسی بات پر یزید عنید نے ولید بن عتبہ کو معزول کر دیا۔

(فردوس آسیہ ص ۲۵۸)

حضرتِ محمد بن حنفیہ نے عرض کیا

حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے بھائیوں ـــــ بہنوں ـــــ بیٹوں اور بیٹوں کو ساتھ لے کر نکلے ـــــ تو آپ کے بھائی حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ (جو خولہ بنت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے مولا علی کے بیٹے تھے اور جنابِ خولہ کا لقب حنفیہ تھا) نے اپنے بڑے بھائی امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

وَاللّٰہِ یَا اَخِیْ لَاَنْتَ اَعَزُّ اَھْلِ الْاَرْضِ عَلَیَّ

خدا کی قسم! اے میرے بھائی! آپ تمام اہلِ زمین سے مجھے زیادہ عزیز

١٢٥٥٥٨

Marfat.com

ہیں ——

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۵۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان سن اشاعت ۲۰۰۵ء)

○ —— جنابِ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہما نے عرض کی —— میں آپ کی خدمت میں نصیحت پیش کرتا ہوں کہ آپ کسی شہر میں سکونت اختیار نہ فرمائیں —— بلکہ کسی جنگل یا صحرا میں رہیں —— جب لوگ آپ کی بیعت کر لیں —— اور آپ پر اتفاق کر لیں تو پھر آپ شہر میں داخل ہو جائیں —— اور اگر آپ اس چیز سے انکار کرتے ہیں —— اور شہر میں رہنا چاہتے ہیں تو مکہ معظّمہ چلے جائیں —— آپ کی خواہش کے مطابق وہاں حالات سازگار ہوں تو بہتر ورنہ۔

اِلَی الرِّمَالِ وَالْجِبَالِ

ریگستانوں اور پہاڑوں کی طرف چلے جائیں۔

امام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آپ نے مجھے نصیحت کی اور میرے ساتھ ہمدردی کی ——

وَسَارَ الْحُسَیْنُ اِلٰی مَکَّۃَ

اور امام حسین علیہ السلام مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۵۵)

علامہ ابنِ اثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام حسین نے اپنے بھائی محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

فَاَیْنَ اَذْھَبُ یَا اَخِیْ!

اے بھائی! بتائیں میں کہاں جاؤں۔

انہوں نے عرض کیا:

Marfat.com

اِنْزِلْ مَکَّۃِ

مکہ معظّمہ میں نزول اجلال فرمائیں۔

(الکامل ابن اثیر ج ۳ ص ۱۳۰ دار الکتاب العربی بیروت)

دل والو!:

دل والو! ذرا اس منظر کو تصور کی آنکھوں سے دیکھو کہ رونق مدینہ —— مدینہ رسول کو کس داد بھری آواز میں الوداع کہہ رہا ہے —— اونٹوں پر کجاوے —— اور کجاووں پر شاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پردہ دار نواسیاں —— اور آلِ پیغمبر کے چھوٹے چھوٹے بچے اور معصوم بچیاں جن کو ابھی ابھی نیند سے بیدار کر کے اونٹوں پر سوار کیا گیا ہے ——

نیند سے پلکیں بوجھل —— چہرے اداس —— اجسادِ پاک مضمحل —— طبیعت میں کسمساہٹ —— نگاہوں میں حیرت وحسرت —— اور دل میں مدینۃ الرسول کے چھوٹ جانے کا غم —— اس نوری قافلے کی ظاہری بے کسی و بے بسی کا دلخراش منظر دیکھ کر آسمان تھرا گیا ہوگا —— فرشتے حیرت کی تصویر بن گئے ہوں گے —— حوروں کی چیخیں نکل گئی ہوں گی —— فرشِ زمین پر اضطراب سے لرزا پیدا ہو گیا ہوگا —— نخلستانِ مدینہ نے فرقت کے لمحوں میں خضرت کی چادریں اتار دی ہوں گی۔

گلہائے مدینہ کی رنگت اڑ گئی ہوگی —— کلیوں کا غزہ اُتر گیا ہوگا —— مدینے کی گلیوں میں کھلنے والے دروازوں کی دہلیزوں پر بیٹھ کر، وہاں شرافت مآب خواتین سیدۃ نساء العٰلمین، اور زینب کبریٰ کا نام لے لے کر رو رہی ہوں گی —— طیبہ کی گلیوں میں کھیلنے والی ننھی ننھی معصوم بچیاں سیّدہ سکینہ کو یاد کر کے آہیں بھرتی ہوں گی —— فضائیں نوحہ کناں ہوں گی —— کہ دیکھو! مدینے سے مدینے کا والی جا رہا ہے —— مسجد نبوی کے منبر کا مالک جا رہا ہے —— سجادۂ رسول کا وارث جا رہا ہے —— علی کا لعل اور بتول کا گوہر جا رہا ہے

Marfat.com

——غریبوں کا غمخوار جارہا ہے——اور آلِ محمد کا سردار جارہا ہے——دیکھو——آج ——مدینہ منورہ——سے——کون جارہا ہے۔خضر کہتا ہے

مدینے سے ماہِ مدن جا رہا ہے
حرم سے امامِ زمن جا رہا ہے
بہاروں نے رو کر کہا ہائے کیونکر
یہ سارے کا سارا چمن جا رہا ہے

حسین!

آج مدینہ چھوڑ کر کیوں جارہا ہے؟——حکومت حاصل کرنے کے لئے!—— نہیں ہرگز نہیں——کسی مفاد کے لئے——نہیں ہرگز نہیں——امام علیہ السلام کا مدینہ سے مکہ——اور مکہ سے کربلا جانا کسی ذاتی لالچ کی بنا پر نہ تھا——بلکہ اپنے نانا کا وعدہ وفا کرنے کے لئے——اور اپنے جد امجد کی آغوشِ رحمت کی خوشبو سونگھنے کی خاطر جانا پڑا، خضر کہتا ہے

مصیبت سے پنجہ لڑانے کی خاطر
جفاؤں کا ہر تیر کھانے کی خاطر
شہادت کا گلشن سجانے کی خا طر
شہید ہو کے قرآں سنانے کی خاطر
مدینے سے نکلا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نواسہ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت بچانے کی خاطر

Marfat.com

ایک خاص وجہ:

ایک خاص وجہ یہ بھی ہے —— کہ جب امامِ عالی مقام علیہ السلام روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بغرضِ زیارت حاضر ہوئے —— اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں یوں عرض کناں ہوئے —— اے اللہ! یہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر ہے —— اور میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا بیٹا ہوں —— میں جن حالات سے مجبور ہو کر جا رہا ہوں تو جانتا ہے —— میں نیکی کو اختیار اور بدی سے اجتناب کو پسند کرتا ہوں ——

وَاَسْئَلُكَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِحَقِّ الْقَبْرِ وَمَنْ فِيْهِ ——

''اے ربّ ذوالجلال میں تجھ سے صاحب قبر کا واسطہ دے کر کہتا ہوں'' ——

کہ میرے لئے وہ راستہ پیدا فرما۔

مَا هُوَلَكَ رِضًى وَلِرَسُوْلِكَ

کہ جس میں تیری اور تیرے رسول کی رضامندی ہو۔

حضرتِ امام روتے روتے قبر انور کے ساتھ لپٹ گئے —— اور اسی غلبہ شوق کی کیفیت میں دیکھتے ہیں کہ فرشتوں کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہیں —— اور امام حسین علیہ السلام کو آپ نے اپنی آغوشِ رحمت میں لیا —— اور سینہ اقدس سے لگا لیا —— چوما ——

اور فرمایا:

حَبِيْبِىْ يَا حُسَيْنُ كَاَنِّىْ اَرَاكَ

اے میرے حبیب ''پیارے'' حسین میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔

Marfat.com

کہ عنقریب، تم خاک وخون میں تڑپائے جاؤ گے —— اور اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ سرزمین کربلا میں ظلماً ذبح کئے جاؤ گے، اور تمہیں پانی نہیں ملے گا —— تم اور تمہارے ساتھی پیاس کی شدت سے نڈھال ہوں گے —— اور اس کے باوجود تیرے قاتل! ——

یَرْجُوْنَ شَفَاعَتِیْ لَا اَنَا لَهُمُ اللّٰهُ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ——

حَبِیْبِیْ یَا حُسَیْنُ اَنَّ اَبَاكَ وَاُمَّكَ وَهُمْ مُشْتَاقٌ اِلَیْكَ ——

میری شفاعت کے امیدوار ہوں گے —— نہ پہنچائے گا اللہ تعالیٰ میری شفاعت ان کو قیامت کے دن (یعنی میری شفاعت ان کو نصیب نہ ہوگی)

—— اے میرے حبیب حسین تیرا باپ اور تیری ماں تیرا انتظار کر رہے ہیں۔

امام پاک نے رو کر عرض کیا —— اے میرے نانا جان! دنیا کی طرف جانے کی کوئی خواہش نہیں۔

وَاَدْخِلْنِیْ فِیْ قَبْرِكَ

مجھے اپنے ساتھ ہی اپنی قبر میں داخل فرمالیں۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نواسے کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا —— نہیں بیٹے! ابھی نہیں —— ابھی تمہارا دنیا کی طرف رجوع ضروری ہے۔

حَتّٰی تُرْزَقَ الشَّهَادَةَ لِیَكُوْنَ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا مِنَ الثَّوَابِ الْعَظِیْمِ ——

یہاں تک کہ تمہیں شہادت کا وہ مرتبہ پانا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ

Marfat.com

دیا ہے جس کا بہت بڑا ثواب تمہیں ملنا ہے۔

(الحیات الخفی (علامہ سیّد محمد شاہ بن احمد دہلوی) ج ۲ ص ۲۸

(بحوالہ شہادتِ نواسۂ سیّد الابرار (علامہ عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ) ص ۵۶۹، ۵۷۰)

یا جدی یا حبیب اللہ:

ایک اور روایت میں ہے —— کہ حضرت امام علیہ السلام جب آخری بار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے تو ان الفاظ کے ساتھ عرض کناں ہوئے۔

يَا سَيِّدِیْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ —— يَا جَدِّیْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ —— بِـاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ لَقَدْ خَرَجْتُ جَوَارَكَ كَرْهًا فُرِّقَ بَيْنِیْ وَ بَيْنَكَ وَاُخِذْتُ بِـالْاَيْدِ قَهْرًا وَاَنْ اُبَـايِعَ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ شَارِبَ الْخَمْرِ —— وَرَاكِبَ الْفُجُوْرِ —— فَاِنْ فَعَلْتُ فُكَفَرْتُ —— وَاِنْ اَبَيْتُ فَقُتِلْتُ —— فَمَا اَنَا بِخَارِجٍ مِّنْ جَوَارِكَ عَلَى الْخَطْرَةِ اِهَانَتُ الْمَدِيْنَةِ فَعَلَيْكَ مِنِّی السَّلَامُ يَا جَدِّیْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

اے میرے سردار و سرور! اے اللہ کو رسول! —— اے میرے نانا جان اے اللہ تعالیٰ کے حبیب —— میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں بے شک میں آپ کے پڑوس سے مجبوراً نکل رہا ہوں —— میرے اور آپ کے درمیان جدائی ڈال دی گئی ہے —— اور مجھے مضبوطی کے ساتھ جبراً پکڑا جا رہا ہے —— کہ میں یزید بن معاویہ کی بیعت کرلوں جو کہ شرابی ہے —— اور جو فسق و فجور پر سواری کرنے والا ہے —— اگر میں بیعت کروں تو کافر ہو جاؤں —— اور اگر انکار کروں تو مجھے قتل کر دیا جائے گا ——

Marfat.com

میں آپ کے پڑوس سے کسی خطرے کی بنا پر نکلنے والا نہیں ـــــ مجھے مدینہ منورہ کی توہین کا خطرہ ہے[1] ـــــ میری طرف سے آپ پر سلام ہو۔

اے میرے نانا جان! ـــــ اے اللہ کریم کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

نواسے کا سر اور آغوشِ رسول:

روضۃ الشہداء میں علامہ حسین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ـــــ کہ جب امام حسین علیہ السلام سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزارِ پرانوار پر حاضر ہو کر ـــــ یہ تمام معروضات پیش کرنے کے بعد الگ ہوئے تو پھر نماز میں مشغول ہو گئے ـــــ اس کے بعد آپ پر نیند کا غلبہ ہوا تو دوسری مرتبہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ـــــ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر نواسے کا سر اپنی آغوش میں لے لیا ـــــ امام علیہ السلام نے عرض کیا ـــــ نانا جان! میں اُمت کی جفاؤں سے تنگ آ گیا ہوں اور مجبوراً آپ کے روضے کی زیارت سے محروم ہوں ـــــ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ دوبارہ آپ کے مزار کی زیارت نہیں کر سکوں گا۔

رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ـــــ بیٹا! عنقریب تو میرے پاس آ جائے گا ـــــ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بھوکا، پیاسا کربلا کی زمین پر گرا پڑا ہے ـــــ تیرا جسم نازنین کٹا پھٹا ہے ـــــ اور سر تیرا جسم سے الگ پڑا ہوا ہے ـــــ اے میرے حسین! صبر کا دامن تھام کر رکھ! ـــــ اور مردانہ وار اپنا کام پورا کر ـــــ زیادہ دیر نہیں گزرے گی کہ تم بھی اپنے ـــــ مغموم باپ ـــــ مظلوم بھائی ـــــ غمزدہ ماں، کی طرح میرے

---

[1] کہ کہیں میرے انکارِ بیعت کا بہانہ بنا کر یزید مدینہ پر حملہ کر کے شہرِ مقدس کو تاخت و تاراج نہ کرے۔

(الحیات الخفی ج ۲ ص ۳۲ بحوالہ شہادتِ نواسہ سیّد الابرار ص ـــــ ۵۷۴ تا ـــــ ۵۷۵ مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور)

Marfat.com

پاس پہنچ جائے گا ـــــ اور میرے ساتھ بہشت کے دستر خوان پر بیٹھ کر خالق العباد کی شاخِ عنایت سے ثمر مراد حاصل کرے گا۔

امام حسین علیہ السلام فرماتے کہ میں نے اس اثناء میں اپنے جدامجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کی طرف دیکھا تو آپ کا روئے گلنار زعفران کی طرح زرد تھا ـــــ اور مشکبار گیسو گرد و غبار میں اَٹے ہوئے تھے ـــــ فرماتے ہیں ـــــ میں یہ حال دیکھ کر ڈر گیا ـــــ اور عرض کیا ـــــ یارسول اللہ! آپ پر یہ کیسی حالت طاری ہے؟ ـــــ فرمایا، اے میری آنکھوں کے نور! اے میرے پسندیدہ بیٹے! ـــــ یہ خاکِ کربلا کی نشانی ہے ـــــ اس کے ساتھ ہی امام حسین علیہ السلام بیدار ہو گئے ـــــ اور آپ کو اپنی شہادت کا یقین ہو گیا ـــــ اور اس کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ چلے جانے کا عزمِ صمیم کر لیا۔

حضرت امام حسین جب مدینہ طیبہ کو خیر باد کہہ کر مکہ شریف جانے والی شاہراہ پر گامزن ہوئے تو آپ سورۂ قصص کی آیت نمبر ۲۱ تلاوت فرمارہے تھے۔ آیت یہ ہے۔

فَخَرَجَ مِنۡهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ۔

''پس آپ (یعنی موسیٰ علیہ السلام) نکلے وہاں سے ڈرتے ہوئے، اس انتظار میں کہ اب کیا ہوتا ہے، عرض کی میرے رب! بچالے مجھے ظالم لوگوں سے۔''[1]

---

[1] اس آیت مبارکہ کا پس منظر یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ایک قبطی شخص مارا گیا تو حکومتی ایوانوں میں یہ بات پہنچی کہ قبطی کو موسیٰ علیہ السلام نے مارا ہے، فرعونیوں نے آپ کو گرفتار کر کے ختم کرنے کی سازش کی، حضرت موسیٰ کے ایک مخلص کو پتہ چلا تو وہ دوڑا دوڑا آیا اور حکومت کے ارادے سے آپ کو مطلع کر کے عرض کیا کہ آپ یہاں سے جلدی نکلنے کی فکر کریں، آپ کو گرفتار کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ـــــ چنانچہ آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور دل میں یہ کھٹکا لگا ہوا تھا کہ کوئی پیچھے سے آکر گرفتار نہ کر لے، اس لئے بارگاہِ خداوندی میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے اللہ مجھے اس ظلم و ستم کرنے والی قوم سے بچا لے ـــــ اسی طرح جب امام ذی وقار نے بوقت سفر مذکورہ آیت تلاوت کی تو آپ کے ذہن میں اس آیت مبارکہ کا پورا پس منظر اور جنابِ موسیٰ علیہ السلام کا مدین کی طرف سفر کرنا موجود تھا جبھی تو آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ (مؤلف)

(روضۃ الشہداء ـــــ ص ۲۰۲۔ مطبوعہ خیابانِ ابوذر تہران)

Marfat.com

عبداللہ بن مطیع سے ملاقات:

جب امام پاک نے سفر جاری فرمایا تو راستے میں ایک مقام پر عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی —— جو کہ مکہ معظمہ سے آ رہے تھے —— انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی —— اے ابنِ رسولِ خدا! —— آپ کہاں جا رہے ہیں —— اور کیا ارادہ رکھتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا —— اے عبداللہ! ظالموں کے ہاتھوں تنگ آ کر اپنے شہر اور وطن کو چھوڑ رہا ہوں —— احباب و اصحاب کی صحبتوں کو خیر باد کہہ کر حرم کی طرف جا رہا ہوں —— کیونکہ ارشادِ باری ہے:

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا

"جو شخص اس میں داخل ہو جائے (وہ ہر خطرے سے) محفوظ ہو جاتا ہے" —— (سورہ آلِ عمران آیت ۹۷)

مجھے ہر روز اپنے شہر میں رنج و غم —— اور ہر ساعت ایک نئی مصیبت اور نئے الم سے واسطہ رہتا ہے —— اس وقت تو مکہ معظّمہ جا رہا ہوں وہاں جا کر حالات کے تقاضوں کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن مطیع نے عرض کی —— اے ابنِ رسول اللہ! میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا ہے، اگر اجازت ہو تو عرض کروں؟ حضرت امام نے فرمایا تو میرا دوست ہے اور دوستوں کی باتیں سنی جاتی ہیں —— جو کہنا ہے کہو!

جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے ابنِ رسول اللہ! آپ اس وقت تمام عالم کے سردار اور اولادِ آدم میں سب سے بہتر ہیں، آپ مکہ معظّمہ تشریف لے جائیں اور

Marfat.com

وہیں پر رہیں، اہلِ مکہ اور کسی کو آپ پر ترجیح نہیں دیں گے جبکہ اہلِ کوفہ آپ کو الجھانے کی کوشش کریں گے، ان کی چاپلوسی اور فریب میں ہرگز نہ آنا، آپ کے والد گرامی نے اس علاقہ میں شربت شہادت نوش فرمایا تھا، نیز ان لوگوں نے آپ کے برادرِ مکرم (امام حسن علیہ السلام) سے وفا نہ کی اور انہیں ہر طرح کے دُکھ دیئے، مجھے معلوم ہے کہ وہ آپ کو بلانے کی کوشش کریں گے پھر آپ کو بلا کر اکیلا چھوڑ دیں گے اور ہرگز وعدہ وفائی نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ ان کوفیوں کی جبلت میں وفا نہیں ہے۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنابِ عبداللہ کی باتوں کی تصدیق فرماتے ہوئے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے

امامِ عالی مقام مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کے دوران مختلف منازل اور مراحل طے کرتے ہوئے مکہ مکرمہ کے جوار میں پہنچ گئے، جب آپ کی نظر مکہ مکرمہ کی پہاڑیوں پر پڑی تو آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حال اور مدین پہنچنے کو یاد کر کے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّىٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ (پارہ نمبر ۲۰ سورہ قصص آیت نمبر ۲۲)

"اور جب روانہ ہوئے مدین کی طرف (تو دل میں) یہ کہنے لگے امید ہے کہ میرا رب میری راہنمائی فرمائے گا سیدھے راستے کی طرف[1]"

(روضۃ الشہداء ۱ ص ۲۰۲)

[1] خیال رہے کہ مدین ملک شام کے ایک شہر کا نام ہے جو مدین بن ابراہیم علیہ السلام کے نام سے موسوم ہے، یہ علاقہ فرعونی حکومت سے خارج تھا، مصر سے مدین کی مسافت آٹھ منزل کی تھی ـــــ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر میں ٹھہرنا ناممکن

Marfat.com

امام مکہ معظّمہ میں

جب اہلِ مکہ کو حضرت امام رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کا پتہ چلا تو وہ آپ کے استقبال کے لئے مکہ معظّمہ سے باہر نکل آئے اور آپ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے زبان سے یوں گویا ہوئے

مدینہ پاک سے حسن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتا ہے
امن کے شہر میں ابنِ بتول آتا ہے
ہمارے دل کے چمن میں بہار آئے گی
وہ دیکھو گلشن حیدر رضی اللہ عنہ کا پھول آتا ہے

امامِ عالی مقام علیہ السلام نے جس جگہ قیام فرمایا وہاں پر لوگ گروہ در گروہ آپ کی خدمت میں حاضری دیتے۔ جب یزید عنید کو یہ خبر پہنچی کہ امام حسین اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ چھوڑ کر مکہ معظّمہ چلے گئے ہیں تو اس نے امامِ عالی مقام کو گرفتار نہ کرنے کی سزا کے طور پر ولید کو معزول کر دیا۔

(روضۃ الشہدا ۲۰۳)

امام حسین ۳ شعبان المعظم ۶۰ھ بمطابق ۹ مئی ۶۸۰ء بروز جمعرات مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے اور شعب ابی طالب میں قیام فرمایا۔ یہ وہی مقام ہے جہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سال مقیم رہے، جب قریش مکہ نے آپ سے جدائی اختیار کی اور

(بقیہ حاشیہ) ہو گیا تو آپ نے مدین کا رُخ کیا، اس لئے کہ یہ علاقہ فرعونِ مصر کے قلمرو سے باہر تھا اور قریب بھی تھا، آباد و شاداب بھی تھا اور وہاں کے باشندے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند حضرت مدین کی اولاد تھے، ان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ان سے خونی قرابت بھی تھی، لیکن بے سروسامانی کا عالم یہ تھا کہ پاس نہ سواری تھی نہ زادِ راہ، راستہ بھی معلوم نہ تھا لیکن دل میں یقین کا سرمایہ تھا، اس لئے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری راہنمائی فرمائے گا، اس سفر میں آپ نے صرف درختوں کے پتوں کو بطور غذا استعمال کیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سفر مدین کے رستوں سے زیادہ ہولناک تھا، اسی تصور کے تحت آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (مؤلف)

Marfat.com

بنو ہاشم کو یہاں رہنا پڑا، آج حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کو بھی اسی مقام پر قیام کرنا پڑا اور اس قیام کے دوران لوگ دور دراز سے حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کرتے اور آپ کی معیت میں ایک انوکھا کیف محسوس کرتے تھے۔

اہلِ کوفہ کی میٹنگ

جب اہلِ کوفہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور امام حسین علیہ السلام کا یزید کی بیعت سے انکار کا پتہ چلا تو انہوں نے سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان میں ایک خفیہ میٹنگ کی جس میں سلیمان نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ حسین مدینہ سے نکل کر مکہ چلے گئے ہیں۔

وَاَنْتُمْ شِيْعَتُهٗ وَ شِيْعَةُ اَبِيْهِ

(تاریخ طبری ج ۶ ص ۱۹۷ مطبوعہ دار الفکر)

''اور تم ان کے والد (علی علیہ السلام) کے شیعہ ہو''

اگر تم اس موقع پر ان کی مدد کرنا اور ان کے دشمن کے خلاف جہاد کرنا چاہتے ہو تو انہیں لکھ بھیجو کہ وہ یہاں تشریف لے آئیں —— اور اگر تم اپنی کمزوری کے باعث ڈرتے ہو تو پھر انہیں خواہ مخواہ مصیبت میں نہ ڈالو! —— اس پر ان تمام (شیعان) نے ایک زبان ہو کر کہا۔

نُقَاتِلُ عَدُوَّهٗ وَ نَقْتُلُ اَنْفُسَنَا

کہ ہم ان کے دشمنوں کو قتل اور اپنی جانوں کو ان پر قربان کر دیں گے۔

(طبری ج ۶ ص ۱۹۷ مطبوعہ دار الفکر)

چنانچہ ان سب نے بالاتفاق امام حسین علیہ کو ایک خط لکھا جس کا مضمون اس طرح ہے۔

Marfat.com

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ـــــ مِنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صَرْدٍ ۔ وَالْمُسَيِّبِ بْنِ نَجِيَّةٍ ، وَّرَفَاعَةَ ابْنِ شَدَّادٍ ، وَّ حَبِيْبِ بْنِ مُظَاهِرٍ وَّ شِيْعَتِهٖ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ ـــــ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَاَنَا نَحْمَدُ اِلَيْكَ اللهَ الَّذِىْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ـــــ اَمَّا بَعْدُ ـــــ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ قَصَّمَ عَدُوَّكَ الْجَبَّارَ الْعَنِيْدَ الَّذِىْ اِنْتَزٰى عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ فَابْتَزَهَا اَمْرَهَا وَ غَصَبَهَا فَيْأَهَا وَتَأَمَّرَ عَلَيْهَا بِغَيْرِ رَضِيً مِّنْهَا ثُمَّ قَتَلَ خِيَارَهَا اسْتَبْقٰى شِرَارَهَا وَجَعَلَ مَالَ اللهِ دَوْلَةً بَيْنَ جَبَابِرَتِهَا وَاَغْنِيَائِهَا فَبُعْدًا لَّهٗ كَمَا بُعِدَتْ ثَمُوْدُ اَنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْنَا اِمَامٌ ـــــ فَاَقْبِلْ لَعَلَّ اللهَ اَنْ يَّجْمَعَنَا بِكَ عَلَى الْحَقِّ ـــــ وَالنُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ فِىْ قَصْرِ الْاِمَارَةِ لَسْنَا نَجْتَمِعُ مَعَهٗ فِىْ جُمْعَةٍ وَّلَا نَخْرُجُ مَعَهٗ اِلٰى عِيْدٍ وَّلَوْ قَدْ بَلَغَنَا اِنَّكَ قَدْ اَقْبَلْتَ اِلَيْنَا اَخْرَجْنَاهُ حَتّٰى نُلْحِقَهٗ بِالشَّامِ اِنْشَاءَ اللهُ وَالسَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ

ترجمہ: ـــــ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـــــ حسین بن علی کے لئے، سلیمان بن صرد ـــــ مسیّب بن نجیہ ـــــ رفاعہ بن شداد ـــــ اور حبیب بن مظاہر ـــــ اور کوفہ کے شیعہ مومنین و مسلمین کی طرف سے ـــــ سلام ہو آپ پر ـــــ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے ہیں ـــــ جس کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں ـــــ اما بعد ـــــ اللہ کا شکر ہے کہ

Marfat.com

اس نے آپ کے جبار (جبر و ستم کرنے والا) اور عنید (لڑاکا، سرکش) دُشمن کو موت سے ہمکنار کیا ــــ جس نے نظامِ حکومت کو درہم برہم کیا ــــ غنائم (غنیمت کی جمع مالِ غنیمت) پر قبضہ جمائے رکھا ــــ اور لوگوں کی مرضی کے بغیر ان پر حکومت کی ــــ نیکوں کو قتل کیا اور شر پسندوں کو باقی رکھا ــــ اور اللہ تعالیٰ کا مال جفا کاروں میں تقسیم کیا ــــ ان پر عذاب نازل ہو، جس طرح قومِ عاد پر نازل ہوا ــــ ہم بغیر امام کے ہیں ــــ آپ تشریف لائیں! ــــ شاید آپ کی وجہ سے ہم حق پر جمع ہو جائیں ــــ امیر کوفہ نعمان بن بشیر دار الامارت میں موجود ہیں، ہم ان کے پیچھے جمعہ اور عید کی نماز نہیں پڑھتے اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ آپ تشریف لا رہے ہیں، تو ہم انہیں شام کی طرف دھکیل دیں گے ــــ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ علیک

(۱) تاریخ طبری (امام ابنِ جریر طبری) ج ۶ ــــ ص ۱۹۷ مطبوعہ دار الفکر

(۲) مقتل الحسین لابی مخنف ص ۱۵۔۱۶ ــــ تا ــــ ۱۶ مطبوعہ قم ایران

(۳) الحسین مترجم (ابو النصر عمر ۵۵ مطبوعہ لاہور)

ــــ نوٹ ــــ

خیال رہے کہ مندرجہ بالا خط کوفہ کے شیعوں کی طرف سے لکھا گیا ــــ اور خط کی شدت بتا رہی ہے کہ لکھنے والے سلطانِ سلاطین شام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سخت ترین مخالفین میں سے ہیں ــــ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مریدوں نے اپنے پیر و مرشد کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دے دی اور پھر مشکل وقت میں ساتھ چھوڑ گئے اور امام کو ظالموں کے درمیان چھوڑ دیا ــــ مندرجہ بالا خط کے قاصد عبداللہ بن سبیع ہمدانی ــــ اور عبداللہ بن

Marfat.com

وال تھے ـــــ یہ خط مکہ میں دس رمضان ۶۰ھ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا، اس خط کے روانہ کرنے کے دو دن بعد اہلِ کوفہ نے ـــــ قیس بن مسہر صیداوی ـــــ عبدالرحمٰن بن عبداللہ ارجبی ـــــ اور عمارہ بن عبید سلولی کو مختلف عمائدین شہر کے ڈیڑھ سو (۱۵۰) خط دے کر سیّدنا امام حسین کی خدمت میں بھیجا جن میں آپ سے تشریف لانے کی درخواست کی گئی تھی۔

(الحسین مترجم ابوالنصر عمر ص ۲۵۵ ـ تا ـ ۲۵۶)

ایک اور خط:

اس کے بعد بھی ان سے صبر نہ ہو سکا ـــــ اور ان ڈیڑھ سو خطوط پر اکتفا نہ کرتے ہوئے دو دن بعد ـــــ ہانی بن ہانی سبیعی ـــــ اور سعید بن عبداللہ حنفی کے ہاتھ امام حسین علیہ السلام کو اس مضمون کا ایک اور خط بھیجا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـــــ لِحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، مِّنْ شِيْعَتِهٖ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَلَا رَأْىَ لَهُمْ فِيْ غَيْرِكَ فَالْعَجَلُ الْعَجَلُ ـ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ ـــــ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـ حسین بن علی کو ان کے شیعہ مومنین اور مسلمین کی طرف سے ـــــ جلدی روانہ ہو جائیے لوگ آپ کے انتظار میں ہیں ـــــ اور سب کی رائے بس آپ ہی کے اوپر ہے جلدی کیجئے جلدی کیجئے ـــــ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ ـــــ

(طبری (امام ابنِ جریر) ج ۶ ص ۱۹۷)

تیسرا خط:

شبث بن ربعی ـــــ حجاز بن الجر ـــــ یزید بن حارث ـــــ یزید بن رویم ـــــ عزرہ بن قیس ـــــ عمرو بن حجاج زبیدی ـــــ اور محمد بن عمر تمیمی نے اس مضمون کا خط

Marfat.com

لکھا۔

—— اَمَّا بَعْدُ —— فَقَدِ اخْضَرَّ الْجَنَابُ وَاَيْنَعَتِ الثِّمَارِ وَطَمَّتِ الْحَمَّامُ فَاِذَا شِئْتَ فَاَقْدِمْ جُنْدٍ لَّكَ مُجَنَّدٍ ——

کوفہ کے نواحی علاقے سرسبز وشاداب ہو چکے ہیں، پھل پک چکے ہیں —— چشمے چھلک رہے ہیں —— آپ جب چاہیں تشریف لے آئیں، آپ کا لشکر تیار ہے ——

یہ تمام قاصد ایک ہی وقت میں حضرت امام کی خدمت میں پہنچے، حضرت امامِ عالی مقام کی خدمت میں پے در پے اہلِ کوفہ کے خطوط پہنچنے شروع ہوئے، تو آپ نے اہل الرائے اصحاب کے مشورے کے بعد —— ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی جو سب قاصدوں کے آخر میں پہنچے تھے کہ اہلِ کوفہ کے خطوط جواب لکھ کر دیا —— خط کا مضمون یہ ہے۔

—— بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ —— مِنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ اِلَى الْمَلَاءِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ —— اَمَّا بَعْدُ —— فَاِنَّ هَانِئًا وَّ سَعِيْدًا قَدِ مَا عَلَيَّ بِكُتُبِكُمْ وَ كَانَ اٰخِرَ مَنْ قَدِمَ عَلَيَّ مِنْ رُّسُلِكُمْ وَقَدْ فَهِمْتُ كُلَّ الَّذِيْ اقْتَصَصْتُمْ وَ ذَكَرْتُمْ وَ مُقَالَةُ جُلِّكُمْ، اِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْنَا اِمَامٌ فَاَقْبِلْ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّجْمَعَنَا بِكَ عَلَى الْهُدٰى وَالْحَقِّ —— وَ قَدْ بَعَثْتُ اِلَيْكُمْ اَخِيْ وَابْنَ عَمِّيْ وَثِقَتِيْ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ وَاَمَرْتُهُ اَنْ يَّكْتُبَ اِلَيَّ بِحَالِكُمْ وَاَمْرِكُمْ وَرَأْيِكُمْ فَاِنْ كَتَبَ اِلَيَّ اَنَّهُ قَدْ اَجْمَعَ رَأْيُ مَلَئِكُمْ وَ ذَوِي

Marfat.com

الْفَضْلِ وَالْحِجٰی مِنْکُمْ عَلٰی مِثْلِ مَا قَدِمَتْ عَلَیَّ بِهٖ رُسُلُکُمْ وَقَرَأْتُ فِیْ کُتُبِکُمْ اَقْدِمْ عَلَیْکُمْ وَ شِیْکًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَلَعُمْرِیْ مَا الْاِمَامُ اِلَّا الْعَامِلُ بِالْکِتَابِ وَالْاٰخِذُ بِالْقِسْطِ وَالدَّائِنُ بِالْحَقِّ وَالْحَابِسُ نَفْسَهٗ عَلٰی ذَاتِ اللّٰهِ —— وَالسَّلَامُ ——

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ —— حسین بن علی کی طرف سے مومنوں اور مسلمانوں کی جماعت کی طرف —— ہانی اور سعید تم لوگوں کی طرف سے خط لے کر میرے پاس آئے —— اور جو کچھ تم نے لکھا اور بیان کیا اور اس میں یہ کہ —— ''ہمارا کوئی امام نہیں'' —— آپ آیئے، شاید اللہ تعالیٰ آپ کے سبب سے ہم کو حق و ہدایت پر جمع کر دے۔ مجھے معلوم ہوا تو میں نے اپنے چچا زاد بھائی کو جن پر مجھے بھروسا ہے —— اور یہ میرے اہلِ بیت میں سے ہے، تمہارے پاس روانہ کر رہا ہوں —— میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ تم تمام لوگوں کے حالات اور رائے مجھے لکھ کر بھیجو —— اگر ان کی تحریر سے یہ بات ثابت ہو گی کہ تمہاری جماعت کے لوگ اور اربابِ فضل و عقل اس بات پر متفق ہیں —— جس امر کیلئے تمہارے قاصد میرے پاس آئے ہیں اور جو مضامین تمہارے خطوط میں —— میں نے پڑھے ہیں تو میں بہت جلد انشاء اللہ تمہارے پاس چلا آؤں گا، اپنی جان کی قسم! قوم کا رہنما وہی شخص ہو سکتا ہے —— جو قرآن پر عمل کرنے والا —— اور عدل کا دامن تھامے ہوئے حق کا طرف دار ہو اور ذاتِ خدا پر توکل رکھے۔ والسلام۔

(تاریخ طبری ج ۶ ص، مطبوعہ دار الفکر سن اشاعت ۱۳۹۹ھ، مقتل الحسین ص ۱۷)

Marfat.com

مذکورہ بالا خط میں امام حسین علیہ السلام نے کچھ واضح —— اور کچھ کنایۃ اشارات فرمائے اور کوفیوں پر یہ امر واضح کیا کہ تمہارا ماضی قابل رشک نہیں! اس لئے پہلے اپنے چچیرے بھائی کو روانہ کر رہا ہوں تا کہ تمہاری عقیدتوں کے ولوے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں اور یہ دیکھ سکیں کہ ان عقیدتوں میں خلوص کتنے فیصد ہے۔

امام پاک کی خدمت میں خطوط ارسال کرنے والے گروہ میں سے چند نے امام پر اپنی جانیں نچھاور کیں —— اکثریت نے ساتھ چھوڑ دیا —— ایک ٹولہ ابنِ زیاد کے ہاتھوں بک گیا —— کچھ بزدل خوف زدہ ہو گئے —— اور کچھ لوگ اپنی فطرت کے مطابق ذاتی اور سیاسی مفادات کے حصول کی خاطر امام پاک کے دشمن بن گئے —— جو ثابت قدم رہے ان کی عظمتوں کو سلام —— اور جنہوں نے نواسۂ رسول کو دھوکہ دیا وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

Marfat.com

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما

سیّدنا حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما —— مولائے کائنات مولا علی کرم اللہ وجہہ کے بڑے بھائی حضرت عقیل بن ابی طالب کے صاحبزادے ہیں —— اس لحاظ سے جناب مسلم امام حسین کے چچیرے بھائی ہیں —— مولا علی کی صاحبزادی[1] —— آپ کے نکاح میں تھی —— اس نسبت کے اعتبار سے جناب مسلم، حضرت امام حسین کے بہنوئی بھی لگتے ہیں —— آپ نہایت خوش شکل، پاک طینت اور پروقار شخصیت کے مالک تھے —— جذبہ وفا سے سرشار —— میدانِ شجاعت کے شہسوار تھے —— اور اپنی بھائی امام حسین سے بے پناہ محبت تھی —— ایسی محبت جس میں عقیدت کا رنگ نمایاں تھا —— یہی وجہ ہے کہ کوفیوں کی طرف سے آنے والے خطوط کے جواب میں امام حسین نے فرمایا کہ میں اپنے بھائی مسلم بن عقیل کو بطور سفیر بھیج رہا ہوں تاکہ وہ آپ لوگوں کے حالات کا جائزہ لے کر مجھے مطلع کریں۔

---

[1] مولا علی کی صاحبزادی جو جنابِ مسلم کے نکاح میں تھی، عباس علمدار کربلا کی سگی بہن بتائی جاتی ہیں —— اور بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام رقیہ ہے، وہ مولا علی کی زوجہ اُمِ حبیبہ بنت ربیعہ کے بطن اطہر سے ہیں —— خیال رہے کہ سیّدنا عباس کی والدہ کا نام اُمّ البنین ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

Marfat.com

حضرت مسلم رضی اللہ عنہ امامِ برحق سیّدنا امام حسین علیہ السلام کے حکم پر کوفہ جانے کے لئے تیار ہو گئے ـــــ آپ کا یہ سفر مصائب و آلام کا سفر تھا ـــــ ایسا سفر جس میں کئی امتحانات تھے ـــــ ہر امتحان اپنے دامن میں جفاؤں کے طوفان لپیٹے ہوئے تھا۔

ـــــ خیال رہے کہ کسی عظیم مقصد کی خاطر شدائد کی آندھیوں میں ثابت قدم رہنا اور ہر طرح کی سختیاں برداشت کرنا عشق و محبت کی دنیا کا دستور ہے ـــــ اور اہلِ محبت اس رسم عاشقی سے پوری طرح آگاہ ہیں اور اس راز سے بھی واقف ہیں کہ مقاصد حسنہ کی خاطر موت کو گلے لگانا ابدی زندگی کے حصول کی منزلوں میں سے ایک ہے۔

موت کو اس کے تصور سے ہی آ جاتی ہے موت
زندگی ملتی ہے جو اُلفت میں مر جانے کے بعد

(خضر)

بعض منازل و مقامات:

بعض منزلیں ایسی ہیں جنہیں حاصل کرنے کے لئے مصیبتوں کی چکی میں پسنا پڑتا ہے ـــــ اور جو منزلیں محبوب حقیقی تک پہنچنے کا وسیلہ بنتی ہیں، ان پر چلنے والوں کو ہر قسم کی تکلیفیں سرور اور راحت پہنچاتی ہیں ـــــ اہلِ محبت کا قول ہے۔

ضَرْبُ الْحَبِيْبِ زَبِيْبٌ

کہ جفائے دوست کا شربت بہت میٹھا ہوتا ہے۔

(روضۃ الشہدا ۱ص ۲۱۲)

حدیث شریف:

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللهِ مَنْزِلَةٌ لَّمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ ـــــ

Marfat.com

''بے شک اللہ کا بندہ، اللہ کے لئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے سبقت کرتا ہے

تو یہ وہ منزلت ہے کہ بندہ اپنے عمل سے وہاں نہیں پہنچ سکتا ——''

یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل و عنایت اور توفیق کے بغیر بلند و بالا درجات تک رسائی

ناممکنات میں سے ہے۔

—— اِبۡتَلَاہُ اللّٰہُ فِیۡ جَسَدِہٖ ——

(اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس مرتبے تک پہنچانے کے لئے) اسے اس کے جسم میں

مبتلا فرما دیتا ہے —— ''یعنی اس کے جسم کو امراض و آلام میں گرفتار کر دیتا ہے۔''

—— اَوۡ فِیۡ مَالِہٖ ——

یا اسے مال و متاع کی آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔

یعنی، وہ مال و متاع جو اسے دیا گیا تھا اسے تلف کر دیتا ہے اور اس شخص کو محتاج و بے

نوا بنا دیتا ہے۔

—— اَوۡ فِیۡ وَلَدِہٖ ——

''یا پھر اس کا امتحان اس کی اولاد کے بارے میں ہوتا ہے۔''

وہ اس طرح کہ اس کے دل کا میٹھا پھل شاخِ حیات سے گرا کر موت و ہلاکت کی

وادیوں میں پھینک دیا جاتا ہے۔

—— ثُمَّ صَبَرُوۡا عَلٰی ذٰلِکَ ——

''اور پھر اس شخص کو ان آفات پر صابر رکھا جاتا ہے۔''

اور اسے ان تمام اذیتوں کو برداشت کرنے کے لئے توفیق شکیبائی اور دولت صبر و

رضا عطا فرما دی جاتی ہے۔

Marfat.com

—— حَتّٰی یَبْلُغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِیْ سَبَقَتْ لَهٗ ——

''یہاں تک کہ اسے ان مصیبتوں کو صبر و تحمل سے برداشت کرنے کی بنا پر اس منزل پر پہنچا دیا جاتا ہے، جو اس کے لئے پہلے ہی مقدر کر رکھی تھی۔''

(روضۃ الشہداء ص ۲۱۰ —— تا —— ۲۱۱ مطبوعہ خیابانِ بوذر تہران)

○ —— مذکورہ بالا حدیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اعلیٰ منازل و مناصب اور بلند وار جمند رُتبے، صحرائے مصائب کے بلاکشوں کے لئے مخصوص اور نامزد کئے ہوئے ہیں —— اولیاء اللہ کی جانوں میں مصیبتوں کی آگ کی چنگاریاں ڈال دینا —— اور حسرت کے شعلوں سے صدیقوں کے جگر کو کباب بنا دینا بے فائدہ اور عبث کام نہیں ——

○ —— حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی ایسی ہی مشکل ترین اور پرخار وادیوں میں قدم رکھا اور ہر آزار کو سینے سے لگا کر قرار کو خود سے دور کیا ——

○ —— حضرت مسلم جب مکہ معظّمہ سے روانہ ہونے لگے تو شدت کے ساتھ رونے لگے —— لوگوں نے پوچھا —— اے مسلم! موت کے خوف سے روتے ہو —— آپ نے فرمایا نہیں —— امام حسین کے فراق میں روتا ہوں —— کیوں کہ میں ان کی محبت میں گرفتار ہوں اور کبھی بھی ان کی خدمت سے دور نہیں رہا —— اور روتا ہوں کہ انہیں دوبارہ نہیں دیکھ سکوں گا۔

القصہ:

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ سے سفر کر کے مدینہ منورہ پہنچ گئے اور رات کے وقت شہر میں داخل ہوئے اور سرکار علیہ الصلوٰۃ و السلام کے روضہ اقدس پر حاضری دی، جنابِ مسلم کے دو چھوٹے بیٹے (محمد و ابراہیم) تھے جن کے ساتھ وہ بہت زیادہ محبت فرماتے تھے، ان دونوں بچوں کی جدائی برداشت نہ کرتے تھے —— انہیں ساتھ لیا اور تمام

Marfat.com

اہل وعیال کو الوداع کہا اور دو رہبر ساتھ لئے تا کہ وہ صحرا کے راستے کوفہ پہنچا دیں ـــــ خدا کی قدرت کہ وہ دونوں رہبر راستہ گم کر بیٹھے اور پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گئے۔ اور حضرت مسلم ہزار مصیبتوں کے بعد اپنے بیٹوں کے ساتھ پانی تک پہنچ سکے ـــــ مگر وہ امام حسین علیہ السلام کے فراق کی آگ میں جل رہے تھے ـــــ

(روضۃ الشہداء ص ۲۱۵)

مسلم کوفہ میں:

حضرت مسلم رضی اللہ عنہ دشوار گزار راستوں کو عبور کرتے ہوئے کوفہ پہنچے تو آپ نے مختار بن ابوعبیدہ ـــــ یا ـــــ ابنِ عوسجہ کے ہاں قیام فرمایا ـــــ آپ کی تشریف آوری کا جب اہلِ کوفہ کو پتہ چلا تو لوگ جوق در جوق آ کر ان سے بیعت ہونے لگے ـــــ ہزاروں کی تعداد میں لوگ بیعت ہوئے ـــــ طبری نے بارہ ہزار ـــــ روضۃ الشہداء میں اٹھارہ ہزار ـــــ بعض نے پندرہ ہزار ـــــ فردوسِ آسیہ میں چالیس ہزار لکھا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ایک صحابی رسول اور نیک طینت انسان تھے ـــــ انہوں نے اس امر پر ایک مختصر سا خطبہ دیا اور خاموش رہے ـــــ یزیدیوں میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر جناب نعمان بن بشیر سے کہا۔

اِنَّكَ ضَعِيفٌ اَوْ مُتَضَعَّفٌ قَدْ فَسَدَ الْبِلَادَ

بے شک تم کمزور آدمی ہو، یا پھر یوں ہی کمزور بنتے ہو شہروں میں فسادات پھیل رہے ہیں (اور تم خاموش بیٹھے ہو) ـــــ

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بن بشیر نے اسے یوں فرمایا۔

اَنْ اَكُوْنَ ضَعِيفًا وَّاَنَا فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَكُوْنَ قَوِيًّا فِيْ

Marfat.com

مَعْصِيَّةِ اللهِ وَ مَا كُنْتُ لَاهْتِكَ سَتْرًا سَتَرَهُ اللهُ ــــ

اگر میں خدا کی اطاعت میں رہ کر کمزور سمجھا جاؤں ـــــ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ میں خدا کی نافرمانی میں رہ کر صاحب قوت سمجھا جاؤں ـــــ میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ جس بات پر خدا نے پردہ ڈال دیا ہے میں بات کا پردہ فاش کروں ـــــ

(استشہاد الحسین ص ۳۹ (امام طبری) مطبوعہ دار الکتاب العربی سن اشاعت ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء ـــ تاریخ طبری (امام ابن جریر طبری) مطبوعہ دار الفکر ج ۶ ص ۱۹۹)

نوٹ:

''استشہاد الحسین'' ـــــ اور تاریخ طبری ـــــ یہ دونوں کتابیں امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ ـــــ کی ہیں، میری لائبریری میں موجود تاریخ طبری میں عبارت کا آخر حصہ کاٹ دیا گیا ہے ـــــ ممکن ہے کہ یہ بوقت کتابت رہ گیا ہو ـــــ زیادہ امکان یہ ہے ''دار الفکر'' والوں نے جان بوجھ کر وہ حصہ کاٹ دیا ہو ـــــ کیونکہ بے شمار کتب حدیث وتفسیر میں خیانت کی جاری ہے ـــــ کتابوں میں ردّ و بدل کیا جا رہا ہے ـــــ تفاسیر کی عبارات کاٹی جا رہی ہیں ـــــ کتب احادیث سے بے شمار حدیثیں نکالی جا رہی ہیں تا کہ آنے والی نسلیں حقائق سے بے خبر رہیں۔

اگر جان بوجھ کر ایسا کیا جا رہا ہے تو یہ قتل ناحق سے بھی زیادہ ظلم ہے ـــــ کتابوں میں تحریف و بددیانتی یہود و نصاریٰ کا فعل رہا ہے اور اب بھی ہے ـــــ مسلمان کہلوانے والا آدمی اگر ایسا کرتا ہے تو اس کو کیا نام دیا جائے ،بس اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ منافقت کی واضح ترین علامت ہے ـــــ اور یہ منافقین اُمت مسلمہ پر ستم توڑ رہے ہیں۔''

○ ـــــ بات چل رہی تھی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کی کہ ان کے ہاتھ پر

Marfat.com

ہزاروں لوگوں نے بیعت کی جب وہ لوگ آپ کے پاس ملنے کے لئے حاضر ہوتے تو بہت زیادہ تعظیم و تکریم کرتے —— آپ نے ان کے اس انداز کو دیکھ کر امامِ عالی مقام حسین علیہ السلام کی خدمت میں خط بھیجا کہ آپ تشریف لے آئیں۔

دوسری طرف یزیدیوں نے، یزید لعین کو بذریعہ خطوط یہ پیغام بھیجا کہ اگر جلد از جلد کوفہ پر قابو نہ پایا گیا تو پھر یہ تمام علاقہ ہاتھ سے نکل جائے گا اور بعد میں مختلف پریشانیوں کا باعث بن سکتا ہے —— لہٰذا کوفہ کو دوسرے اُمور پر ترجیح دی جائے۔

یزید کی پریشانی

جب جناب مسلم کی آمد اور لوگوں کی بیعت کا علم یزید کو ہوا، تو وہ بہت پریشان ہوا —— اور اس نے اپنے باپ کے آزاد کردہ غلام سرجون[1] سے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے "یزید ہمیشہ امور سلطنت میں اسی سے مشورہ کیا کرتا تھا" —— سرجون نے کہا اگر معاویہ زندہ ہوتے تو تم ان کی بات قبول کر لیتے؟ —— یزید نے کہا —— ہاں —— یہ سن کر سرجون نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصیت نامہ نکالا اور کہا کہ ابنِ زیاد کو کوفے کا حاکم بنا دے —— یہ تیرے باپ معاویہ کا حکم ہے —— وہ مرتے وقت اسی وصیت نامے پر عمل کرنے کا حکم دے گئے ہیں۔

فَقَالَ هٰذَا رَأْیُ مُعَاوِیَةَ وَمَاتَ وَقَدْ اَمَرَ بِهٰذَا الْكِتَابِ

(تاریخ ابنِ جریر طبری ج ۶ ص ۲۰۰ مطبوعہ دار الفکر)

---

[1] سرجون کے بارے میں بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ وہ یہودی النسل تھا۔ علامہ نادم صابری اور علامہ راشد الخیر کے مطابق سرجون رومی عیسائی مذہب کا پیروکار تھا اور یزید کا جنگی مشیر اور خاندانی ملازم تھا —— اس کے سازشی ذہن نے اسلام اور اہلِ اسلام کو کافی نقصان پہنچایا ——

Marfat.com

یزید کا ابنِ زیاد کے نام خط

یزید نے اپنے باپ کے حکم نامے پر عمل کرتے ہوئے عبید اللہ بن زیاد کو بصرہ اور کوفہ دونوں کا حاکم بنا دیا اور کوفے کی حکومت کا فرمان اس کے نام لکھ دیا ــــ اور مسلم بن عمرو باہلی کو حکم نامہ دے کر عبید اللہ بن زیاد کے پاس روانہ کر دیا ــــ اور اس میں یہ بھی لکھا کہ میرا یہ خط دیکھتے ہی تم کوفہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور وہاں جا کر مسلم بن عقیل کو اس طرح تلاش کرو جیسے کوئی نگینہ تلاش کیا جاتا ہے۔

فَتُوْثِقَهُ ــــ اَوْ تَقْتُلَهُ ــــ اَوْ تَنْفِيَهُ

''انہیں یا تو گرفتار کر لینا ــــ یا قتل کر دینا ــــ یا شہر سے نکال دینا۔''

(تاریخ الامم والملوک لابی جعفر محمد بن جریر الطبری المجلد الثالث الجزء السادس ص ۲۰۰ مطبوعہ دار الفکر سن اشاعت ۱۳۹۹ھ)

جنابِ گلزار احمد نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ نے اشعار کی صورت میں اس امر کا نقشہ یوں کھینچا ہے کہ یزید نے ابنِ زیاد کو حکم دیا۔

کہا جانِ برادر! اب بڑھو تم جانب کوفہ
ملا دو خاک میں نقشہ بنو ہاشم کی شہرت کا
نہ زندہ چھوڑیو، مسلمؓ اگر مل جائے کوفے میں
اور ان ایک بھی حامی نہ بچنے پائے کوفے میں

شیعانِ یزید لعین

امام ابنِ جریر رحمۃ اللہ علیہ طبری نے اپنی تاریخ میں ــــ علامہ محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حیات الخفی میں ــــ مولانا محمد عبد السلام قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''شہادتِ نواسہ سیّد الابرار'' میں یزید کی طرف سے ابنِ زیاد کی طرف لکھے گئے خط کو

Marfat.com

ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

''خیال رہے کہ علامہ محمد عبدالسلام قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ طریقت وتلمذ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے ـــــ یعنی مولانا قادری رضوی بریلوی ہیں۔آپ نے اپنی کتاب میں اَن گنت مقام پر امام حسین اور امام حسن کے ساتھ علیہ السلام لکھا ہے'' ـــــ یزید کے خط کا متن یہ ہے ـــــ ابنِ زیاد کی طرف لکھتا ہے۔

فَاِنَّهٗ كَتَبَ اِلَيَّ شِيْعَتِيْ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ يَخْبُرُوْنَنِيْ اَنَّ ابْنَ عَقِيْلَ بِالْكُوْفَةِ يَجْمَعُ الْجُمُوْعَ لِشَقِّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ فَسُرِحِيْنَ تَقْرَأُ كِتَابِيْ هٰذَا حَتّٰى تَأْتِيْ اَهْلُ الْكُوْفَةِ فَتَطْلُبُ ابْنَ عَقِيْلَ كَطَلَبِ الْخَرْزَةِ حَتّٰى تَثْقَفَهٗ فَتُوْثِقَهٗ اَوْ تَقْتُلَهٗ اَوْ تَنْفِيَهٗ ـــــ وَالسَّلَامُ ـــــ

کوفہ کے رہنے والے میرے شیعوں نے مجھے لکھا کہ کوفہ میں ابنِ عقیل رضی اللہ عنہما لوگوں کو جمع کر کے بنے بنائے کھیل کو خراب کر رہا ہے ـــــ میرا یہ خط دیکھتے ہی کوفہ کی طرف روانہ ہو جاؤ ـــــ وہاں جا کر ابنِ عقیل کو اس طرح ڈھونڈو! جیسے کوئی نگینے کو ڈھونڈتا ہے ـــــ انہیں یا تو گرفتار کر لینا یا قتل کر ڈالنا یا پھر شہر سے نکال دینا ـــــ والسلام ـــــ

(۱) تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۰۰ مطبوعہ دار الفکر سن اشاعت ۱۳۹۹ھ

(۲) الحیات الخفی ج ا وعل ص ۱۱۶

(۳) شہادتِ نواسہ سیّد الابرار ص ۵۹۶ ـــــ تا ـــــ ۵۹۷ مطبوعہ نوریہ رضویہ لاہور

(۴) مقتل الحسین (ابو مخنف) ۲۳ چاپخانہ علمیہ قم ایران سن اشاعت ۱۳۶۲ھ

Marfat.com

خیال رہے کہ یزید پلید نے ابنِ زیاد کی طرف لکھے ہوئے مکتوب میں یہ الفاظ لکھے ——

"فَاِنَّهٗ كَتَبَ اِلَيَّ شِيْعَتِيْ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ" ——

کہ بے شک کوفہ میں رہنے والے میرے شیعوں نے مجھے لکھا ——

اس سے معلوم ہوا کہ کوفہ و شام میں شیعانِ یزید کافی تعداد میں تھے —— اور یہ بات بھی یاد رہے کہ یزید کے شیعہ کافی تعداد میں تھے —— اب بھی ہیں —— اور قیامت تک رہیں گے —— افسوس ناک بات یہ ہے کہ شیعانِ یزید کافی مقدار میں میری جماعت —— جماعت اہلِ سنت میں بھی پائے جاتے ہیں —— پتہ نہیں کیوں؟ ان کے سینوں میں بغض اہلِ بیت کی چنگاریاں اٹھتی رہتی ہیں —— بعض ناہنجاروں کے دل و دماغ آتشِ بغض سے خاکستر ہو چکے ہیں —— رسولِ کریم کے گھر والوں کے ساتھ دشمنی —— ایسی بیماری ہے جو لاعلاج ہے —— یہ وہ بیماری ہے جس کو کھلے الفاظ میں بیان کرنا مناسب نہیں —— فقط اتنا اشارہ ہی کافی ہے کہ وہ ایسے افعالِ شنیعہ سے پرہیز فرمائیں جو ان کے ایمان کی تباہی کا سامان بن کر تاریک ترین وادیوں میں دھکیل رہے ہیں ——

○ —— ان گندم نما جو فروش اور سنی نما خارجیوں کے پاس ایک ایسا خطرناک حربہ ہے جو سنیت کے انتشار کا باعث بن رہا ہے —— وہ حربہ کچھ اس طرح کا ہے کہ جب کوئی، خطیب یا مصنف فضائل اہلِ بیت اطہار تقریر و تحریر کی صورت میں بیان کرے تو یہ تمام شیعانِ یزید فتاویٰ کے تیروں کی بارش کر دیتے ہیں —— اس وقت ان کی چیخ و پکار، چنگھاڑ اور چہروں کی ساخت دیدنی ہوتی ہے —— شیعانِ یزید کی قوتِ شامہ مکمل طور پر ناکارہ ہو چکی ہے کہ ذکرِ اہلِ بیت کی خوشبو بھی انہیں بدبو محسوس ہوتی ہے۔

Marfat.com

○ ـــــ ان حضرات میں سے ایک بہت مشہور نام ـــــ "میزان الکتب" ـــــ کے مصنف کا ہے حضرت نے بے شمار آئمہ اہلِ سنت، محدثین و مفسرین کو شیعہ قرار دے کر خارجیوں اور ناصبیوں کے نظریات کو تقویت پہنچائی ـــــ ان جناب کی قلمی دیانت کا یہ عالم کہ وہ تمام احادیث و روایات اور واقعات جو رسولِ پاک کے چچا زاد بھائی جناب ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کی شان میں وارد ہوئیں، انہیں ابوسفیان بن حرب بن امیہ کے کھاتے میں ڈال کر تحریری دیانت کا سر قلم فرما دیا ـــــ اور تعاقب کرنے پر اپنے اس تجاہل عارفانہ کو بے چارے کاتب کی غلطی و نسیان قرار دے دیا ـــــ اور پھر آخر میں بادلِ نخواستہ معذرت کرنا پڑی۔

○ ـــــ اس قسم کے شیعانِ یزید کو دیکھ کر ایک متلون مزاج شاعر نے ہر اس خطیب و مولوی اور فتویٰ باز مفتی کو آڑے ہاتھوں لیا ـــــ جو اہلِ بیتِ رسول میں سے کسی شخصیت کا نام سن کر آگ بگولا ہو جاتا ہے ـــــ مولا علی اور حسنین کریمین علیہم السلام کے بغض میں زندگی گزار رہا ہے شاعر نے اپنے انداز میں یزید کے ہر شیعہ سے کہا ہے کہ اپنی مرضی سے زندگی گزار کر مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن ایک بات مان لے۔ کہتا ہے ـــــ

لیکن اتنی بات کہتا ہوں اسے بھی مان لے
عصر حاضر کے یزیدوں کی طرف داری نہ کر
تیرے سینے میں اگر عباسؓ کا جذبہ نہیں
ملت بیضا کے لشکر کی علمداری نہ کر
لٹ رہے ہیں آج بھی شام وفا میں اہلِ بیتؑ
بے ادب! لختِ دلِ زہراءؓ سے غداری نہ کر

Marfat.com

شہ رگِ شبیرؓ سے ہے کربلا کی آبرو
شمرذی الجوشن کے خنجر کی پرستاری نہ کر

(شورش کاشمیری)

قاصدِ حسین علیہ السلام کا قتل

مسلم باہلی خط لے کر عبید اللہ بن زیاد کے پاس بصرہ پہنچا —— تو ابنِ زیاد نے سامانِ سفر تیار کیا اور کوفہ روانہ ہونے کے لئے مستعد ہو گیا —— ادھر امامِ عالی مقام نے ایک آزاد کردہ غلام سلیمان کو بصرہ کے رئیسوں کے نام خط دے کر روانہ کیا —— خط کے مضمون کا ایک حصہ اس طرح ہے —— اما بعد —— اللہ رب العزت نے مصطفیٰ کریم کو اپنی مخلوق میں برگزیدہ فرمایا —— نبوت و رسالت کے لئے ان کا انتخاب فرما کر توقیر و اکرام سے نوازا —— جب آپ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خیر خواہی فرما کر —— اور خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا چکے، تو ربّ عظیم نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔

وَكُنَّا اَهْلُهٗ وَ اَوْلِيَاءُهٗ وَاَوْصِيَاءُهٗ وَوَرَثَتُهٗ

ہم لوگ ان کے اہلِ بیت، وصی، ولی اور وارث ہیں'' اور ان کے مقام و سجادہ کے ہم سب سے زیادہ حقدار ہیں۔''

سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آگے چل کر خط میں لکھتے ہیں —— میں نے اپنا قاصد تم لوگوں کے پاس یہ خط دے کر روانہ کیا ہے۔

وَاَنَا اَدْعُوكُمْ وَ سُنَّةِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ السُّنَّةَ قَدْ اُمِيْتَتْ وَاِنَّ الْبِدْعَةَ قَدْ اُحْيِيَتْ وَاَنْ تَسْمَعُوْا قَوْلِىْ وَ تُطِيْعُوْا اَمْرِىْ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ —— وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

Marfat.com

میں تم کو اللہ کی کتاب اور رسول کی طرف بلاتا ہوں، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مٹادی گئی ہے اور بدعت کو رواج دیا گیا ہے، اگر تم میری بات کو سنو گے اور میری اطاعت کرو گے تو میں ہدایت کے رستوں کی طرف تمہاری رہنمائی کروں گا ـــــ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ ـــــ

(تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۰۰ مطبوعہ دار الفکر)

خیال رہے کہ یہ خط ـــــ مالک بن مسمع بکری ـــــ احنف بن قیس ـــــ مندر بن جارود ـــــ مسعود بن عمرو ـــــ قیس بن ہیثم اور عمر بن معمر کے نام تھا ـــــ ان میں سے جس نے اس خط کو پڑھا اس نے چھپا دیا ـــــ صرف مندر بن جارود کو یہ وسواس ہوا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ابنِ زیاد ہم لوگوں کو چکر دے کر کسی جال میں پھنسانے کی کوشش میں مصروف ہو ـــــ اور وہ (مندر بن جارود) عبید اللہ بن زیاد کے پاس قاصد کو لئے ہوئے چلا آیا اور خط بھی اسے دکھایا ابنِ زیاد نے اسی وقت قاصدِ حسین کی گردن اڑادی۔

(طبری ایضاً)

○ ـــــ تاریخ کی کتابوں میں مرقوم ہے کہ قاصد امام حسین علیہ السلام کو قتل کرنے کے بعد، ابنِ زیاد بدنہاد نے منبر پر کھڑے ہو کر اہلِ بصرہ کو بہت ڈرایا دھمکایا ـــــ اور قہر آلود لہجہ میں کہنے لگا ـــــ اے اہلِ بصرہ! مجھے امیر یزید نے کوفے کا حاکم مقرر کیا ہے۔ میں کل اُدھر روانہ ہو رہا ہوں اور اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو اپنا جانشین مقرر کئے جا رہا ہوں ـــــ اور یہ میرا حکم کان کھول کر سن لو کہ اگر مجھے تم میں سے کسی کی مخالفت اور بغاوت کا علم ہوا تو میں اسے اور اس کے ہوخواہوں، مددگاروں، اور غریبوں کو قتل کر دوں گا ـــــ اس لئے کہ میں زیاد کا بیٹا ہوں۔

Marfat.com

ابنِ زیاد کوفہ میں

دوسرے دن ابنِ زیاد نے اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو اپنا جانشین مقرر کیا ـــــ اور مسلم بن عمرو باہلی، شریک بن اعور حارثی ـــــ اور دیگر کئی خدامِ حشم اور اپنے اہل وعیال کو ساتھ لے کر بصرہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا ـــــ کالا عمامہ سر پر رکھے ڈھاٹا باندھے کوفہ میں داخل ہوا۔

اہلِ کوفہ میں امام حسین علیہ السلام کے روانہ ہونے کی خبر پہنچ چکی تھی ـــــ اور وہ سب آپ کے منتظر تھے ـــــ وہ ابنِ زیاد کو سمجھے کہ یہ امام حسین علیہ السلام ہیں ـــــ ابنِ زیاد جہاں جہاں سے گزرتا تھا لوگ کرتے تھے ـــــ اور کہتے تھے۔

مَرْحَبًا بِكَ يَا بْنَ رَسُوْلِ اللهِ قَدِمْتَ خَيْرَ مَقْدَمٍ

مرحبا اے رسولِ خدا کے بیٹے مرحبا آپ کا تشریف لانا کتنا اچھا ہو۔

(تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۰۱)

چنانچہ ابنِ زیاد چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھا، لوگ یہ سمجھے کہ یہ امام حسین علیہ السلام ہیں۔ اس لئے سلام کرتے اور خیر مقدمی صدائیں بلند کر رہے تھے۔ اس بدنہاد نے جب یہ دیکھا کہ لوگ اسے امام حسین سمجھ کر خوش آمدید کہہ رہے ہیں تو اس کو یہ امر سخت ناگوار گزرا۔

اور جب وہ قصر امارت کے قریب پہنچا تو مسلم بن عمرو باہلی نے کہا اے لوگو! ہٹ جاؤ یہ امیر عبید اللہ بن زیاد ہے ـــــ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ خبیث عبید اللہ بن زیاد ہے تو سب کو بہت رنج ہوا اور وہ سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

جلادِ بنوامیہ کی دھمکیاں

جلادِ بنوامیہ، ابنِ زیاد نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو شدید قسم کی دھمکیاں دیں اور کہا کہ

Marfat.com

اگر کسی نے مخالفت کی یا بغاوت کا سوچا تو اسے قتل کر دیا جائے گا —— اور یہ بھی کہا کہ مسلم بن عقیل کی امیر المومنین یزید کو تلاش ہے، جس نے اسے اپنے گھر میں پناہ دی اور میرے سامنے پیش نہ کیا تو اس شخص کو اسی کے گھر کے دروازے پر لٹکا دیا جائے گا۔

○ —— خیال رہے کہ یہ جلاد صفت آدمی موجودہ دور کے خارجیوں اور ناصبیوں کا محبوب ترین لیڈر اور جمہوریت پسند سیاست دان ہے —— وہ اندر سے زیاد کے اس بیٹے پر بہت خوش نظر آتے ہیں —— اور یہ رسولِ خدا اور آلِ رسول کے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ہے —— ان کے نہاں خانوں میں رسول اللہ کے پیاروں کی دشمنی کے تنور بھڑک رہے ہیں —— یہ وہی لوگ ہیں جو مسلمانوں پر کفر اور شرک کے فتوے لگاتے ہیں —— اور اللہ والوں کی قبروں پر فاتحہ پڑھنے والوں کو قبر پرستی کا طعنہ دیتے رہتے ہیں —— یہ لوگ بنو امیہ کے دہشت گردوں سے بھی زیادہ اولادِ زہراء کے دشمن ہیں۔

جنابِ مسلم ہانی کے گھر میں

حضرت سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما ابنِ زیاد کے آنے سے قبل مختار بن عبیدہ کے گھر میں تشریف فرما تھے اس روز آپ کے جسم میں درد تھا آپ نماز کے لئے نہ جا سکے اور جب ظہر کا وقت ہوا تو آپ مسجد میں گئے، اذان واقامت کے بعد تنہا ہی نماز ادا فرمائی —— اور کوئی شخص آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہ ہوا —— جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک لڑکے پر نظر پڑی —— آپ نے اس سے پوچھا اے لڑکے اہلِ شہر کو کیا ہو گیا ہے؟ —— اس نے جواب دیا اے آقا! کوفہ والوں نے امام حسین علیہ السلام کی بیعت توڑ دی ہے اور یزید کی بیعت کر لی ہے —— جب حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑکے کی بات سُنی تو آپ کو اس امر پر بہت افسوس ہوا اور پھر آپ سڑک پر چل پڑے۔

Marfat.com

دل والو! آگ اگلتی دھوپ میں کوفے کے مہمان کو سڑک پر چلتے ہوئے ذرا تصور کی آنکھ سے دیکھو۔

نازک نرم سریر سخی داجیوں چنبے دیاں کلیاں
اگ پئی برسے، وقت دوہرا اے سڑ گیاں نازک تلیاں
کوفیاں بند دروازے کیتے کوئی دل دا حال نئیں پچھدا
تنہا ویر حسین دا پھردا وچ کوفے دیاں گلیاں

آپ سڑک پر چلتے چلتے ایک بلند و بالا مکان کے پاس کھڑے ہو گئے جو محلّہ بنوخزیمہ میں تھا—— مکان سے ایک کنیز باہر آئی تو آپ نے اس سے پوچھا یہ مکان کس کا ہے؟—— اس کنیز نے جواب دیا یہ مکان ہانی بن عروہ کا ہے—— آپ نے فرمایا کہ اندر جا کر اپنے آقا سے کہو کہ دروازے پر ایک شخص کھڑا ہے—— کنیز نے عرض کیا آپ کون ہیں؟—— نام کیا ہے؟—— کہاں سے آئے ہیں؟—— آپ زبانِ حال سے یوں گویا ہوئے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کا بندہ ہوں، ہے آقا مرتضیٰ میرا
حسین ابنِ علی، سیّد امام و پیشوا میرا
نرالا ہے جہاں والوں سے گھر میرا، چمن میرا
اگر پوچھے تو کہہ دینا مدینہ ہے وطن میرا

آپ نے کنیز سے فرمایا—— کہ اگر وہ نام پوچھیں تو کہنا مسلم بن عقیل ہے—— کنیز اندر گئی پھر باہر آئی نہایت عاجزی سے عرض کیا میرے آقا اندر تشریف لائیے—— حضرت مسلم اندر تشریف لے گئے—— حضرت ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس روز سخت بیمار

Marfat.com

تھے ـــــ وہ معانقہ کے لئے اٹھے ـــــ مگر بیماری کی وجہ سے اٹھ نہ سکے لیکن زبانِ محبت سے پکار اُٹھے۔

زہے مقدر کہ میرے گھر میں، ہے باغِ رحمت کا پھول آیا
پیار نورِ رسول لے کر، سفیر ابنِ بتول آیا

○ ـــــ حضرت مسلم ہانی کے پاس میں بیٹھ گئے ـــــ دونوں حضرات باتیں کرنے لگے اور ان کی گفتگو میں عبید اللہ زیاد کا ذکر بھی ہوا ـــــ حضرت ہانی رضی اللہ عنہ نے کہا ـــــ اے میرے آقا! وہ میرے دوستوں میں سے ہے، جب اس کو میری بیماری کے بارے میں پتہ چلے گا تو وہ میری عیادت کے لئے ضرور آئے گا ـــــ جب وہ آئے تو آپ یہ تلوار لے کر اندر چلے جائیں، اور جب وہ بیٹھ جائے تو آپ جھپٹ کر اس کو قتل کر دیں ـــــ اور یہ بات ذہن میں رہے کہ اگر وہ حملہ سے بچ گیا تو پھر وہ آپ کو اور مجھے قتل کر دے گا ـــــ آپ کے اور میرے درمیان علامت یہ ہے کہ میں اپنا عمامہ سر سے اتار کر نیچے رکھ دوں گا ـــــ اور جیسے ہی آپ یہ دیکھیں تو لپک کر اس کو قتل کر دیں ـــــ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے حامی بھر لی۔

ابنِ زیاد ہانی کے گھر میں

حضرت ہانی رضی اللہ عنہ نے ابنِ زیاد کو بے وفائی کی شکایت بھیجی کہ میری عیادت کو نہیں آئے ـــــ اس نے بھی معذرت کی اور کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ بیمار ہیں ـــــ میں رات کے وقت عیادت کے لئے آؤں گا ـــــ عشاء کے وقت ابنِ زیاد اپنے باڈی گارڈ کے ہمراہ جنابِ ہانی کی عیادت کے لئے آئے ـــــ اور ہانی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ابنِ زیاد دروازے پر ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے ـــــ تو ہانی نے اپنی کنیز

Marfat.com

سے کہا کہ یہ تلوار مسلم کو دے آؤ —— اس نے تلوار مسلم رضی اللہ عنہ کو دے دی اور وہ دوسری کوٹھڑی میں چلے گئے —— ابنِ زیاد اندر آیا اور ہانی کے قریب بیٹھ گیا —— اور اس کا محافظ عقب میں کھڑا ہو گیا —— ابنِ زیاد جناب ہانی سے باتیں کرتا رہا اور ان کے احوال پوچھتا رہا —— اور ہانی اپنی کیفیت بیان فرماتے رہے اور ساتھ ہی اپنا عمامہ اتار کر زمین پر رکھ دیا —— اور پھر سر رکھ لیا —— اور ایسا انہوں نے تین بار کیا، مگر حضرت باہر نہ آئے اب حضرت ہانی نے مسلم کو سنانے کے لئے یہ شعر پڑھا۔

مَا تَنْظُرُوْنَ بِسَمْلٰی اَنْ تُحَيُّوْهَا
اِسْقِنِيْهَا وَاِنْ كَانَتْ فِيْهَا نَفْسِيْ

سلمٰی کو سلام کرنے میں —— تمہیں اب کیا انتظار ہے۔ مجھے پلا دو! خواہ اس میں میری جان چلی جائے" اس شعر میں اشارہ یہ ہے کہ جلدی کرو ایسا موقع پھر نہیں آئے گا" ——

حضرت ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ شعر بار بار پڑھ رہے تھے مگر ابنِ زیاد نہ سمجھ سکا —— پوچھا کہ ہانی کی یہ کیفیت کیوں ہے؟ —— لوگوں نے کہا مرض کی شدت کے سبب ایسا ہے —— پھر ابنِ زیاد اٹھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چلا گیا۔

اب حضرت مسلم رضی اللہ عنہ باہر آئے تو جنابِ ہانی نے پوچھا —— کہ کون سی بات اس کے قتل میں مانع ہوئی —— حضرت نے فرمایا —— کہ حدیثِ رسول ہے۔

اِنَّ الْاِيْمَانَ قَيْدُ الْفَتْكِ وَلَا يَفْتُكُ مُؤْمِنٌ

"کہ کسی کو دغا سے قتل کرنا مومن کی شان کے خلاف ہے۔"

حضرت ہانی بولے خدا کی قسم۔

Marfat.com

لَوْ قَتَلْتَهُ لَقَتَلْتَ فَاسِقًا فَاجِرًا كَافِرًا غَادِرًا

اگر آپ اسے قتل کرتے تو ایک بہت بڑے فاسق، فاجر، کافر اور دغا باز کو قتل کرتے ——

(تاریخ طبری ج ۶، ص ۲۰۰)

سبحان اللہ، کس قدر عظیم ہیں، رسول اللہ کے گھرانے والے —— عدل اور انصاف کی دنیا بسانے والے —— شریعتِ مصطفوی اور سنتِ پیغمبری کی پابندی کرنے والے —— اپنے بدترین اور خون کے پیاسے دشمن کے ساتھ بھی خلافِ سنت سلوک نہ کرنے والے —— سلام ہو —— ان کے کردار کی عظمت پر جنہوں نے خون سے شجرِ اسلام کی آبیاری فرمائی۔

جاسوس مسلم کی تلاش میں

ابنِ زیاد جب ہانی کے گھر سے واپس آ کر قصرِ امارت میں داخل ہوا تو اس نے اپنے غلام معقل کو بلایا جو نہایت زیرک، چالاک اور شاطر تھا —— اس کو تین ہزار درہم دے کر کہا، یہ پکڑ اور مسلم بن عقیل کو تلاش کر کے دے —— اور کہنا کہ اپنے دشمن کے خلاف اس رقم سے استفادہ کریں، اور ان پر اپنا اخلاص ظاہر کرنا اور پھر مجھے آ کر خبر دے۔ مولانا ظفر رحمۃ اللہ علیہ احمد تاج صابری نے اسے اشعار کے سانچے میں یوں ڈھالا ہے کہ ابنِ زیاد کا جاسوس معقل دارالامارت سے نکل سیدھا ہانی کے محلے کی مسجد میں پہنچا۔

یہ پہنچا بے تامل کوچۂ ہانی کی مسجد میں
بچھائی چادرِ مکر و دغا ہانی کی مسجد میں
کہ یادِ خدا کرنے یہ غلام محو ہو کر
دعائیں لمبی لمبی مانگتا سجدوں میں رو رو کر

Marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر دم دم سلامِ شوق پڑھتا تھا
سلامِ شوق سے گویا دُعا کا ذوق بڑھتا تھا

○ —— الغرض، معقل نے وہ درہم لے لئے اور کوفہ میں حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی تلاش میں سرگرداں ہوا —— لوگوں نے اس کو مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا وہ اس وقت مسجد میں نماز ادا فرما رہے تھے —— جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو معقل اٹھا اور ان کو گلے سے لگا لیا —— اور اپنے خلوص کا اظہار کیا —— اور کہا اے ابو عبداللہ! میں ایک شامی شخص ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ نے محبت اہلِ بیت کی دولت سے نوازا ہے —— میرے پاس تین ہزار درہم ہیں —— اور میں چاہتا ہوں کہ اس ہستی سے ملاقات کروں، جو لوگوں سے نواسۂ رسول کی بیعت لے رہے ہیں۔

آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ یہ رقم لے کر ان کی خدمت میں پیش کریں —— مجھے وہ ان لوگوں میں سے پائیں گے جن پر اعتماد کیا جا سکتا ہے —— اور ان سے ملاقات کے راز کو سینے میں دفن رکھوں گا۔ مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا —— اے عربی بھائی تم ایسی باتوں سے بے تعلق رہو اور ہمیں اہلِ بیت سے کیا کام —— جس شخص نے تمہیں مجھ تک پہنچایا ہے اس نے کوئی اچھا کام نہیں کیا —— معقل نے کہا اگر آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں تو جیسا چاہو مجھ سے عہد و پیمان لے لو۔

اور پھر بڑی بڑی قسمیں کھا کر محبّ اہلِ بیت ہونے کی اداکاری کرتا رہا —— اس کی ظاہریت کو دیکھ مسلم بن عوسجہ نے اس کو مسلم بن عقیل کے پاس پہنچایا اور اس سے متعلق تمام باتیں انہیں بتائیں —— حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے اس پر اعتماد کر کے بیعت لے لی —— اور یہ رقم لے کر ابو ثمامہ کو دے دی —— کیونکہ مال جمع کرنا اور اسلحہ خریدنا اس کی

Marfat.com

ذمہ داری تھی اور اس کا شمار آپ کے شہسواروں میں ہوتا تھا ـــــ معقل ان کے راز معلوم کرتا رہا ـــــ اور جب تمام حالات سے واقف ہو گیا تو ابنِ زیاد کے پاس گیا اور مسلم بن عقیل کے متعلق تمام باتوں سے اس بدنہاد جلاد کو آگاہ کیا ـــــ

حضرت ہانی کی گرفتاری

ابنِ زیاد کو جب معقل کی معلومات کا یقین ہو گیا تو اس نے محمد بن اشعث ـــــ اسماء بن خارجہ ـــــ عمرو بن حجاج کو بلایا اور کہا تم جاؤ اور ہانی بن عروہ کو یہاں لے آؤ ـــــ عمرو بن حجاج کی بیٹی ہانی کی بیوی تھی ـــــ ابنِ زیاد نے کچھ اور لوگ بھی ان کے ساتھ بھیجے ـــــ اور ان تمام سے کہا کہ جا کر ہانی کو میرے پاس لاؤ۔

وہ لوگ گئے تو انہوں نے حضرتِ ہانی کو مکان کے دروازے پر بیٹھا ہوا پایا ـــــ ان لوگوں نے کہا ـــــ اے ہانی! تمہیں امیر نے بلایا ہے، ہانی ان لوگوں کے ہمراہ چل پڑے ـــــ جب قصر امارت کے قریب پہنچے تو وہاں کے منظر سے انہیں خطرے کی بو محسوس ہوئی ـــــ اس لئے وہ اسماء بن خارجہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا بھائی! مجھے اس شخص کی طرف سے خطرہ محسوس ہوتا ہے ـــــ اور میرا دل کہتا ہے کہ کچھ ہونے والا ہے ـــــ اسماء بن خارجہ نے جواب دیا بخدا ہمیں تمہاری نسبت اس طرف سے کوئی خطرہ نہیں ـــــ اور بحمد اللہ تم تو بے گناہ ہو ـــــ لہٰذا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ـــــ چنانچہ وہ لوگ آگے بڑھے اور ابنِ زیاد کے پاس پہنچ گئے۔

اس بے ایمان نے جب ہانی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو منہ پھیر لیا اور اس کو عزت نہ دی ـــــ یہ انداز حضرتِ ہانی کو ناگوار گزرا ـــــ انہوں نے اس بارے میں پوچھا تو ابنِ زیاد نے کہا ـــــ اے ہانی! تم نے مسلم بن عقیل کو اپنے ہاں پناہ دی ہے ـــــ اور اس کے لئے

Marfat.com

اسلحہ اور آدمی جمع کر رہے ہو —— اور تم یہ خیال کر رہے تھے کہ یہ بات مجھ سے پوشیدہ رہے گی —— ہانی نے کہا ایسا نہیں ہے —— ابنِ زیاد نے معقل (شیطان) کو آواز دے کر باہر آنے کو کہا، معقل باہر آیا اور کہا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ —— آپ نے فرمایا ہاں جانتا ہوں تو ایک فاجر اور کافر ہے۔ حضرت ہانی نے اسے جس وقت دیکھا تھا، اسی وقت سمجھ گئے تھے کہ یہ ابنِ زیاد کا جاسوس ہے۔

ابنِ زیاد نے کہا تم یہاں سے اس وقت تک نہیں جا سکتے، جب تک مسلم بن عقیل کو پیش نہ کر دو، اور نہ میں تمہارا سر تن سے جدا کر دوں گا —— حضرت ہانی نے بقولِ جناب گلزار نادم زبانِ حال سے کچھ یوں فرمایا

یہ سن کر حضرتِ ہانیؓ نے بے باکانہ فرمایا
ارے او ابنِ مرجانہ! تجھے یوں کس نے بہکایا
کہ ہانی جان کے بدلے تجھے ایمان دے دے گا
تری شمشیر سے ڈر کر وہ اپنی آن دے دے گا
تری شمشیر سے ہانی کی اُلفت ڈر نہیں سکتی
محبت زندہ رہتی ہے، محبت مر نہیں سکتی
پس اے ظالم! تجھے میں ہاشمی مہماں نہیں دوں گا
نہیں دوں گا، نہیں دوں گا تجھے ایماں نہیں دوں گا

○ —— حضرت ہانی کا یہ جواب بعض کتبِ تاریخ میں کچھ اس طرح مذکور ہے کہ اگر مسلم میری بغل میں بھی موجود ہو تو خدا کی قسم تو میرے جیتے جی انہیں نہیں پا سکتا۔

○ —— جب ابنِ زیاد نے جنابِ ہانی کو سر تن سے جدا کرنے کی دھمکی دی تو اس

Marfat.com

کی یہ بات سن کر حضرت ہانی کو غصہ آ گیا —— اور فرمایا خدا کی قسم تم اس پر قادر نہیں ہو، ورنہ قبیلہ مذحج کے لوگ تیرا خون کر دیں گے —— ابنِ زیاد کو یہ سن کر غصہ آ گیا اور اس نے حضرت ہانی کو ایک بید مارا —— جنابِ ہانی نے تلوار سونت لی اور ابنِ زیاد کے سر پر دے ماری، اس نے اپنے سر پر خود پہن رکھا تھا جو رومال سے ڈھکا ہوا تھا —— ہانی کی تلوار رومال اور خود کو کاٹتی ہوئی مردود کے سر پر کاری ضرب لگا گئی —— معقل سامنے آیا تو اس کے چہرے کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے —— ابنِ زیاد نے کہا اے لوگو! اس شخص کو نہ جانے دینا —— ہانی دائیں بائیں تلوار چلاتے جاتے تھے —— اور کہتے تھے —— وائے ہو تم پر —— اگر آلِ رسول میں سے کوئی بچہ بھی میری حفاظت میں ہو، تو میں اس پر اپنی چادر حفاظت نہیں اٹھاؤں گا —— یہاں تک کہ کٹ جاؤں "یعنی میں آلِ رسول پر فدا ہو جاؤں گا —— مگر ان پر آنچ نہیں آنے دوں گا" —— حضرت ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابنِ زیاد کے ۲۵ آدمیوں کو قتل کر دیا —— لیکن لوگوں نے ہجوم کر کے جنابِ ہانی کو گرفتار کر لیا —— اور ابنِ زیاد کے سامنے پیش کیا ابنِ زیاد کے ہاتھ میں لوہے کا ایک ڈنڈا تھا، وہ اس نے حضرت ہانی کے سر پر دے مارا اور قید خانہ میں ڈال دیا۔

○ —— بقولِ ابی مخنف ایک شخص قبیلہ مذحج کے پاس گیا اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا —— یہ سن کر عمرو بن حجاج دیناری چار ہزار سوار لے کر آئے اور قصر امارت کو گھیر لیا اور آواز دے کر کہا —— اے ابنِ زیاد! تم ہمارے آدمی کو کیوں قتل کرنا چاہتے ہو —— جب کہ اس نے اطاعت سے منہ نہیں موڑا —— پھر بلند آواز سے کہا —— اے ہانی! اگر تم زندہ ہو تو ہم سے بات کرو کہ تمہاری قومِ مذحج کے لوگ تمہارے دشمن کو قتل کرنے کو پہنچ چکے ہیں —— ابنِ زیاد نے جب یہ سنا تو قاضی شریح سے کہا ان لوگوں کو جا کر بتاؤ کہ ان کا

Marfat.com

آدمی زندہ ہے ـــــ امیران سے خاص مسائل پر گفتگو کر رہا ہے۔

○ ـــــ طبری میں ہے کہ جب ابنِ زیاد کو یہ معلوم ہوا کہ مذحج کے لوگ دروازے تک پہنچ گئے ہیں ـــــ تو اس نے قاضی شریح سے کہا کہ ان کے رئیس کو جا کر دیکھ اور ان سے باہر جا کر کہہ دو کہ وہ زندہ ہے اسے کسی نے قتل نہیں کیا میں خود دیکھ کر آیا ہوں۔

○ ـــــ جب قاضی شریح ہانی کے پاس پہنچے تو ان کو دیکھا ـــــ قاضی کہتے ہیں کہ ہانی نے مجھے کہا کہ میں بنو مذحج کی آوازیں سن رہا ہوں۔ یہ سب لوگ میرے قبیلے والے ہیں ـــــ یہ میرے گروہ کے لوگ ہیں ـــــ انہیں کہو کہ مجھے اس درندے کی قید سے چھڑائیں ـــــ کہتے ہیں کہ جب میں نکل کر ان لوگوں کے سامنے گیا تو ابنِ زیاد نے میرے ساتھ اپنے اہلِ شرطہ (پولیس) میں سے جو ہر وقت اس کے سامنے رہتے تھے ـــــ حمید بن بکر احمیری کو کر دیا ـــــ خدا کی قسم اگر یہ شخص میرے ساتھ نہ ہوتا تو میں ہانی کی برادری والوں کو ان کا پیغام ضرور پہنچا دیتا کہتے ہیں کہ میں نے بنو مذحج سے کہا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں یہ بتاؤں کہ ہانی زندہ ہیں ـــــ ان کے قتل ہونے کی خبر غلط ہے ـــــ یہ سن کر عمرو بن حجاج اور اس کے ساتھی واپس چلے گئے۔

ابنِ زیاد کی بزدلی

امام ابنِ جریر نے طبری میں بیان کیا ہے کہ ابنِ زیاد نے جب حضرت ہانی کو مارا اور قید کیا تو اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں لوگ اس پر حملہ نہ کر دیں تو وہ اپنے تمام خادموں ـــــ شہر کے رئیسوں اور پولیس کو ساتھ لے کر نکلا ـــــ مسجد کے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو ڈرایا دھمکایا اور لالچ دے کر لوگوں کو رام کرنا چاہا، ابھی اس کی تقریر جاری تھی کہ بازار میں کھجوریں بیچنے والے لوگ مسجد میں گھس آئے اور دوڑتے ہوئے کہتے جاتے تھے۔

Marfat.com

قَدْ جَآءَ بْنُ عَقِيْلٍ، قَدْ جَآءَ بْنُ عَقِيْلٍ، فَدَخَلَ عُبَيْدُ اللهِ الْقَصْرَ مُسْرِعًا وَاَغْلَقَ اَبْوَابَهُ

مسلم بن عقیل آ گئے ——— مسلم بن عقیل آ گئے ——— ''یہ سنتے ہی'' ——— ابنِ زیاد دوڑ کر قصر امارت میں جا گھسا اور تمام دروازے بند کر لئے ———

(تاریخ طبری ج۶ ص ۲۰۷)

مسلم کی منادی

جناب عبداللہ بن حازم کہتے ہیں کہ حضرت مسلم بن عقیل نے مجھے دارالامارت کی طرف بھیجا تاکہ پتہ کروں کہ حضرت ہانی پر کیا گزری ہے ——— کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت مسلم کو میں نے ہی خبر پہنچائی اور تمام حالات بیان کئے ——— اور دیکھا کہ قبیلہ مراد کی عورتیں جمع ہیں اور واویلا کر رہی ہیں ——— حضرت مسلم نے مجھے حکم دیا کہ میرے مددگاروں کو

یَا مَنْصُوْرَ اُمَّتٍ

اے اُمت کے مددگارو! (کہہ کر پکارو)

میں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اہلِ کوفہ کو پکارا تو چار ہزار آدمی جمع ہو گئے۔

قصرِ امارت کی طرف پیش قدمی

حضرت مسلم بن عقیل نے بنی کندہ ——— اور بنو ربیعہ کا علم عبیداللہ بن عمرو کندی کو دیا ——— اور فرمایا تم میرے آگے آگے سواروں کو لے کر چلو ——— قبیلہ مدحج اور بنو اسد کا علم مسلم بن عوسجہ اسدی کو عطا فرمایا ——— اور ساتھ ہی حکم دیا کہ تم پیادوں کو لے کر میدان میں اُترو ——— اور بنو تمیم و ہمدان کا جھنڈا ابنِ ثمامہ صائدی کو دیا ——— اور اہلِ مدینہ کا جھنڈا عباس بن جعدہ جدلی کو دیا ——— اب یہ لشکر قصرِ امارت کی طرف چلا ——— عباس جدلی

Marfat.com

کہتے ہیں کہ ہم چار ہزار آدمی حضرت مسلم بن عقیل کے ساتھ تھے ــــــ

جب دارالامارت تک پہنچے تو صرف تین سورہ گئے تھے ــــــ حضرت مسلم قبیلہ مراد کے ساتھ قصر امارت تک پہنچے ــــــ اور اسے گھیر لیا ــــــ یہ دیکھ کر ابنِ زیادہ بہت گھبرایا ــــــ اور اپنی حفاظت کا انتظام کرنے لگا ــــــ پھر شہر کے رئیسوں کو بلا کر لوگوں کو منتشر کرنے کو کہا ــــــ جن لوگوں کو عقوبت شاہی سے ڈرانے ــــــ اور کچھ لوگوں کو لالچ دینے کے لئے مقرر کیا ــــــ ان میں کثیر بن شہاب حارثی ــــــ محمد بن اشعث ــــــ قعقاع بن شور ذہلی ــــــ شیث بن ربعی ــــــ حجار بن الجر اور ان میں شمر ذی الجوشن بھی تھا ــــــ

کثیر بن شہاب اور دیگر اُمرائے شہر کی تقریریں سن سن کر لوگ کھسکنے لگے ــــــ شام تک حضرت مسلم کے ساتھ صرف تیس آدمی رہ گئے جب آپ نے دیکھا کہ صرف تیس آدمی رہ گئے ہیں، تو آپ بنوکندہ کے دروازوں کی طرف نکلے ــــــ اور دروازہ تک پہنچے تھے تو آپ کے ساتھ صرف دس آدمی رہ گئے ــــــ اور جب دروازے سے باہر نکلے مڑ کر دیکھا تو ایک آدمی بھی آپ کے ساتھ نہ تھا ــــــ اتنا بھی نہ تھا کہ کوئی رستہ بتائے ــــــ یا اپنے گھر میں لے جائے ــــــ آپ کوفہ کی گلیوں میں چاروں طرف مڑ مڑ کر دیکھتے تھے لیکن کوئی نہ تھا ــــــ اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ کدھر جا رہا ہوں۔

(طبری ج ۶ ص ۷/۸ خلاصہ)

ہوا یکبارگی پیدا انہیں احساس تنہائی
دیارِ غیر میں یادِ حسینؑ ابنِ علی آئی
خیال آیا کہ آقا بھی کرم فرما رہے ہوں گے
بلانے پر میرے کوفہ کی جانب آ رہے ہوں گے

Marfat.com

حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو یہ خیال آیا کہ میں امامِ عالی مقام علیہ السلام کو خط لکھ چکا ہوں ـــــ آپ کوفہ کی جانب تشریف لا رہے ہوں گے ـــــ اب میں آپ کو کس طرح روکوں ـــــ پھر بارگاہِ خداوندی میں دعا کی اور زبانِ حال سے عرض کناں ہوئے۔

الٰہی! واسطہ تجھ کو تیری ساری خدائی کا
تو رستہ روک دے خود ہی میرے معصوم بھائی کا
مجھے یکبارگی سارے جہاں کی سختیاں دے دے
مگر مولا محمد ﷺ کے نواسے کو اماں دے دے

آپ رات کے اندھیرے میں چل رہے تھے کوئی مونس و غمخوار نہ تھا اگر کوئی واقف کار سامنے سے آتا ہوا دکھائی دیتا، تو وہ بھی ایک طرف نظریں بچا کر بھاگ جاتا ـــــ اور عالم یہ تھا کہ

مسلمانوں کا رہبر دربدر حیران پھرتا تھا
گلی کوچوں کے اندر دین کا سلطان پھرتا تھا
ستاروں کی روشِ اور گردشِ افلاک دُشمن تھی
وفا کی راہ میں قدموں تلے کی خاک دُشمن تھی
کوئی منزل نہ تھی پھر بھی قدم رُکنے نہ پاتے تھے
کبھی اس در پہ آتے تھے، کبھی اس در پہ جاتے تھے

حضرت مسلم اور طوعہ

حضرت مسلم چلتے چلتے بنو جبلہ کندہ کے محلّہ میں ایک عورت کے دروازے پر پہنچے ـــــ اس عورت کا نام طوعہ تھا ـــــ یہ عورت اشعث بن قیس کی اُمّ ولد تھی ـــــ جب

Marfat.com

اشعث نے اسے آزاد کر دیا تو اُسیّد حضرمی سے اس نے نکاح کر لیا اور اس کے بطن سے اُسیّد حضرمی کا ایک بیٹا پیدا ہوا، جس کا نام بلال تھا —— بلال بھی دارالامارت کے ہنگاموں میں شریک تھا اور لوگوں کے ساتھ اُدھر گیا ہوا تھا —— طوعہ دروازے پر کھڑی اپنے بیٹے کا انتظار کر رہی تھی —— حضرت مسلم نے اسے السلام علیکم کہا —— اس نے سلام کا جواب دیا۔

حضرت مسلم نے فرمایا، نیک بخت خاتون مجھے پانی پلاؤ تا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پیاس سے تیری حفاظت فرمائے، مجھے سخت پیاس لگی ہے —— بی بی طوعہ نے بڑی ہمدردی سے کہا، میں آپ کو پانی پلاتی ہوں اور اسی وقت اندر جا کر ٹھنڈا پانی لے آئی —— حضرت مسلم رضی اللہ عنہ پانی پی کر وہیں بیٹھ گئے کہ جسم تھکاوٹ سے چور تھا —— عورت پانی کا برتن رکھ کر پھر باہر آئی —— اور کہنے لگی، بندۂ خدا تو نے پانی پی لیا —— آپ نے فرمایا ہاں! کہنے لگی۔

فَاذْهَبْ اِلٰی اَهْلِكَ

تو پھر اپنے گھر کی راہ لو!

حضرت مسلم خاموش رہے —— تھوڑی دیر بعد وہ عورت پھر باہر آئی اور پھر وہی بات کہی کہ بندۂ خدا اپنے گھر جا —— حضرت مسلم پھر بھی خاموش رہے —— اس نے کہا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ فَمُرَّ اِلٰی اَهْلِكَ عَافَاكَ اللّٰهُ فَاِنَّهٗ لَا يُصْلِحُ لَكَ الْجُلُوْسَ عَلٰی بَابِيْ وَاُحِلُّهٗ لَكَ

سبحان اللہ! اے خدا کے بندے اب اپنے گھر جا، خدا تیرا بھلا کرے،

Marfat.com

میرے دروازے پر تیرا بیٹھنا مناسب نہیں، میں اس کی اجازت نہیں دیتی۔

(تاریخ طبری ج۶ص۲۰۹)

حضرت مسلم نے فرمایا —— اے بی بی! میں ایک عزت وشرافت والے خاندان کا فرد ہوں —— میں اپنے دوستوں اور شہر سے بہت دُور ہوں —— غم وغربت کا مارا ہوا ہوں —— نہ میری کوئی منزل ہے نہ کوئی جگہ نہ گھر نہ مکان، اگر تو مجھے اپنے گھر میں پناہ دے دو تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے جنت کے باغوں میں جگہ عطا فرمائے گا ——

(روضۃ الشہداء)

○ —— مولانا گلزار نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ نے بی بی طوعہ اور حضرت مسلم کی گفتگو کا نقشہ اشعار کی صورت میں کچھ یوں کھینچا ہے —— بی بی طوعہ نے کہا آپ کا نام کیا ہے؟ اور آپ کا قبیلہ کون سا ہے؟ —— کہاں کے رہنے والے ہیں؟ —— کچھ پریشان نظر آتے ہیں، کیا مصیبت آن پڑی ہے۔ (اس بی بی نے)

تعجب سے کہا تم کون ہو؟ کیا نام ہے بولو؟
مرے در پر کھڑے ہو کس لئے کیا کام ہے بولو؟
بہر صورت مجھے کچھ اجنبی معلوم ہوتے ہو
قدوقامت لیکن ہاشمی معلوم ہوتے ہو

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ بی بی اس میں کوئی شک نہیں کہ آج میں گمنام پھرتا ہوں —— میرا ہر کام پورا ہو چکا ہے۔

بتاؤں کیا؟ تجھے بی بی! کہ میرا امتحاں کیا ہے؟
مری اصل نسبت کیا ہے، میرا نام ونشاں کیا ہے؟

Marfat.com

وطن کا نام لوں گا تو تڑپ اُٹھے گا دل تیرا
وطن سے دُور تنہا ہوں، یہاں کچھ بھی نہیں میرا

بی بی طوعہ نے اصرار کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپ اپنے حسب ونسب کے بارے میں ضرور بتائیں کہ میں پہچان سکوں کہ آپ کی بے چینی اور افسردگی کے پس منظر میں کیا ہے —— آپ نے فرمایا

میرے والد کو کہتے ہیں عقیل ابنِ طالب
مرا چچا علی مرتضٰی، شیرِ خدا غالب
ہے میرا نام مسلم ہوں، سخی شبیر کا بھائی
اکیلا ہوں جبھی تو دُشمن بدخوئی بن آئی

○ —— روضۃ الشہداء میں ہے دطوعہ چوں دانست کہ ابنِ عقیل است ودردست و پائے وَی اُفتادو گفت جانم فدائے توباد

(روضۃ الشہداء ص ۲۲۲ قلمی ایضاً مطبوعہ تہران ص ۲۲۶)

''بی بی طوعہ کو پتہ چلا کہ آپ مسلم بن عقیل ہیں، ''میری جان آپ پر فدا'' کہتی ہوئی آپ کے قدموں پر گر پڑی —— اور کہنے لگی ۔

تمہارے پائے اقدس پر مری سو جان قرباں ہے
میرے ایمان کے وارث! میرا ایمان فرماں ہے

سخی، سلطان ہو کر اپنی لونڈی سے سوالی ہو
تمہیں پہچانتی ہوں، خود زمانے بھر کے والی ہو

Marfat.com

تیرے در کی بھکارن ہوں یہ سارا مال و ذر تیرا
یہ در تیرا یہ گھر تیرا، میں خود تیری یہ سر تیرا

(حضرت نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ)

بی بی طوعہ نے اپنے گھر کے ایک کمرے کو صاف کیا ـــــ اور آپ کو وہاں لے گئی اس کے گھر میں کھانے پینے کا جو سامان تھا آپ کی خدمت میں پیش کیا۔

طوعہ کا بیٹا

حضرت مسلم نے کھانا کھایا اور گزشتہ نمازوں کی قضا ادا کرنے کے بعد لیٹ گئے ـــــ جب رات کا کوئی حصہ گزر گیا تو طوعہ کا بیٹا گھر آیا تو دیکھا کہ اس کی ماں ایک کمرے میں کبھی جاتی ہے، کبھی آتی ہے ـــــ کبھی روتی ہے اور کبھی ہنستی ہے ـــــ چنانچہ اس نے کہا امی جان بات کیا ہے؟ آپ اس کمرے میں بہت دلچسپی لے رہی ہیں ـــــ ماں نے بیٹے سے کہا ـــــ میں تجھے بتا تو دوں لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں تو اس راز کو افشانہ کردے ـــــ بیٹے نے قسم اٹھائی کہ میں یہ راز کسی پر ظاہر نہیں کروں گا۔

ماں نے کہا! حضرت مسلم بن عقیلؓ ہماری پناہ میں آئے ہیں، میں نے اس کمرے میں انہیں چھپا رکھا ہے اور ان کی خدمت و خاطر میں مصروف ہوں ـــــ اور اس کے بدلے میں خدا تعالیٰ سے ثوابِ جزیل کی امید رکھتی ہوں ـــــ اور زبان حال سے پکار اُٹھی۔ خدا کا شکر ہے جس نے

ہمیں موقع دیا ہے خدمت آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
کرو تم شکر بیٹا ! آج اس کے لطف بے حد کا
یہی شاہِ ویا ہیں، جن سے دنیا نے جفا کی ہے
یہی مہماں ہیں، جن سے میزبانوں نے دغا کی ہے

Marfat.com

خوابِ مسلم

روضۃ الشہداء میں ہے کہ حضرت مسلم سوئے ہوئے تھے کہ اچانک آپ نے ایک خواب پریشان دیکھا ـــــ اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور اپنے اور اپنے عیال واولاد کی جدائی میں رونے لگے ـــــ مقتل ابی مخنف میں ہے کہ خواب میں اپنے چچا علی مرتضیٰ کو دیکھا جو فرما رہے تھے ـــــ ''جلدی کرو، فوراً آؤ فوراً آؤ''

جب صبح ہوئی تو بی بی طوعہ کا بیٹا ابنِ زیاد کے پاس پہنچ گیا اور یہ بدبخت اس وقت پہنچا جب ابنِ زیاد حصین بن نمیر سے کہہ رہا تھا کہ کوفہ کے بازاروں اور محلوں میں منادی کرا دو کہ امیر کہتا ہے جو شخص میرے پاس مسلم بن عقیل کی خبر لے کر آئے گا ـــــ میں اسے ایک ہزار دوں گا ـــــ اور اس شخص کی تمام مرادیں ضرور پوری کروں گا ـــــ اور اگر کسی شخص نے انہیں اپنے گھر میں چھپایا تو اس کے گھر کو برباد کر دیا جائے گا ـــــ اور صاحب خانہ کو قتل کر دیا جائے گا ـــــ بی بی طوعہ نے بیٹے نے جب دولت کا وعدہ اور قتل کی وعید سنی تو آگے بڑھ کر محمد بن اشعث کو تمام واقعہ سنایا۔

شجاعت مسلم

ابن اشعث نے یہ واقعہ ابنِ زیاد کو بتایا تو وہ بہت خوش ہوا ـــــ اور عمرو بن حارث مخزومی سے کہنے لگا ـــــ میرے خاص فوجیوں سے تین سپاہی ابنِ اشعث کی کمان میں دے دیا تا کہ یہ اس گھر میں جا کر مسلم کو گرفتار کرے ـــــ ابنِ اشعث نے ان سواروں کو ساتھ لیا اور بی بی طوعہ کے گھر کا فوراً محاصرہ کر لیا ـــــ حضرت مسلم اس وقت فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد مصلے پر تشریف فرما تھے کہ ان کے کانوں میں گھوڑوں کے سموں کی آواز آئی ـــــ اور آپ سمجھ گئے کہ لوگ ان کی تلاش میں آئے ہیں ـــــ آپ نے کھڑے ہو کر

Marfat.com

اپنی ذرّہ پہنی تلوار لہراتے ہوئے خود سے کہنے لگے

اُٹھ اے دل! آج پابند رضا ہونے کا وقت آیا
محبت میں فنا ہو کر، بقا ہونے کا وقت آیا
اُلٹ دے جامِ ہستی کو کہ فطرت میں خمار آئے
تو پیوند زمیں ہو جا کہ پھر تازہ بہار آئے

(نادم صابری)

جب آپ باہر آئے تو اس لشکر نے یک دم مل کر آپ کی طرف دھاوا بول دیا ؎

مگر یہ ذوالفقاری نوجواں سہما نہ گھبرایا
مقابل ہو کے للکارا سنبھل جاؤ کہ میں آیا

حضرت مسلم غضب ناک شیر کی طرح ان لوگوں پر پلٹ پلٹ کر جھپٹ رہے تھے، اور آپ تلوار لہراتے ہوئے خود سے کہنے لگے ؎

اُٹھی جس پر، اٹھی ایسی کہ یک دم زیر کر ڈالا
پڑی جس پر، پڑی ایسی کہ فوراً ڈھیر کر ڈالا
یہ وہ جرأت جس کو آج تک ایماں نہیں بھولا
یہ وہ حملہ تھا، جس کو آج تک شیطان نہیں بھولا

اس حملے میں کافی لوگ زخمی ہوئے اور کئی مارے گئے، کئی بھاگ گئے —— جب یہ خبر ابنِ زیاد تک پہنچی تو اس نے ابنِ اشعث کو پیغام بھیجا کہ میں نے ایک شخص کو گرفتار کر کے لانے کے لئے تیرے ساتھ تین سو سواروں کو بھیجا، یہ کیسی کمزوری ہے جو تو نے دکھائی ہے، مسلم اگرچہ بہادر شخص ہے، مگر ایک سے زیادہ تو نہیں۔

Marfat.com

ابن اشعث نے جواب بھیجا ـــــ کہ تیرا گمان وتصور یہ ہے کہ تو نے مجھے کسی حلاج (روئی دھننے والا) یا جولاہے کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا ہے ـــــ

"واللہ کہ ایں سہ صد کس پیش اُو برابر سہ صد بزاست اگر ہزار کس ہم باشد بجنگ مسلم بن عقیل ہم کم است ـــــ واللہ کہ مرا بجنگ شیر ژیاں و ببر دماں رواں کردہ ای این دلاور یست کہ بضرب خنجر خاک معرکہ را با مغز دلیران برمیا میزد"

خدا کی قسم یہ تین سو اشخاص اس کے سامنے تین سو بھیڑوں کے برابر ہیں ـــــ اگر ہزار اشخاص بھی ہوتے تب بھی مسلم بن عقیل کے ساتھ جنگ کرنے میں کم تھے ـــــ خدا کی قسم! تو نے مجھے غصے بھرے ہوئے شبر بر سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا ہے ـــــ اور یہ ایسا بہادر ہے کہ انتقام کی تلوار سے مدمقابل کے خون کو خاک میں ملا دیتا ہے ـــــ اور ـــــ "ایسا صفدر ہے" کہ خنجر کی ضرب سے میدان مٹی کو بہادروں کے مغز پہنچا دیتا ہے۔

(روضۃ الشہداء قلمی ص ۳۳۴۔ روضۃ الشہداء مطبوعہ ۲۲۸)

مسلم نے اس جنگ میں ایک سو اسی (۱۸۰) سواروں کو قتل کیا۔

(مقتل ابی مخنف مترجم ص ۳۴)

بزدلوں کی امان بے اماں

ابنِ زیاد نے ابنِ اشعث کو پیغام بھیجا کہ مسلم کو امان دے کر میرے پاس لے آؤ۔ جب ابنِ اشعث کو ابنِ زیاد کا یہ پیغام پہنچا تو اس نے حضرت مسلم کو آواز دے کر کہا۔ اے

Marfat.com

مسلم! خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور تلوار سے ہاتھ روک کر میرے پاس آ جاؤ! ——— امیر تجھے امان دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا: مجھے تمہاری امان کی ضرورت نہیں کیوں کہ تمہاری بات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا ——— اور کوفیوں سے وفا نہیں ملتی۔

ندیدم من از ہیچ کوفی وفا
نہ کوفی نیاید بغیر از جفا

نہیں دیکھا میں نے کوفیوں کو وفا کرتے ہوئے کوفیوں سے جفا کے بغیر کچھ نہیں ملتا (کوفیوں سے مراد یزیدی کوفی ہیں) ———

حضرت مسلم نے یہ بات کہی اور ان پر دوبارہ حملہ کر دیا ——— اور کئی کوفی قتل اور زخمی کر دیئے ——— اہلِ لشکر گھبرا گئے اور کچھ لوگ پا پیادہ ہو کر چھتوں پر چڑھ گئے ——— اور حضرت مسلم پر پتھراؤ کرنے لگے، ان لوگوں نے آپ کے جسم نازنین کو پتھروں سے زخمی کر دیا، اچانک ایک شقی نے حضرت مسلم کی پیشانی پر پتھر مارا ——— جس سے آپ کا چہرۂ اقدس لہولہان ہو گیا۔

بدن کا خون بہہ جانے سے غازی کے قدم لرزے
زمین و آسماں، عرشِ بریں، لوح و قلم لرزے

(نادم صابری)

○ ——— حضرت مسلم نے اپنا چہرۂ اقدس مکہ معظّمہ کی طرف کر لیا، اور عرض کیا ——— اے رسولِ خدا کے بیٹے! ——— آپ جانتے ہیں کہ آپ کا چچازاد بھائی کہاں گیا ہے ——— مگر میں راہِ خدا میں ان تمام اُمور سے خوفزدہ نہیں ہوں۔

Marfat.com

○ —— اچانک اسی شقی نے دوسرا پتھر حضرت مسلم کی طرف پھینکا جو آپ کے ہونٹوں اور دندان مبارک پر لگا، جس سے آپ کی داڑھی مبارک خون سے بھیگ گئی اور اس سے خون کے قطرے ٹپکنے لگے —— اور آپ کا دامانِ پاک بھی خون آلود ہو گیا۔

○ —— بعد ازاں آپ کا جسم مبارک زخموں سے چور ہو گیا تو آپ نے اپنی پشت مبارک بکیر بن حمران احمری کی دیوار سے لگا دی۔

○ —— طبری اور روضۃ الشہداء میں ہے کہ بکیر بن حمران کمینہ اپنے گھر سے باہر نکلا —— اور حضرت مسلم بن عقیل کے چہرۂ اقدس پر تلوار کا وار کیا —— جس سے آپ کا اوپر والا ہونٹ کٹ کر گر گیا —— اور نیچے والا بھی زخمی ہوا اور سامنے والے دو دانت بھی ٹوٹ گئے —— حضرت مسلم نے پلٹ کر زخمی شیر کی طرح حملہ کیا۔ بکیر پر تلوار چلائی تو اس کا سر دس قدم کے فاصلہ پر جا گرا۔

بڑھا کر دست قسمت آپ نے تقسیم کر ڈالا
فقط اک وار نے مردود کو دو نیم کر ڈالا

○ —— امام ابنِ جریر نے طبری میں اس طرح بیان کیا ہے —— کہ حضرت مسلم نے اسکے سر پر تلوار چلائی۔ جو گہرا زخمی لگاتی ہوئی نکل گئی، اور دوسری مرتبہ اس کے کاندے پر وار کیا۔

كَادَتْ تَطْلُعُ عَلٰى جَوْفِهٖ

(طبری ج ۶ ص ۲۱۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان)

"تلوار اس زور سے چلائی کہ سینے کو چیرتی ہوئی پیٹ تک پہنچ گئی۔"

Marfat.com

اس کے بعد پھر آپ نے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا لی —— اور کہا —— الٰہی مجھے پانی کے ایک گھونٹ کی آرزو ہے —— کوفی یہ منظر دیکھ رہے تھے اور آپ کی یہ باتیں سن رہے تھے، مگر کسی میں آپ کو پانی لا کر دینے کی ہمت نہ ملی۔

پانی کا پیالہ

بالآخر بوڑھی خاتون بی بی طوعہ پانی کا پیالہ لے کر باہر آئی اور حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے پیالہ ہونٹوں سے لگایا تو وہ خون آلود ہو گیا —— آپ نے وہ پانی گرا دیا، تو خاتون نے دوبارہ پیالہ بھر کر پیش کیا۔ آپ نے پیالہ ہونٹوں سے لگایا تو وہ بھی خون سے بھر گیا —— آپ نے اسے بھی گرا دیا —— تو بی بی طوعہ نے تیسری مرتبہ بھی پانی کا پیالہ پیش کیا۔

مگر اس باریک دم گر گئے دنداں کوزے میں
دُرِ شہوار تھے مٹی کے اس بے جان کوزے میں
بالآخر آپ نے جانا کہ قسمت میں نہیں پانی
جہاں مولا پائے گا پئیں گے اب وہیں پانی

جب بی بی تیسری بار پیالہ پیش کیا تو آپ نے اسے پینا چاہا تو وہ بھی آپ کے کٹے ہوئے ہونٹ سے بہنے والے خون سے پھر خون آلود ہو گیا —— آپ نے پیالے کو ہاتھ میں تھام لیا —— اور فرمایا مجھے اب قیامت کے روز پانی پینا ہے —— آپ نے جب پیالہ جھک کر زمین پر رکھا تو ایک مردود نے آپ کی جھکی ہوئی پشت پر نیزہ مارا۔

جھکی ہی رہ گئی ضربِ سناں سے پشت مسلم کی
اسی حالت میں مشکیں باندھ لیں یک مشت مسلم کی

Marfat.com

کھلی آنکھوں سے سورج نے یہ سارا کشت وخوں دیکھا

زمانے کے ستم دیکھے، محبت کا جنوں دیکھا

(شاہنامہ حسین ص ۱۱۶۔۱۱۷ (مولانا گلزار احمد نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ)

جب آپ کی پشت پر نیزہ مارا گیا تو آپ گر پڑے، آپ کا گرنا تھا کہ لوگوں نے چاروں طرف سے گھیر کر گرفتار کر لیا ——— اور ابنِ زیاد کے سامنے پیش کر دیا ——— جب لوگ حضرت مسلم کو قصر امارت میں لے کر گئے تو آپ نے ابنِ زیاد کو سلام نہ کیا ——— کسی سپاہی نے کہا۔ اے مسلم تو نے امیر کو سلام کیوں نہیں کیا؟

حضرت مسلم نے فرمایا ——— اس لئے کہ میں اس اسلام میں دنیا و عقبیٰ کی سلامتی نہیں دیکھتا ——— جنابِ مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد پر ابنِ زیاد کچھ دیر کے لئے سر جھکائے بیٹھا رہا ——— پھر اس نے سر کو اٹھایا، اور حضرت مسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا ——— اے مسلم تو نے امامِ زمان[1] پر خروج کر کے فتنہ انگیزی کیوں کی؟

[1] اس کا یہ اشارہ یزید لعین کی طرف تھا ——— اس سے معلوم ہوا کہ یزید لعین کو امیر المومنین اور امامِ زمان کہنا ابنِ زیاد کے پیروکاروں کے عقیدے میں شامل ہے۔

آپ نے فرمایا، امامِ زماں حسین بن علی علیہما السلام ہیں ——— اور میں ان کے حکم پر اس شہر میں آیا ہوں ——— اور جو کچھ میں نے کہا ہے اس میں حق تعالیٰ کی رضا پاتا ہوں ——— مگر اہلِ شقاوت نہیں چھوڑتے کہ حق دار کو حق مل جائے ——— اے ابنِ مرجانہ! مجھے یقین ہے کہ تو میرے قتل کا حکم دے گا ——— مگر اس سے پہلے قبیلہ قریش کے کسی آدمی کو میرے پاس بھیج تا کہ وہ میری وصیت سن لے ——— پھر آپ نے عمرو بن سعد کو کھڑے دیکھ کر فرمایا ——— اے ابنِ سعد! قریشی قربت و نسبت کی بنا پر تجھے تین وصیتیں کرتا ہوں اور ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ تو میری ان تینوں وصیتوں کو قبول کر لے۔

Marfat.com

پہلی وصیت:

یہ ہے کہ میں اس شہر میں سات سو درہم کا مقروض ہوں میرا گھوڑا نعمان دربان کے پاس ہے، وہ اس سے لینا اور اس کے ساتھ میرا اسلحہ زرہ وغیرہ ملا کر فروخت کر دینا اور میرا قرض ادا کر دینا ——— یہ سن کر عمرو بن سعد نے اس وصیت کو قبول کر لیا ——— اور ابنِ زیاد نے کہا گھوڑا اور اسلحہ تیرا ہے اسے فروخت کر کے تمہارا قرض ادا کرنے سے کوئی شخص مانع نہیں۔

دوسری وصیت:

یہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ مجھے شہید کر کے میرے سر کو شام ''یزید کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے'' بھیجا جائے گا۔ اور میرے جسم کو ابنِ زیاد جس محلے میں چاہے دفن کر دے۔ ابنِ زیاد شقی نے درمیان میں بولتے ہوئے کہا ——— جب ہم تجھے قتل کر چکے ہوں گے ——— اور تمہارے جسم کے ساتھ جو چاہے کریں گے۔

تیسری وصیت:

یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھ دینا ——— جس میں یہ ہو کہ کوفیوں نے بے وفائی کی ہے، اور آپ کے چچا کے بیٹے کو قتل کر دیا گیا ہے ——— آپ ہرگز کوفہ تشریف نہ لائیں اور نہ ہی ان لوگوں کے فریب میں آئیں ——— ابنِ زیاد نے کہا، اگر حسین ہم پر چڑھائی نہیں کریں گے تو ہم ان پر چڑھائی نہیں کریں گے ——— اور اگر وہ امر خلافت پر خوش ہوئے تو ہم خاموش نہیں بیٹھیں گے۔

شہادتِ مسلم

امام حسین علیہ السلام کے سفیر چچازاد بھائی مسلم بن عقیل ——— اور ابنِ زیاد مردود

Marfat.com

کے درمیان کافی باتیں ہوئیں، اس کے بعد ابنِ زیاد بدنہاد نے آواز دی —— اہلِ مجلس میں سے وہ کون ہے؟ جو مسلم بن عقیل کو محل کی چھت پر لے جا کر قتل کر دے۔

بکیر بن حمران احمری کے بیٹے نے کہا —— اے امیر یہ میرا کام ہے کیونکہ آج اس نے میرے باپ کو قتل کیا ہے —— پھر اس نے حضرت مسلم کا ہاتھ پکڑا اور محل کی چھت پر لے گیا —— حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھتے جا رہے تھے —— اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عرض کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ احْکُمْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمٍ کَذَّبُوْنَا وَغَرُّوْنَا وَخَذَلُوْنَا وَقَتَلُوْنَا ——

الٰہی ہمارے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ فرما —— جس نے ہم سے جھوٹ بولا —— ہمیں دھوکا دیا —— اور ہمیں ذلیل کیا —— اور قتل کیا۔

(تاریخ طبری (امام ابنِ جریر) ج ۶ ص ۲۱۳)

پیغامِ مسلم

جب آپ دارالامارت کی چھت پر پہنچے تو اپنا چہرۂ اقدس کو مکہ معظّمہ کی طرف کرتے ہوئے کہا —— ابنِ رسولِ خدا کیا آپ اپنے چچا زاد کی حالت سے واقف ہیں —— اور پھر آپ نے اشعار پڑھے جن کا ملا حسین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی اشعار میں ترجمہ کیا۔

اردو زبان میں ان کا مفہوم کچھ اس طرح ہے

صبا تو جا کے مرا اِک پیام پہنچا دے
حسین، شاہِ زمن کو سلام پہنچا دے
ادب سے راکبِ دوشِ رسول سے کہنا
علی کے نور سے، ابنِ بتول سے کہنا

Marfat.com

لہو بدن سے ہے جاری زباں پہ نام تیرا
پکارتا ہے، غریب الوطن غلام تیرا
میرے حبیب، نظر کو تلاش ہے تیری
دکھا دو چہرۂ انور، ہے آرزو میری

(خضر)

خیال رہے کہ محبت کی کائنات ——تصور کی دنیا اور اضطراب وتنہائی کے عالم میں ——بادِ صبا کو بطورِ قاصد خطاب کرنا عشاق ومحبین اور اہلِ درد کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے ——مندرجہ ذیل شعر بھی کسی ایسے ہی صاحب سوز وگداز کی پکار ہے۔

صبا بگلشن احباب من اگر گزری
اِذَا لَقِیْتُ حَبِیْبِیْ فَقُلْ لَّہٗ خَبَرِیْ

''اے بادِ صبا اگر تو میرے دوستوں کے باغ سے گزرے اور جب میرے محبوب سے ملاقات ہو تو اسے کہنا کہ میری خبر لے کیونکہ میں فراق کی حالت میں بے حال ہوں۔'' ——(فردوسِ آسیہ ص ۲۸۹)

اے کوفیو!

فردوسِ آسیہ میں ہے کہ جب حضرت مسلم قصر امارت کی چھت پر پہنچے تو آپ کی نظر محل کے صحن پر پڑی تو دیکھا کہ نیچے تماشائیوں کا ایک جم غفیر ہے اور میرے قتل کے منتظر ہیں تو آپ نے ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ——اے کوفیو! جب تم میرا سرتن سے جدا کرلو! تو میری لاش دفن کردینا ——اور میرا خون آلود کرتا' میرے آقا حسین کی طرف بھیج دینا تاکہ وہ دیکھ کر تمہاری فریب کاریوں سے دور رہیں ——اور ہاں، اس شہر میں میرے دو بچے ہیں، ان معصوموں کو میرے امام سیّدنا حسین کے پاس پہنچا دینا ——اور جب ان

Marfat.com

کو تم میرے قتل کی خبر دو گے تو میرا اسلام کہنے کے بعد کہنا کہ تمہارے باپ نے تمہیں صبر کی تلقین و وصیت کی ہے۔

(فردوسِ آسیہ ص ۲۹۸ مطبوعہ مکتبہ تھانوی کراچی)

○ —— مولانا گلزار احمد نادم صابری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو ''مرج البحرین'' کے حوالے سے اشعار کے سانچہ میں اس طرح ڈھالا ہے —— لکھتے ہیں:

میرا سر کاٹ کر بھیجو! اگر تم اپنے سرور کو
تو پھر ہرگز اذیت تم نہ دینا حسد بے سر کو
تمہیں سر کی ضرورت تھی تمہیں سر مل گیا لے لو
تمہیں زر کی ضرورت تھی، تمہیں زر مل گیا لے لو
میں بے گھر ہوں مجھے پردیس میں چھوٹا سا گھر دینا
مرا لاشہ سر راہِ مدینہ دفن کر دینا

کرامت:

فردوسِ آسیہ کا حصہ ''مرج البحرین فی ذکر شھادت الحسین'' میں —— عالم حدیث، حضرت علامہ مولانا عبدالرب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں —— کہ جب حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ تمام مراتب طے کر چکے تو ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور درگاہِ خداوندی میں عرض کیا —— اے ربّ جہاں میری مدد فرما۔

بکیر بن حمران کے بیٹے نے تلوار کھینچی —— گردن پر نظر جمائی —— سانس روکی —— سر اڑانے کا ارادہ تھا —— ہاتھ اور بازو کو حرکت میں لانے کی کوشش کی —— لیکن ناکام رہا، اس لئے کہ ہاتھ خشک ہو چکا تھا —— ابنِ زیاد نے اسے طلب کر کے دریافت کیا اور کہا کہ تجھے کیا ہوا؟ —— اس نے کانپتے ہوئے بیان کیا —— کہ جب میں نے

Marfat.com

تلوار کھینچی تو ایک شخص نہایت دہشت ناک طریقے سے میرے سامنے آیا ـــــ اپنے ہاتھ کی اور دانت اپنے ہونٹوں میں دبائے ہوئے تھا، ایسی دہشت ناک صورت میں نے زندگی بھر نہیں دیکھی تھی، میں کانپ گیا اور میرا ہاتھ خشک ہو گیا ـــــ شاعر نے (نادم صاحب) اس منظر کو شاعری کی نظر سے اس طرح دیکھا ہے۔

بوقت وار فوراً گر گئی تلوار ہاتھوں سے
کہ دونوں ہاتھ شل تھے، کیا کرے بے کار ہاتھوں سے

دوسرا آدمی:

ابنِ زیاد نے ایک اور آدمی کو بھیجا، وہ بھی قتل کے ارادے سے گیا، وہاں پہنچ کر کیا دیکھتا ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنابِ مسلم کے پاس کھڑے ہیں ـــــ دیکھتے ہی اس کا کلیجہ پھٹ گیا اور وہ اسی جگہ پر مر گیا ـــــ ابنِ زیاد نے چلاتے ہوئے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے، مسلم کے بدلے تو خود ہی مر گیا ہے۔

تیسرا آدمی:

ابنِ زیاد نا ہنجار نے تیسری بار ایک شامی کو بھیجا ـــــ جس نے آپ کو شہید کیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

آپ کی شہادت ۹ ذوالحج بروز بدھ ۶۰ ہجری کو واقع ہوئی۔

○ ـــــ خیال رہے کہ کبھی کبھی اقتدار کا نشہ قلبی شقاوتوں کا باعث ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں ـــــ نبیوں کے معجزے ـــــ خدا والوں کی کرامات دیکھنے کے باوجود ظلم وجور اور شیطنت میں کمی نہیں آتی ـــــ تاریخ عالم، اقتدار والوں کی ایسی ستمرانیوں سے بھری پڑی ہے ـــــ خدائے بزرگ و برتر کا پاک ارشاد ہے،

Marfat.com

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ــــــ

پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے، پتھروں کی طرح سخت، بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ــــــ

(پارہ اول، سورۂ بقرہ آیت نمبر ۷۴)

زیادہ مضبوط قول یہی ہے کہ حضرت مسلم بن عقیل کو بکیر بن حمران کے بیٹے نے شہید کیا ــــــ اور اس نے آپ کا سر کاٹ کر ابنِ زیاد کو پیش کر دیا ــــــ اور آپ کا جسم محل سے نیچے گرا دیا۔

ــــــ حضرت ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابنِ زیاد پہلے ہی شہید کر چکا تھا ــــــ

یزید نے خوشی کا اظہار کیا

ابنِ زیاد نے حکم دیا کہ حضرت مسلم اور حضرت ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جسموں کو قصابوں کے بازار میں دکانوں کے دروازہ پر لٹکا دو! ــــــ پھر اس نے ان دونوں حضرات کے سر مبارک یزید کے پاس دمشق بھیج دیئے اور اسے تمام احوال سے آگاہ کر دیا ــــــ یزید نے ابنِ زیاد کا خط پڑھ کر حکم دیا ــــــ کہ حضرت مسلم اور حضرت ہانی کے سروں کو دمشق کے دروازہ پر لٹکا دیا جائے، اور ابنِ زیاد کو خط لکھا کہ تو مجھے بے حد پسند ہے اور تیرا کوئی جواب نہیں ــــــ اور جو تو نے کیا ہے یہ نہایت پسندیدہ اور مستحسن کام ہے ــــــ جب اس مضمون کا خط ابنِ زیاد کو موصول ہوا تو وہ بے حد خوش ہوا ــــــ (روضۃ الشہداء قلمی ص ۳۴۰)

حضرت مسلم کے بیٹوں کی تلاش

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام

Marfat.com

ابراہیم تھا۔ یہ دونوں آپ کے ساتھ کوفہ آئے تھے۔ (حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ) کے مطابق صاحبزادہ محمد کی عمر آٹھ سال اور ابراہیم کی عمر چھ سال تھی۔

قاضی شریح کے گھر میں

حضرت مسلم نے ان دونوں صاحبزادوں کو قاضی شریح کے گھر بھیج کر حفاظت کی سخت تاکید فرمائی تھی ــــ ابنِ زیاد ملعون کے جاسوسوں نے اسے بتایا کہ مسلم کے دو بیٹے اس شہر میں چھپے ہوئے ہیں ــــ علامہ حسین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی کے الفاظ میں ان کے حسن و جمال کو یوں بیان کیا ہے۔

چوں صد ھزار نگار کہ نہ ماہ شعاعِ رُخسار ایشا دارد، و نہ سنبل تابِ گیسوئے ایشاں می آورد ــــ

جیسے صد ہزار زیبائشیں ہوں نہ تو چاند ان کے چہرے کی سی چمک رکھتا ہے ــــ اور نہ سنبل ان کی زلفوں کی خوشبو کی تاب لاسکتی ہے ــــ

(روضۃ الشہداء ص ۳۴۰)

ابنِ زیاد نے کہا منادی کرادو کہ مسلم کے بیٹے جس شخص کے گھر میں پوشیدہ ہیں ــــ وہ انہیں لاکر میرے سپرد نہیں کرے گا ــــ تو میں اس شخص کا گھر لوٹ لوں گا، اور اسے ذلیل وخوار کرنے کے بعد قتل کردوں گا۔

حضرت مسلم کی شہادت کے بعد قاضی شریح نے جب یہ منادی سنی تو بچوں کو اپنے پاس بلالیا ــــ پھر جب قاضی صاحب نے بچوں کے چہروں کی طرف دیکھا تو بے اختیار رونے لگے ــــ جبکہ دونوں صاحبزادوں کو اپنے باپ کی شہادت کا کچھ علم نہ تھا ــــ جب قاضی شریح نے رونا شروع کردیا تو شہزادوں کے دل میں آیا کہ بات کیا ہے؟ ــــ اور پھر فرمایا قاضی صاحب! آپ کو کیا ہوا کہ ہمیں دیکھتے ہی رونا شروع کردیا ــــ اور اپنی

Marfat.com

آہ وفغاں سے ہم غریبوں کے دلوں میں حسرت کی آگ جلا دی ـــــ قاضی صاحب نے اس راز کو چھپانے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے ـــــ علامہ حسین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں ـــــ کہ قاضی شریح نے چیخ مار کر کہا ـــــ اے مخدوم زادو!

بنیادِ دیں ز سنگ حوادث خراب شد
دل ہا بدردو داغ جدائی کباب شد

''دین کی بنیادیں زمانے کے حادثوں کے پتھر سے خراب ہو گئی ہیں۔'' اور کئی دل درد اور جدائی کے آتشیں داغ سے کباب کی صورت اختیار کر چلے ہیں۔'' ـــــ

اور کہنے لگے کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ تمہارے والد گرامی جو آسمانِ بلندی کے چمکتے ہوئے ستارے تھے ـــــ اقبال کی بلندیوں سے ارتحال (رحلت کرنا) کی پستیوں کی طرف انتقال فرما چکے ہیں ـــــ اور ان کی رُوح مقدس کا شہباز شہادت کے پروں کے ساتھ، سعادت کے باغوں کی طرف پرواز کر چکا ہے۔

حق تعالیٰ دونوں کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے، صاحبزادوں نے جب یہ خبر سنی تو دونوں بے ہوش ہو گئے ـــــ کچھ دیر بعد جب ہوش میں آئے تو روتے ـــــ

یَا اَبَتَاہُ ، یَا اَبَتَاہُ

ہائے ابا جان، ہائے ابا جان!

فریاد وفغاں کرنے لگے۔

مشکل ہوا جو دہر میں جینا تو رو دیئے
دیکھا جو اہلِ شہر کا کینہ تو رو دیئے

Marfat.com

ہائے سروں سے باپ کا سایہ بھی اُٹھ گیا
آیا جو یاد پاک مدینہ تو رو دیئے

قاضی صاحب نے کہا—— یہ فریاد وفغاں کا وقت نہیں —— کیونکہ ابنِ زیاد نے تمہاری گرفتاری کا اعلان کروار کھا ہے—— اور ساتھ یہ بھی کہ تم جس کی پناہ میں ہوئے۔ اس شخص کو بھی قتل کر دیا جائے گا—— لہٰذا میں اپنی اور تمہاری جان کے بارے میں خوف زدہ ہوں—— اور سوچ رہا ہوں کہ آپ دونوں کو کسی شخص کے سپرد کر دوں تاکہ وہ تمہیں مدینہ منورہ پہنچادے۔

(روضۃ الشہداء ص ۲۳۲ مطبوعہ خیابانِ بوذر تہران)

صاحبزادے گرفتار ہوتے ہیں

حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابنِ زیاد کے ڈر سے باپ کا غم بھول کر خاموش ہو گئے—— قاضی صاحب نے دونوں کی کمر کے ساتھ پچاس پچاس سرخ دینار باندھ دیئے—— اور اپنے بیٹے اسد کو بلا کر کہا کہ میں نے سنا ہے کہ دوازۂ عراقین سے ایک قافلہ مدینہ منورہ جانے کا ارادہ رکھتا ہے—— ان دونوں صاحبزادوں کو لے جا اور قافلے کے کسی ایسے شخص کے سپرد کر دے جس کی پیشانی میں نیکی کا نور نظر آئے تاکہ وہ انہیں مدینہ شریف لے جائے، اسد نے اندھیری رات میں انہیں اپنے آگے چلنے کے لئے کہا اور بابِ عراقین سے باہر لے گیا۔

تقدیر کی بات ہے کہ قافلہ والوں نے بھی اسی وقت کوچ کیا تھا اور اندھیرے میں ان کے ہیولے نظر آ رہے تھے—— اسد نے کہا—— اے شہزادو! —— وہ قافلہ جا رہا ہے، تیزی کے ساتھ چلو تاکہ قافلے تک پہنچ سکو—— صاحبزادے قافلے کی طرف منہ کر کے

Marfat.com

بھاگنے لگے—— اور اسد واپس چلا گیا—— شہزادوں نے بھی تھوڑا سا فاصلہ طے کیا تھا کہ قافلہ نظروں سے اوجھل ہو گیا—— اور یہ سہمے ہوئے یتیم شہزادے راستہ گم کر بیٹھے—— اچانک شہر کے گرد گشت کرنے والے سرکاری چوکیداروں نے انہیں دیکھ کر روک لیا—— جب ان چوکیداروں کو پتہ چلا کہ یہ دونوں مسلم بن عقیل کے بیٹے ہیں تو انہیں اسی وقت گرفتار کر کے رسیوں سے باندھ دیا—— کوتوالِ شہر، خاندانِ نبوت کا دُشمن تھا—— وہ ان بچوں کو گرفتار کر کے ابنِ زیاد کے پاس آیا—— ابنِ زیاد نے حکم جاری کیا کہ ان دونوں کو قید خانے میں ڈال دو!—— پھر اس نے ابنِ زیاد کو خط لکھا کہ مسلم بن عقیل کے سات آٹھ سال کے دونوں بیٹوں کو بھی مسلم کے قتل کے بعد گرفتار کر لیا گیا ہے —— اور آپ کو اطلاع دی جا رہی ہے کہ ان کے بارے میں مجھے حکم دیا جائے کہ انہیں قتل کر دوں یا آزاد کر دوں یا آپ کی خدمت میں بھیج دوں—— ابنِ زیاد نے یہ خط ایک آدمی کو دے کر دمشق بھیج دیا——

(روضۃ الشہداء)

داروغہ جیل

داروغہ جیل جس کا نام—— مشکور—— تھا ایک خوش عقیدہ اور محبِّ آلِ رسول تھا—— جب دونوں معصوموں کو جیل میں لا کر اس کے سپرد کیا گیا—— تو اس نے جان لیا کہ یہ بچے کون ہیں—— اس نے شہزادوں کے ہاتھ پاؤں چوم کر ان کی خدمت میں کھانا پیش کیا، اور سارا دن ان کی خدمت گزاری اور غلامی میں حاضر رہا—— جب رات کو لوگوں کا شور و غل بند ہو گیا—— تو وہ ان دونوں صاحبزادوں کو جیل سے باہر لایا اور قادسیہ کی طرف جانے والے رستے پر آ کر انہیں ایک انگوٹھی دی اور کہا—— یہ رستہ پر امن

Marfat.com

ہے—— آپ قادسیہ پہنچ کر وہاں میرے بھائی کو تلاش کریں—— اور اس کا نام پتہ بتاتے ہوئے کہا—— یہ میری انگوٹھی ہے اسے دے دینا—— وہ آپ دونوں کو مدینہ منورہ پہنچادے گا۔

شہزادوں نے مشکور کو دعادی اور قادسیہ کی طرف جانے والے راستے کی طرف رُخ کرلیا—— وہ ساری رات چلتے رہے، کہاں قادسیہ کی طرف؟—— نہیں بلکہ تقدیر خداوند کی طرف۔ راستہ گم کر بیٹھے تھے—— جب صبح روشن ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ ابھی اسی شہر کوفہ میں ہیں—— بڑے بھائی نے چھوٹے سے کہا—— اے برادر! ہم ابھی اسی شہر میں ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کسی گروہ کے ہاتھوں دوبارہ گرفتار ہو جائیں—— پھر کیا تھا؟—— انہوں نے اردگرد نظر دوڑائی تو اپنی بائیں جانب ایک نخلستان دیکھا، تو اس کی طرف چل پڑے، اور ایک چشمے کے کنارے، ایک پرانا درخت تھا—— وہ درخت اندر سے خالی تھا—— بچے اس میں بیٹھ گئے—— نمازِ ظہر کے وقت وہاں پر ایک حبشی کنیز برتن لے کر آئی—— اس نے چشمے میں نگاہ ڈالی تو دو ننھے منے بچوں کا عکس پانی میں دیکھ کر حیران رہ گئی—— اس کنیز نے جو منظر دیکھا، وہ کچھ اس طرح تھا۔

غبار آلود ہیں رُخسار اور چہروں پہ غم رقصاں
پریشاں بال اور بھیگا ہوا ہے ساحل مژگاں
اُتر آئے زمین پر آسمانی چاند کے ٹکڑے
کسی نور صدف کے ہیں یہ دونوں گوہر تاباں

اس حبشن بوڑھی کنیز نے دونوں صاحبزادوں کو دیکھا تو اپنے ہاتھ سے آفتابہ جو پانی لے جانے کے لئے لائی تھی نیچے رکھا—— اور بچوں کی طرف بڑھی—— اور پیار سے

Marfat.com

بولی بچو! ـــ تم کون ہو؟ ـــ کہاں سے آئے ہو؟ ـــ کس کے لختِ جگر ہو؟ ـــ کہاں جانا ہے ـــ یہاں کیوں چھپ کے بیٹھے ہو؟ ـــ تمہارے چہرے اداس کیوں ہیں ـــ اور رورو کے آنکھیں سرخی مائل کیوں ہیں؟ ـــ تم کو کس نے مارا ہے؟ ـــ ارے بولتے کیوں نہیں؟

تسیں کون ہو، کہڑا اے دیس دسو، کتھوں آئے او تے کدھر جاونا جے
پیراں ہیٹھ چھالے، والاں وِچ مٹی، کنوں پھٹیا لباس وکھاؤنا جے

جب اس بی بی نے محبت بھرے انداز میں سوالات کئے تو صاحبزادے ـــ لرزتے قدموں سے نیچے اتر آئے ـــ اور ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے ـــ اور سوچنے لگے کہ یہ بوڑھی عورت کہیں دشمنوں کے گروہ سے نہ ہو ـــ اسی خیال کے پیش نظر اس پرانے درخت کے کھوکھلے حصے سے نکل کر پانی کے چشمے سے پیچھے ہٹنے لگے

چکیاں نظراں اِک، دُوجے وَل دیکھ کے تے، دُور پانی دے چشمے توں ہون لگ پئے

دُوجی وار جد بی بی نے پچھیا تے، کر کے منہ مدینے وَل رون لگ پئے

بچوں کو روتے دیکھ کر عورت کی ممتا جاگ اُٹھی ـــ آب دیدہ ہو کر کہنے لگے ڈرو نہیں مجھ پر اعتماد کرو ـــ اور ساتھ ہی شفقت کا ہاتھ سروں پر رکھ دیا ـــ اور رو کر کہنے لگی بتاؤ تم کون ہو؟ ـــ بچے بولے ـــ ہم کون ہیں کیا بتائیں ـــ ہمارا مختصر سا تعارف یہ ہے کہ

ہمارے گھر میں ہی جبریل آیا کرتے تھے
ہماری چکی فرشتے چلایا کرتے تھے

Marfat.com

ہمارا صحن چمن قدسیوں کی جائے نزول
ہمارا شہر، پر انوار شہر، شہر رسول
بتا ہی دیتے ہیں مسلم کے نونہال ہیں ہم
وطن پاک مدینہ نبی ﷺ کی آل ہیں ہم

کنیز نے جب سنا تو کہنے لگی، اے شہزادو! ڈرنے کی ضرورت نہیں،

نہ گھبراؤ کہ میں آلِ ابوطالب کی داسی ہوں
تمہارے شربت دیدار کی مدت سے پیاسی ہوں

اے صاحبزادو! —— میں اور میری مالکن دونوں آلِ رسول کے حبداروں میں سے ہیں —— چلو میں تمہیں اپنے ساتھ لے چلتی ہوں، کنیز انہیں لے کر گھر پہنچی تو اپنی مالکہ کو بشارت دی کہ میں تیرے پاس حضرت بن عقیل کے دونوں لختِ جگر لے کر آئی ہوں —— اس مالکہ نے اس کارنامہ پر اپنا دوپٹہ سر سے اتار کر کنیز کے سر پر رکھتے ہوئے کہا

میرا دل کر دیا روشن، تیرا دل شاد کرتی ہوں
کہ ان بچوں کے صدقے جا تجھے آزاد کرتی ہوں

پھر ننگے سر پاؤں حضرت مسلم کے صاحبزادوں کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے ہاتھ پاؤں چومنے لگی —— حضرت مسلم کی شہادت کو یاد کر کے —— اور بچوں کی حالت زار دیکھ کر رونے لگی۔

(روضۃ الشہداء ص ۲۳۴ مطبوعہ تہران)

○ —— (علامہ مولانا عبدالسلام رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے —— شہادتِ نواسہ سیّد الابرار میں الحیات الخفی جلد دوم صفحہ نمبر ۳۸) کے حوالے سے یہ واقعہ اس طرح لکھا

Marfat.com

ہے ـــــ کہ حضرت مسلم کے شہزادے رات کی تاریکی میں دشمنوں سے بچتے بچاتے کوفہ سے باہر کی جانب آ گئے ـــــ اندھیری رات تھی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا ـــــ سوچوں میں گم تھے کہ اب کیا کریں ـــــ چند قدم پر کیا دیکھتے ہیں ـــــ کہ ایک بڑھیا عورت اپنے مکان کے باہر بیٹھی ہے ـــــ اس کے قریب جا کر صاحبزادوں نے کہا۔

یَا عَجُوْزُ اِنَّا غَلَامَانِ ۔ صَغِیْرَانِ غَرِیْبَانِ ـــــ جَدَثَانِ ـــــ غَیْرَ حُرَّیْنِ بِالطَّرِیْقِ وَھٰذِہِ اللَّیْلُ قَدْ جِئْنَا اَصْفِیْنَا سَوَادَ لَیْلَتِنَا ھٰذِہِ اللَّیْلِ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا اَلْزِمْنَا الطَّرِیْقَ ـــــ

اے ضعیفہ بی بی، ہم دو چھوٹے چھوٹے مسافر بچے ہیں ـــــ رات کی تاریکی نے ہر چیز کو ڈھانپ لیا ہے ـــــ ہم راستے سے ناواقف ہیں ـــــ اس لئے تیرے پاس آئے ہیں ـــــ ہمیں آج کی رات اپنے گھر میں پناہ دو، جب صبح ہو گی تو چلے جائیں گے ـــــ

اس بوڑھی عورت نے جب ان مجبور بچوں کی بات سنی تو کہنے لگی ـــــ اے پیارے بچو! ـــــ یہ بتاؤ تم کون ہو ـــــ کہ میں نے دنیا کی ہر خوشبو کو سونگا ہے۔

فَمَّا شَمَمْتَ رَائِحَۃً ھِیَ اَطْیَبُ مِنْ رَّائِحَتِکُمْ

دنیا کی ہر خوشبو سے تمہارے بدن کی خوشبو پاکیزہ تر اور بہتر ہے۔

صاحبزادوں نے جواباً فرمایا:

یَا عَجُوْزُ نَحْنُ مِنْ عِتْرَۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ـــــ

اے بی بی ہم تیرے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت ہیں۔

Marfat.com

○ —— روضۃ الشہداء میں ہے کہ جب کنیز صاحبزادوں کو لے کر اپنی مالکہ کے پاس گئی تو اس کی مالکن نے بچوں کو کھانا کھلا کر اپنی ایک کوٹھڑی میں لے گئی اور باہر سے تالا لگا دیا —— بچے تھوڑی دیر کے لئے محفوظ ہو گئے ——

○ —— مولانا گلزار نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ اس منظر دل دوز کو اشعار کی زبان یوں بیان کرتے ہیں —— کہ جب حبشی کنیز بچوں کو اپنی مالکہ کے پاس لے کر پہنچی تو بے صحن کی جانب کھڑے تھے۔

کھڑے تھے اس طرف معصوم دونوں ٹکٹکی باندھے
یہ سب کچھ دیکھتے سنتے رہے ہاں اور کیا کرتے
غرض بی بی نے رکھا ہاتھ سر پر ان یتیموں کے
گری قدموں پہ پھر بے تاب ہو کر ان کریموں کے

اس بی بی نے صاحبزادوں کو عقیدت و شفقت سے نہلایا نئے کپڑے پہنائے، کھانا پکایا ان کم سن بچوں کی خدمت میں پیش کیا —— شدید بھوک سے نڈھال صاحبزادوں نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا تو باپ کی یاد آ گئی —— پھر کیا تھا۔

یکایک دست نازک تھم گئے اشکوں کی فوج آئی
ڈبونے کے لئے بحر الم میں غم کی موج آئی
وہ پیارا باپ یاد آیا جو کاندھوں پر بٹھاتا تھا
جو لقمے توڑ کر پھر اپنے ہاتھوں سے کھلاتا تھا
غرض معصوم دونوں سسکیاں بھر بھر کے روتے تھے
پرائے گھر میں بیٹھے تھے ذرا ڈر ڈر کے روتے تھے

Marfat.com

مشکور کی شہادت

پیچھے گزر چکا ہے کہ اس نیک بخت خاتون نے بچوں کو اپنے گھر کی ایک کوٹھڑی میں سلا دیا —— اور جب مشکور داروغہ جیل نے رضائے خداوندی کے لئے مظلوم بچوں کو جیل سے رہا کیا تو صبح ہوتے ہی یہ خبر ابنِ زیاد کے پاس پہنچ گئی —— اس نے مشکور کو بلا کر پوچھا کہ تو نے فرزندانِ مسلم کا کیا کیا ہے؟

مشکور نے کہا! میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا ہے —— اور اس نیک اور پاکیزہ کردار سے اپنے دین کے گھر کو آباد کر لیا ہے —— ابنِ زیاد نے غصے سے کانپتے ہوئے کہا —— تجھے میرا ڈر نہیں تھا؟ —— مشکور نے کہا جو خدا سے ڈرتا ہے —— اسے غیر کا ڈر نہیں ہوتا —— اور میں نے ان بچوں کو سیّد الکونین، صدر الثقلین، جد الحسن الحسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوحِ مقدس کی حرمت کے لئے انہیں رہا کر دیا ہے —— اور جو کچھ میں نے کیا ہے اس پر سرکار علیہ السلام کی شفاعت کا امیدوار ہوں —— اور سن اے ابنِ زیاد تو اس عظیم دولت سے محروم ہے۔

ابنِ زیاد نے غضب ناک ہو کر کہا —— میں تجھے ابھی اور اسی وقت سزا دوں گا —— مشکور نے کہا میری ہزار جانیں ان پر فدا ہوں، ابنِ زیاد نے چلاتے ہوئے جلاد کو حکم دیا کہ اسے پہلے لکڑی کے ستونوں پر کھینچ کر پانچ سو کوڑے لگا —— اور پھر اس کا سر تن سے جدا کر دے جلاد نے اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پہلا کوڑا لگایا —— تو حضرت مشکور رضی اللہ عنہ نے کہا ——

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَحَبَّةِ اَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

''اللہ کے نام اور اہلِ بیتِ رسول کی محبت کے نام پر''

Marfat.com

جب دوسرا کوڑا لگا تو کہا ــــ اے اللہ! مجھے صبر عطا فرما ــــ جب تیسرا کوڑا لگا تو زبان سے نکلا ــــ اے اللہ! مجھے بخش دے ــــ اور پھر خاموش ہو گئے ــــ جب کوڑے لگ چکے تو حضرت مشکور نے پانی مانگا ــــ ابنِ زیاد بدنہاد نے کہا کہ اسے پانی نہ دینا ــــ آخر میں عمرو بن حارث نے سفارش کی ــــ اور ساتھ ہی مشکور کو اٹھا کر ان کے گھر لایا ــــ آپ نے آنکھیں کھولیں ــــ پانی حاضر کیا گیا، تو آپ نے فرمایا ــــ مجھے حوضِ کوثر سے پانی دیا جا رہا ہے ــــ اور اسی جملہ کے ساتھ اپنی جان ــــ جاں آفریں کے سپرد کر دی ــــ

جانش مقیم روضہ دارالسرور باد
گلشن سرائے مرقد اوپر زنور باد

دارالسرور یعنی جنت کے باغ میں اس کی جان مقیم ہے اور اس کی قبر نور سے بھری ہوئی گلشن سرا ہے ــــ

(روضۃ الشہداء ص ۲۳۵ ــــ فردوسِ آسیہ ص ۳۰۲)

صاحبزادے تقدیر کی زد میں

آیئے! تصور کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ حضرت مسلم بن عقیل کے صاحبزادے کن حالات میں کس طرح غریب الوطنی کے عالم میں سریر آرائے مسند شہادت ہوئے ــــ حبشن کنیز کی مالکہ جو آلِ رسول کی محبہ تھی نے حضرت مسلم کے بچوں کو اپنے مکان کی ایک کوٹھڑی میں چھپا رکھا تھا ــــ اور خود باہر چارپائی پر لیٹی ان سوچوں میں گم تھی کہ کس طرح ان حجازی شہزادوں کو مدینہ پہنچایا جائے ــــ اور ساتھ ساتھ یہ فکر بھی دامن گیر تھی کہ میرا شوہر حارث ــــ ابنِ زیاد کا آدمی ہے اور پرلے درجے کا لالچی بھی تھا ــــ

Marfat.com

کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ میری عقیدت کے رستوں کی دیوار ثابت ہو ـــــ اُنہی تفکرات میں گم تھی کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا۔

اچانک اس کے کانوں میں اس کے نامراد شوہر کی آواز گونجی وہ دل بے قرار کو تھام کر سیدھی ہو کر چارپائی پر بیٹھ گئی اور مختلف اندیشوں سے کانپنے لگی ـــــ تھوڑی سی سنبھل کر بھرائی ہوئی آواز میں بولی ـــــ اتنی رات تک کہاں رہے اور گھر میں اس قدر تاخیر سے کیوں آئے ہو؟

حارث نے اپنی بیوی کو جواب دیتے ہوئے کہا ـــــ میں صبح امیر کوفہ (ابنِ زیاد) کے پاس گیا تو وہاں منادی ہو رہی تھی کہ داروغہ جیل مشکور نے مسلم کے بیٹوں کو رہا کر دیا ہے، جو شخص ان بچوں کو یا ان کی خبر امیر تک پہنچائے گا اسے خلعت عطا کرے گا۔

خلعت:

''وہ پوشاک جو بادشاہ کسی کارنامے کی بنا پر کسی شخص کو بطورِ عزت افزائی عطا کرتا ہے'' ـــــ اور مال ذر بھی دے گا، لوگ ان بچوں کی تلاش وجستجو میں نکلے تو میں بھی ان کی تلاش میں نکل پڑا۔

چنانچہ سارا دن انہیں مضافاتِ شہر اور قرب وجوار میں تلاش کرتا رہا ـــــ اور میں نے ان کی تلاش میں اس قدر جدوجہد کی کہ اس کوشش میں میرا گھوڑا بھی ہلاک ہو گیا اور مجھے کچھ فاصلہ پیدل طے کرنا پڑا اور یہی وجہ ہے کہ گھر دیر سے پہنچا ہوں، مگر افسوس اس بات پر ہے کہ مقصود حاصل نہ کر سکا۔

بیوی نے اپنے شوہر حارث کی یہ باتیں سن کر کہا ـــــ اے بندۂ خدا! خدا سے ڈر، تجھے اللہ کے آخری رسول کے قریبیوں سے کیا دُشمنی ہے؟ ـــــ اور بولی۔

Marfat.com

یتیموں پر کرم کرنا اگر حکم شریعت ہے
تو ان کی دل دہی کرنا رسول اللہ کی سنت ہے
عبید اللہ، تو اپنا گھر جہنم میں بنا بیٹھا
بچا پونجی میرے سرتاج! اپنے دین و ایماں کی
خدارا! تو نہ کر تقلید اس مردود شیطاں کی
محمد مصطفیٰ کی آل کے بدلے نہ دولت لے
انہیں دے کر نہ اگر جنت ملے ہرگز نہ جنت لے

(نادم رحمۃ اللہ علیہ)

حارث نے کہا —— اے نادان عورت! خاموش رہ —— کیونکہ ابنِ زیاد نے اس شخص کے لئے گھوڑے اور خلعت کے علاوہ بہت زیادہ مال و دولت دینے کا وعدہ کر رکھا ہے —— جو اس کے پاس مسلم رضی اللہ عنہ کے بیٹے پکڑ کر لائے گا —— خاتون نے کہا! یہ جواں مردی نہیں کہ دو یتیم بچوں کو پکڑ کر دشمن کے سپرد کر دیا جائے —— حارث نے کہا —— اے بیوی تجھے ان سیاسی امور سے کیا کام؟ —— اگر کھانا ہے تو لے آ —— تاکہ کچھ کھالوں خاتون بے چارگی کے عالم میں اُٹھی اور اس کے لئے کھانا لے آئی، اس مردود دوشقی نے کھانا کھایا اور سو گیا ——

شہزادوں کا خواب

رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا، مسلم کے شہزادے جور و ستم کی بادِ صرصر کے تھپیڑوں سے نڈھال سوئے ہوئے تھے —— اچانک حضرت مسلم کے بڑے صاحبزادے محمد نیند سے بیدار ہوئے —— اور چھوٹے بھائی ابراہیم سے کہنے لگے اے بھائی اٹھ جاؤ ——

Marfat.com

کیونکہ ہمیں بھی شہید کر دیا جائے گا، میں نے ابھی ابھی خواب میں اپنے باپ کو دیکھا ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جناب علی المرتضیٰ، سیّدہ فاطمۃ الزہراء، امام حسن مجتبیٰ علیہم السلام کے ساتھ ہیں —— میں ان سے دُور کھڑا تھا —— حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا چہرۂ اقدس ہمارے باپ کی طرف کر کے فرمایا —— اے مسلم —— تیرے دل نے کیسے برداشت کیا کہ اپنے دو مظلوم بچوں کو ظالموں کے درمیان چھوڑ دے، ہمارے باپ نے نگاہیں اُٹھا کر ہماری طرف دیکھا —— اور عرض کیا —— یا رسول اللہ! —— وہ صبح ہمارے پاس ہوں گے —— چھوٹے بھائی نے کہا! —— بھیا! خدا کی قسم میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے —— پھر کیا تھا —— دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کی گردن میں بانہیں ڈال دیں اور رونے لگے اور ایک دوسرے کے چہرے پر چہرہ رکھ کر یوں فریاد کرنے لگے۔

وَاوَیْلَاہُ —— وَا مُسْلِمَاہُ —— وَامُصِیْبَتَاہُ

ہائے ابا جان! یہ کیسی مصیبت ٹوٹ پڑی۔

جب ان شہزادوں کے رونے اور فریاد وفغاں کی آواز اس خاتون کے شوہر حارث بن عروہ کے کانوں پہنچی تو اس نے بیدار ہو کر اپنی بیوی کو آواز دی —— کہ یہ چیخ وپکار کیسی ہے؟ —— اور ہمارے گھر میں کون ہے؟

خاتون خاموش رہی اس نے کہا اُٹھ کر چراغ جلا —— عورت پھر بھی خاموش رہی، تو حارث نے خود اٹھ کر دیا جلایا اور اس کمرے کی طرف بڑھنے لگا جس میں دو ننھے ننھے بچے ایک دوسرے کی گردن میں بانہیں ڈالے —— ہائے ابا جان، ہائے ابا جان کی صدائیں دے رہے تھے۔ حارث خبیث نے کڑکتی ہوئی آواز میں کہا تم کون ہو؟ ——

Marfat.com

بچوں نے اس گمان کے تحت کہ یہ گھر دوستوں کا ہے بتایا کہ ہم مسلم کے بچے ہیں۔

(روضۃ الشہداء ص ۲۳۶۔تا۔۲۳۷ مطبوعہ خیابانِ بوذر تہران)

''الحیات النخبی'' میں ہے کہ جب حارث نے پوچھا تم کون ہو ـــــ تو بچوں نے آنسو پونچھتے ہوئے فرمایا۔

فَنَحْنُ مِنْ عِتْرَتِ نَبِیّكَ اَبْنَاهُ الْمُسْلِمِ وَ اَخَافُ اَنْ اَقْتُلُ عُبَیْدُ اللهِ ابْنِ زِیَادٍ

(الحیات النخبی ج اول ص ۱۴۳ بحوالہ شہادت نواسہ سید الابرار ص ۶۲۶)

ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت ہیں یعنی ''تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان سے ہیں'' اور ابنِ زیاد کے قتل کے خوف سے یہاں آگئے ہیں ـــــ

حارث نے کہا کہ تعجب کی بات ہے کہ جن کو میں دن بھر اور رات تک تلاش کرتا رہا وہ میرے گھر میں سکونت پذیر ہیں۔

سنا مسلمؓ کے بیٹے، جھٹ مثالِ اژدھا لپکا
پکڑ کر سر کے بالوں سے، دیا اِک زور سے جھٹکا
طمانچے زور سے مارے کہ بچے چیخ چیخ اُٹھے
یہاں تک نرم رُخساروں سے قطرے خون کے ٹپکے

(گلزار نادم صابری)

○ ـــــ ''روضۃ الشہداء'' میں ہے کہ ان کی حبل المتین سیاہ زلفیں ہاتھوں سے پکڑ کر کھینچیں اور کھینچتا ہوا باہر لے آیا ـــــ پھر انہیں دوسرے کمرے میں بند کر کے تالا لگا دیا ـــــ اور بچے ایک کوٹھڑی میں رو رہے تھے ـــــ اور خاتون کا کلیجہ منہ کو آ رہا تھا ـــــ وہ

Marfat.com

عورت اپنے شوہر حارث بن عروہ کے پاؤں پر سر رکھ کر گریہ وزاری کرتی ہوئی بولی

ستم نہ کر کہ یہ، آلِ رسول روتے ہیں
بتول زہراء علیہا السلام کے گلشن کے پھول روتے ہیں
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعل ہیں، بدر منیر ہیں دونوں
کلی سے بڑھ کے یہ نازک سریر ہیں دونوں

حارث نے اپنی بیوی کو ڈانٹتے ہوئے کہا —— ان باتوں کو چھوڑ اور اپنی زبان کو لگام دے، وگرنہ تمہارے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو ان بچوں کے ساتھ ہوا ہے —— خاتون کو کوئی چارہ نظر نہ آیا تو خاموش ہوگئی۔

سنیں جو حارثِ بدخلو پلید کی باتیں
لگے وہ کانپنے، سن کر عنید کی باتیں
اندھیری رات میں رو رو کے یاد کرتے تھے
جنابِ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ شہید کی باتیں

صبح کا وقت تھا —— اذان فجر ہوئی —— تاریکی چھٹنے لگی —— جب شہزادوں نے اذان کی پکار سنی تو اندھیری کوٹھڑی کے اندر لرزتی ہوئی آواز میں بولے —— کوئی ہے جو ہمارے ہاتھ پاؤں کھولے تاکہ وضو کر کے ہم مسافر بھی نماز ادا کر لیں۔

پڑی گوش اطاعت میں آوازِ اذاں، بولے
کوئی ہے جو بنامِ حق ہمارے دست و پا کھولے
کہ ہم بھی ہاتھ منہ دھو کر نمازِ حق ادا کر لیں
ہمارا باپ شاید ہم کو مل جائے دُعا کر لیں

Marfat.com

سورج طلوع ہونے کے قریب تھا —— جب حارث مردود اُٹھا اور دونوں بچوں کی کاکلیں زُلفوں کو کھینچا اور اپنے آگے لگالیا —— (روضۃ الشہداء ص ۲۴۸)

(بعض روایات میں ہے کہ کپڑے میں لپیٹ کر خچر پر باندھ کر فرات پر لے گیا) اور بولا۔

لب دریا تمہیں آؤ نمازِ حق پڑھاتا ہوں
ابھی دیکھو! تمہارے باپ سے تم کو ملاتا ہوں

حارث کا غلام

حارث نے اپنے سیاہ فام غلام کو حکم دیا کہ ان بچوں کو نہر فرات کے کنارے پر لے جا کر قتل کر دے —— اور سر میرے پاس لے آ —— تا کہ یہ ابنِ زیاد کو دے کر انعام لیا جائے —— وہ غلام شہزادوں کو لے کر نہر فرات پر چلا گیا —— اور حضرت مسلم کے صاحبزادوں سے کہنے لگا —— مجھے میرے آقا نے تمہیں قتل کرنے کا حکم دیا ہے —— بچوں نے فرمایا —— اے شخص ایسا نہ کر —— کیا تو اپنے نبی کی عترت کے ساتھ یہ ظلم کرنا چاہتا ہے —— جب غلام نے یہ سنا تو فوراً قدموں پر گر پڑا —— اور عرض کرنے لگا۔

نَفْسِیْ نَفْسَکُمَا الْفِدَاءُ وَجْھِیْ بِوَجْھِھَا الْوَفَاءُ یَا عِتْرَتَ نَبِیِّ اللّٰہِ الْمُصْطَفٰی، لَا یَکُوْنُ مُحَمَّدٍ خَفِیٌّ فِی الْقِیَامَۃِ ——

میری جان آپ دونوں پر قربان ہو، اب میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا —— اللہ تعالیٰ کے نبی محمد مصطفیٰ کی عترت کو دُکھ دے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کے دن کیا جواب دوں گا؟

(الحیات الحکمی ج ۱ ص ۱۴۳ بحوالہ شہادتِ نواسہ سیّدالابرار ص ۶۲۷)

Marfat.com

حارث ملعون یہ منظر دیکھ رہا تھا —— تیور بگاڑتے ہوئے اپنا ناپاک دھن کھولا —— اور عناد کی زبان سے آگ اُگلتے ہوئے بولا —— او غلام! تو میرا نمک خوار ہے اور میرا یہ کام بھی نہیں کر سکتا —— جلدی کر دیر ہو رہی ہے —— غلام نے کہا خدا کی قسم! میں اللہ پاک کی نافرمانی میں تمہاری فرماں برداری نہیں کر سکتا —— اور ہمیشہ کے لئے تجھ سے بے زار ہوں۔

حارث نے کہا اگر تو ان کے سر نہیں کاٹے گا تو میں تیرا سر تن سے جدا کر دوں گا —— غلام نے کہا اس سے پہلے کہ تو مجھے قتل کرے، میں تجھے قتل کر دوں گا —— پھر کیا تھا، دونوں گتھم گتھا ہو گئے —— حارث جنگ جو شخص تھا اس نے تھوڑی دیر کے بعد اسے قتل کر دیا —— اتنی دیر میں حارث کی بیوی اور بیٹا وہاں پہنچ گئے۔

بد بخت کا نیک بخت بیٹا

غلام کے قتل سے فارغ ہو کر حارث نے اپنے بیٹے سے کہا کہ ان دونوں کو قتل کرو جو مال انعام میں ملے گا —— وہ سب تمہارا ہوگا —— حارث کا بیٹا جو نوجوان تھا تلوار لے کر شہزادوں کے سامنے آیا —— اور ان سہمی ہوئی صورتیں بنا کر کچھ کہنا چاہتا تھا —— کہ صاحبزادے بولے۔

یَا شَبَابُ مَا اُخُوِّفُنِیْ عَلَیَّ شَبَابُکَ مِنْ نَّارِ جَهَنَّمَ

اے نوجوان! تمہاری جوانی کے لئے یہ خطرہ ہے کہ یہ جہنم کی آگ کا بالن نہ بن جائے —— (الحیات الخمی بحوالہ شہادتِ نواسہ سیدالابرار ص ۶۲۷)

بچوں کی گفتگو حارث کے بیٹے کے دل پر اس طرح اثر انداز ہوئی کہ وہ شہزادوں کے قدموں پر گر پڑا —— اور تلوار ہاتھ سے پھینک دی۔ یہ دیکھ کر حارث ملعون آگ بگولا

Marfat.com

ہو کر ـــــ تلوار پکڑ کر جب شہزادوں کو قتل کرنے لگا تو شہزادوں کو یقین ہو گیا کہ اب یہ ہمیں نہیں چھوڑے گا۔

حارث کے بیٹے نے جب یہ منظر دیکھا تو آگے بڑھ کر کہنے لگا ـــــ اے سنگدل! میں تجھے ایسا نہیں کرنے دوں گا ـــــ اور حارث کی بیوی نے روتے ہوئے کہا ظالم! یہ کام نہ کر ـــــ ان بے گناہوں کا خون اپنے سر نہ لے۔

خدارا دیکھ! یہ مسکین کتنے بھولے بھالے ہیں
ارے ظالم! یہ سیّد زادیوں کی گود پالے ہیں

خاتون نے کہا ان بچوں کو قتل نہ کر بلکہ انہیں زندہ ہی ابنِ زیاد کے پاس لے جا، تاکہ تیرا مقصود حاصل ہو جائے ـــــ حارث نے کہا کوفہ میں بہت سے لوگ ان کو چاہنے والے ہیں ـــــ اگر میں انہیں لے کر شہر سے گزرا تو عوام شور مچائیں گے ـــــ اور انہیں مجھ سے چھین لیں گے اور میری محنت ضائع ہو جائے گی ـــــ بس اس نے دو بچوں کو اکٹھا کیا ـــــ اور تلوار کھینچ لی ـــــ شہزادوں نے فرمایا ـــــ اے شخص! ہمیں بازار لے جا کر فروخت کر دے اور پیسے کما ـــــ ہمیں بردے بنا کر بیچ دے ـــــ ہمیں قتل نہ کر ـــــ ہمارے بچپن کا خیال کر ـــــ ہماری یتیمی اور غریبی پر رحم کر، اور ہمارے بے کسی کو سامنے رکھ! ـــــ حارث نے کہا بات پر کان نہ دھرا ـــــ اور ان کے پاس جا کر ایک کو پکڑ لیا ـــــ اس کی بیوی درمیان میں حائل ہو گئی ـــــ اور کہنے لگی میں تجھے ایسا نہیں کرنے دوں گی ـــــ حارث غصے میں تھا اس نے تلوار چلائی اور اپنی بیوی کو زخمی کر دیا ـــــ حارث اس پر دوسرا وار کرنا چاہتا تھا ـــــ کہ اس کے بیٹے نے اپنی ماں کو زخمی دیکھ کر چھلانگ لگا دی اور اپنے باپ کو پکڑ کر کہنے لگا ـــــ اے باپ! خود فراموشی کو چھوڑ اور غصے کو

Marfat.com

نرمی کے پانی سے ٹھنڈا کر —— حارث نے اپنے بیٹے پر تلوار چلائی اور ایک ہی وار میں اسے بھی ختم کر دیا —— جب اس سنگدل نے اپنی بیوی کو زخمی اور بیٹے کو مرے ہوئے دیکھا تو چیخیں مارنے لگا۔

شہزادوں کی شہادت

پھر وہ سنگ دل یتیموں کے پاس آیا تو انہوں نے کہا —— اے شخص ہمیں ابنِ زیاد کے پاس زندہ لے جا —— تاکہ تو جو چاہتا ہے وہ تجھے مل جائے، حارث نے کہا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں شہر میں لے جاؤں اور عوام شور مچا کر تمہیں مجھ سے چھین لیں —— اور جس مال و دولت کا ابنِ زیاد نے وعدہ کیا ہے وہ مجھے نہ ملے اور میں اس سے محروم رہوں —— بچوں نے کہا —— اگر تیری مراد مال ہے تو ہمارے سر کے بال تراش دے اور غلام بنا کر فروخت کر دے اور مال حاصل کر لے —— اس نامراد نے جہالت کے کنوئیں میں گرتے ہوئے کہا —— نہیں میں تمہیں قتل کر دوں گا۔

بچوں نے کہا کہ ہمارے بچپن اور کمزور پر رحم کر —— حارث نے کہا میرے دل میں رحم نہیں ہے —— شہزادوں نے جان لیا کہ یہ دنیا کا کتا ہماری جان نہیں چھوڑے گا —— صاحبزادوں نے فرمایا ہمیں مہلت دے کر ہم آخری لمحوں میں خدا کے حضور سجدہ ریزہ ہو لیں۔

(روضۃ الشہداء ص ۲۳۹)

کہ ہم مرنے سے پہلے آبِ دریا سے وضو کر لیں
جبین بندگی کو آخری دم سرخ رُو کر لیں

''الحیات الخفی'' —— میں ہے کہ اس نے نمازِ نفل ادا کرنے کا موقع دے دیا۔

Marfat.com

صاحبزادوں نے نفلی نماز ادا فرمائی اور اونچی آواز سے ان الفاظ سے دعا مانگی۔

یَا حَیُّ، یَا حَلِیْمُ، یَا اَحْکَمَ الْحَاکِمِیْنَ، اُحْکُمْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهٗ بِالْحَقِّ

اے حی وحلیم! اے احکم الحاکمین! ہمارے اور اس کے درمیان سچا فیصلہ فرما دے۔۔۔

(الحیات الحقی ج ۲ص ۱۴۱ بحوالہ نواسہ سیّد الابرار)

حارث ایک کو قتل کرنے کے لئے آگے بڑھا۔۔۔ دوسرا کہنے لگا پہلے مجھے قتل کر۔۔۔ کیونکہ میں اپنے بھائی کو قتل ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ تصور میں مصطفیٰ کریم کو لا کر یوں گویا ہوئے

ہمیں غموں نے کیا چور چور آتے ہیں
ہے ایک لمحے کا وقفہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آتے ہیں
سروں کو رکھ کے ہتھیلی پہ یارسول اللہ!
تیری جناب میں ہم بے قصور آتے ہیں

القصہ! حارث خبیث نے تلوار کے ایک ہی وار سے بڑے بھائی محمد کا سر کاٹ لیا اور اس کا جسم فرات کی لہروں کے سپرد کر دیا۔۔۔ چھوٹے بھائی ابراہیم نے اپنے بڑے بھائی کا سر پکڑ لیا اور اسے اپنے چہرے سے لگاتے ہوئے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ دیئے۔۔۔ اور کہا۔۔۔ اے میرے بھائی! جلدی نہ کر، میں بھی تمہارے ساتھ آتا ہوں۔۔۔ حارث نے چھوٹے بھائی ابراہیم کا بھی سر کاٹ لیا۔۔۔ اور اس کے جسم کو بھی پانی میں پھینک دیا۔۔۔ اس وقت زمین وزماں کی چیخیں بلند ہوئیں اور فریاد وفغاں کی صدائیں آسمان کے منظروں تک پہنچ گئیں اور عالم برزخ میں

Marfat.com

صدائیں گونجیں کہ ابنِ رشید آتے ہیں
سعادتوں کے جلو میں سعید آتے ہیں
تڑپ کے کہتی تھی مسلم رضی اللہ عنہ کی روح ادھر دیکھو
نہا کے اپنے لہو میں شہید آتے ہیں

سلام ہو ان یتیم بچوں پر، جن کو اندھیری کوٹھڑیوں میں بند کیا گیا ـــــ سلام ہو ان ننھے مسافروں پر جن پر مظالم کی انتہا کر دی گئی ـــــ سلام ہو ان پر انوار رُخساروں پر، جنہیں حارث کے تھپڑوں سے خراشیں آئیں۔

کروڑوں رحمتیں بھیجے خدا ننھے شہیدوں پر
زمانے بھر کی لعنت ہو، ستم گاروں یزیدوں پر

سلام ہو مسلم رضی اللہ عنہ کے یتیموں پر جن کی یاد میں ہر آنکھ اشکبار ہے، نبی کریم کے گھر کے بچو! تمہارے دکھوں پر۔

زمین روتی ہے اور آسمان روتا ہے
چمن بھی، پھول بھی، ہر باغبان روتا ہے
تمہاری بے کسی جس وقت یاد آتی ہے
وفور درد سے سارا جہان روتا ہے

حارث کا انجام

جب حارث جفا کار ملعون دونوں بچوں کے سر جسموں سے الگ کر چکا، تو اس نے سروں کو ایک تھیلے میں ڈال کر زین کے ساتھ باندھ لیا ـــــ اور ابنِ زیاد کی طرف روانہ ہو گیا ـــــ ابھی سورج طلوع ہو رہا تھا ـــــ اور دیوانِ مظالم قائم تھا کہ حارث قصر امارت

Marfat.com

میں پہنچ گیا ـــــ اور ابنِ زیاد کے سامنے حاضر ہو کر وہ تھیلا جس میں شہزادوں کے سر تھے زمین پر رکھ دیا ـــــ ابنِ زیاد نے پوچھا ـــــ اس تھیلے میں کیا ہے؟

حارث خبیث نے کہا، تیرے دُشمنوں کے سر ہیں ـــــ جنہیں میں نے تیز تلوار کے ساتھ ان کے جسموں سے الگ کر دیا ہے تاکہ تمہیں یہ تحفہ میں پیش کر کے انعام حاصل کروں ـــــ ابنِ زیاد نے کہا ـــــ ان سروں کو صاف کر کے طشت میں سجا کر میرے سامنے لایا جائے ـــــ تاکہ میں دیکھوں یہ کن لوگوں کے سر ہیں ـــــ جب ان ننھے سروں کو صاف کر کے ابنِ زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے شہزادوں کے چہروں کو دیکھا ـــــ ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے طشتری میں دو چاند اُتر آئے ہوں ـــــ اور کالی زلفیں، سیاہ کستوری کی مانند خوشبو بکھیر رہی تھیں ـــــ ابنِ زیاد نے پوچھا یہ کن لوگوں کے سر ہیں ـــــ حارث بے ایمان نے کہا ـــــ مسلم بن عقیل کے بچوں کے سر ہیں ـــــ

ابنِ زیاد را بے اختیار آب از دیدہ رواں شد و حضار مجلس نیز بگریستند[1] ـــــ

(روضۃ الشہدا ص ۱۴۰ مطبوعہ خیابانِ بوذر تہران)

"ابنِ زیاد کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے ـــــ اور حاضرین مجلس بھی رونے لگے" ـــــ ابنِ زیاد نے پوچھا تو نے انہیں کہاں سے پایا ـــــ حارث نے کہا اے امیر میں کل انہیں سارا دن تلاش کرتا رہا ـــــ اور اس سلسلے میں میرا گھوڑا بھی ہلاک ہو گیا ـــــ اور یہ دونوں میرے ہی گھر میں تھے، جب مجھے ان کے بارے میں

---

[1] نوٹ ـــــ اس سے آگے تمام حوالہ جات روضۃ الشہدا مطبوع خیابان بوذر کے ہوں گے۔ یہ نسخہ علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی کتب خانہ سے حاصل کیا ہے ـــــ قلمی نسخہ چند دنوں کے لئے حضرت قبلہ پیر سیّد محمد یعقوب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف کیرانوں شریف سے حاصل کیا تھا جو واپس کر دیا تھا۔

Marfat.com

معلوم ہوا تو صبح کو پکڑ کر فرات کے کنارے پر لے گیا، انہوں نے اگرچہ بہت زیادہ منت سماجت کی اور روتے رہے، مگر میں نے ان پر رحم نہ کیا —— بالآخر انہیں قتل کیا اور جسموں کو نہر فرات میں بہا دیا اور سر یہاں لے آیا ہوں۔

ابنِ زیاد نے اس کی گفتگو سن کر کہا —— اے لعنتی! —— خدا تعالیٰ کے قہر و سزا اور گرفت سے خوف زدہ نہ ہوا —— تجھے ان کے دل آویز رُخساروں اور عنبر فشاں زلفوں پر رحم نہ آیا —— میں نے یزید کو خط لکھا ہے کہ میں نے بچوں کو پکڑ لیا ہے —— اور وہ میرے قبضے میں ہیں، اگر تیرا حکم ہو تو میں انہیں تیرے پاس بھیج دوں! —— اگر مجھے یزید کا حکم آ گیا کہ بچوں کو میرے پاس بھیج دو تو میں کیا کروں گا۔

آخر تو انہیں میرے پاس زندہ کیوں نہیں لایا؟ —— حارث نے کہا —— میں ڈرتا تھا کہ شہر کے لوگ حملہ کر کے انہیں مجھ سے چھین لیں گے اور میں انعام سے محروم رہ جاتا ——

ابنِ زیاد نے کہا —— تو نے یہ کیوں نہ کیا کہ انہیں کسی محفوظ جگہ پر بند کر دیتا اور مجھے اطلاع کرتا میں کسی کو بھیج کر انہیں پوشیدہ طور پر منگوا لیتا —— حارث یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

زمانے میں ستم لاکھوں ہوئے، لاکھوں ستم ہوں گے
مگر جو آلِ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوئے، دنیا میں کم ہوں گے
اُدھر آلِ ابوسفیان، اِدھر آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی
نہ اُن جبر کی حد تھی، نہ ان کے صبر کی حد تھی
اُدھر مکر و دغا، جور و جفا کی شہریاری تھی
ادھر صدق و صفا، جود و سخا کی تاجداری تھی

(نادم صابری)

Marfat.com

مقاتل کا انتخاب

ابنِ زیاد نے حاضرین دربار کی طرف ایک نظر دوڑائی تو ایک شخص جس کا نام مقاتل تھا اور وہ ''خاندانِ نبوت کا دل و جان سے محبّ تھا'' پر جا کر رک گئی —— چونکہ ابنِ زیاد کو مقاتل کے اس محبت بھرے عقیدے کا علم تھا اس لئے اس نے مقاتل کا انتخاب کیا کہ وہ حارث کو قتل کرے ابنِ زیاد نے کہا —— اے مقاتل! اس حارث کو فرات کے کنارے پر لے جا کر —— جہاں اس نے —— دو بچوں کو قتل کیا تھا وہیں پر اسے قتل کر دے —— اور ان بچوں کے سر بھی ساتھ لیتا جا —— اور اس جگہ پر پانی میں بہا دے جہاں اس نے ان دو بچوں کے جسموں کو ڈالا تھا —— مقاتل نے نہایت خوشی کا اظہار کیا —— اور حارث کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے آیا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔

> بخدا کہ اگر عبید اللہ بن زیاد تمام بادشاهی خود بمن ارزانی داشتی مراچنیں خوش نیامدی کہ کشتن ایں مردود طایمن فرمود —— (روضۃ الشہداء ص ۱۴۰)

> اگر عبید اللہ بن زیاد مجھے تمام بادشاہی دے دیتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی، جتنی اس مردود کو قتل کر کے ہوگی۔

پھر اس نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پیچھے کی طرف باندھ کر ننگے سر کوفہ کے بازار میں لے چلو —— جب لوگوں نے بچوں کے سر دیکھے تو شور مچاتے ہوئے باہر نکل آئے —— اور حارث پر لعنت کرنے لگے، اور اس کے منہ پر کوڑ کرکٹ پھینکنے لگے —— حارث کو مقاتل اسی حالت میں اسی جگہ پر لے گیا، جہاں اس نے بچوں کو قتل کیا تھا، ——

وہاں جا کر اس نے دیکھا —— ایک خاتون زخمی حالت میں پڑی ہوئی ہے —— اور ایک نوجوان قتل کیا ہوا پڑا ہے —— اور ایک غلام کے جسم کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہیں

Marfat.com

—— اور ایک زخمی خاتون فرزندانِ مسلم اور اپنے بیٹے کے لئے نوحہ خوانی کر رہی ہے۔

مقاتل نے پوچھا —— کہ یہ خاتون کون ہے؟ —— خاتون بولی کہ میں اس بدبخت حارث کی بیوی ہوں —— میں نے اسے ظلم سے منع کیا تھا —— اور میرا بیٹا اور غلام اس سلسلے میں مجھ سے متفق تھے —— بالآخر اس نے بیٹے اور غلام کو قتل کر دیا اور مجھے زخمی کر دیا —— خاتون نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ ان دو بے قصور بچوں کی دُعا اس تک پہنچی —— پھر اس نے اپنے شوہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا —— اے لعنتی! —— تو نے دنیا کے لالچ میں آ کر مسلم رضی اللہ عنہ کے بچوں کو قتل کیا اور دین کو برباد کر دیا۔

حارث نے مقاتل سے کہا، میرے ہاتھ کھول دو تا کہ میں اپنے گھر میں چھپ جاؤں —— میں اس کے عوض تجھے دس ہزار سرخ دینار دینے کو تیار ہوں —— مقاتل نے کہا —— اگر تیرے پاس ساری دنیا کا مال ہوتا اور وہ سارے کا سارا تو مجھے دیتا، تب بھی میں تجھے قتل کرنے سے باز نہ آتا —— اب جبکہ تو نے ان معصوموں پر رحم نہیں کیا —— میں بھی تجھ پر رحم نہیں کروں گا —— اور میں تجھے قتل کر کے اس کا صلہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے عظیم ثواب کی صورت میں حاصل کروں گا۔

پھر مقاتل گھوڑے سے اُترا —— اور جب اس نے مسلم کے صاحبزادوں کا خون زمین پر گرا ہوا دیکھا —— تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اس نے روتے ہوئے شہزادوں کا خون اپنے چہرے پر ملا —— اور اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت کی دعا مانگی —— پھر اس نے شہزادوں کے سروں کو فرات کے حوالے کر دیا۔

شہزادوں کی کرامت

جب مقاتل نے حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹوں کے سروں کو فرات کے سپرد کیا تو نہر کی تہ میں اپنے اپنے سروں کے منتظر جسم پانی کی سطح پر اُبھر آئے —— اور سر

Marfat.com

مبارک اپنے اپنے جسم سے جڑ گئے ـــــ اور دونوں نے ایک دوسرے کی گردن میں بانہیں حائل کر دیں اور پانی کے بہاؤ پر بہنے لگے ـــــ پھر دونوں کو پانی سے باہر نکالا گیا ـــــ اور فرات کے کنارے پر قبر تیار کر کے وہاں دفن کر دیا گیا ـــــ اور آج تک زائرین ان کی زیارت کرتے ہیں ـــــ (روضۃ الشہدا ص ۱۲۴)

حارث انجام کو پہنچا

مقاتل نے اپنے غلاموں کو حکم دیا اس لعنتی کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اسے قتل کر دو ـــــ حارث بری طرح قتل ہوا اور اس مردود کی لاش کے ساتھ پتھر باندھ کر فرات میں پھینک دیا ـــــ اسی وقت نہر کی ایک موج نے اسے کنارے پر اچھال دیا ـــــ ایسے ہی انہوں نے تین بار کیا ـــــ اور ہر بار نہر فرات نے اسے قبول نہ کیا ـــــ پھر انہوں نے گڑھا کھود کر اس میں ڈال دیا اور اُوپر مٹی ڈال دی اور بڑے بڑے پتھروں سے ڈھانپ دیا ـــــ تھوڑی دیر گزری تھی کہ زمین لرزنے لگی اور اسے گڑھے سے باہر پھینک دیا ـــــ اسی طرح تین مرتبہ کیا، لیکن زمین نے بھی اسے قبول نہ کیا ـــــ آخر کار جنگل سے لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ جلائی اور آگ میں حارث ملعون کی لاش کو ڈال دیا۔ یہاں تک کہ وہ جل گیا اور اس کی راکھ ہوا نے اڑا دی۔ (روضۃ الشہدا ص ۱۲۴ مطبوعہ خیابانِ بوذر تہران)

لعنۃ اللہ علیکم دشمان اہلِ بیت

یہ ظالم اپنا سارا گھر برائے زر لٹا بیٹھا
فقط اک سر تھا باقی، وہ برائے سر لٹا بیٹھا
نہ دنیا ہی رہی اس کی، نہ عقبیٰ ہی رہی اس کی
ہر اک شے کھا گئی خود موت بن کر زندگی اس کی

Marfat.com

امام حسین علیہ السلام

کی

مکہ سے روانگی

شہزادۂ گل گوں قضا سیّدنا امام حسین علیہ السلام نے ایام حج کے دوران ہی میں مکہ معظّمہ سے نکل جانے کا ارادہ فرمایا —— جب اس امر کا علم امام کے احباب کو ہوا تو انہوں نے بارگاہِ امام میں عرض کی کہ آپ مکہ سے نہ جائیں —— جناب عمرو بن عبدالرحمٰن بن حارث مخزومی نے بڑی لجالت وعاجزی سے کہا —— حضور! میں نے سنا ہے کہ آپ عراق کے سفر کا ارادہ رکھتے ہیں —— اگر اجازت ہو تو عرض کروں —— آپ علیہ السلام نے فرمایا —— کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟

فَوَاللهِ مَا أَظُنُّكَ بِسَيِّءِ الرَّأيِ وَلَا هُوَى الْقَبِيحِ مِنَ الْأَمْرِ وَالْفِعْلِ ——

خدا کی قسم میں تمہاری رائے کو برا نہیں سمجھتا اور نہ ہی کسی قبیح فعل کا تم پر گمان ہے ——

(تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۱۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان)

Marfat.com

عمر بن عبدالرحمٰن نے عرض کیا —— کہ میں آپ کو ایسے شہر کی طرف جانے کا مشورہ نہیں دیتا جس میں اربابِ اقتدار اور عہدہ دار حکام امراء ہیں —— پھر ان کے پاس بیت المال ہے خزانے ہیں اور دولت ہے۔

وَاِنَّمَا النَّاسُ عَبِیْدُ لِھٰذَا الدِّرْھَمِ وَالدِّیْنَارِ فَلَا اٰمِنُ عَلَیْكَ مِنْ اَنْ یُّقَاتِلَكَ مِنْ وَّعْدَكَ نُصْرَہٗ وَ مَنْ اَنْتَ اَحَبُّ اِلَیْهِ مِمَّنْ یَّقَاتِلُكَ مَعَهٗ لَهٗ وَ ذَالِكَ عِنْدَ الْبَذْلِ وَطَمْعِ الدُّنْیَا فَقَالَ لَهُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ جَزَاكَ اللّٰهُ خَیْرًا یَا ابْنَ عَمٍّ ——

''بندہ پرور'' لوگ درہم و دینار (یعنی مال و دولت) کے غلام ہیں، مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ جن لوگوں نے آپ سے امداد و نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ وہی لوگ آپ سے جنگ کریں گے —— اور وہ جو آپ سے (بظاہر) محبت کرتے ہیں وہی لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جو آپ سے جنگ وجدال کریں گے —— اور یہ وہ دنیا کے لالچ اور حرص کی وجہ سے (ایسا کریں گے۔) تو حضرت امام ''حضرت عمر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ'' بن ہشام سے فرمایا —— اے میرے چچا کے بیٹے خدا تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے ——

تو نے اخلاص اور عقل کی بات کی ہے اور ذاتی خواہش کی بنا پر نہیں بولے ——

(تاریخ طبری ج ٦ ص ٢١٦ مطبوعہ دار الفکر بیروت سن اشاعت ۱۹۷۹ء نور الابصار ص ۲۹۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت سن اشاعت ۲۰۰۵ء الفصول المہمۃ (ابن سباغ مالکی) ص ۱۸۵ مطبوعہ مطبعۃ العدل نجف)

Marfat.com

ابن عباس:

جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سنا کہ امام کوفے کا ارادہ رکھتے ہیں تو وہ آپ کے پاس آئے ـــــ اور کہا یہ بات بہت مشہور ہو چکی ہے کہ آپ کوفہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں ـــــ امام نے فرمایا ـــــ انشاء اللہ ایک دو دن میں روانہ ہو جاؤں گا ـــــ

قَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنِّیْ اُعِیْذُکَ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ

"اس امر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے۔"

ایسا ہرگز نہ کریں ـــــ مجھے صرف اتنا بتائیں کہ جو لوگ آپ کو بلا رہے ہیں ـــــ انہوں نے اپنے مقامی حاکم کو قتل کر دیا ہے ـــــ اور اپنے شہروں کا انتظام کر چکے ہیں اور اپنے دشمن کو وہاں سے نکال چکے ہیں ـــــ اگر ایسا نہیں ہے تو انہوں نے فقط آپ کو بلایا ہی ہے ـــــ اور حاکم ابھی تک ان پر مسلط ہے ـــــ اور اس کے عہدہ دار شہروں سے خراج وصول کر رہے ہیں۔

وہ آپ کو صرف جنگ و جدال کے لئے بلا رہے ہیں ـــــ مجھے اندیشہ کہ وہ لوگ آپ کو دھوکا دیں گے ـــــ اور آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے ـــــ

فَقَالَ لَهُ حُسَيْنٌ وَاِنِّیْ اَسْتَخِيْرُ اللّٰهِ ثُمَّ مَا ذَا يَكُوْنُ

امام حسین علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں استخارہ کرتا ہوں پھر دیکھتا ہوں کیا فیصلہ ہوتا ہے ـــــ

(تاریخ طبری (امام ابن جریر) ج ۶ ص ۲۱۶ مطبوعہ ایضاً نور الابصار (علامہ شبلنجی) ص ۳۰۰ مطبوعہ ایضاً)

ابن زبیر:

حضرت عبداللہ بن عباس چلے گئے ـــــ تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حاضر

Marfat.com

ہوئے ـــــ اور کچھ دیر باتیں کرتے رہے ـــــ تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ عبداللہ بن زبیر کی مرضی تھی کہ آپ مکہ سے چلے جائیں ـــــ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ امام حسین علیہ السلام کی موجودگی میں اہلِ حجاز کا رُخ ابنِ زبیر کی جانب نہیں ہوسکتا تھا۔

جب ابنِ زبیر نے امام سے ان کے ارادہ کے بارے میں پوچھا تو حضرت امام نے فرمایا ـــــ دل تو یہی چاہتا ہے کہ کوفہ چلا جاؤں ـــــ

وَلَقَدْ کَتَبَ اِلَیَّ شِیْعَتِیْ بِهَا وَاَشْرَافُ اَهْلُهَا

کہ وہاں کے اشراف اور میرے شیعوں نے مجھے خط لکھے ہیں۔

یہ سن کر جناب ابنِ زبیر نے کہا۔

لَوْ کَانَ لِیْ بِهَا مِثْلُ شِیْعَتِكَ مَا عَدَلْتُ بِهَا

اگر آپ کے شیعوں کی مثل میرے لوگ وہاں ہوتے تو میں اس سے ہرگز انحراف نہ کرتا ـــــ

یہ کہنے کے فوراً بعد ابنِ زبیر رضی اللہ عنہما کو اندیشہ ہوا کہ کہیں حضرتِ امام مجھ سے بدگمان نہ ہوجائیں ـــــ کہا ـــــ اگر آپ حجاز ہی میں رہ کر اس ریاست کا ارادہ کریں تو آپ کی کوئی مخالفت نہیں کرے گا ـــــ جب ابنِ زبیر اٹھ کر چلے گئے ـــــ تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ـــــ کہ اس شخص کو دنیا کی کسی چیز کی آرزو نہیں ہے ـــــ جتنی اس بات کی ہے کہ میں حجاز سے عراق چلا جاؤں ـــــ یہ خوب جانتا ہے کہ میرے ہوتے ہوئے اسے ریاست نہیں مل سکتی ـــــ لوگ اسے میرے برابر نہیں سمجھتے۔ اس لئے چاہتا ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں ـــــ اور اس کے لئے میدان خالی ہوجائے۔

(طبری ج ۶ ص ۲۱۶ ـــــ نورالابصار ص ۳۰۰ ـــــ مطبوعہ ایضاً)

Marfat.com

ابن عباس دوبارہ حاضر ہوئے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پھر امام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ــــــ اور عرض کیا کہ اے چچا زاد بھائی! ــــــ عبداللہ کے والد عباس اور امام حسین کے دادا ابوطالب بھائی تھے ــــــ میں چاہتا ہوں کہ صبر کروں ــــــ مگر مجھے صبر نہیں آتا، اس راہ میں مجھے آپ کے شہید ہونے کا خطرہ ہے۔

اہل عراق دغاباز ہیں ــــــ وفا شعار نہیں، ہرگز ان کے پاس نہ جانا ــــــ اگر مکہ سے نکلنے کا پختہ ارادہ ہے تو پھر یمن کی طرف چلے جاؤ ــــــ وہاں قلعے ہیں ــــــ درّے ہیں ــــــ پہاڑ ہیں ــــــ وادیاں ہیں ــــــ اور وہ ایک طویل وعریض ملک ہے ــــــ وہاں آپ کے والد ''مولا مرتضیٰ'' کے چاہنے والے کافی تعداد میں ہیں ــــــ آپ وہاں سے ہر قسم کی تحریک بآسانی چلاسکتے ہیں ــــــ اہلِ عراق قابل اعتماد نہیں۔

فَاِنَّكَ سَيِّدُ اَهْلِ الْحِجَازِ

آپ اہلِ حجاز کے سید وسرور ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے جواب ارشاد فرمایا ــــــ کہ واللہ میں جانتا ہوں کہ آپ میرے خیر خواہ اور شفیق ہیں ــــــ لیکن میں تو روانگی کا مصمم ارادہ کر چکا ہوں ــــــ

(طبری ج ۶ ص ۲۱۶)

ابن عباس کا تیسری بار آنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تیسری بار حاضر ہو کر ایک اور بات کی ــــــ وہ یہ کہ آپ کو جانا ہی ہے تو پھر خود تشریف لے جائیں ــــــ عورتوں اور بچوں کو ساتھ نہ لے جائیں ــــــ واللہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں حضرت عثمان کی طرح آپ بھی اپنی عورتوں اور بچوں کے سامنے شہید نہ کیے جائیں ــــــ

Marfat.com

○ —— سیّدنا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا زندگی کے آخری لمحات میں، میں چاہتا ہوں کہ سب میرے ساتھ ہوں —— میں ان کی جدائی برداشت نہیں کرسکتا، جب تک میں شہید نہ ہو جاؤں —— اللہ تعالیٰ کی مشیت بھی یہی ہے —— کہ میرے بچے اور خاندان والے بھی —— اس ابتلا میں مبتلا ہوں —— یہ گفتگو حضرت سیّدہ زینب بنت علی سلام اللہ علیہا سن رہی تھیں —— آپ فوراً بولیں —— اے بزرگوار! بے شک آپ درست فرمارہے ہیں —— لیکن میں اپنے بھائی کو ایسے موقع پر خدا نہیں ہونے دوں گی۔

(الحیات الکفی ج ۲ ص ۱۶۵۔ بحوالہ شہادتِ نواسہ سیّدالابرار)

ابن زبیر کا دوبارہ آنا:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما دوبارہ آکر امام کی بارگاہ میں عرض کیا —— اگر آپ یہاں رہنا چاہتے ہیں تو تشریف رکھیں —— حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے لیں ہم آپ کے مددگار اور شریک —— اور خیر خواہ رہیں گے —— اور آپ سے بیعت کریں گے —— امام حسین نے فرمایا —— میں نے اپنے باپ سے یہ حدیث سنی ہے۔

اِنَّ بِھَا کَبْشًا یَسْتَحِلُّ حُرْمَتُھَا فَمَا اَحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ذَالِکَ الْکَبْشَ ——

کہ ایک مینڈھا (دُنبہ)'' کی وجہ سے مکہ معظّمہ —— مسجد حرام'' کی حرمت باقی نہیں رہے گی —— میں نہیں چاہتا کہ وہ مینڈھا میں بنوں۔

چپکے چپکے:

سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے امام ابنِ جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ آگے چل کر لکھتے ہیں —— کہ بعض لوگوں نے دیکھا کہ امام حسین اور ابنِ زبیر چپکے چپکے باتیں کررہے ہیں،

Marfat.com

جب امام حسین ان لوگوں کی طرف مڑے تو فرمانے لگے ـــــ تم لوگ سمجھے کہ ابنِ زبیر کیا کہہ رہے تھے؟

لوگوں نے عرض کیا (اے ابنِ رسول!) ہم آپ پر فدا ہوں ہم کچھ نہیں سمجھے ـــــ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ـــــ یہ کہتے ہیں کہ آپ مسجد الحرام میں تشریف رکھیں ـــــ میں آپ مدد کے لئے لوگوں کو جمع کرلوں گا ـــــ اور پھر فرمایا۔

وَاللّٰہِ لَاَنْ اَقْتُلُ خَارِجًا مِّنْھَا بِشِبْرٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَقْتُلَ دَاخِلًا مِّنْھَا بِشِبْرٍ ـــــ

اگر میں ایک بالشت مسجد حرام سے باہر قتل ہوں ـــــ خدا کی قسم میں اس چیز کو بہتر سمجھتا ہوں کہ ایک بالشت مسجد کے اندر شہید ہو جاؤں ـــــ

(طبری ج ۶ ص ۲۱۷)

یعنی میں مسجد میں شہید ہونا نہیں چاہتا ـــــ مسجد کے اندر شہید ہونے کی بجائے ـــــ مسجد حرام کے باہر شہید کر دیا جاؤں تو یہ بہتر ہے ـــــ آپ کا یہ ارشاد مسجد کی عزت و حرمت کے پیشِ نظر تھا ـــــ آپ نے مزید فرمایا ـــــ خدا کی قسم۔

لَوْ کُنْتُ فِیْ حُجْرِ ھَامَۃٍ مِّنْ ھٰذِہِ الْھَوَامِّ لَاسْتَخْرَجُوْنِیْ حَتّٰی یَقْضُوْا فِیْ حَاجَتِھِمْ ـــــ وَاللّٰہِ لَیَعْتَدُنَّ عَلَیَّ کَمَا اعْتَدَتِ الْیَھُوْدُ فِی السَّبْتِ ـــــ

اگر میں حشرات الارض (یعنی کیڑے مکوڑوں) کے کسی سوراخ میں بھی چھپوں گا ـــــ تو یہ (میرے دشمن) لوگ مجھے وہاں سے بھی نکال لیں گے ـــــ اور جو سلوک میرے ساتھ کرنا چاہتے ہیں کریں گے اور خدا کی قسم مجھ

Marfat.com

پر یہ لوگ ایسا ظلم کریں گے جیسا یہودیوں نے ہفتہ کے دن کیا تھا ——

(طبری ج ۲ ص ۲۱۷)

امام نے کیوں جلدی کی؟

امام حسین علیہ السلام آٹھ ذوالحجہ ۶۰ھ کو مکہ سے روانہ ہوئے طواف وسعی کے بعد اپنے حج کو عمرۂ مفردہ کے ساتھ بدل کر احرام اُتار دیا —— کیونکہ آپ حج کی تکمیل نہ کر سکتے تھے ——

لِاَنَّ یَزِیْدَ اَرْسَلَ مَعَ الْحُجَّاجِ ثَلَاثِیْنَ رِجَالًا وَّاَمَرَهُمْ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰی کُلِّ حَالِ

وہ اس لئے کہ یزید نے تیس آدمی حاجیوں کے لباس میں بھیجے تھے اور ان کو حکم دیا کہ ہر حال موقع پا کر حسین کو قتل کر دیا ——

(الحیات الخفی ج ۲ ص ۱۶۳ بحوالہ شہادتِ نواسہ سیّد الابرار)

مندرجہ بالا سازش کی خبر امام حسین علیہ السلام کو پہنچ چکی تھی، اگر امامِ عالی مقام علیہ السلام مکہ سے نہ نکلتے —— تو پھر دشمن کا پرفریب وار کارگر ہوتا —— اور یزید لعین بہت بڑی بدنامی سے بچنے کی کوشش آسانی کے ساتھ کر سکتا تھا —— کیونکہ بہت بڑے ہجوم میں قاتلوں کا پتہ چلانا مشکل ترین عمل ہے —— حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی طرح کون تھا؟ کہاں سے آیا؟ کدھر چلا گیا؟ کے شور سے یزید بری الذمہ قرار پاتا۔

اور پھر امام حسین کو بھی یہ امر گوارا نہ تھا —— کہ میری وجہ سے مسجد حرام اور مکہ معظمہ کی بے حرمتی ہو —— آپ کا مدینہ منورہ چھوڑنا بھی اسی امر کے پیش نظر تھا —— دوسری بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے نظریات میں یہ امر نمایاں ہے کہ ولایت کی دنیا میں کچھ ایسے اسرار و رموز بھی ہیں —— جو ولی کامل پر —— اس کی ذات کے متعلق و واقعات منکشف

Marfat.com

ہوتے ہیں، اور ساتھ ہی ان رازوں کو چھپائے رکھنے کا بھی حکم ہے —— اور یہ چیز نا قابل تردید ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے آخری رسول کی آغوش رحمت میسر رہی ہو —— وہ باطنی علوم و امور میں دوسروں سے ممتاز حیثیت کا یقینی طور پر حامل ہوگا —— لہٰذا امام حسین علیہ السلام کا ہر اقدام اللہ رب العزت کی رضا خوشنودی کے لئے تھا —— ذاتی منفعت کے لئے ہرگز نہیں تھا بلکہ اسلام کے گلشن کی آبیاری کے لئے تھا —— جن لوگوں نے اس کو دو شہزادوں کی جنگ کہا اور لکھا —— انہوں نے رسول کریم کی احادیث سے غداری کی ہے —— اور سید عالم کو ناراض کیا ہے۔

○ —— امام حسین علیہ السلام نے مسجد کی عزت و عظمت اور حرمت کی خاطر مصائب و آلام کو گلے لگایا تاکہ مسجد شریف کی بے حرمتی نہ ہو —— نواسہ رسول کے دشمنوں کے ظلم و جور کا یہ ہے کہ آج مسجدوں میں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے —— مسجدیں بموں کے دھماکے بارودی بد بو —— معصوم بچیوں کو دھماکوں سے اڑایا جا رہا ہے، اور بچوں کو آتش گیر مادے سے جلایا جا رہا ہے —— اور نام اسلام میں تباہی پھیلائی جا رہی ہے —— نماز جنازوں کی صفوں میں خود کش دھماکے کر کے حق کو بے دردی سے شہید کیا جا رہا ہے —— یہ ہے کچھ لوگوں کے عقیدہ توحید کا رنگ —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بغض رکھنے سے ظلم و ستم، بے رحمی اور جور و جفا کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

امام حسین کو زبردستی روکنے کی کوشش:

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب امام حسین مکہ سے نکلے تو عمرو بن سعید کے لوگ جن کا سردار یحییٰ بن سعید تھا —— اس نے امام کو مکہ سے چلے جانے سے روکا اور کہا واپس جائیے —— امام حسین علیہ السلام نے ان کا کہنا نہ مانا اور آگے بڑھے —— دونوں

Marfat.com

گرہوں میں ہاتھا پائی ہونے لگی —— تازیانے چلنے لگے —— جناب امام حسین اوران انصار نے خوب مقابلہ کیا اورجس طرف جانے والے تھے، اسی طرف بڑھے —— ان لوگوں نے پرزورانداز میں امام کی کہ اس اقدام کی مخالفت کی —— جناب امام حسین علیہ السلام نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی ——

لِیْ عَمَلِیْ وَلَکُمْ عَمَلُکُمْ اَنْتُمْ بَرِیْؤُنَ مِمَّا اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ (پارہ ۱۱ سورۂ یونس آیت ۴۱)

میرا عمل میرے لئے —— اور تمہارے اعمال تمہارے لے لئے —— تم میرے اعمال سے بری ہو —— اور میں تمہارے اعمال سے بری ہوں یہ فرما کر آپ آگے نکل گئے ——

(طبری ج ۶ ص ۲۱۸)

غرض، یہ کارواں رُخصت ہوا جب شہر مکہ سے
تو یک دم شور برپا ہو گیا فریاد و نالہ سے

مکانوں کی چھتوں پر عورتوں کی آہ و زاری تھی
گلی کوچوں مردوں کی تڑپ تھی، بے قراری تھی

فلک ہنگامہ آرا تھا فضا فریاد کرتی تھی
زمیں جنبش میں آ آ کر سکوں برباد کرتی تھی

سب اپنی بے بسی پر چپ کھڑے آنسو بہاتے تھے
یہی موتی تھے دامن میں یہی موتی لٹاتے تھے

(مولانا گلزار احمد نادم صابری)

Marfat.com

فرزدق سے ملاقات:

امام حسین علیہ السلام جب مقامِ تنعیم میں پہنچے تو ایک قافلہ ملا جو یمن سے آ رہا تھا —— بحیر بن ریسان عاملِ یمن نے یزید کے پاس اہلِ قافلہ کے ہاتھ —— ورس[۱] —— اور ریشمی کرتے روانہ کئے تھے —— وہ امام نے لے لئے اونٹ والوں سے فرمایا میں کسی پر جبر نہیں کرتا —— تم میں سے جو کوئی میرے ساتھ عراق چلے گا —— میں اسے پورا کرایہ دوں گا —— اور اچھی طرح پیش آؤں گا —— جو الگ ہونا چاہے اسے اجازت ہے —— جن لوگوں نے وہاں سے جانا چاہا —— ان کا حساب کر کے کرایہ ادا کر دیا —— اور جو لوگ آپ کے ساتھ ساتھ رہے۔ انہیں کرایہ بھی دیا اور لباس بھی عطا فرمایا ——

آپ جب مقامِ صفاح تک پہنچے تک تو وہاں جنابِ فرزدق بن غالب شاعر نے آپ کو ٹھہرایا —— "یہ فرزدق شاعر اہلِ بیت کے نام سے مشہور ہے" —— یہ بہت اچھا شاعر اور محبِ اہلِ بیت تھا —— جب امام رُکے تو عرض کرنے لگا —— اللہ تعالیٰ آپ کی مرادیں پوری فرمائے —— امام حسین علیہ السلام نے فرمایا —— (فرزدق!) بتاؤ تم لوگوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو —— فرزدق نے عرض کیا۔

قُلُوْبُ النَّاسِ مَعَكَ —— وَ سُيُوْفُهُمْ مَعَ بَنِىْ اُمَيَّةَ
وَالْقَضَاءُ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ —— وَاللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ——
فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ صَدَقْتَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ وَاللّٰهِ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ

---

[۱] ورس: ایک یمنی پودا ہے جو زرد رنگ ہے —— اور مرہم بنانے کے کام آتا ہے —— اور زعفران سے مشابہ ہوتا ہے —— خوشبودار بھی ہوتا ہے۔

Marfat.com

''اے ابنِ رسول!'' لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں ـــــ اور تلواریں بنوامیہ کے ساتھ ہیں ـــــ اور ہر حکم آسمان سے نازل ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے ـــــ ''امام نے فرزدق کا کلام سن کر'' فرمایا ـــــ تو نے سچ کہا ہر حکم خداوند عالم کی طرف سے ہے ـــــ اور وہ جو چاہتا کرتا ہے ـــــ اس کے بعد امام نے السلام علیکم کہا اور آگے بڑھے۔

(تاریخ ابنِ جریر طبری ج ۶ ص ۲۱۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان مقتل الحسین ص ۶۸ لابی مخنف (لوط بن یحییٰ بن سعید بن مخنف) متوفی ۱۵۷ھ مطبوعہ چاپ خانہ علمیہ قم ایران سن اشاعت ۱۳۶۴ء البدایۃ و النہایۃ (حافظ ابنِ کثیر) ج ۸ ص ۱۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت سن اشاعت ۲۰۰۵ء ـــــ مقتل الحسین للخوارمی (ابو مؤید موفق محمد بن احمد مکی حنفی) ج اول ص ۳۲۱ مطبوعہ انوار الہدیٰ سن اشاعت ۲۰۰۷ء)

اسی اثناء میں فرزدق کے چچازاد نے فرزدق سے پوچھا ـــــ اے ابوفراس! کیا یہ حسین علی ہیں؟ ـــــ فرزدق نے اسے کہا۔

هٰذَا الْحُسَيْنَ بْنِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ بِنْتُ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ـــــ هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرَةَ اللّٰهِ وَاَفْضَل مِنْ مَشٰى عَلَى الْاَرْضِ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ ـــــ

یہ حسین بن فاطمۃ الزہراء بنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے ہیں ـــــ اور اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے زمین پر چلنے والوں میں سب سے افضل ترین ہیں ـــــ

(مقتل الحسین للخوارمی ص ۳۲۱)

عون و محمد خط لے کر آئے:

علی المرتضیٰ کے نواسے ـــــ حضرت جعفر طیار کے پوتے ـــــ حضرت عبداللہ

Marfat.com

بن جعفر طیار کے بیٹے ـــــ امام حسین کے بھانجے ـــــ سیّدہ زینت بنت علی کے لخت جگر حضرتِ عون اور حضرت محمد علیہم السلام ـــــ اپنے باپ عبداللہ بن جعفر کا خط لے کر حاضر ہوئے ـــــ امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے ـــــ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ مکہ سے نکلے تو عبد بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے دونوں فرزندوں کو ایک خط دے کر میرے والد گرامی کے نام بھیجا ـــــ جس میں لکھا تھا ـــــ میں خدا کے نام پر آپ کی بارگاہ میں سوال کرتا ہوں ـــــ آپ میرا خط دیکھتے ہی فوراً واپس لوٹ آئیں۔

آپ جہاں تشریف لے جا رہے ہیں، مجھے خوف ہے کہ آپ شہید ہوں گے اور اہلِ بیت کا استحصال ہوگا۔

اِنْ هَلَكْتَ الْيَوْمَ طَفِيءَ نُوْرُ الْاَرْضِ ـــــ فَاِنَّكَ عَلَمُ الْمُهْتَدِيْنَ وَرِجَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ ـــــ

اگر آپ شہید ہو گئے تو دنیا میں اندھیرا چھا جائے گا ـــــ آپ ایمان والوں کا سہارا ہیں ـــــ

اور ساتھ یہ بھی لکھا کہ روانگی میں جلدی نہ کیجئے ـــــ اس خط کے پیچھے میں خود بھی آ رہا ہوں ـــــ

(طبری ج ۶ ص ۲۱۹)

خواب میں رسول اللہ کا حکم:

حضرت عبداللہ بن جعفر جو حضرتِ امام کے بہنوئی اور چچا زاد بھائی بھی تھے ـــــ سیّدنا امام حسین کے پاس پہنچے اور ساتھ حاکم مدینہ عمرو بن سعید کا خط اور اس کے بھائی یحییٰ بن سعید کو بھی ساتھ لائے ـــــ خط میں یہ تسلی تھی کہ میں (عمرو بن سعید گورنر مدینہ) آپ کے ساتھ نیکی اور بھلائی سے پیش آؤں گا ـــــ اور آپ کو پناہ دیتا ہوں ـــــ امام حسین

Marfat.com

علیہ السلام نے اس خط کو پڑھا اور واپس جانے سے انکار کر دیا ــــ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار نے بڑی لجاحت سے عرض کی کہ حضور! آپ بتائیں کہ اصل بات کیا کہ آپ کوفہ جانے پر اس قدر بضد ہیں کیوں ہیں؟ ــــ جناب امام نے فرمایا ــــ بات دراصل یہ ہے ــــ

اِنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ وَ قَدْ اَمَرَنِیْ فِیْھَا بِاَمْرٍ وَّاَنَا مَاضٍ لَّہٗ ــــ فَقَالَا: وَمَا تِلْكَ الرُّؤْیَا ــــ قَالَ: مَا حَدَّثْتُ بِھَا اَحَدٍ وَمَا اَنَا مُحَدِّثٌ بِھَا حَتّٰی اُلْقِیَ رَبِّیْ ــــ

کہ میں نے خواب ''اپنے نانا جان'' رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس خواب میں ایک حکم دیا ہے جس کو میں ضرور پورا کروں گا خواہ مجھے دکھ پہنچے ــــ ''عبداللہ اور یحییٰ'' دونوں نے عرض کیا وہ خواب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا (اس خواب کا معاملہ) میں نے اب تک کسی سے نہ بیان کیا ہے اور نہ کروں گا۔ یہاں تک کہ میں اپنے رب سے جا ملوں۔

(۱) البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۱۷۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت سن اشاعت ۲۰۰۵ء

(۲) الکامل فی التاریخ امام ابن اثیر ج ۳ ص ۱۵۰ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت لبنان سن اشاعت ۲۰۰۶ء

(۳) تاریخ الامم والملوک لابی جعفر محمد بن جریر (تاریخ طبری) ج ۶ ص ۲۱۹ مطبوعہ دارالفکر بیروت ــــ

مقتل الحسین لابی مخنف مع التعلیق بقلم الحسن مطبوعہ قم ایران۔

○ ــــ مندرجہ بالا روایت مبارکہ کی رُو سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امام

Marfat.com

حسین علیہ السلام کے پیش نظر حکومت و سلطنت اور دنیاوی جاہ و حشم ہرگز نہ تھا —— اور نہ ہی آپ اس امر کے طالب تھے —— امام کے پیش خیال ایک ہی بات تھی —— کہ اسلام کی عزت کو کس طرح بچایا جا سکتا ہے —— اُمت رسولِ خدا کو ظلم و استبداد کے چنگل سے کس طرح نکالا جا سکتا ہے —— دوسری بات یہ ہے کہ آپ کی اپنے قریبی عزیزوں کے معروضات کی طرف توجہ نہ فرمانے کی وجہ صرف یہ تھی کہ ان کے نانا جان نے ایک کام ان کے سپرد کر رکھا تھا جس کو ہر صورت انہوں نے نبھانا تھا —— آپ نے اس راز سے پردہ نہیں اٹھایا۔

اگر ذوقِ آگہی اور وجدان کی زبان سے کچھ کہا جائے تو اس سے یہی اشارہ ملتا ہے —— کہ سب کچھ لٹا کے دین کی عزت کو بچا لے امامِ عالی مقام علیہ السلام حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اصرار کرنے پر اشارۃً فرما دیا تھا کہ نانا جان نے خواب میں مجھے ایک خاص قسم کے حکم سے نوازا ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَمَرَنِیْ بِاَمْرٍ وَّاَنَا مَاضٍ فِیْہِ ——

(تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۱۹)

یعنی میرے نانا جان جو مجھے حکم دیا ہے میں اس کو ہر صورت میں پورا کروں گا خواہ مجھے اس میں نقصان اٹھانا پڑے ——

اور جو امام نے مکہ معظّمہ سے روانگی کے وقت خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس میں بھی اس قسم کے اشارے ملتے ہیں —— آپ نے فرمایا —— موت اولادِ آدم کے لئے اس طرح لازم —— اور باعثِ زینت ہے —— جس طرح نوجوان عورت کے گلے کے لئے ہار ——

Marfat.com

فرماتے ہیں، مجھے اپنے بزرگوں کے دیدار کا اس طرح اشتیاق ہے، جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کو جناب یوسف کے دیدار کا اشتیاق تھا——میرے لئے مقتل (قتل گاہ) تیار کیا گیا ہے جسے میں ضرور دیکھوں گا——گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ جنگل کے بھیڑیئے (یزیدی فوج کی شکل میں) میرے جوڑوں کو جدا کر رہے ہیں——جو قضا کے قلم سے لکھ دیا گیا ہے——ہم اہلِ بیت اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں——ہم اس آزمائش اور مصیبت و بلا پر صبر کریں گے——اور اللہ تعالیٰ ہمیں اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

(حیات الحسین ج۲ص۱۰۵)

گزشتہ اوراق میں امامِ ذی وقار، ابنِ حیدرِ کرار کی شہادت کی پیش گوئیاں بیان کی ہیں، جو معتبر کتب میں مرقوم ہیں، ان تمام پیش گوئیوں کا علم سرکار حسین علیہ السلام کو بھی تھا——اور پھر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم خواب میں حکم فرمانا بھی ان تمام امور حضرتِ امام حسین کی نظر تھی اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے کسی کی بات کی طرف توجہ نہیں فرمائی——اور اپنے ارادے پر قائم رہے اور مکہ شریف کو چھوڑ کر عراق کی طرف سفر اختیار فرمایا——اللہ تعالیٰ کی مشیت بھی یہی تھی کہ خاندانِ نبوت کا لہو چہرہ اسلام کا غازہ بنے——اور شاید یہ حق بھی انہی کا تھا کہ گلشن اسلام میں گلہائے لالہ اُگائیں——ذریت رسول کا نعرہ بھی یہی ہے——کہ

خونِ دل دے کے نکھاریں گے رُخِ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

لیکن بعض فرقہ پرست مولویوں نے اپنے خبث باطن کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایسے ایسے گل کھلائے ہیں کہ پرانے زمانے کے خوارج کے رستوں بچھائے ہوئے کانٹے بھی

Marfat.com

شرمندگی سے منہ چھپانے لگے ـــــ تحقیق وریسرچ کے نام پر ایسا فساد پیدا کیا کہ اُمت مسلمہ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹ کر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوگئے۔

انہوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں امام حسین کے اس عظیم کردار پر نہایت بھونڈے انداز میں نکتہ چینی کی ـــــ اور سارا زورِ قلم و زبان اس بات پر صرف کیا کہ امامِ عالی مقام نے یہ سفر صرف حصولِ سلطنت، ذاتی منفعت اور اقتدار وغیرہ کے لئے کیا ـــــ اصل میں یہ لوگ شانِ رسالت کے منکر اور عظمتِ نبوت کے دشمن ہیں ـــــ یہی وجہ ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرابت داروں کے سخت ترین مخالف ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ ان کو سنبھالے ـــــ یہ پتہ نہیں کس جہان کے لوگ ہیں ـــــ بس ان کی اطلاع کے لئے صرف اتنا ہی کہوں گا کہ

تزئین رسالت میں بس دو ہی تو عنصر ہیں
اک مال خدیجہ کا اک خونِ ابی طالب رضی اللہ عنہ

منازلِ سفر

مکہ مکرمہ سے لے کر کربلا معلیٰ تک حضرت امام حسین علیہ السلام جن جن منزلوں سے گزرے ان کی ترتیب کچھ اس طرح ہے ـــــ پہلی منزل بستان ابنِ عامر ـــــ دوسری منزل صفاح، جہاں فرزدق سے ملاقات ہوئی ـــــ تیسری منزل ذاتِ عراق ہے۔ یہاں اس مقام پر جب آلِ رسول کا قافلہ پہنچا تو کچھ دیر آرام کی غرض سے خیمے نصب فرمائے ـــــ ایک شخص بشیر بن غالب نے اس بیابان میں دیکھے تو وہ متعجب ہوا اور قریب آ کر پوچھا یہاں کون لوگ ٹھہرے ہیں ـــــ جواب ملا یہ اللہ کے آخری رسول کے گھر والے ہیں اور تھوڑی دیر کے لئے آرام کی غرض سے قیام پذیر ہیں ـــــ اس نے اجازت

Marfat.com

مانگی اور حضرت امام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی —— اے اللہ کے رسول کے بیٹے! —— آپ کس چیز نے اس صحرا میں آنے پر مجبور کیا ہے؟ —— آپ نے فرمایا —— میرے پاس اہلِ کوفہ کے ارسال کردہ خطوط ہیں —— مجھے انہوں نے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی ہے —— پس اگر وہ ہمارے قتل میں شریک ہوئے تو اس جرم واہانت کی پاداش میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر ایسے شخص کا تسلط ہوگا ——

مَنْ يَّقْتُلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ اَوَّلَ مِنْ قَوْمِ الذِّلَّةِ

جوان کو قتل کردے گا، اور وہ ذلیل قوم ہوں گے۔

(الحیات الخفی ج ۲ ص ۱۷۴ بحوالہ شہادت نواسہ سیّد الابرار ص ۶۵۰)

اس بیان میں امام حسین علیہ السلام نے مستقبل میں رونما ہونے والے حالات کی طرف واضح طور پر اشارہ فرمایا ہے کہ مجھے بے دردی سے شہید کیا جائے گا —— اور اس کے بعد ان پر ایک شخص مسلط ہوگا —— یہ اشارہ —— ''حضرت مختار بن عبیدہ ثقفی'' کی طرف ہے —— جوان کو چن چن کر قتل کرے گا —— اور وہ لوگ قیامت تک ذلت سے یاد کئے جائیں گے ——

بطن رُمّہ:

چوتھی منزل بطن رُمہ ہے۔ اس کے مقامِ حاجر میں سیّدنا امام حسین علیہ السلام کے قافلہ نے تھوڑی دیر آرام کیا، یہاں آپ نے اہلِ کوفہ کے نام ایک خط لکھا —— جو قیس بن مسہر صیداوی کے ہاتھ کوفہ روانہ کیا —— جس میں اپنے مکہ سے روانہ ہو کر کوفہ آنے کی اطلاع تھی۔ جب یہ خط لے کر قیس بن مسر صیداوی قادسیہ پہنچے تو حصین بن نمیر نے ان کو گرفتار کر کے ابنِ زیاد کے پاس بھیج دیا۔ ابنِ زیاد نے ان سے کہا کہ محل کی چھت پر چڑھ جا۔

فَسَبَّ الْكَذَّابُ ابْنِ كَذَّابٍ

Marfat.com

کذاب ابنِ کذاب کو گالیاں دے۔

حضرت قیس بن مسہر دار الامارت کی چھت پر چڑھ گئے اور کہا

اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ هٰذَا الْحُسَیْنَ بْنُ عَلِیٍّ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰهِ ابْنِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ —— وَاَنَا رَسُوْلُهٗ اِلَیْکُمْ ثُمَّ لَعَنَ عُبَیْدَ اللّٰهِ بْنِ زِیَادٍ وَّ اَبَاهُ —— وَاسْتَغْفَرَ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ——

اے لوگو! حسین بن علی، اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں بہترین ہیں اور سیّدہ فاطمہ بنت رسول اللہ کا بیٹا ہے۔ میں ان کا قاصد بن کے آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں ——

میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو —— بطن رُمہ —— کے مقام میں چھوڑا ہے —— تم لوگ ان کی مدد کے لئے پہنچ جاؤ —— یہ بات کہنے کے بعد قیس بن مسہر نے کہا۔

ثُمَّ لَعَنَ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنِ زِیَادٍ وَّ اَبَاهُ، وَ اسْتَغْفَرَ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ——

"پھر لعنت کی اس نے عبید اللہ پر اور اس کے باپ پر اور حضرت مولا علی بن ابی طالب کے لئے دعائے مغفرت کی۔"

یہ بات سن پر ابنِ زیاد نے حکم دیا کہ اس کو محل کی چھت سے نیچے گرا دیا جائے —— چنانچہ جناب قیس کو چھت سے نیچے گرا دیا گیا، گرنے سے آپ کا جسم چور چور ہو گیا اور شہادت کا تاج سجائے ہوئے راہی ملک بقا ہوں —— اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ——

(تاریخ طرح ج ۶ ص ۲۲۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت سن اشاعت ۱۹۷۹ء)

کیوں جناب! کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شرعِ متین —— بیچ اس مسئلہ کے کہ ابنِ

Marfat.com

زیاد نے امام حسین کے قاصد کو امام حسین کے بارے میں ظالمانہ انداز میں حکم دیتے ہوئے کہا ــــ ''نَعُوْذُ بِاللّٰہِ'' کذاب ابنِ کذاب کو چھپ پر چڑھ کر گالیاں دے ــــ قاصد نے چھت پر جا کر حسین کریم مدحت سرائی ہے آپ کو ــــ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰہِ ــــ کہہ کر لوگوں کو امام کی مدد کرنے کے لئے کہا ــــ اور ابنِ زیاد اور اس کے باپ پر لعنت اور علی کریم دعائیں دیتے ہوئے شہادت کا جام نوش فرمایا۔

خیال رہے کہ ابنِ زیاد ــــ یزید ــــ اور اس کی پوری پارٹی اور اس کی کابینہ، خوارج ونواصب کے محبوب ترین لیڈر ہیں ــــ اور ہر وہ شخص جس نے اہلِ بیت کے ساتھ دشمنی رکھی ــــ اور آلِ رسول پر مظالم ڈھائے ــــ اور انہیں نہایت بے رحمی سے شہید کیا وہ ان ناصبیوں کے نزدیک قابل ستائش ہے ــــ اے کاش!ا

○ ــــ آج کے ناصبی اور خارجی پرانے زمانے کے خوارج ونواصب سے دو ہاتھ آگے ہیں ــــ انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر پاروں کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے ــــ اور آلِ محمد مصطفیٰ کی قبروں پر پانی چھوڑ کر ان کے نشانات کو مٹانے کی ناکام کوشش کی ــــ لیکن موجودہ دور کے خارجیوں نے قبریں اکھاڑ کر، اللہ والوں اور رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرابت داروں کے جسموں کو قبروں سے نکال کر درختوں پر لٹکایا ــــ اور کئی جسموں کو غائب کر دیا ــــ یہاں تک کہ صحابی رسول حضرت حجر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسد مبارک کو قبر سے نکال کر غائب کیا گیا ــــ پہلے آپ رضی اللہ عنہ کو علی کے ساتھ دوستی رکھنے کے باعث ۵۱ھ میں نہایت بے دردی سے شہید کیا گیا ــــ اے حجر بن عدی تم پر کروڑوں سلام ہوں ــــ آج بھی تجھے محبّ علی علیہ السلام

ا؎ کہ ابنِ زیاد امام حسین اور امام علی علیہما السلام کو کذاب کہنے سے پہلے اپنے مجہول النسب باپ کی طرف دھیان کر لیتا۔

Marfat.com

کی بنا پر تیری قبر کو اکھاڑ کر تیرے جسد پاک کی بے حرمتی کی گئی —— آج دفاعِ عظمت صحابہ کا دعویٰ کرنے والے خاموش کیوں ہیں؟

پانچویں منزل —— بَعْضُ الْعُیُوْن ——

پانچویں منزل بعض العیون کے نام سے مشہور ہے —— یہاں پر عربوں کا ایک چشمہ ہے جس کی وجہ سے اس جگہ کا نام بعض العیون پڑ گیا —— یہاں پر بھی کچھ لوگوں نے امامِ عالی مقام سے ملاقات کی اور ترکِ سفر کا مشورہ دیا —— لیکن امام حسین نے انکار فرمایا۔

چھٹی منزل —— خزیمیہ ——

چھٹی منزل خزیمیہ کے مقام پر امام نے خیمے نصب فرمائے —— ایک دن ایک رات قیام فرمایا —— سیدہ زینب نے رات گزارنے کے بعد صبح کو اٹھ کر فرمایا —— میں نے رات کو ہاتف غیبی سے ایک عجیب بات سنی ہے —— آواز کچھ اس طرح آ رہی تھی ——

اَلاَ یَا عَیْنُ فَاحْتَفِلِیْ بِجَھْدٍ

مَنْ یَّبْکِیْ عَلَی الشُّھَدَاءِ بَعْدِیْ

''اے آنکھ پوری کوشش سے آنسو بہا لے —— بھلا میرے بعد شہیدوں پر کون روئے گا'' —— امام پاک نے سن کر فرمایا۔

یَا اُخْتَاہُ زَیْنَبُ ذَاکَ الَّذِیْ قَضٰی فَھُوَ کَائِنٌ

جو بات قضاء وقدر میں ہے وہ ضرور ہو کر رہے گی۔

(الحیات الطیبہ ج ۲ ص ۱۷۵)[1]

[1] خیال رہے کہ الحیات الطیبہ کے جتنے حوالے آئیں وہ سب شہادتِ نواسہ سید الابرار سے لئے گئے ہیں۔

Marfat.com

ساتویں منزل —— زرود

ساتویں منزل زرود کے مقام پر جب آل پیغمبر کا قافلہ پہنچا تو حضرت عثمان غنی خلیفہ سوم رضی اللہ عنہ کے اقرباء میں حضرت زہیر بن قین بجلی حج کی ادائیگی کے بعد —— امام حسین سے آ کے آپ سے ملاقات کی —— اور جب واپس ہوئے تو چہرہ خوش وخرم اور بشاش وبشاش تھا —— اپنا خیمہ اکھاڑا اپنا سازوسامان اور اسباب وغیرہ امام حسین علیہ السلام کی طرف بھجوا دیا —— اور اپنی بیوی سے فرمایا کہ میں تم کو اپنے نکاح سے آزاد کرتا ہوں تم اپنی برادری میں چلی جاؤ —— میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے نیکی کے سوا کوئی بدی پہنچے —— پھر اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم میں سے جو چاہے میرے ساتھ چلا آئے —— ورنہ یہ سمجھو کہ میری اور تمہاری آخری ملاقات ہے —— اور پھر ساتھیوں سے فرمایا —— کہ میں ایک حدیث تم لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہوں۔

غزوہ بلنجر میں خدا تعالیٰ نے ہم کو فتح دی۔ بہت زیادہ مال غنیمت ہمارے ہاتھ آیا —— حضرت سلمان باہلی رضی اللہ عنہ نے ہم سے پوچھا کیا خدا نے تمہیں جو فتح دی اور مال غنیمت تمہارے ہاتھ لگا تو اس سے خوش ہو گئے ہو؟ ہم نے کہا ہمیں بہت خوشی ہوئی ہے تو وہ کہنے لگے۔

إِذَا أَدْرَكْتُمْ شَبَابَ آلِ مُحَمَّدٍ فَكُونُوا أَشَدَّ فَرَحًا بِقِتَالِكُمْ مَعَهُمْ بِمَا أَصَبْتُمْ مِنَ الْغَنَائِمِ ——

تم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوانوں کا زمانہ پاؤ اور ان کی مدد کے لئے تم جنگ کرو گے تو اس مال غنیمت سے زیادہ تمہیں خوشی ہوگی ——

Marfat.com

حضرت زہیر رضی اللہ عنہ نے دوستوں کو خدا حافظ کہا —— اور امامِ عالی مقام کے ساتھ ہو لئے —— اور سب سے آگے آگے رہتے تھے یہاں تک کہ آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا ——

(طبری ج ۶ ص ۲۲۵)

آٹھویں منزل —— ثعلبیہ ——

آٹھویں منزل ثعلبیہ ہے، آپ نے وہاں قیام فرمایا —— عبداللہ بن سلیم، اور مذری بن مشمعل کا بیان ہے کہ جب ہم حج سے فارغ ہوئے تو دل میں یہ بات تھی کہ جلد از جلد امام حسین سے جا ملیں —— ہم اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے زرُود گاؤں تک پہنچ گئے —— جب امام کے قریب پہنچنے والے تھے کہ ہم نے اہلِ کوفہ میں سے ایک شخص کو دیکھا جو ادھر آ رہا تھا —— جب اس نے امام حسین علیہ السلام کو دیکھا تو راستہ بدل کر دوسری طرف ہو گیا —— امام اسے دیکھ کر ٹھہر گئے —— گویا اس سے ملنا چاہتے تھے —— پھر آپ روانہ ہو گئے —— ہم نے اس شخص سے ملنے کا ارادہ کیا تاکہ کوفہ کی خبر پوچھیں، ہم اس کے پاس پہنچ گئے سلام کے بعد ہم نے پوچھا تم کون ہو؟

اس نے کہا میں اسدی ہوں ہم نے کہا ہم دونوں بھی اسدی ہیں —— ہم نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے —— اس نے کہا بکیر بن مثعبہ ہم نے اپنے نسب کو بیان کیا اور پوچھا کہ کوفے کی کیا خبر ہے —— اس نے کہا حضرت مسلم اور حضرت ہانی دونوں شہید ہو چکے ہیں۔

فَرَاَیْتُھُمَا یُجَرَّانِ بِاَرْجُلِھِمَا فِی السُّوْقِ

—— ''میں نے دیکھا کہ ان دونوں کے پاؤں پکڑ کر بازار میں گھسیٹتے جا رہے ہیں'' ——

Marfat.com

کہتے ہیں کہ یہ خبر سن کر ہم دونوں (عبداللہ اور مذری) امام حسین علیہ السلام کے قافلے کے ساتھ آ کر مل گئے —— جب شام کو آپ منزل ثعلبیہ میں اُترے تو ہم نے آپ علیہ السلام کو مسلم و ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کی خبر دی اور سارا واقعہ بیان کیا —— یہ سن کر آپ نے —— ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا اور دعا کی اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت فرمائے۔

(طبری ج ۶ ص ۲۲۵)

اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ مسلم کے دو بچے ایک عمر چھ سال اور دوسرے کی آٹھ سال تھی —— ان کے ہمراہ گئے تھے، وہ کہاں ہیں —— عرض کی ان دونوں کو ایک ظالم کوفی نے قتل کر دیا ہے —— یہ سن کر امام حسین روئے —— اور حضرت مسلم کے بچوں کو یاد کرتے، جب خیموں کی طرف بڑھے تو سب گھر والے جمع ہو گئے —— اور عرض کرنے لگے کہ حضرت کیا ہوا؟

آپ نے فرمایا ظالموں نے میرے بھائی مسلم اور ان کے دونوں بچوں کو بے دردی سے شہید کر دیا ہے —— بس اس خبر کا سننا تھا کہ اہلِ بیت اور احباب نے رونا شروع کر دیا —— زمین کا وہ حصہ اہلِ بیت کے رونے سے کانپ رہا تھا ——

(شہادت نواسہ سیّد الابرار ص ۶۵۴)

○ —— حضرت امام پاک —— خواتین اہلِ بیت —— حضرت مسلم کی زوجہ حضرت رقیہ سلام اللہ علیہا —— اپنے وفا شعار شوہر —— اور اپنے بیٹوں محمد و ابراہیم کو یاد کر کے رو رہی تھی —— مخدومہ جنابِ حمیدہ —— امیر مسلم کی بڑی صاحبزادی اپنے سفیق والد اور دونوں چھوٹے بھائیوں کو یاد کر کے رو رہی تھی —— امام حسین علیہ السلام نے ان کو صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا —— اللہ تعالیٰ ان ظالموں سے بدلہ لے گا —— فرمایا جو کچھ

Marfat.com

مسلم کے ذمہ تھا وہ پورا کر چکے اور اب جو کچھ ہے وہ ہمارے ذمہ ہے، اہلِ بیت کے نوجوانوں کے دلوں میں ایک جوش وولولہ اور راہِ خدا میں شہادت کا شوق پیدا ہوا۔

جنابِ مسلم کی ننھی صاحبزادی!

درویش صفت شاعر حضرت گلزار احمد نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''سیّدہ کلے لال'' کے حوالے سے لکھا ہے —— یہ واقعہ حضرت نادم صابری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نظم میں بیان کیا ہے۔ راقم کچھ اشعار کو نثر کی صورت میں لکھوں گا تا کہ اختصار کا سلسلہ برقرار رہے۔ ۳۲ اشعار میں چند اشعار اشکوں کی صورت میں سینۂ قرطاس پر بکھر جائیں —— امام پاک سارا دن غمِ مسلم میں بے تاب رہے شام کے وقت حضرت مسلم علیہ السلام کی چھوٹی صاحبزادی امام کے سامنے آئی امام نے اس بچی کو گود میں لیا لکھتے ہیں ـ

لیا گودی میں اُٹھ کر شاہ نے معصوم بچی کو
بڑی شفقت سے بہلانے لگے مظلوم بچی کو
کہا بچی! خدا شاہد بڑا صدمہ اٹھایا ہے
مری ننھی سی بیٹی نے جگر شیروں کا پایا ہے
مری مسلم دلاری اکبر علیہ السلام و اصغر علیہ السلام سے کیا کم ہے؟
میرے ہوتے ہوئے بیٹا! تجھے کس بات کا غم ہے

چونکہ صاحبزادی بہت چھوٹی سی تھی اپنے بابا کی شہادت کا علم نہ تھا —— امام کا شفقت بھرا پرسا نہ سمجھ سکی —— اور گود میں پڑی امام کی صورت دیکھتی رہی —— اور حضرت کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بولی —— چچا ابا آپ کیوں روتے ہیں کیا ہوا ہے؟ —— آپ بے چین کیوں ہیں؟

Marfat.com

بھلا ہم نے وہ ایسا کون سا صدمہ اٹھایا ہے
ہمیں تو محترم بابا نے کوفہ میں بلایا ہے
سو دیکھو جا رہے ہیں ہم ملیں گے اپنے بابا سے
کہانی پاک مریمؑ کی سنیں گے اپنے بابا سے
کھلونے تو بہت ہوں گے، وہاں ہم اور لے لیں گے
محمد اور ابراہیم سے جی بھر کے کھیلیں گے

بچی کی یہ باتیں سن کر امام نے اس معصومہ کو سینے سے لپٹا لیا —— اور فرمایا بیٹی!
ابھی تم چھوٹی عمر کی ہو تجھے کیا معلوم کہ میرے دل پر یتیمی کا کیا اثر ہے —— اور ساتھ کہا۔

تیری مؤہوم اُمیدوں کا سورج ڈھل گیا بیٹی
ترے معصوم ارمانوں کا گلشن جل گیا بیٹی
ترے ابا تو میداں میں بازی لے گئے ہم سے
اُنہیں اب کیا ہمارے رنج و غم سے حزنِ پیہم سے

آپ کی یہ بات سن کر صاحبزادی رونے لگی اور سسکیاں بھرنے لگی —— آپ نے فرمایا

ارے رونے لگی بیٹی! نہ رو بابا کو ڈھونڈیں گے
جہاں یہ تینوں جا پہنچے وہاں ہم بھی تو پہنچیں گے
صبح ہونے دے ہم ڈھونڈیں مل کر تیرے بابا کو
کہ ہم نے خواب میں دیکھا ہے اکثر تیرے بابا کو

Marfat.com

یونہی روتے رُلاتے شب کو آخر سو گئی بچی
پدر کو ڈھونڈنے کی آرزو میں کھو گئی بچی

(شاہنامہ حسین ص ۱۹۴۔۱۹۵ مطبوعہ مکتبہ پیامِ حریت خانپور)

——نویں منزل——زُبالہ——

نویں منزل زُبالہ ہے یہاں حضرت امام نے کچھ دیر آرام فرمایا اور کچھ لوگوں سے ملاقات کی —— اسی جگہ پر حضرت امام کو اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن بقطر کی شہادت کی خبر ملی —— سیّدنا امام حسین علیہ السلام رستے ہی سے عبداللہ بن بقطر رضی اللہ عنہ کو جناب امیر مسلم بن عقیل کے پاس بھیجا تھا —— آپ علیہ السلام کو ابھی مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر نہ تھی —— ابنِ بقطر قادسیہ تک پہنچے تھے کہ حصین بن نمیر کے سواروں نے انہیں گرفتار کرلیا، اور ابنِ زیاد کے پاس بھیج دیا —— ابنِ زیاد نے جناب عبداللہ بن بقطر رضی اللہ عنہ سے کہا۔

اِصۡعَدۡ فَوۡقَ الۡقَصۡرِ فَالۡعَنِ الۡکَذَّابَ بۡنَ کَذَّابٍ

محل کی چھت پر چڑھ جا اور کذاب بن کذاب پر لعنت کر۔ (یعنی امام حسین اور علی پر نعوذ باللہ لعنت بھیج)

پھر وہاں سے اُترا تو پھر میں تیرے بارے میں (کوئی) حکم دوں گا، حضرت عبداللہ بن بقطر محل پر چڑھ گئے —— جب سب لوگوں کا سامنا ہوا تو بولے،

اَیُّھَاس ! اِنِّی رَسُوۡلُ الۡحُسَیۡنِ بۡنِ فَاطِمَةَ بِنۡتِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لِتَنۡصُرُوۡہُ وَتُوَازِرُوۡہُ عَلٰی اِبۡنِ مَرۡجَانَةَ ابۡنِ سُمَیَّةَ الدَّعِیۡ

Marfat.com

اے لوگو! حسین بن فاطمۃ الزہراء بنت رسولِ خدا کی بیٹی کے بیٹے کا قاصد ہوں۔ تم لوگ ابنِ مرجانہ، سمیہ کے بیٹے (ابنِ زیاد) ولدالحرام (حرامی) کے مقابلے میں (حسین) کی مدد کرو——

عبداللہ کے اس نعرۂ حق کے بعد ابنِ زیاد نے حکم دیا کہ ان کو قصر کی چھت سے نیچے زمین پر گرادو۔ چنانچہ آپ کو محل کی چھت سے زمین پر گرادیا گیا۔

فَكَسَرَتْ عِظَامُهُ

آپ ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔

ابھی کچھ جان باقی تھی کہ ایک شخص نے آکر ان کو ذبح کر دیا۔

جب مذکورہ بالا خبر امام حسین علیہ السلام تک پہنچی تو آپ نے اپنے ہمراہیوں کو—— بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ —— پڑھ کر اس طرح خطاب ارشاد کیا—— اے میرے ساتھ چلنے والے لوگو! مجھے ایک بہت ہی ہولناک واقعہ کی اطلاع ملی ہے—— کہ مسلم بن عقیل—— ہانی بن عروہ—— عبداللہ بن بقطر ''رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' شہید کر دیئے گئے ہیں۔

وَقَدْ خَذَلَتْنَا شِيْعَتُنَا

''ہمارے شیعوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔''

تم میں سے جو جانا چاہے وہ چلا جائے—— یہ سنتے ہی وہ لوگ (جو رستے میں آپ کے ساتھ ملے تھے) ادھر اُدھر ہو کر نکل گئے۔ بس وہی لوگ آپ کے ساتھ رہ گئے جو لوگ مدینہ منورہ سے ساتھ آئے تھے۔

(طبری ج۶ ص۲۲۶)

Marfat.com

خیال رہے کہ آپ کا یہ فرمانا اس بنا پر تھا کہ یہ جو اعرابی ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں ان کے ذہن میں جو بات سما چکی ہے وہ یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام جس شہر میں جا رہے وہاں کے سب لوگ آپ کی اطاعت پر آمادہ ہیں ——— آپ نے یہ مناسب سمجھا کہ یہ لوگ کسی غلط فہمی کی بنا پر مصائب و آلام کا شکار نہ ہوں ———

——— دسویں منزل ——— بطن عقبہ ———

دسویں منزل، بطن عقبہ ہے، جب آپ یہاں پہنچے تو بنو عکرمہ میں سے ایک شخص نے امام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور کا کہاں جانے کا ارادہ ہے ——— آپ اس کو تمام حالات سے آگاہ فرمایا ——— تو اس شخص نے بڑی لجاجت سے آپ کی خدمت میں عرض کیا ——— بندہ پرور آپ واپس لوٹ جائیں، خدا کی قسم میں برچھیاں اور تلواریں آپ کی طرف بڑھتی ہوئی دیکھ کر آ رہا ہوں ——— آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں جو تم نے رائے دی ہے وہ بھی ٹھیک ہے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْلِبُ عَلٰى اَمْرِهٖ

لیکن مشیتِ خداوندی کے سامنے چارہ نہیں یہ فرما کر آپ روانہ ہو گئے ———

(طبری ایضاً)

گیارہویں منزل ——— شراف ———

گیارہویں منزل شراف ہے، یہ قادسیہ سے چند میل کے فاصلے پر ہے ——— حضرت امام حسین نے اس جگہ رات کا قیام فرمایا ——— دوپہر تک اسی جگہ پر رہے ——— مشکیزوں وغیرہ میں پانی بھرا اور روانہ ہو گئے ——— چلتے چلتے آپ اور آپ کے ساتھیوں

Marfat.com

کی نظر ایک لشکر پر پڑی جو حر یزید ریاحی کا لشکر تھا۔

ذُوحُسُم:

آپ نے جب حُر کے لشکر کو دیکھا تو ساتھیوں کے مشورہ سے ذوحسم (ایک جگہ کا نام) کی طرف مڑ گئے ——— وہاں پانی دستیاب تھا ——— حُر کے سواروں نے بھی رُخ موڑ لیا ——— لیکن امامِ عالی مقام ان سے پہلے ذوحسم کے مقام پر پہنچ گئے ——— اور اپنے خیمے نصب کر دیئے۔

امام پاک کا حسن سلوک

سیّد الشہداء امامِ عالی مقام کا مشفقانہ انداز اور اخلاقِ کریمانہ دیکھیں کہ حُر ہزار سواروں کا رسالہ لئے ہوئے اس آگ اُگلتی دوپہر میں آپ کے مقابل آکر ٹھہرا ——— سیّدنا امام اور آپ کے ساتھی عمامے باندھے ہوئے تھے ——— امام حسین نے اپنے جوانوں کو حکم دیا ———

اِسقُوا الْقَوْمَ وَ اَرْوُوْهُمْ مِنَ الْمَآءِ وَرَشِّفُو الْخَيْلَ تَرْشِيْفًا فَقَامَ فِتْيَانَهٗ فَرَشَّفُوا الْخَيْلَ تَرْشِيْفًا ، فَقَامَ فِتْيَةٌ وَسَقُوا الْقَوْمَ مِنَ الْمَاءِ حَتّٰى اَرْوُوْهُمْ ———

(تاریخ طبری (امام ابنِ جریر) ج۶ ص ۲۲۶)

سب لوگوں کو پانی پلا کر ان کی پیاس بجھاؤ! ——— اور ان کے گھوڑوں پر پانی چھڑکو! (حضرت امام کا حکم سن کر) جوان اُٹھ کھڑے ہوئے اور حُر کی فوج کے سواروں کو پانی پلایا یہاں تک کہ ان کو سیراب کر دیا" اور برتنوں کو بھر بھر کر گھوڑوں کے آگے رکھتے اور تمام گھوڑے سیراب ہو گئے" ———

Marfat.com

○ —— حُر کی فوج کا ایک سپاہی جو پیچھے رہ گیا تھا —— اور پیاس کی شدت اور موسم کی حدت سے نڈھال ہو چکا تھا —— امام نے اس کی حالت دیکھ کر اپنے مبارک ہاتھوں سے اسے پانی پلایا —— کیونکہ اس کے ہاتھوں میں اتنی سکت بھی نہ تھی کہ مشکیزہ اٹھا سکے۔

حُر کیوں آیا؟

حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف حُر کے قادسیہ سے آنے کا سبب تھا —— کہ ابنِ زیاد لعنتی کو جب یہ خبر ملی کہ حسین کوفہ آ رہے ہیں تو اس نے حصین بن نمیر کو جو اس کی پولیس کا اعلیٰ افسر تھا کو روانہ کیا —— اور حکم دیا کہ وہ قادسیہ میں ٹھہرے اور قطقطانہ سے خفان تک مورچہ بندی کر لے —— اور امام حسین سے مزاحمت کرے —— چنانچہ حُر نے ایک ہزار سواروں کی فوج کے ساتھ امام کو روکے رکھا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا —— آپ علیہ السلام نے حجاج بن مسروق جعفی کو اذان کہنے کا حکم دیا۔

امام کی امامت:

انہوں نے اذان کہی —— اقامت سے قبل سیّدنا امام حسین علیہ السلام بند چادر اور نعلین پہنے ہوئے نکلے —— حُر اور ان کے فوجیوں کو مختصر سا خطاب فرمایا —— خطاب کے بعد موذن کو اقامت کہنے کا حکم دیا —— اس نے اقامت کہی —— امام نے حُر سے پوچھا۔

اَتُرِیۡدُ اَنۡ تُصَلِّیَ بِاَصۡحَابِکَ؟ فَقَالَ: لَابَلۡ تُصَلِّیَ اَنۡتَ وَ نُصَلِّیۡ بِصَلَاتِکَ ——

''کیا تم اپنے اصحاب کے ساتھ الگ نماز پڑھو گے؟ حُر نے عرض کی نہیں ہم

Marfat.com

الگ نماز نہیں پڑھیں گے بلکہ آپ کے ساتھ نماز ادا کریں گے۔"

امام نے نماز پڑھائی اور اپنے خیمہ میں چلے گئے —— اور آپ انصار بھی سب آپ کے پاس جمع ہو گئے۔

امام کا خطاب:

حضرت امام حسین علیہ السلام نے حُر کے لشکر کو اس وقت خطاب فرمایا۔ جب وہ اپنے گھوڑوں کی باگیں تھامے ہوئے ان کے سایہ میں بیٹھے تھے —— امام نے نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد ان کی طرف رُخ کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی —— اور فرمایا

اَیُّھَا النَّاسُ فَاِنَّکُمْ اِنْ تَتَّقُوْا وَتَعْرِفُوا الْحَقَّ لِاَھْلِہٖ یَکُنْ اَرْضَ اللّٰہِ وَ نَحْنُ اَھْلُ الْبَیْتِ اَوْلٰی بِوَلَایَۃِ ھٰذَا الْاَمْرِ ——

(طبری ج ۶ ص ۲۲۶)

اے لوگو! اگر تم خدا کا خوف کرو گے اور حق داروں کے حق کو پہچانو گے تو یہ امر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہوگا اور ہم اہلِ بیتِ رسول ہیں اور اس امر کے لئے ان سے ہم اولیٰ ہیں۔

جو لوگ تم پر حکومت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں —— اس کا انہیں کوئی حق نہیں اور وہ تمہارے ساتھ ظلم و جبر اور تعدی سے پیش آتے ہیں، اگر تم ہم سے بے زار ہو —— یا اس امر کی کراہت محسوس کرتے ہو تو ہمارے حق کی واقفیت نہیں رکھتے اور جو کچھ اپنے پیغامات میں تم نے مجھے کہلا بھیجا —— اگر اب وہ تمہاری رائے نہیں رہی تو میں تمہارے پاس سے واپس چلا جاتا ہوں۔

حُر نے جواب میں عرض کیا —— خدا کی قسم مجھے ان خطوط کا کوئی علم نہیں جن کا آپ

Marfat.com

تذکرہ کر رہے ہیں ـــــ یہ سن کر آپ علیہ السلام نے عقبہ بن سمعان سے فرمایا کہ وہ دونوں تھیلے جن میں ان لوگوں کے خطوط ہیں لاؤ ـــــ عقبہ دونوں تھیلے نکال لائے اور سب کے سامنے لا کر خطوط بکھیر دیئے ـــــ حُر نے عرض کی جن لوگوں نے آپ کو خط لکھے ہم ان لوگوں میں سے نہیں ـــــ اور ہمیں حکم ملا ہے کہ جہاں آپ کو پائیں گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لے چلیں۔ حضرت امام حسین نے یہ سن کر حُر سے فرمایا۔

اَلْمَوْتُ اَدْنٰی اِلَیْکَ مِنْ ذٰلِکَ

اس مقصد سے پہلے موت تیرے قریب ہے۔

اور اپنے اصحاب سے فرمایا اٹھو! اور سوار ہو جاؤ، سب سوار ہوئے اور انتظار کرنے لگے کہ ان کی مستورات بھی سوار ہو جائیں۔

(طبری ج ۶)

حُر کی مزاحمت:

حضرت امام نے ساتھیوں کو حکم فرمایا کہ ہم سب کو واپس لے چلو ـــــ لوگ واپس ہونے لگے تو حُر کے رسالہ والوں نے مزاحمت کی اس پر امام حسین علیہ السلام نے حُر سے فرمایا۔

ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ مَا تُرِیْدُ

"تیری ماں تجھے روئے آخر تو چاہتا کیا ہے؟"

حُر نے کہا خدا کی قسم اگر دنیائے عرب میں کسی اور نے یہ کلمہ کہا ہوتا خواہ کوئی بھی ہوتا میں اس کی ماں کے رونے کا ذکر ضرور کرتا ـــــ لیکن

وَاللّٰہِ مَالِیْ اِلٰی ذِکْرِ اُمِّکَ مِنْ سَبِیْلٍ اِلَّا بِاَحْسَنِ یُقْدَرُ عَلَیْہِ

Marfat.com

خدا کی قسم (اے حسین!) تیری ماں (سیّدہ بتول علیہ السلام) کا ذکر حد درجہ تعظیم و تکریم کے بغیر نہیں کر سکتا ــــــ

آپ نے فرمایا پھر تیرا ارادہ کیا ہے؟ ــــــ حُر نے کہا واللہ! میرا ارادہ ہے کہ آپ کو ابنِ زیاد کے پاس لے چلوں ــــــ آپ نے فرمایا واللہ! میں تیرے ساتھ نہیں جاؤں گا ــــــ حُر نے کہا واللہ! میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا۔ حضرت امام اور حُر نے یہ کلمہ تین تین بار کہا ــــــ جب تکرار بڑھ گئی ــــــ تو حُر نے کہا ــــــ اچھا پھر آپ ایسا رستہ اختیار کریں جو نہ مدینہ کی راہ ہو نہ کوفہ کی ــــــ تاکہ میں بھی آپ کے کسی امر میں مبتلا ہونے سے بچ جاؤں ــــــ آپ عذیب اور قادسیہ کی راہ بائیں طرف مڑ جائیں ــــــ آپ اپنے انصار کے ساتھ روانہ ہوئے ــــــ اور حُر بھی ساتھ ساتھ چلنے لگا ــــــ

(طبری ج ۶ ص ۲۲۸ ــــ تا ــــ ۲۲۹)

مقام بیضہ میں خطبہ:

حضرت امامِ عالی مقام حسین علیہ السلام جب بیضہ میں پہنچے تو آپ نے اپنے اور حُر کے ساتھیوں میں اس طرح خطبہ ارشاد کیا ــــــ اے لوگو! رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

حدیث شریف:

مَنْ رَأٰی سُلْطَانًا جَائِرًا مُسْتَحِلًّا لِحُرَمِ اللّٰهِ نَاكِثًا لِعَهْدِ اللّٰهِ مُخَالِفًا لِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ (وَآلِهٖ) وَسَلَّمَ يَعْمَلُ فِي عِبَادِ اللّٰهِ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ فَلَمْ يُغَيِّرْ عَلَيْهِ بِفِعْلٍ وَّلَا قَوْلٍ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهٗ مُدْخَلَهٗ ــــــ

Marfat.com

کہ جو شخص ایسے حکمران کو دیکھے جو ظالم ہو —— اور خدا تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھتا ہو —— جو عہد خداوندی کو توڑتا ہو —— اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کرتا ہو —— جو بندگانِ خدا کے ساتھ ظلم وسرکشی سے پیش آتا ہو —— اور پھر وہ شخص قولاً فعلاً اس پر اعتراض نہ کرے اور اسے نہ روکے تو خدا تعالیٰ اس شخص کو بھی (اس ظالم حکمران) کے اعمال شریک کرے گا ——

(طبری ج ۶ ص ۲۲۹ —— کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۲۸۰)

شیطان کے پیروکار:

امامِ عالی مقام نے حدیث رسول بیان کرنے کے بعد فرمایا —— سنو!

ان ظالم ترین حکمرانوں نے

قَدْ لَزِمُوْا طَاعَةَ الشَّيْطَانِ وَ تَرَكُوْا طَاعَةَ الرَّحْمٰنِ اَظْهَرُوا الْفَسَادَ وَعَطَّلُوا الْحُدُوْدَ —— وَاسْتَأْثَرُوْا بِالْفَیْ ءِ —— وَحَلُّوْا حَرَامَ اللهِ وَ حَرَّمُوْا حَلَالَهٗ وَاَنَا اَحَقُّ مَنْ غَيَّرَ ——

شیطان کی اطاعت وفرمانبرداری اختیار کرلی ہے اور رحمٰن کی فرمانبرداری کو ترک کردیا ہے، فساد کو ظاہر اور شرعی حدود کو معطل کر رکھا ہے —— اور مالِ غنیمت کو (اپنی ذات کے لئے) پسند کیا —— حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر رکھا ہے (یعنی حلال وحرام میں تمیز نہیں رہی) ان پر اعتراض کرنے اور ان امور سے روکنے کا سب سے زیادہ حق مجھے پہنچتا ہے۔

(طبری ایضاً)

Marfat.com

''اس کے بعد فرمایا'' —— تمہارے خط اور نامہ بر میرے پاس تمہاری طرف سے اس بات پر بیعت کرنے کے لئے آئے کہ تم میرا ساتھ نہ چھوڑو گے اور مجھے دشمن کے حوالے نہ کرو گے —— اے لوگو! —— اگر تم اپنی بیعتوں کو پورا کرو گے تو کامیابیوں سے ہم کنار ہو جاؤ گے —— پھر ارشاد فرمایا ——

میں تمہارا پیشوا ہوں:

فَانَا الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ —— وَابْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نَفْسِیْ مَعَ اَنْفُسِکُمْ وَاَھْلِیْ مَعَ اَھْلِیْکُمْ فَلَکُمْ فِیَّ اُسْوَۃٌ ——

(طبری ایضاً)

دیکھو! —— میں حسین بن علی —— زہراء بنت رسول کا فرزند ہوں، میری جان تمہاری جانوں کے ساتھ ہے اور میرے اہل و عیال تمہارے اہل و عیال کے ساتھ ہیں —— میں تمہارا پیشواء ہوں۔

اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد و پیمان کو توڑا —— اور میری بیعت کو اپنی گردنوں سے نکال ڈالا —— تو قسم ہے اپنی جان کی کہ تمہارے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں ایسا سلوک تم نے میرے باپ علی —— میرے بھائی حسن —— اور میرے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل —— (علیہم السلام) کے ساتھ کر چکے ہو —— جس نے تم پر بھروسہ کیا اس نے دھوکا کھایا۔

اب برتن کا دھون باقی رہ گیا ہے:

حضرتِ امام نے جوذی حُسُم میں جو خطبہ ارشاد فرمایا —— اس کا خلاصہ اس طرح

Marfat.com

ہے —— حمد و ثناء کے بعد فرمایا —— تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ کیا حال ہو رہا ہے۔ دنیا بدل گئی جو پہچانی نہیں جاتی —— نیکیاں مٹتی جا رہی ہیں —— اب برتن کا دھون باقی رہ گیا ہے —— برائی چارسو پھیلتی جا رہی ہے —— حق پر عمل نہیں ہو رہا —— اور باطل سے پرہیز نہیں کیا جاتا۔

لِيَرْغَبَ الْمُؤْمِنُ فِي لِقَاءِ اللّٰهِ مُحِقًّا فَإِنِّي لَا أَرَى الْمَوْتَ إِلَّا شَهَادَةً وَّلَا الْحَيَاةَ مَعَ الظَّالِمِيْنَ إِلَّا بَرَمًا

مومن کے لئے یہی بہتر ہے کہ حق پر رہ کر خدا تعالیٰ سے ملاقات کرے۔ میں دیکھتا ہوں کہ مرجانا شہادت ہے —— اور ظالموں میں زندگی بسر کرنا ناگوار اور باعث رسوائی ہے ——

(طبری ایضاً)

زہیر بن قین بجلی نے عرض کی:

آپ کا خطبہ سن کر حضرت زہیر بن قین بجلی رضی اللہ تعالیٰ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا —— اے ابنِ رسول ہم آپ کے اس ارشاد کو قبول کرتے ہیں —— خدا کی قسم اگر یہ دنیا ہمارے لئے باقی رہنے والی ہوتی —— اور ہم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوتے —— اور پھر آپ کی نصرت و غم خواری میں ہمیں دنیا کو چھوڑنا پڑتا تو ہم اس دنیا میں رہنے سے اس کے چھوڑنے کو آپ کے ساتھ بہتر سمجھتے —— حضرت امام نے ان کی اس بات کو سن کر اور جہاد کا جذبہ دیکھ کر ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

○ —— حُر آپ کے ساتھ ساتھ چلتا آ رہا تھا اور آپ سے عرض کرتا تھا یا امام! میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اپنی جان کا خیال کریں، آپ کا جواب تھا کہ مجھے موت

Marfat.com

سے ڈرانے کی ضرورت نہیں۔

ابنِ زیاد کا حُر کے نام خط:

روضۃ الشھداء میں ہے کہ ایک شتر سوار حُر کے نام ابنِ زیاد کا مکتوب لے کر آیا جس میں لکھا تھا تجھے جہاں بھی یہ خط ملے حسین علیہ السلام کو اس جگہ روک لے اور انہیں گھیر کر کسی ویران اور بے آب و گیاہ مقام پر لے جا۔

حُر نے یہ خط پڑھ کر حضرت امامِ عالی مقام کی خدمت میں پیش کر دیا ـــــ اور عرض کی کہ آپ دیکھ لیں ـــــ ابنِ زیاد نے آپ کی گرفتاری کے سلسلے میں کس قدر سخت حکم جاری کیا ہے۔ اب میں حیران ہوں کہ اگر میں ایسا نہیں کرتا تو ابنِ زیاد کا ڈر ہے اور اگر آپ کے ساتھ جنگ کرتا ہوں تو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول سے شرم آتی ہے۔

پھر حُر نے اپنی فوج سے پوشیدہ ہو کر عرض کی ـــــ اے ابنِ رسول! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اگر آپ پر ہاتھ اٹھاؤں تو حُر کے ہاتھ کٹ جائیں اور اگر آپ پر نگاہ خیانت اٹھاؤں تو میری آنکھیں پھوٹ جائیں ـــــ ابنِ زہراء جب میں اس راستے پر آ رہا تھا تو کوئی پتھر اور کوئی مٹی کا ڈھیلا ایسا نہیں تھا ـــــ جس سے یہ آواز میرے کان میں نہ آئی ہو ـــــ کہ ـــــ اے حر! تجھے جنت کی بشارت ہو ـــــ اور میں اپنے آپ سے کہتا تھا، اے حر! تجھ پر افسوس کہ تو رسول اللہ کے بیٹے سے جنگ کرنے کے لئے جا رہا ہے ـــــ تو پھر یہ بشارت کیسی ہے؟

یا امام! ـــــ اب میرے ساتھ مخالفین کا گروہ ہے ـــــ اور میرا مقصد آپ کو گرفتار کرنا نہیں ـــــ میں اس بہانے سے اپنے لشکر کو دور رکھوں گا کہ آپ کے ساتھ پردہ نشین خواتین ہیں ـــــ چنانچہ جب لوگ سو جائیں تو آپ سفر اختیار فرمائیں اور جس طرف

Marfat.com

چاہیں تشریف لے جائیں —— جب صبح کو لوگ بیدار ہوں گے تو پتہ چل جائے گا کہ آپ کس طرف تشریف لے گئے ہیں —— میں کچھ دیر اپنے لشکر کو اس صحرا میں گھما پھرا کر آپ کے چلے جانے کا بہانہ بنا کر واپس چلا جاؤں گا۔

سیّدنا امام حسین علیہ السلام اسے دعائے خیر دے کر سوار ہو گئے اور دونوں لشکر چلنے لگے —— جب رات آئی تو دونوں لشکر اپنے اپنے پڑاؤ پر اتر آئے —— پھر جب حُر کے سپاہی سو گئے تو امام نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ سفر شروع کر دیا —— چونکہ رات تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی اس لئے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کدھر جا رہے ہیں —— یہاں تک کہ صبح طلوع ہو گئی اور جہان میں روشنی پھیل گئی۔

صبح آمد و علامت خود آشکار کرد
آفاق رازِ رنگ شفق لالہ زار کرد

صبح نے نمودار ہو کر خود کو ظاہر کر دیا اور رنگ جہان کو سرخ رنگ دے کر لالہ زار بنا دیا ——

(روضۃ الشہداء ص۲۵۹)

مقام کربلا:

چلتے چلتے امامِ عالی مقام کا گھوڑا ایک ہولناک زمین پر جا کر بیخ پا ہو گیا —— اور آپ کے تازیانہ لگانے کے باوجود ایک قدم آگے نہ بڑھا —— حضرت امام علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا کہ کوئی جانتا ہے کہ اس جگہ کا نام کیا ہے —— ایک آدمی نے عرض کی حضور! اس مقام کو ارضِ ماریہ کہتے ہیں —— امام نے فرمایا ہو سکتا ہے اس کا کوئی اور نام بھی ہو؟ —— لوگوں نے کہا جی ہاں! اسے مقامِ کربلا بھی کہتے ہیں —— امامِ عالی مقام نے فرمایا ——

Marfat.com

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ـــــ اَرْضُ کَرْبٍ وَّ بَلَاَ وَسَفْكِ الدِّمَآءِ

اللہ اکبر! یہ زمین کربلا وہ ہے جہاں ہمارا خون بہے گا۔

''ایں محط جالِ آلِ عبا است'' ــــ یعنی یہ آلِ عبا کے لوگوں کے مزارات

کا احاطہ ہے ــــ

(روضۃ الشہداء ص ۲۵۹)

اگر ہے نام اسی کا ہی کربلا سن لو
تو پھر گرے گی یہاں ہم پہ ہر بلا سن لو
اسی جگہ پہ ہی بکھرے گا خونِ آلِ رسول
کٹے گا تیغِ جفا سے یہیں پہ باغ بتول

(خضر)

علی اکبر نے عرض کی:

حضرت امام کے صاحبزادے علی اکبر نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی ــــ بابا جان یہ فال ہے جو آپ نے نکالی ہے ــــ اور یہ کیسی گفتگو ہے جو آپ فرما رہے ہیں۔ امام پاک نے فرمایا ــــ اے جانِ پدر! ــــ میں ایک مرتبہ صفین کے سفر میں تمہارے دادا جان اور اپنے والد علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ اس مقام پر پہنچا جسے کربلا کہتے ہیں ــــ حضرتِ امیر المومنین علی سواری سے اتر آئے اور میرے بڑے بھائی امامِ حسن ''علیہ السلام'' کی آغوش میں سر رکھ کر استراحت فرمانے لگے۔ اور میں آپ کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک آپ بیدار ہو کر رونے لگے ــــ جناب حسن علیہ السلام نے عرض کیا ابا جان! آپ کو کیا ہو گیا ہے؟

ابا جان نے فرمایا، بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس صحرا میں خون کا دریا بہہ

Marfat.com

رہا ہے ـــــ اور میرا حسین اس دریا میں گر کر ہاتھ پاؤں مار رہا ہے ـــــ اور فریاد کر رہا ہے ـــــ مگر کوئی شخص اس کی مدد کو نہیں پہنچتا ـــــ پھر آپ نے میری طرف دیکھ فرمایا ـــــ اے ابوعبداللہ! تجھے اس صحرا میں خوفناک واقعہ پیش آنے والا ہے ـــــ بیٹا! تو اس وقت کیا کرے گا ـــــ فرماتے ہیں۔

میں نے عرض بابا جان میں اس وقت صبر کروں گا ـــــ آپ نے فرمایا ایسا ہی کرنا ـــــ اس لئے کہ صبر کرنے والوں کا اجر شمار میں نہیں آ سکتا فرمایا ـــــ ارشادِ خداوندی ہے۔

اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ

(پارہ ۲۳ سورہ زمر آیت نمبر ۱۰)

''اور صابروں کو ہی ان کا ثواب دیا جائے گا بغیر حساب کے۔''

○ ـــــ حضرت امام نے فوراً حکم جاری فرمایا کہ اونٹوں کو بٹھا کر سامان اتار دو اور خیمے نصب کر دو۔

آیت کی تفسیر:

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مولا علی فرماتے ہیں ـــــ کہ ہر نیکی کرنے والے کی نیکیوں کا وزن کیا جائے گا ـــــ سوائے صبر کرنے والوں کے کہ انہیں بے اندازہ اور بے حساب دیا جائے گا ـــــ اور یہ بھی مروی ہے کہ اصحاب مصیبت و بلا حاضر کئے جائیں گے ـــــ نہ ان کے لئے میزان قائم کی جائے گی ـــــ نہ ان کے لئے دفتر کھولے جائیں گے، ان پر اجر وثواب کی بے شمار بارش ہوگی۔ یہاں تک کہ دنیا میں عافیت کی زندگی بسر کرنے والے انہیں دیکھ کر آرزو کریں گے ـــــ کاش وہ اہلِ مصیبت

Marfat.com

میں سے ہوتے اوران کے جسم قینچیوں سے کاٹے جاتے کہ آج یہ صبر کا اجر پاتے۔
(تفسیر خزائن العرفان ص ۶۹۱ مطبوعہ حافظ کمپنی اردو بازار لاہور)

امام کا قدم خاکِ کربلا پر

امامِ عالی مقام علیہ السلام اسی جگہ پر گھوڑے سے اتر آئے ——— جب آپ قدم مبارک کربلا کی مٹی پر لگا تو خاکِ کربلا کا رنگ زرد ہو گیا ——— اوراس سے غبار اُٹھا جس سے آپ کے گیسو مبارک گرد آلود ہو گئے ——— سیدہؓ کلثوم سلام اللہ علیہا نے کہا ——— بھائی جان! میں نے یہ عجب حال دیکھا ہے اور صحرا سے میرے دل کو سخت ہول آتا ہے ——— امام نے اپنی بہن کو تسلی دی ——— اور زوجہ محترمہ کو وصیت فرمائی۔

امام کی وصیت

فرمایا ——— اے میری رفیق دل نواز اور غمگسار کارساز ——— جب تو مجھے اس مقام پر گھوڑے سے گرتے ہوئے دیکھے اور میرے سر اور چہرے کو کٹا پھٹا پائے ——— اور میں تیروں اور تلواروں سے گھائل ہو جاؤں تو سر اور بالوں کو برہنہ نہ کرنا ——— اور نہ ہی سینہ کوبی کرنا ——— اور نہ منہ پیٹنا کیونکہ دشمن کی شماتت بہت بڑی مصیبت ہے ——— شماتت ——— شماتت کے معنی ہیں کسی کو مصیبت میں دیکھ کر خوش ہونا ——— امام کا مطلب یہ تھا کہ اپنی مصیبت پر دشمن کو خوش ہونے کا موقع نہ دینا ———

(روضۃ الشہدا ص ۲۳۲)

○ ——— جب اہلِ بیت کرام نے یہ بات سنی تو سب نے فریاد و فغان کرتے ہوئے عرض کیا ——— اے سید و سرور آپ نے ہمیں یہ کیسی جاں گداز اور پر سواز خبر دی ہے ——— پھر آپ بیٹوں اور اقرباء نے اس قدر نالہ و فریاد اور آہ و زاری کی کہ زمین و آسمان والے ان کے رونے سے پریشان و مضطرب ہو گئے اور پھر ان کے کانوں میں

Marfat.com

اَلرِّضَاءُ بِالْقَضَآءِ (مشیت خداوندی پر راضی رہنا)

کی آواز گونجی تو انہوں نے صبر اختیار فرمایا ——

(ینذ)

<u>عقر:</u>

امام ابن جریر طبری نے لکھا ہے کہ جب امام کربلا میں پہنچے تو آپ نے پوچھا یہ جگہ کس نام سے پکاری جاتی ہے؟ —— لوگوں نے عرض کی —— ھی العقر —— اس جگہ کا نام عقر ہے —— (عقر زخم اور بانجھ پن کو کہتے ہیں) —— امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَقْرِ

اے اللہ کریم مجھے عقر سے بچا۔

آپ وہیں اتر پڑے —— یہ محرم ۶۱ھ کی دوسری تاریخ تھی اور پنج شنبہ کا دن تھا —— امام نہر فرات سے ذرا ہٹ کر خیمے نصب کردیئے ——

(طبری ج ۶ ص ۲۳۲)

○ —— بعض محققین کے نزدیک اس خطہ زمین کا نام قدیم زمانے میں —— ''عقر بابل'' تھا —— عقر —— قدیم سامی زبان قریہ کو کہتے ہیں اور —— بابل —— نام کا ایک شہر کسی زمانے میں یہاں آباد تھا (نمرود کا شہر) اسی لئے یہ خطہ عقر بابل کہلاتا تھا —— آخر رفتہ رفتہ عقر بابل سے بدلتے بدلتے —— کربلا کہلانے لگا اور اسی نام سے مشہور ہوگیا۔[1]

---

[1] حاشیہ شاہنامہ حسین ص ۲۱۰ —— تا —— ۲۱۱ علامہ گلزار احمد نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ستم کی سرزمیں پر:

علامہ گلزار احمد نادم صابری نے امامِ عالی مقام کے ستم کی سرزمیں پر اترنے کا نقشہ اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے۔

پریشاں ہو رہے تھے دشت میں آ کر حرم والے
ستم کی سرزمیں پر آ گئے گویا کرم والے

کچھ ساتھیوں نے اس ہولناک صحرا سے کہیں اور چلے جانے کا سوچا —— جب صبح کی نماز کے بعد سواریوں پر سوار ہوئے تو سواریوں نے ایک قدم تک نہ اٹھایا۔ یہ منظر دیکھ کر امام علیہ السلام نے حکم فرمایا:

ہوا ارشاد رُک جاؤ کہ منزل ہے یہی اپنی
اسی دشت قضا میں ختم ہو گی زندگی اپنی
یہی منزل ہے جس منزل کی رہبر ﷺ نے خبر دی تھی
یہی خطہ ہے جس خطے کی حیدر نے خبر دی تھی
عبادت گاہِ اُلفت چھوڑ دینا سخت مشکل ہے
مقدر کا یہ بندھن توڑ دینا سخت مشکل ہے
اسی میداں میں گونجے گی صدا اللہ اکبر کی
یہی تو رزمگاہِ عشق ہے آلِ پیغمبر کی
اسی دھرتی کو چومیں گے ملائک آسماں والے
اسی مقتل میں گھومیں گے نبی آخر زماں والے

Marfat.com

سلیمان بن صرد کے نام خط:

روضۃ الشہداء میں ہے کہ امامِ عالی مقام نے کربلا سے سلیمان بن صُرد خزعی کے نام خط لکھا جس میں یہ تحریر تھا ——— کہ تم نے مجھے خط لکھ کر بلایا میں آ گیا ہوں تم میرا ساتھ دے کر اپنا وعدہ پورا کرو گے تو یہ مروت کا تقاضا ہے ——— اور اگر بے وفائی کرو گے تو یہ امر اہلِ کوفہ کے لئے بعید نہیں ——— کیونکہ انہوں نے میرے والد علی اور میرے بھائی اور چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے ——— اس وقت مخالفین کے لشکر نے میرے راستے کی ناکہ بندی کر رکھی ہے تم اگر میرا ساتھ دو گے بھلائی حاصل کرو گے ——— میں تو اپنا جسم اللہ تعالیٰ کی قضاء کے سپرد کر کے۔

اَلرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ بَابُ اللّٰہِ الْاَعْظَمِ (مشیت خداوندی پر راضی رہنا اللہ تعالیٰ کی (رحمت) کا بہت بڑا باب ہے) کی انتظار گاہ میں قدم اطاعت کے ساتھ کھڑا ہوں ———

(روضۃ الشہداء ص ۲۶۰)

خط قیس کے حوالے کیا:

حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ مکتوبِ گرامی قیس اعرابی کے حوالے کیا ——— اور قیس یہ خط لے کر کوفہ روانہ ہو گئے مگر راستوں کی ناکہ بندی کرنے والوں نے انہیں راستے میں ہی گرفتار کر لیا ——— اور پھر ابنِ زیاد کے حوالے کر دیا۔ قیس نے ابنِ زیاد کو دیکھا تو خط کو جیب سے نکال کر پھاڑ دیا ——— ابنِ زیاد نے کہا یہ کاغذ کیسا تھا؟ ——— قیس نے کہا یہ خط تھا جو میں لے کر آ رہا تھا ——— ابنِ زیاد نے پوچھا یہ خط کس کا ہے؟ ——— قیس نے کہا امام حسین علیہ السلام کا ——— ابنِ زیاد نے تو نے اسے کیوں پھاڑ دیا؟ ——— قیس

Marfat.com

نے کہا ——— دوستوں کے راز، دشمنوں پر ظاہر کرنا وفا کی دنیا میں روا نہیں۔

ابنِ زیاد نے کہا اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے رہا کر دیا جائے تو تجھے دو کام کرنا پڑیں گے ——— اول ان لوگوں کے نام بتادو جن کے نام یہ خط لکھا ہوا تھا ——— دوم ——— حسین اور ان کے بھائی حسن اور ان کے والد علی کو منبر پر چڑھ کر گالیاں دو ——— میری اور یزید کی تعریف بیان کرو ——— جناب قیس نے کہا۔ جن لوگوں کے نام خط تھا ان کے ناموں کا اظہار تو ممکن نہیں ——— البتہ دوسرا کام کروں گا ——— تم لوگوں کو مسجد میں جمع کر کے منبر پر کھڑا کرو، تا کہ میں کچھ جانتا ہوں اسے بیان کروں ——— ابنِ زیاد نے منادی کرا دی ——— لوگ مسجد میں جمع ہو گئے ——— مسجد کے صحن میں منبر بچھا دیا گیا ——— قیس نے منبر پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجا ——— اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رضا و مشیت اور ابتلا و مصائب سے گزرنے والے انبیاء و اولیاء کے بارے میں چند باتیں کیں ——— اور لوگوں کو اپنے آنے کا مقصد بتایا ——— اور امام حسین کے خط کا مضمون بیان کیا ——— اور لوگوں کو کہا کہ تمہارے بلانے پر امام حسین تشریف لائے ہیں ——— تم ان کی بیعت کر کے ان کی مدد کرو! اور ساتھ ہی ابنِ زیاد اور یزید کی مذمت کی۔

(روضۃ الشہداء ص ۲۶۰ ——— تا ——— ۲۶۱ مطبوعہ خیابان بوذر تہران)

رشوتیں دی گئیں:

طبری میں ہے کہ طرماح بن عدی تین اور ساتھیوں کے ساتھ کربلا معلیٰ میں وارد ہوئے وہ کوفہ سے آئے ہوئے وہ کوفہ سے آئے تھے۔ امام نے ان سے دریافت فرمایا جہاں سے تم لوگ آرہے ہو وہاں کی کیا خبر ہے؟ مجھ سے بیان کرو!

Marfat.com

مجمع بن عبداللہ عائدی نے جواباً عرض کیا —— یا امام بڑے لوگوں کا تو یہ حال ہے۔

فَقَدْ اَعْظَمَتْ رِشْوَتُهُمْ وَ مُلِئَتْ غَرَائِرُهُمْ

کہ ان کو بڑی بڑی رشوتیں دی گئی ہیں اور ان کے تھیلے بھر دیئے گئے ——

اور ان کو بلا بلا کر اپنا خیر خواہ اور ہم نوا بنا رہے ہیں —— وہ سب لوگ آپ کے خلاف متفق ہو رہے ہیں —— رہے اور لوگ تو ان کا خیال یہ ہے کہ دل سے وہ آپ کی طرف ہیں —— لیکن کل یہی لوگ آپ پر تلوار کھینچے ہوئے آ پڑیں گے —— حضرت امام نے اس سے اپنے نامہ بر قیس بن مسہر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ کے قاصد قیس کو —— حصین بن نمیر گرفتار کر کے ابنِ زیاد کے پاس بھیج دیا تھا —— ابنِ زیاد انہیں حکم دیا کہ وہ آپ پر اور آپ کے باپ پر لعنت کرے —— تو قیس نے منبر پر کھڑے ہو کر ——

فَصَلّٰی عَلَیْكَ عَلٰی اَبِیْكَ —— وَلَعَنَ ابْنَ زِیَادٍ وَّاَبَاهُ ——
وَدَعَا اِلٰی نُصْرَتِكَ —— وَاَخْبَرَهُمْ بِقُدُوْمِكَ ——

آپ پر اور آپ کے باپ (علی) پر صلوٰۃ بھیجی —— اور ابنِ زیاد اور اس کے باپ پر لعنت بھیجی —— اور آپ کی مدد کے لئے لوگوں کو پکارا اور آپ کے آنے کی سب لوگوں کو خبر دی ——

اس بات پر ابنِ زیاد نے ان کو دارالامارت کی چھت پر لے جا کر نیچے گرا کر شہید کر دیا —— یہ بات سن کر امام کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے —— اور آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًاo

Marfat.com

پس ان میں سے کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے اپنے عہد کو ذرا بھی نہ بدلا۔[1]

اور ساتھ آپ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا وَلَھُمُ الْجَنَّةَ نُزُلًا وَّ اجْمَعْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَھُمْ فِیْ مُسْتَقَرٍّ مِّنْ رَّحْمَتِكَ وَرَغَآئِبَ مَذْخُوْرِ ثَوَابِكَ ——

اے اللہ تعالیٰ! ہم کو اور ان کو جنت میں مہمانی عطا فرما ہم کو اور ان کو یک جا کر دے، اپنی رحمت سے اور ثواب کے پسندیدہ ذخیر عطا فرما ——

(طبری ج ۶ ص ۲۳۰)

ابنِ زیاد کا خط:

ابنِ زیاد نے امام پاک کی طرف خط دے کر ایک قاصد بھیجا —— اور لکھا کہ یزید نے مجھے حکم دیا ہے کہ جب تک تو حسین سے میری بیعت نہ لے لے تیرے لئے بستر پر لیٹنا اور پیٹ بھر کر کھانا پینا روا نہیں —— اور اگر وہ انکار کریں تو ان کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دے لہٰذا آپ یا یزید کی بیعت کریں یا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔

امام نے ابنِ زیاد کے خط کو پڑھ کر پھینک دیا —— اور فرمایا افسوس ہے اس قوم کی بدحالی پر جو مخلوق کی رضا کو خالق کے غضب پر ترجیح دیتی ہے —— ابنِ زیاد کے قاصد نے

---

[1] شانِ نزول: حضرت مولا علی نے ایک یہودی سے فرمایا کہ میں نے اور میرے چچا حمزہ اور میرے بھائی جعفر اور چچیرے بھائی عبیدہ (رضی اللہ عنہم) نے جس امر کا خدا اور اس کے رسول سے وعدہ کر لیا تھا اسے پورا کیا —— پس خدا کی مرضی پوری ہوئی کہ میرے وہ ساتھی تو آگے بڑھ گئے اور میں ان کے پیچھے رہا پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

تفسیر رفاعی ص ۵۰۵ مطبوعہ دینی کتب خانہ اردو بازار لاہور)

(پارہ ۲۱ سورۂ احزاب آیت نمبر ۲۳)

Marfat.com

کہا آپ اس خط کا جواب لکھ دیں —— آپ علیہ السلام نے فرمایا۔

مَالَهٗ عِنْدِیْ جَوَابٌ فَقَدْ حَقَّتْ عَلَیْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ

میرے پاس اس کا جواب نہیں اور اس کا بدلہ سوائے کلمہ عذاب کے کچھ نہیں۔

(روضۃ الشہداء ص ۲۶۱)

قتل حسین کا انعام:

ابنِ زیاد کا قاصد واپس آیا، اس نے آ کر بتایا کہ امام حسین نے تیرا خط پھینک دیا تھا اور اس کا جواب نہیں لکھا —— یہ سن کر ابنِ زیاد غصے سے باؤلا ہو گیا —— اور اس نے اہلِ مجلس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا —— تم میں سے کون ہے جو حسین کے ساتھ جنگ کرنے میں پہل کر لے، اس صلہ میں میں اسے عراق کے جس شہر کی چاہے گا۔ گورنری دے دوں گا —— اس کی اس بات کا جواب کسی نے جواب نہ دیا —— تو اس نے اپنی اس پیش کش کو دوسری مرتبہ پھر تیسری مرتبہ بار بار دُہرایا —— مگر پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا —— اس نے کچھ سوچا اور پھر عمرو بن سعد کو اپنے پاس بلایا —— اور کہا میں نے ایک عرصہ سے سن رکھا ہے کہ تو رے کی حکومت کی آرزو رکھتا ہے، ابنِ زیاد کہنے لگا فی الواقع وہ علاقہ بہت وسیع ہے —— وہاں کی آمدنی بہت زیادہ، بے پناہ دولت، اور بے شمار اموال پر مشتمل ہے، میں چاہتا ہوں کہ رے اور طبران تیرے نام لکھ دوں ——

ابن سعد نے اس بات پر اس کی خوشامد کی —— تو ابنِ زیاد نے رَے اور طبرستان کا علاقہ اس کے نام لکھنے کے بعد اسے خلعتِ فاخرہ پہنا کر، اس کے لئے گھوڑا مزین کروایا اور پھر کہا ابنِ سعد! میں تیری سپہ سالاری میں لشکر دیتا ہوں —— اور خزانے سے پچاس تھیلے مال وزر کے تجھے دیتا ہوں۔

Marfat.com

اور یہ سب اس شرط پر ہے کہ تو کربلا میں جا کر حسین کو یزید کی بیعت پر آمادہ کر لے —— اور اگر وہ نہ مانیں تو ان کے اور ان کے ساتھیوں کے سر کاٹ کر میرے پاس لے آ —— ابنِ سعد نے کہا —— اے امیر! یہ ایک بہت بڑا کام ہے جس شروع کرنے سے پہلے غور و فکر کرنا ضروری ہے —— مجھے اجازت دے تاکہ میں اپنی اولاد اور ساتھیوں سے صلاح مشورہ کر لوں —— ابنِ زیاد نے کہا جا —— اور مجھے اس بارے میں جلد مطلع کر۔

(روضۃ الشہداء ص ۲۶۲)

چھوٹے بیٹے کا جواب:

ابن سعد —— ابنِ زیاد کا دیا ہوا خلعت پہن کر اور اس کے دیئے ہوئے بہترین گھوڑے پر سوار ہو کر —— اور اپنے ہاتھ میں رَے کی حکومت کے بارے میں لکھا ہوا پروانہ لے کر اپنے گھر آ گیا —— جب بیٹوں نے اسے اس صورت میں دیکھا تو پوچھا —— بابا! یہ خلعت اور گھوڑا تجھے کہاں سے ملا اور تیرے ہاتھ میں یہ کاغذ کیسا ہے؟

—— ابنِ سعد نے کہا، اے میرے بیٹو! مجھے وہ دولت حاصل ہوئی ہے جس کی کوئی حد نہیں —— اور میرے مقدر اس قدر بلند ہو گئے ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں —— تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ امیر ابنِ زیاد نے مجھے اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا ہے —— اس خلعت اور عمدہ گھوڑے کے علاوہ اس نے میرے نام طبرستان کی حکومت کا فرمان بھی لکھ دیا ہے اور ان تمام امور کی شرط یہ رکھی ہے کہ میں کربلا میں جا کر امام حسین سے جنگ کروں۔

اس کے چھوٹے بیٹے نے کہا —— بابا! تو جو گھاٹے کا سودا کر کے آیا ہے۔ اس کی کوئی حیثیت نہیں —— یہ سودا تیرے دل پر ساہ دھبے کی صورت میں نمایاں ہو گیا ہے —— کیا تو نہیں جانتا کہ تو کس کے ساتھ جنگ کرنے جا رہا ہے؟ —— اور کس خاندان

Marfat.com

کے خلاف دشمنی کے لئے کمر باندھی —— امام حسین پتہ ہے کون ہے؟ حسین اللہ کے آخری رسول کے دل کا ٹکڑا ہے —— علی المرتضیٰ کی آنکھ کا نور —— اور سیّدہ بتول کے دل کا سرور ہے بابا! —— تیرے والد اور میرے دادا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حسین علیہ السلام نام پر اپنی جان نثار کرتے تھے، اور ان کی جان لینے کے درپے ہے۔

—— ایسا نہ کر —— خدا کا خوف کر —— قیامت کے دن شرمساری لے ڈر!

—— قیامت کے دن اگر رسولِ خدا نے تجھ سے پوچھ لیا کہ میرے بیٹے پر غریب الوطنی میں تلواریں چلانے والے —— بتا تو نے ایسا کیوں کیا؟ —— تو کیا جواب دو گے —— تو دوسری بات یہ ہے کہ تو نے امام پاک خط لکھا کر بھیجا تھا —— جسے پڑھ کر تیری بات قبول کرتے ہوئے ادھر کا رُخ کیا —— اب تو انہیں کرنے کا ارادہ رکھتا ہے —— لوگ تجھے غدار اور بے وفا کہیں گے —— اور اہلِ اسلام قیامت تک تجھے برائی سے یاد کریں گے —— ایسا نہ کر۔

ابن سعد نے اپنے چھوٹے کی یہ نصیحت سن کر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

بڑا بد بخت:

اور اپنے بڑے بیٹے سے پوچھا کہ تو اس بارے میں کیا کہتا ہے —— بڑے بیٹے نے کہا —— اگرچہ جو باتیں میرے چھوٹے بھائی نے کی ہیں وہ درست ہیں —— لیکن یہ اُدھار کا سودا ہے —— جو ابنِ زیاد نے دیا وہ نقد ہے —— اور کوئی عقل مند نقد کو ادھار کے عوض نہیں دیتا —— اور حاضر کو غیب پر اختیار نہیں کرتا۔

ابن سعد کی کربلا کی طرف روانگی:

ابن سعد نے کہا اے بیٹے! تو نے سچ کہا ہے —— دوسرے روز ابنِ سعد قصر

Marfat.com

حکومت میں پہنچا اور ابنِ زیاد سے کہا —— میں حسین کے ساتھ جنگ کرنے پر تیار ہوں —— ابنِ زیاد نے خوش ہو کر پانچ ہزار (بعض نے چار ہزار لکھا ہے) لشکر اس کی کمان میں دیا اور اسے کربلا کی طرف روانہ کر دیا۔

حمزہ کی نصیحت:

ابن سعد کے بھانجے حمزہ بن مغیرہ نے لکھا کہ اس کا ماموں امام کے ساتھ جنگ کرنے کا عزم کر چکا ہے —— تو اس نے کہا ماموں جان تو امام حسین کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے کیوں جا رہا ہے، جب کہ یہ کبیرہ گناہ ہے —— بدعہدی —— اور بے وفائی بھی ہے۔ ابنِ سعد نے کہا اے بیٹا! اگر میں ایسا نہ کروں تو حکومت اور سرداری کس طرح حاصل ہو سکتی ہے —— حمزہ نے کہا خدا کی قسم —— امارت و حکومت کو چھوڑ کر دنیا سے نکل جانا اس سے بہتر ہے کہ خدا کے سامنے کوئی اس طرح پیش ہو کہ اس کی گردن پر خونِ حسین علیہ السلام ہو۔

ابن سعد نے بھانجے کی بات پر غور کیا اور چاہا کہ ارادے کو بدل دے لیکن دنیا کی محبت نے اس کی نگاہِ بصیرت پر پردے ڈال کر ذلت کے کنوئیں میں گرا دیا —— اور وہ بدبخت دین پر دنیا کو ترجیح دے کر اپنے لشکر کو لے کر بلا میں امام حسین علیہ السلام کے سامنے آ گیا۔

(روضۃ الشہداء ص ۲۶۳ —— تا —— ۲۶۴)

امام سے بات چیت:

عمرو بن سعد نے کربلا میں پہنچ کر امام حسین کی جناب میں پیغام بھیجا کہ آپ یہاں اس ملک کیوں آئے ہیں؟ —— آپ نے جواب میں فرمایا کہ تم نے اور تمہارے ساتھیوں

Marfat.com

نے مجھے خط لکھے اور مسلسل قاصدوں کو بھیج کر مجھے یہاں بلایا اور اس بلاوے میں بے حد مبالغے سے کام لیا ——— اور دین کے واسطے دے دے کر آنے کے لئے اصرار کیا ——— اور اب پوچھتے ہو کہ یہاں آئے ہو ——— اور تم نے اپنے عہد و پیمان کو توڑتے ہوئے میرے چچازاد بھائی کا ساتھ نہ دیا اور اسے شہید کر دیا۔

——— "آپ نے ایک حکمت عملی کے تحت فرمایا" ——— اگر کوئی شخص میرے لئے رکاوٹ نہ بنے تو میں واپس چلا جاؤں ——— اس جواب سے ابن سعد خوش ہو گیا ——— اور اس نے کہا ہو سکتا ہے کہ امام حسین اور ابن زیاد کے درمیان صلح ہو جائے ——— اور امام واپس چلے جائیں ——— اور جنگ کی ضرورت پیش نہ آئے ——— چنانچہ اس نے ابن زیاد کو خط لکھا جس میں امام کا ارادہ لکھ بھیجا۔

○ ——— ابن زیاد نے اسے خط لکھا ——— کہ حسین پر یزید کی بیعت پیش کر ——— اگر وہ قبول کر لیں تو مجھے اطلاع کر دے ——— ورنہ میرے حکم کا انتظار کر ——— ابن سعد نے جان لیا کہ ——— ابن زیاد ——— امام کی واپسی پر رضامند نہیں ہوگا ——— چنانچہ اس نے ابن زیاد کا خط امام حسین کی خدمت میں پیش کر دیا ——— آپ نے خط پڑھ کر فرمایا میں ابن زیاد کی بات پر ہرگز عمل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کا حکم مان سکتا ہوں۔

○ ——— ابن زیاد کو جب امام حسین علیہ السلام کے انکار کی خبر پہنچی تو وہ سخت غضبناک ہوا اور پھر اس نے حصین بن نمیر ——— شیث بن ربعی ——— اور شمر ذی الجوشن کو تمام سواروں اور پیادوں کا لشکر دے کر ابن سعد کی مدد کو بھیجا ——— اور اسے پیغام بھیجا کہ حسین اور اس کے ساتھیوں کو اس وقت تک فرات کے پانی سے محروم کر دیا جائے جب تک وہ یزید کی بیعت نہ کر لیں ———

Marfat.com

پانی بند:

عمرو بن سعد ـــــ عمرو بن حجاج نے پانچ سو سواروں کو قبضہ کرنے کے لئے بھیجا تو وہ فرات اور حسین کے درمیان حائل ہو گئے ـــــ امام حسین کریم علیہ السلام اپنے خیمے صحرا میں نصیب فرمالئے اور یہ صورت امامِ عالی مقام کی شہادت سے تین روز قبل پیدا ہوئی۔

یہ مانا ہر زمانے میں ستم ہر چند ہوتا ہے
مگر ظلمت یہاں دیکھو کہ پانی بند ہوتا ہے
وفائے یار نے ہنس کر رضائے یار کو مانا
گل و گلزار کے بدلے دہکتی نار کو مانا
حرم والوں نے خیمے گرم ریگستان میں گاڑے
رضا و صبر کے جھنڈے دل انسان میں گاڑے

امامِ عالی مقام کے ساتھیوں پر پیاس کا غلبہ طاری ہوا تو امام نے اپنے پیارے بھائی علمدار کربلا عباس علیہ السلام کی سربراہی میں تیس سواروں اور بیس پیادوں کو پانی لینے کے لئے فرات کی جانب روانہ فرمایا ـــــ عباس جری نے ابنِ سعد کے ساتھ جنگ کی اور اس پر غلبہ حاصل کر کے پانی کے مشکیزے بھر کر اپنے خیموں کی طرف واپس آ گئے۔

(روضۃ الشہداء ۲۶۴)

ابن سعد سے ملاقات:

دوسرے دن امامِ عالی مقام نے ابنِ سعد کو پیغام بھیجا کہ میں چاہتا ہوں کہ آج کی رات تجھ سے ملاقات کرے ـــــ ابنِ سعد نے اپنے خاص خاص آدمیوں کو ساتھ لیا اور لشکر گاہ سے باہر آ گیا ـــــ امامِ عالی مقام نے اپنے بھائی عباس اور اپنے بیٹے علی اکبر کو ساتھ لیا اور سوار ہو کر اس کے پاس تشریف لے گئے ـــــ اور فرمایا ـــــ اے عمرو خدا سے

Marfat.com

Marfat.com

آپ نے فرمایا —— میں نے ابنِ سعد کو نصیحت کی تھی جسے اس نے قبول نہیں کیا —— جناب بریر نے عرض کیا —— حضور میں جاتا ہوں شاید غفلت کی روئی اس کے کانوں سے نکال سکوں —— امام نے انہیں اجازت فرمائی —— تو حضرت بریر علی الصبح ابنِ سعد کے لشکر میں تشریف لے گئے —— ابنِ سعد اپنے خیمہ میں تھا —— بریر بغیر اجازت لئے اندر چلے گئے —— اور بغیر سلام کئے بیٹھ گئے —— ابنِ سعد نے غضب ناک ہو کر کہا —— اے ہمدانی بھائی! —— مجھے سلام کرنے سے تجھے کس نے روکا ہے —— کیا میں مسلمان نہیں ہوں؟

حضرت بریر ہمدانی نے کہا! —— حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مبارکہ ہے —— کہ

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَ یَدِہٖ

مسلمان وہ ہے کہ اس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں ——

جب کہ تو نے اہلِ بیت نبوت پر پانی بند کر دیا ہے —— رسول اللہ کے بیٹے کے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتا ہے —— اور عزت پیغمبر کے سامنے لشکر لا کر کھڑا کیا ہے —— تو کس طرح مسلمان رہے گا ——

○ —— ابنِ سعد نے کچھ دیر گردن جھکائے رکھی، پھر سر اٹھایا اور کہا، اے بریر یقیناً یہ بات صحیح ہے کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے والے —— اور ان کے حقوق غصب کرنے والے کا ٹھکانا جہنم ہے —— اور اس کا بدلہ عذابِ الیم ہے —— مگر میں ملک رَے کو نہیں چھوڑ سکتا —— اور میرا دل وہاں کی حکومت کو ترک نہیں کر سکتا —— حضرت

Marfat.com

بزید نا امید ہو کر امام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں ——— کہ اس بدبخت نے جحیم مقیم پر عذاب عظیم کو اختیار کر لیا ہے۔

(روضۃ الشہداء ص ٢٦٦)

——— وکلائے یزید کا پروپیگنڈا ———

یزید کے وکیلوں نے مندرجہ ذیل ایک روایت کو سامنے رکھ کر اتنا شور مچایا کہ درایت شرمندگی سے منہ چھپا کر بیٹھ گئی ——— وہ روایت بعض مؤرخین و محدثین نے مختلف الفاظ میں بیان کی ہے ——— اور اسے امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کی ——— اور یہ بھی لکھا کہ جب امام حسین علیہ السلام ——— اور ابن سعد کی ملاقات ہوئی تو امام نے اپنے انصار کو پیچھے ہٹا دیا ——— اور ابن سعد نے اپنے فوجیوں کو پیچھے ہٹ جانے کو کہا اور وہ اتنی دور ہٹ گئے کہ وہاں نہ کوئی آواز سنائی دیتی تھی نہ کوئی بات۔

○ ——— امام و ابن سعد کے درمیان ملاقات تھوڑی سی طوالت اختیار کر گئی ——— اور لوگوں نے اپنے وہم و گمان سے باتیں بنانا شروع کر دیں، آگے چل کر امام طبری لکھتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ امام پاک نے کہا تین باتوں میں سے ایک بات میرے لئے اختیار کرو ——— یا تو یہ کہ جہاں سے میں آیا ہوں، وہیں جاؤں ——— یا یہ کہ میں ''اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دوں وہ میرے بارے میں جو فیصلہ چاہے کرے'' ——— یا یہ کہ مملکت اسلامیہ کی سرحدوں میں سے کسی سرحد پر مجھے روانہ کر دو۔

○ ——— اوپر والی روایت لکھنے کے بعد حقائق سے پردہ اٹھاتے ہوئے ——— ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ امام حسین نے یہ نہیں فرمایا کہ میں یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے لئے تیار ہوں ——— لکھتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن جندب نے ——— عقبہ بن سمعان

Marfat.com

سے روایت بیان کی ہے۔

قَالَ: صَحِبْتُ حُسَيْنًا فَخَرَجْتَ مَعَهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى الْمَكَّةَ وَمِنْ مَكَّةَ اِلَى الْعِرَاقِ وَلَمْ اُفَارِقْهُ حَتّٰى قَتَلَ وَلَيْسَ مِنْ مُّخَاطَبَتِهِ النَّاسَ كَلِمَةٌ بِالْمَدِيْنَةِ وَلَا بِمَكَّةَ وَلَا فِى الطَّرِيْقِ وَلَا بِالْعِرَاقِ وَلَا فِىْ عَسْكَرٍ اِلٰى يَوْمِ مَقْتَلِهِ اِلَّا وَقَدْ سَمِعْتُهَا اَلَا وَاللّٰهِ مَا اَعْطَاهُمْ مَا يَتَذَاكَرُ النَّاسَ وَمَا يَزْعُمُوْنَ مِنْ اَنْ يَّضَعَ يَدَهُ فِىْ يَدِ يَزِيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَلَا اَنْ يَّسِيْرُوْهُ اِلٰى ثَغْرٍ مِّنْ ثُغُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلٰكِنَّهُ ——— قَالَ: دَعُوْنِىْ فَلَاَذْهَبَ فِىْ هٰذِهِ الْاَرْضِ الْعَرِيْضَةِ حَتّٰى نَنْظُرَ مَا يَصِيْرُ اَمْرُالنَّاسِ ———

انہوں نے کہا میں ''حضرت امام حسین'' کی صحبت و معیت میں رہا ——— میں ان کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف ——— اور مکہ سے عراق کی طرف ساتھ ساتھ رہا اور میں ان سے جدا نہ ہوا یہاں تک کہ امامِ عالی مقام شہید ہو گئے ——— اور آپ نے مدینہ منورہ ——— مکہ معظّمہ اور ان شہروں کے راستوں میں جو بھی کلام ارشاد کیا۔ میں نے اس کو سنا ——— خبردار! قسم ہے اس ذاتِ حق کی جس نے انہیں انعام سے نوازا، جو لوگ آپس میں باتیں کرتے ہیں ——— اور وہ گمان نہ کریں کہ آپ اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دیں گے اور نہ ہی یہ کہ آپ مسلمانوں کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف چلے جائیں ——— بلکہ آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے اس وسیع و عریض زمین میں کسی طرف نکل جانے دو! یہاں تک کہ ہم دیکھیں کہ لوگوں کی

Marfat.com

رائے کیا ہے ——

(تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۳۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں:

اسی روایت کو حافظ ابنِ کثیر نے اسی سند کے ساتھ ان الفاظ میں نقل کیا ہے ——

لَقَدْ صَحِبْتُ الْحُسَيْنَ مِنْ مَّكَّةَ اِلٰى حِيْنِ قُتِلَ —— وَاللّٰهِ مَامِنْ كَلِمَةٍ قَالَهَا فِيْ مَوَاطِنِ اِلَّا وَقَدْ سَمِعْتُهَا وَاِنَّهٗ لَمْ يَسْأَلْ اَنْ يَّذْهَبَ اِلٰى يَزِيْدٍ فَيَضَعَ يَدَهٗ اِلٰى يَدِهٖ —— وَلَا اَنْ يَّذْهَبَ اِلٰى ثَغْرٍ مِّنَ الثُّغُوْرِ —— وَلٰكِنْ طَلَبَ مِنْهُمْ اَحَدَ اَمْرَيْنِ —— اِمَّا اَنْ يَّرْجِعَ مِنْ حَيْثُ جَآءَ —— وَاِمَّا اَنْ يَّدْعُوْهُ يَذْهَبُ فِي الْاَرْضِ الْعَرِيْضَةِ حَتّٰى يَنْظُرَ مَا يَصِيْرُ اَمْرُ النَّاسِ اِلَيْهِ —— ثُمَّ اِنَّ عُبَيْدُ اللّٰهِ بَعَثَ شِمْرَ بْنِ ذِى الْجَوْشَنْ فَقَالَ: اِذْهَبْ فَاِنْ جَآءَ حُسَيْنٌ وَاَصْحَابُهٗ عَلٰى حُكْمِيْ وَاِلَّا فَمُرْ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ اَنْ يُّقَاتِلَهُمْ —— فَاِنْ تَبَاطَأَ عَنْ ذٰلِكَ فَاضْرِبْ عُنُقَهٗ ثُمَّ اَنْتَ الْاَمِيْرُ عَلَى النَّاسِ ——

(جناب عقبہ بن سمعان فرماتے ہیں) کہ میں مکہ مکرمہ سے لے کر شہادت کے وقت تک ''امام حسین'' کی صحبت میں رہا —— اور اللہ کی قسم آپ نے میدان جنگ میں جو بھی کلام فرمایا اس کو میں نے سنا —— اور آپ نے نہ ہی یہ سوال کیا کہ آپ یزید کی طرف جاتے ہیں —— اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں —— اور نہ ہی آپ نے یہ مطالبہ کیا کہ آپ کسی سرحد کی طرف چلے جاتے ہیں —— لیکن آپ نے دو باتوں میں سے ایک کا

Marfat.com

مطالبہ کیا ——— کہ یا تو وہ جہاں سے آئے ہیں، وہاں واپس چلے جاتے ہیں ——— یا پھر یہ کہ وہ آپ کو وسیع وعریض زمین میں چھوڑ دیں ——— تاکہ وہ دیکھیں کہ لوگ کیا معاملہ کرتے ——— پھر عبید اللہ ''بن زیاد'' نے شمر بن ذی الجوشن کو (کربلا کی طرف یہ کہہ کر) روانہ کیا کہ اگر حسین اور ان کے اصحاب میرے حکم کو قبول کر لیں تو فَبِہَا ——— وگرنہ عمرو بن سعد کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دو ——— اور اگر وہ اس سے گریز کرے تو اسے قتل کر دینا ——— پھر تم (اس کے بعد) لوگوں کے امیر ہو گے ———

(البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۱۸۲ ——— تا ——— ۱۸۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت سن اشاعت ۲۰۰۵ء)

قارئین عظام!

مندرجہ بالا دونوں روایتوں کو امام ابنِ جریر اور حافظ ابنِ کثیر نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل فرمایا ہے ——— جس سے یہ بات کھل کر واضح ہو گئی ——— کہ امامِ عالی مقام نے میدان کربلا میں یہ بات ہرگز نہیں کہی کہ مجھے یزید لعین کے پاس لے چلو تاکہ میں اس ہاتھ میں ہاتھ دے دوں ——— اور نہ ہی یہ کہ مجھے کسی سرحد کی طرف روانہ کر دو ——— آپ نے صرف اِتمام حجت کرتے ہوئے صرف اتنا فرمایا ——— یا تو مجھے واپس جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں ——— یا پھر اس وسیع وعریض زمیں میں کسی طرف بھی نکل جانے دو ——— تاکہ دیکھیں کہ انجام کیا ہوتا ہے، اور یہ آپ کی آخری کوشش تھی کہ مقابلے میں آنے والے تیس ہزار کے لشکر کو دوزخ کی آگ سے بچایا جا سکے ——— بس اتنی سی بات تھی ——— جسے دشمنانِ خاندانِ رسول نے امام کے خلاف لکھ لکھ کر اپنے قرطاس قسمت کو سیاہ کر لیا ——— یہ لوگ خیانت کی دنیا کے بادشاہ ہیں ——— قرآنی آیات ہوں ——— یا احادیث رسول ——— کتبِ تاریخ ہوں یا کتب کلامیہ ——— تاویلات وتفسیر اور معانی میں ایسے ایسے جوہر

Marfat.com

دکھائے ہیں —— جس سے انسانیت سر پیٹ کے رہ گئی —— تخریج کے نام پر کتب احادیث پر وہ مظالم توڑے ہیں کہ زمین پر چار سو طاغوت اور طاغوتی جشن منا رہے ہیں —— اور فطرت ان کو دیکھ کر ماتم کناں ہے۔

شمر شریر کی شرارت:

شمر ذی الجوشن خبیث کو جب پتہ چلا کہ ابنِ سعد نے رات کو امام حسین سے مذاکرات کئے ہیں تو اس نے فوراً کوفہ میں جا کر ابنِ زیاد کو اطلاع دی کہ ابنِ سعد نے امام سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے —— اور رات کو بھی ان دونوں نے ملاقات کی ہے۔ جس کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکی۔

○ —— ابنِ زیاد بدنہاد نے غضب ناک ہو کر ابنِ سعد کو خط لکھا کہ میں نے تمہیں حسین سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا ہے نہ کہ ان سے مذاکرات کرنے —— اگر تجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا تو اپنے لئے ملک رَے کے بارے میں لکھا ہوا فرمان مجھے واپس کر دے اور لشکر کی سپہ سالاری شمر ذی الجوشن کے حوالے کر دے —— ابنِ سعد کو جب یہ خط ملا تو اس نے تذبذب کے بھنور سے نکل کر دل کو امام حسین کے ساتھ جنگ پر آمادہ کر لیا ——

(روضۃ الشہدا ا ص ۲۶۶)

پانی کا چشمہ —— امام کی کرامت ——

کراماتِ امام حسین میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آٹھ محرم الحرام کو امام کے لشکر میں پانی موجود نہ تھا —— چنانچہ آپ کے خدام و ساتھی پیاس میں مبتلا ہو گئے —— اور بچے —— اَلْعَطَش، اَلْعَطَش پکارنے لگے —— امامِ عالی مقام اٹھ کر ایک مقام پر تشریف لے گئے —— اور فرمایا، اس جگہ زمین کی کھدائی کرو —— چنانچہ جب اس جگہ کی کھدائی

Marfat.com

کی گئی تو وہاں سے ٹھنڈے میٹھے اور نفیس ترین پانی کا چشمہ جاری ہو گیا—— آپ کے ساتھیوں نے پانی پیا اور اپنی سواریوں کو سیراب کیا—— اور مشکیزے بھر لئے تو وہ چشمہ از خود وہاں سے غائب ہو گیا—— بعد ازاں اسے ہر چند تلاش کیا گیا مگر اس کا نشان تک نہ ملا——

(روضۃ الشہداء ایضاً)

یزیدی لشکر کی تعداد:

جب اس چشمہ کے متعلق ابنِ زیاد کو خبر پہنچی تو اس نے ابنِ سعد کو خط لکھا کہ تو نے حسین کو چھوٹ دے رکھی ہے کہ وہ صحرا میں کنویں کھود لیں—— اس کا سختی سے محاسبہ کر—— اور ان کے لئے مزید عرصہ حیات تنگ کر دے—— میں تیرے پاس پے در پے افواج بھیج رہا ہوں—— چنانچہ اس نے ابنِ سعد کی مدد کے لئے شمر کی کمان میں چار ہزار افراد کا لشکر بھیج دیا—— دو ہزار کا لشکر یزید کلبی کو—— چار ہزار حصین بن نمیر کو دے کر روانہ کیا—— اس کے پیچھے دو ہزار کا لشکر عمرو بن قیس حمصی کی کمان میں—— ایک ہزار کا لشکر قیس بن حنظلہ کے زیر کمان روانہ کیا—— تین ہزار کعب بن طلحہ کی کمان میں—— شیث بن ربعی ایک ہزار—— حجار بن البحر ایک ہزار—— مقابر بن وصنہ تین ہزار—— نصر، تین ہزار—— ایک ہزار کا لشکر حُر پہلے لے کر آئے—— ان کے بعد عمرو بن سعد چار ہزار—— یہ کل تعداد 19 ہزار بنتی ہے—— امام زین العابدین علیہ السلام کے فرمان کے مطابق—— ۳۰ ہزار ہے—— فرماتے ہیں—— جو میرے کانوں نے سنا اور جو آنکھوں نے دیکھا۔

اَنَّ اِبْنِ زِیَادٍ مَا ذَالَ یُرْسِلُ اِلٰی اِبْنِ سَعْدٍ بِالْعَسَاکِرِ حَتّٰی تکَامَلَ عِنْدَهٗ ثَلَاثُوْنَ اَلْفًا ۔

Marfat.com

کہ ابنِ زیاد نے ابنِ سعد کی طرف اس قدر لشکر روانہ کیے کہ ان کی تعداد تیس ہزار ہوگئی ——

(الحیات الخفی ج ۲ ص ۲۰۱ بحوالہ شہادتِ نواسہ سیّد الابرار ص ۲۸۷)

حسینی لشکر کی تعداد:

علامہ مولانا عبدالسلام رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''شہادت نواسہ سیّد الابرار'' میں ''الحیات الخفی'' کے حوالے سے لشکر حسین کی تعداد (۱۴۵) لکھی ہے —— لکھتے ہیں کہ امام زین العابدین (علیہ السلام) نے فرمایا —— کہ تمام رفقاء و احباب اور اہلِ بیت سمیت کل تعداد ایک سو پینتالیس تھی (۱۴۵)

(ایضاً ص ۶۸۹)

اسمائے گرامی لشکر حسین

اصحابِ رسول:

(۱) حضرت مسلم بن عوسجہ اسدی رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت زاہر بن عمرو اسلمی کندی رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت شبیب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالرب انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ

(۵) حضرت عمار بن ابی سلامہ رضی اللہ عنہ

(۶) حضرت مسلم بن کثیر

(۷) حضرت حبیب بن مظاہر اسدی رضی اللہ عنہ

(۸) حضرت انس بن حارث اسدی کاہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

Marfat.com

تابعین

(۹) جناب عبداللہ بن عمیر کلبی

(۱۰) جناب مجمع بن عبداللہ عائذی

(۱۱) جناب جنادہ بن حارث انصاری

(۱۲) جناب جندب بن حجیر خولانی

(۱۳) جناب اُمیہ بن سعد طائی

(۱۴) جناب حیلہ بن علی ایشبانی

(۱۵) جناب حارث بن نبہان

(۱۶) جناب حلاس بن عمر دازدی

(۱۷) شبیب بن عبداللہ نہشلی

(۱۸) جناب فاسط بن زہیر تغلبی

(۱۹) جناب نعمان بن عمر وازدی

(۲۰) جناب نعیم بن عجلان انصاری خزرجی

(۲۱) جناب ابوشامہ صائدی

(۲۲) جناب شوذب بن عبداللہ

(۲۳) جناب جون (غلام ابوذر غفاری)

(۲۴) جناب حجاج بن مسروق

(۲۵) جناب سعد بن حارث

(۲۶) جناب یزید بن مغفل عامری

Marfat.com

(۲۷) جناب عمر بن جندب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حفاظ وقراء

(۲۸) حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ

(۲۹) حضرت حنظلہ بن اسعد شیبانی ہمدانی

(۳۰) حضرامام کے ترکی غلام اقارب یا اسلم

(۳۱) حضرت کنانہ بن عتیق انصاری

(۳۲) حضرت نافع بن ہلال جملی، مرادی

(۳۳) حضرت بریر بن خضیر ہمدانی (زینت القراء)

دیگر علماء رفقاء شہداء:

(۳۴) جناب حُر بن یزید ریاحی

(۳۵) جناب زبیر بن حسان محمدی

(۳۶) جناب وہب بن عبداللہ کلبی

(۳۷) جناب اسد بن حنظلہ تمیمی

(۳۸) حضرت عمرو بن قرطہ انصاری

(۳۹) حضرت شبیب بن عبداللہ نہشلی

(۴۰) حضرت ابوشعشاء کندی

(۴۱) حضرت سعید بن عبداللہ حنفی

(۴۲) حضرت سوید بن عمرو

(۴۳) حضرت عبداللہ بن عمیر کلبی، علیمی

Marfat.com

(۴۴) حضرت زہیر بن مین بجلی

(۴۵) حضرت زیاد صائدی، ہمدانی

(۴۶) حضرت یحییٰ بن کثیر انصاری

(۴۷) حضرت سالم بن عمرو

(۴۸) حضرت عمرو بن جندب حضرمی

(۴۹) حضرت حبشہ بن قیس

(۵۰) حضرت شبیب بن جراد

(۵۱) حضرت رافع بن عبداللہ

(۵۲) حضرت عمرو بن عبداللہ جندعی ہمدانی

(۵۳) حضرت حباب بن عامر تمیمی

(۵۴) حضرت سلمان بن حارث انصاری

(۵۵) حضرت مرقع اسدی

(۵۶) حضرت سعد بن حارث انصاری

(۵۷) حضرت ابوالحتوف بن حارث

(۵۸) حضرت خیر غامہ بن غالب تغلبی

(۵۹) حضرت معلیٰ بن علی

(۶۰) حضرت نصر بن ابی نیزر

(۶۱) حضرت جابر بن حجاج

(۶۲) حضرت ہفہناف الراسی

Marfat.com

(۶۳)حضرت یزید بن حصین مشرقی ہمدانی

(۶۴)حضرت قاسم بن حبیب الکندی

(۶۵)حضرت منجح سہمی

(۶۶)حضرت یحییٰ بن ہانی

(۶۷)حضرت عمرو بن مطاع جعفی

(۶۸)حضرت مالک بن عبد

(۶۹)حضرت ابوعمرو حنظلی

(۷۰)حضرت عمرو بن خالد صیداوی

(۷۱)حضرت حجاج بن زید سعدی

(۷۲)حضرت عباذ جہنی

(۷۳)حضرت سیف بن حارث

(۷۴)حضرت قعنب الخیری بن عمرو الخیری

(۷۵)حضرت مجمع بن زیاد جہنی

(۷۶)حضرت مالک بن داؤد دودانی

(۷۷)حضرت بشر الحضر می کندی

(۷۸)حضرت عبداللہ بن عروہ عقاری

(۷۹)حضرت عبدالرحمٰن بن عروہ غفاری

(۸۰)حضرت انیس بن معقل اصبی

(۸۱)حضرت ابراہیم بن حصین

Marfat.com

(۸۲) حضرت مرہ بن ابی مرہ غفاری

(۸۳) حضرت شُرتح بن عبید مکی

(۸۴) حضرت وقاص بن مالک احمدی

(۸۵) حضرت ہاشم بن عتبہ مکی

(۸۶) حضرت عمران بن کعب اشجعی

(۸۷) حضرت مقسط بن زہیر تغلبی

(۸۸) حضرت کردوس بن زہیر تغعی

(۸۹) حضرت عمرو بن ضبیغہ تمیمی

(۹۰) حضرت بکر بن حی ثغلبی

(۹۱) حضرت حارث بن امراء القیس کندی

(۹۲) حضرت جنادہ بن کعب انصاری

(۹۳) حضرت منیع بن زیاد

(۹۴) حضرت عمیر بن عبداللہ مذحجی

(۹۵) حضرت عبداللہ بن بشیر خشعی

(۹۶) حضرت عابس بن شبیب المدانی

(۹۷) ایک گیارہ سالہ لڑکا (نام درج نہیں)

(۹۸) حضرت عبداللہ بن عبداللہ ارجنی

(۹۹) حضرت عائس بن حبیب شاکری

(۱۰۰) حضرت ظاہر (آزاد شدہ غلام)

Marfat.com

(۱۰۹) حضرت مقداد انصاری

(۱۱۰) حضرت سعد (مولیٰ علی کے غلام)

(۱۱۱) حضرت [illegible] حسین کے آزاد غلام

(۱۱۲) حضرت زید ثقلی

(۱۱۳) حضرت عائذ بن مجمع عائذی

(۱۱۴) حضرت عبداللہ ازدی

(۱۱۵) حضرت ربیعہ بن خشرو

(۱۱۶) حضرت عمیر بن کناد

(۱۱۷) حضرت منذر بن سلیمان

(۱۱۸) حضرت مصعب (یہ دو تھے)

(۱۱۹) حضرت علی بن حر

(۱۲۰) حضرت محمد بن انس انصاری

(۱۲۱) حضرت عروہ غلام حضرت حمزہ

(۱۲۲) حضرت حسان بن حارث سعدی

(۱۲۳) حضرت مسعود بن حجاج انصاری

(۱۲۴) حضرت رمیثہ بن عمرو

(۱۲۵) حضرت حبیب بن یزید بن شجیرہ

(۱۲۶) حضرت عمرو بن حسان شرقی حنفی

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

Marfat.com

(۱۲۷) حضرت عبداللہ بن عقیل بن ابی طالب

(۱۲۸) حضرت عبدالرحمٰن بن عقیل بن ابی طالب

(۱۲۹) حضرت جعفر بن عقیل بن ابی طالب

(۱۳۰) حضرت محمد بن سعد بن عقیل بن ابی طالب

(۱۳۱) حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیل بن ابی طالب

(۱۳۲) حضرت محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب

(۱۳۳) حضرت عون بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب

(سیّدہ زینب کے بیٹے)

(۱۳۴) حضرت ابو بکر بن امام حسن بن علی

(۱۳۵) حضرت عمرو بن امام حسن بن علی

(۱۳۶) حضرت عبداللہ بن امام حسن بن علی

(۱۳۷) حضرت قاسم بن امام حسن بن علی

(۱۳۸) حضرت محمد بن علی بن ابی طالب

(۱۳۹) حضرت عثمان بن علی المرتضٰی

(۱۴۰) حضرت عبداللہ بن علی المرتضٰی

(۱۴۱) حضرت جعفر بن علی المرتضٰی بن ابی طالب

(۱۴۲) حضرت سیّدنا عباس بن علی المرتضٰی (علمدار کربلا)

Marfat.com

[illegible]

[illegible] بیٹیوں کی عصمتیں

[illegible] بے وفائی کا افسوس [illegible]

[illegible] بیٹیوں کا خیال، صغریٰ کی فرقت کا

[illegible] آنکھوں کے سامنے علی اصغر کی پتھرائی ہوئی نگاہوں

[illegible] آسمانوں سے بلند —— آسمان پر تو لرزا طاری ہے —— لیکن

Marfat.com

امام کا سینہ تنا ہوا ہے اور قدم ریت پر جمے ہوئے ہیں۔ سب خیالات پر ایک ہی تصور غالب ہے کہ نانا سے ملاقات کا وقت قریب آ رہا ہے—— بابا علی المرتضیٰ کی زیارت نصیب ہو گی—— ماں زہراء بتول کی آغوش میسر آئے گی—— دنیا والو!—— کبھی ایسا منظر آنکھوں کے سامنے آیا—— کہ تیس ہزار کے مقابلے میں صرف ایک سو پینتالیس (۱۴۵) وہ بھی شدائد اور سختیوں سے کچلے ہوئے ایک بہت بڑی اور تازہ دم فوج کے مقابلے میں تھکے ہوئے چند درجن افراد۔

چشم فلک نے کبھی ایسا نظارہ نہ کیا ہوگا کہ ایک باپ اپنے شیر خوار بچے کو جیش اعد میں بجرتی کرکے—— فوجِ اشقیاء کی طرف خود اٹھا کر لے جا رہا ہو کہ کس میں اتنی جرأت ہے؟—— یہ حوصلہ، یہ بہادری یہ ولولہ، یہ جذبہ یہ شوق صرف خاتونِ قیامت کی آغوش رحمت اور نوری شیر سے ہی پیدا ہو سکتا ہے—— دینِ اسلام کی آبروکی اس طرح حفاظت کرنا صرف خاندانِ نبوت ہی کا کام ہے۔

مذہب اسلام کا نام لے کر اپنی معاشی اور معاشرتی ضرورتیں پوری کرنے والے—— فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کرکے ملی بدحالی کو سدھارنے والے—— علمی مباحث کو مجادلوں کا رنگ دینے والے کیا جانیں کہ گلشن اسلام کے پھولوں کی رنگت کیسی ہے—— اس گلشن کی آبیاری کرنے کے لئے کن کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔

دینِ اسلام کی حقیقی خدمت کا نظارہ کرنا ہو تو نینوائی ریگستان کے ٹیلوں پر کھڑے ہوئے ایک مسافر کو تصور کی آنکھ سے دیکھ لو—— ریت میں ملے ہوئے جسم کے ٹکڑوں کو اٹھا کر ایک جگہ اکٹھے کرنے والے مجاہد سے پوچھو کہ اسلام کی آبرو کو بچانے کے لئے کون سا طریقہ اپنانا چاہئے۔ خیموں میں پیاس کی شدت سے تڑپتی ہوئی بچیوں کو دلاسے دے کر

Marfat.com

مقتل کی طرف روانہ ہونے والے اس بے وطن شہزادے کو دیکھ جو قرآن کی حفاظت کی خاطر نیزے کی نوک پر تلاوت کرنے جا رہا ہے۔

حبیب ابنِ مظاہر کی گزارش

گزشتہ صفحات پر یہ بات گزر چکی کہ کوفے کا جلاد گورنر ابنِ زیاد میدانِ کربلا لشکر پر لشکر بھیج رہا تھا۔ جن کی کل تعداد تیس ہزار تک پہنچ چکی تھی ـــــ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحابی حضرت حبیب ابنِ مظاہر اسدی رضی اللہ عنہ نے امام کی خدمت میں عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول کے بیٹے، یہاں سے نزدیک ہی قبلہ بنو اسد آباد ہے۔ آپ اجازت فرمائیں تو میں ان لوگوں کو مدد کے لئے بلاؤں! آپ نے اجازت عطا فرمائی تو انہوں نے اپنی قوم میں جا کر کہا ـــــ اے لوگو! سیّدہ فاطمۃ الزہراء کے بیٹے اور رسولِ خدا کے لختِ جگر کے مقابلے میں تیس ہزار کا لشکر جمع ہے۔ آپ لوگ میرے قریبی ہیں۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ جو رسولِ کریم کی شفاعت کا طلب گار ہو وہ کربلا کے میدان میں امام حسین کا دامن تھام لے ـــــ عبداللہ بن بشیر اور دیگر نوے اشخاص نے امام کی دعوت قبول کرتے ہوئے بیعت کی اور پورے طور پر مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر گاہ کی طرف چل پڑے، ـــــ اس قبیلے کے ایک شخص ''قضارا'' نے ابنِ سعد کو یہ خبر پہنچا دی۔

ابن سعد نے ازرق شامی پہلوان کو چار ہزار کا لشکر دے کر بھیجا اور اس مخبر کو لشکر کے آگے رکھا، وہ بدنصیب شخص لشکر کو ان لوگوں کے سر پر لے گیا، اور فرات کے کنارے جنگ چھڑ گئی ـــــ بنو اسد کے لوگوں کو شکست ہو گئی بہت لوگ قتل ہو گئے۔ باقی ماندہ اس خیال سے واپس چلے گئے کہ اس لشکر کے ساتھ جنگ کرنے کی ہم میں طاقت نہیں۔ حضرت

Marfat.com

حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی اطلاع حضرت امام کو دے دی تو اہلِ بیت کے حزن وملال میں مزید اضافہ ہوگیا۔

ابنِ زیاد کا ایک اور خط

ابنِ زیاد کو جب یہ معلوم ہوا کہ جناب امام نے قبائل کو مدد کے لئے بلایا ہے تو اس کی آتش غضب مشتعل ہوگئی —— اس نے عمرو بن سعد کو خط لکھا کہ اگر تو نے آج ہی امام حسین سے جنگ شروع نہ کی تو تجھے اور تیرے ساتھیوں کو سزا دی جائے گی۔

ابن سعد کو ابنِ زیاد کا خط ملا تو وہ ڈر گیا اور باوجود شام کا وقت قریب ہونے کے گھوڑے پر سوار ہوا اور تمام لشکر کا رُخ امام حسین علیہ السلام کی طرف کر دیا —— یہ محرم الحرام کی نویں تاریخ تھی۔ جمعرات کا دن تھا۔

نانا کی زیارت

ادھر امامِ عالی مقام تلوار باندھے ہوئے اپنے خیمہ کے پاس سر کو گھٹنوں پر رکھ کر محو خواب تھے —— ادھر ابنِ سعد نے اپنے لشکر کو حملے کی تیاری کا حکم دیا —— فوج اشقیاء کی طرف سے اٹھنے والے غبار، سواروں کے نعرے اور اسلحے کی جھنکار سن کر —— امام حسین کی ہمشیرہ سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا نے قریب آ کر آپ کو جگایا —— حضرت امام نے اپنے گھٹنوں سے سر اٹھا کر فرمایا۔

اِنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ —— فَقَالَ لِیْ اِنَّکَ تَرُوْحُ اِلَیْنَا

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو فرمایا ہے کہ تم ہمارے پاس آنے والے

Marfat.com

ہو"۔۔۔۔۔

بہن نے یہ سن کر روتے ہوئے کہا۔

یا ویلتاہ ۔۔۔۔۔ ہائے مصیبت

امام نے فرمایا نہیں بہن تمہارے لئے کوئی مصیبت نہیں، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔۔۔۔۔صبر وشکیبائی کا دامن تھام کر خاموش رہو۔۔۔۔۔

(طبری ج ۶ ص ۲۳۷)

اُمّ بنین کے بیٹوں کو امان

شمر کی پھوپھی اُمّ البنین بنت حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہا وسلام اللہ علیہا۔۔۔۔۔علی المرتضیٰ کی زوجہ محترمہ۔۔۔۔۔اور عباس علمدارِ کربلا۔۔۔۔۔عبداللہ۔۔۔۔۔جعفر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی والدہ تھیں۔۔۔۔۔عبداللہ بن ابی محل بن حزام اور شمر نے حضرت عباس اور ان کے بھائیوں کے لئے امان کا فرمان ابنِ زیاد سے لکھوالیا تھا۔۔۔۔۔نو محرم بروز جمعرات شام کے قریب شمر لعین امام حسین کے ساتھیوں کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔۔۔۔۔

اَیْنَ بَنُوْ اُخْتِنَا۔۔۔۔۔ہم لوگوں کی بہن کے بیٹے کہاں ہیں۔۔۔۔۔

یہ سن کر حضرت عباس علمدار کربلا اور ان کے دوسرے بھائی عبداللہ، جعفر، عثمان علیہم السلام اس کے سامنے آئے۔۔۔۔۔اور فرمایا۔۔۔۔۔

مَالَكَ وَمَا تُرِیْدُ۔۔۔۔۔تجھے ہم سے کیا کام اور کیا چاہتا ہے۔۔۔۔۔

اس نے کہا۔۔۔۔۔

اَنْتُمْ یَا بَنِیْ اُخْتِیْ اٰمِنُوْنَ۔۔۔۔۔

اے میری بہن کے بیٹو! تمہارے لئے امان ہے۔۔۔۔۔

Marfat.com

سیّدنا علی المرتضٰی اور اُمّ بنین کے ان فرزندوں نے شمر کو ان الفاظ میں جواب دیا ——

لَعَنَكَ اللّٰهُ وَلَعَنَ اَمَانَكَ —— لَئِنْ كُنْتَ خَالَنَا اَتُؤْمِنُنَا —— وَابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا اَمَانَ لَهٗ ——

تجھ پر اور تیری امان پر خدا کی لعنت —— تو جو ہمارا ماموں[1] ہے تو ہم کو امان دیتا ہے —— اور اللہ کے رسول کے بیٹوں کو امان نہیں۔

(تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۳۷ —— تاریخ کامل ج ۳ ص ۲۸۲)

اَب فوجِ اشقیاء ابنِ سعد کے حکم سے امام کے خیموں کی طرف چل پڑی —— حضرت عباس نے عرض کیا —— اے رسولِ خدا کے بیٹے یہ لوگ حملہ کرنے کے لئے آ رہے ہیں —— امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ——

يَا عَبَّاسُ اِرْكَبْ بِنَفْسِيْ اَنْتَ يَا اَخِيْ

اے میرے بھائی عباس تجھ پر میری جان قربان ہو گھوڑے پر سوار ہو جاؤ ——

(طبری ایضاً)

اور جا کر ان سے پوچھو کہ یہ کیا چاہتے ہیں اور ان کا ارادہ کیا ہے؟ حضرت عباس صورتِ حال پر مطلع ہو کر واپس آئے اور عرض کی اے ابنِ رسول! —— ابنِ سعد اپنا لشکر لے کر جنگ پر آمادہ ہے —— امام نے فرمایا، ان لوگوں کے پاس واپس جا کر کہو کہ اب شام ہو چکی —— اور یہ عاشورہ اور جمعۃ المبارک کی رات ہے —— ہمیں آج کی رات مہلت دے دو —— تاکہ ہمارے مراسم اطاعت اور لوازم اوراد، اس رات برقرار رہیں —— حضرت عباس نے ان لوگوں کے پاس جا کر فرمایا —— اے لوگو! جگر گوشہ

[1] اہل عرب اپنے ننھیال والوں کو ماموں کہتے ہیں۔

Marfat.com

رسول آج رات کی مہلت طلب کرتے ہیں —— جیسا کہ تم جانتے ہو کہ یہ رات ان کی آخری رات ہے —— اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ اسے اطاعت و عبادت میں بسر کریں —— اور ان کے اوراد و وظائف میں خلل نہ آئے۔

ابن سعد نے لشکر کے اُمراء سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا، ہم تنگ آ چکے ہیں —— اور ابنِ زیاد کے غضب سے ڈرتے ہیں، شمر لعین نے نعرہ لگایا کہ تم لوگوں کو امان نہیں —— اور بے مقصد مہلت دینے کا موقع نہیں —— اس وقت ابوشعبان کندی —— عمرو بن حجاج زبیدی —— اور قیس بن اشعث وغیرہ نے اس بات سے شرم محسوس کرتے ہوئے بلند آواز سے کہا —— اے لوگو! —— اگر یہ کفارِ دیلم سے ہوتے —— اہلِ روم یا چین سے ہوئے —— اور تم سے مہلت مانگتے تو تم انہیں مہلت دے دیتے۔ آخر یہ لوگ تمہارے رسول کے اہلِ بیت ہیں —— اور تم ان کے نانا کی امت ہو —— خالق سے ڈرو —— یا مخلوق سے شرم کرو —— لوگوں نے یہ باتیں سنیں تو جنگ سے ہاتھ روک لئے —— اور واپس اپنی اپنی جگہوں پر آ گئے اور چوکیدار پہرہ دینے لگے۔

(روضۃ الشہداء ص ۲۶۸ مطبوعہ خیابانِ بوذر تہران ایران۔ طبری ایضاً)

خیموں کی حفاظت:

حضرت امام نے خیموں کے عقب اور ایک سمت میں خندق کھودنے کا حکم دے چکے تھے تا کہ جنگ ایک طرف سے لڑی جائے —— اور خواتین اہلِ بیت دوسری طرف سے محفوظ ہو جائیں —— چونکہ اس خندق کو لکڑیوں سے بھرا چکا تھا —— اس لئے آپ نے فرمایا کہ خندق کی لکڑیوں کو آگ لگا دی جائے تا کہ دشمن شب خون نہ مار سکیں۔

—— دوزخی دوزخ میں ——

جب آگ کے شعلے بلند ہوئے تو مالک بن عروہ گھوڑے پر سوار ہو کر امام کے پاس

Marfat.com

آیا اور ناپاک زبان دراز کرتے ہوئے کہنے لگا ـــــ اے حسین! دوزخ کی آگ سے پہلے ہی تو نے اپنے لئے آگ جلالی ہے ـــــ حضرت امامِ عالی مقام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔

كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللهِ

اے اللہ کے دُشمن تو جھوٹ بکتا ہے کہ میں دوزخ میں جاؤں گا اور تو بہشت میں جائے گا۔ صحابی رسول حضرت مسلم بن عوسجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ـــــ اے ابنِ رسول! ـــــ مجھے اجازت دیں کہ میں تیر کو اس کے حلق سے پار کردوں ـــــ امام نے فرمایا، میں جنگ میں پہل کرنا نہیں چاہتا ـــــ مگر آپ دیکھیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کریں ـــــ پھر آپ نے قبلہ رُو ہو کر دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ جَرَّهُ اِلَى النَّارِ

اے اللہ! اس کو آگ میں ڈال دے۔

اس سے پہلے کہ دوزخ کی آگ کا ایندھن بنے اسے دنیا میں ہی آگ کا مزہ چکھا دے۔

دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ مُجَابَةٌ

کہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔

پھر کیا تھا مالک بن عروہ کے گھوڑے کا پاؤں ایک گڑھے میں پڑ گیا اور وہ بدبخت گھوڑے پر نیچے کی طرف الٹ پڑا ـــــ لگام ہاتھ سے چھوٹ گئی، اور پاؤں رکاب میں الجھ گیا اور گھوڑا چاروں طرف سرپٹ دوڑنے لگا ـــــ یہاں تک کہ خندق کے قریب جا کر اسے پشت سے آگ میں گرا کر واپس بھاگ گیا ـــــ اور اس بات پر لوگوں میں شور مچ

Marfat.com

گیا——اور امام نے سجدۂ شکر ادا کیا اور بلند آواز سے، جسے دونوں لشکر سن لیں——الٰہی ہم تیرے رسول کے اہلِ بیت اور ذرّیت ہیں ہم پر ظلم کرنے والوں کے ساتھ انصاف فرما۔

(روضۃ الشہداء ۱ ص ۲۶۸)

نسب میں طعن کرنے والے کا انجام:

ابن اشعث نے کہا——اے حسین! تیری پیغمبر کے ساتھ کیا رشتہ داری ہے۔

کہ تو ہر وقت لاف زنی کرتا رہتا ہے——اس کی یہ بے ہودہ بات سن کر امام پاک پریشان ہو گئے——اور بارگاہ خداوندی میں سر نیاز رکھ کر عرض کرنے لگے——الٰہی! ابنِ اشعث نے میرے نسب پر اعراض کیا ہے——اور یہ مجھے تیرے پیغمبر کا بیٹا تسلیم نہیں کرتا۔

فَارِهُ فِي الْيَوْمِ ذِلًّا عَاجِلًا——

پس آج ہی بہت جلد اسے ذلت وخواری کا غلام بنا دے۔

اور اس کی رگ وجان کو قطع کر دے——امامِ عالی مقام کی دعا کا تیر ابھی ہدف آسمان پر بھی نہیں پہنچا تھا——کہ شہبازِ قضاء، قضائے عالمِ تقدیر سے آ پہنچا——اور اسی وقت اس ناپاک کے ناپاک پیٹ میں تکلیف ہوئی——وہ گھوڑے سے اتر کر رفع حاجت کے لیے بیٹھ گیا——اچانک سیاہ بچھو نے اس کی شرم گاہ پر ڈنگ مارا——اور وہ برہنہ حالت میں نجاست پر گرا اور اس کے آلودہ جسم سے اس کی ناپاک جان نکل گئی——

ایک اور کرامت

عبداللہ بن ابی حصین اذی——حضرت امام حسین کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا——اور بولا، اے حسین! ذرا پانی کی طرف دیکھ کہ اس کا آسمانی رنگ کیسا اور پر کشش معلوم ہوتا

Marfat.com

ہے۔۔۔ کہنے لگا خدا کی قسم تم پیاسے مرجاؤ گے اور تمہیں ایک قطرہ تک نہیں ملے گا۔۔۔

امام نے اس کی یہ بکواس سن کر خداوند عالم کی بارگاہ میں عرض کیا۔۔۔

اَللّٰھُمَّ اقْتُلْہُ عَطَشًا وَّلَا تَغْفِرْ لَہٗ اَبَدًا

اے اللہ! اس شخص کو پیاس کی سزا دے کر قتل کر اور کبھی بھی اس کی مغفرت نہ ہو۔۔۔

حمید بن مسلم کا کہنا ہے کہ میں اس کی بیماری میں اس کی عیادت کو گیا۔۔۔

فَوَاللہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔۔۔

قسم ہے اس اللہ وحدہٗ لاشریک کی۔۔۔

کہ میں نے اسے دیکھا کہ پانی پیتا ہے اور پیاس پیاس کہے جاتا ہے۔۔۔ لیکن پیاس نہیں بجھتی، اور اسی حالت میں مرگیا۔۔۔

(طبری ج ۶ ص ۲۳۴)

امام کا ساتھیوں سے خطاب

علامہ حسین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے۔۔۔ صاحب مقتل نور الائمہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ نویں کا دن گزر گیا، اور شب عاشورہ آگئی، سیاروں کا سلطان (سورج) تعزیت خانۂ غروب میں چلا گیا۔۔۔ سیاہ فام رات۔۔۔ سیاہ لباس اوڑھ کر خاندان نبوت کے سوگ میں چھپ گئی۔۔۔ بلاؤں کے گھر کی خواتین۔۔۔ شہیدان کربلا کے نظارے کے لیے آگئیں۔۔۔ شفق نے آنکھوں کا خون آسمان کے دامن پر چھڑک دیا۔۔۔ عرصۂ زمین ادبار و ہزیمت کی گرد اپنے رخساروں اور سر سے چھاننے لگا۔

امامِ عالی مقام حسین علیہ السلام نے اس رات صحرا کے فرش پر سیاہ لکڑی کی کرسی بچھانے کا حکم دیا، جو آپ کے ساتھ تھی۔۔۔ اور اس کرسی پر جلوہ افروز ہو کر اپنے تمام

Marfat.com

ساتھیوں کو بلا کر ایک انتہائی جزیل و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا ـــــ جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے ـــــ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُکَ اَعْلٰی اَکْرَمْتَنَا بِالنُّبُوَّۃِ، وَجَعَلْتَ لَنَا اَسْمَاعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْئِدَۃً وَّعَلَّمْتَنَا الْقُرْآنَ وَفَقَّھْتَنَا فِی الدِّیْنِ فَاجْعَلْنَا لَکَ مِنَ الشَّاکِرِیْنَ ـــــ اَمَّا بَعْدُ ـــــ فَاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ اَصْحَابًا اَوْفٰی وَلَا خَیْرٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ ـــــ وَلَا اَھْلَ بَیْتٍ اَبَرَّ وَلَا اَوْصَلَ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ فَجَزَاکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا عَنِّیْ خَیْرًا ـــــ اَلَا وَاِنِّیْ لَاَظُنُّ یَوْمَنَا مِنْ ھٰـؤُلَاءِ الْاَعْدَآءِ غَدًا ـــــ وَاِنِّیْ قَدْ اَذِنْتُ لَکُمْ جَمِیْعًا فَانْطَلِقُوْا فِیْ حِلٍّ لَیْسَ عَلَیْکُمْ مِنِّیْ ذِمَامٌ ھٰذَا اللَّیْلُ قَدْ غَشِیَکُمْ ـــــ فَاتَّخِذُوْہُ جَمَلًا وَّالْیَاْخُذْ کُلُّ رَجُلٌ مِّنْکُمْ بِیَدِ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ فَجَزَاکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا ـــــ ثُمَّ تَفَرَّقُوْا فِی الْبِلَادِ فِیْ سَوَادِکُمْ وَمَدَآئِنِکُمْ حَتّٰی یُفَرِّجَ اللّٰہُ فَاِنَّ الْقَوْمَ یَطْلُبُوْنِیْ ـــــ وَلَوْ اَصْحَابُوْنِیْ لَھَوا عَنْ طَلَبٍ غَیْرِیْ ـــــ

اے اللہ! میں تیری حمد و ثناء بیان کرتا ہوں ـــــ اس بات پر کہ تو نے ہمیں نبوت کے ساتھ عزت بخشی اور سننے والے کان، اور دیکھنے والی آنکھ، اور دل عطا فرمایا، اور ہمیں قرآن سکھایا، اور دین میں سمجھ عطا فرمائی ـــــ اور ہمیں اپنے شکر گزار بندوں میں سے کر دے ـــــ اما بعد ـــــ میں نہیں جانتا

Marfat.com

کسی کے ساتھیوں کو، اپنے ساتھیوں سے زیادہ وفادار اور زیادہ بہتر—— اور نہ کسی کے گھر والے میرے گھر والوں سے زیادہ نیکوکار اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں—— اللہ تعالیٰ تم سب کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے—— سن لو! بے شک میں گمان کرتا ہوں اپنے اس دن کو دشمنوں کے مقابلہ کے لیے کل کا دن ہے—— اور بے شک میں نے اجازت دے دی ہے تم سب کو—— پس چلو زمین میں—— تم پر میری طرف سے کوئی ملامت نہیں —— اس رات میں (نکل جاؤ) بے شک (رات کے اندھیرے نے) ڈھانپ لیا ہے تم سب کو—— پکڑو ایک ایک اونٹ—— چاہئے کہ میرا ہر ساتھی میرے اہلِ بیت کے ایک ایک فرد کو پکڑ لے—— پس جزا دے اللہ تعالیٰ تم سب کو—— اور پھر پھیل جاؤ تم شہروں میں—— اپنے دیہاتوں اور شہروں میں—— یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مصیبت دور کر دے—— کیونکہ دشمن قوم مجھے طلب کرتی ہے اور اگر وہ مجھے پا لیتے ہیں—— تو پھر بے نیاز ہو جائیں گے میرے غیر کی طلب سے——

۱- الکامل فی التاریخ (لابن اثیر) ج ۳ ص ۱۶۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، لبنان سن اشاعت ۲۰۰۶ء

۲- تاریخ الامم والملوک (لابی جعفر محمد بن جریر الطبری ج ۶ ص ۲۳۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت سن اشاعت ۱۹۷۹ء

۳- البدایۃ والنہایۃ (ابو الفداء الحافظ ابنِ کثیر الدمشقی) ج ۸ ص ۱۸۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت سن اشاعت ۲۰۰۵ء

۴- روضۃ الشہداء (مفسر قرآن علامہ کمال الدین حسین بن علی کاشفی) ص ۲۶۹—— تا—— ۲۷۰ مطبوعہ خیابان بوذر تہران

Marfat.com

امام کو ساتھیوں کا جواب

جب امامِ عالی مقام نے اپنے ساتھیوں سے مندرجہ بالا خطبہ ارشاد فرمایا ——— تو جو آپ کے ساتھیوں ——— بھائیوں ——— موالیوں ——— اور خویش و اقارب نے جواب دیا ——— اے ابنِ رسول! بات یہ ہے ——— کہ نہ تو ہم میں آپ کی جدائی برداشت کرنے کی طاقت ہے ——— اور نہ ہمیں آپ کے بعد زندہ رہنے کی خواہش ہے ——— جب تک ہم جسم میں جان رکھتے ہیں ——— اور ہمارے خون میں ایک بھی قطرہ باقی ہے دین اور خاندان رسولِ خدا کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرتے رہیں گے ——— آپ نے ان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

(روضۃ الشہداء)

درویش صفت شاعر حضرت گلزار نادم صابری نے اس امر کو اپنے اشعار میں اس طرح بیان کیا ہے ——— لکھتے ہیں ——— کہ جب امام نے مندرجہ بالا خطبہ ارشاد کیا تو ———

یہ سن کر سرفروشان حرم بے ساختہ اٹھے
بیک آواز ہو کر یوں پکارے اس طرح بولے
صداقت کی طاعت سے ہم اپنا منہ نہ موڑیں گے
تمہارا دامن عظمت نہ چھوڑا ہے نہ چھوڑیں گے
نہ کچھ پینے کی حاجت ہے نہ کھانے کی تمنا ہے
تیرے سر کی قسم، اب سر کٹانے کی تمنا ہے
وہ دامن چھوڑتے ہوں گے جو راحت کے پجاری ہیں
ہم عیسیٰؑ کے نہیں، ابنِ محمد ﷺ کے حواری ہیں

Marfat.com

فرزندانِ مسلم کو امام کا مشورہ

حضرت امام علیہ السلام نے فرزندان مسلم کی طرف رخ کر کے فرمایا —— اے میرے چچازاد بھائی کے بیٹو! —— میں نے کوفیوں کے جھوٹے وعدوں اور اکاذیب باطلہ پر اعتماد کرتے ہوئے تمہارے والد گرامی کو بھیجا تو ان لوگوں نے دل کا رخ کوچۂ مہر و وفا سے پھیر لیا —— اور اقدام انتقام کے ساتھ تباہی و بربادی کی تحریک کے راستے پر آگ کے شعلے کی طرف دوڑ پڑے —— اور تمہارے باپ کی حفاظت کی طرف لوٹنے کی بجائے اعراض کے تیروں کا نشانہ بنا کر اہلِ بیت نبوت کے حق کو نہ پہچانا —— اور فرمایا ——

اَلَا لَعَنَ الرَّحْمٰنُ مَنْ اَکْفَرَ النِّعَمَ

خبردار! رحمٰن اس پر لعنت فرماتا ہے، جو نعمتوں کا انکار کرے ——

اور فرمایا تمہارے باپ نے شہادت کا شربت نوش کیا اور سعادت کا خلعت پہنا —— اب تم مسلم بن عقیل کی یادگار ہو اور تمہاری والدہ بھی غمزدہ ہے —— اٹھو! اور اپنی والدہ کو ساتھ لے کر یہاں قبیلۂ طے میں چلے جاؤ اور وہاں سے مدینہ منورہ پہنچ جانا ——

(روضۃ الشہداء ص ۲۷۰-۲۷۱)

کون؟ انتقام لے گا

پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میرا دل اللہ تعالیٰ کے کرم کی امید میں بندھا ہوا قاصد کا منتظر ہے کہ ایک شخص دم بدم بنو امیہ سے ہمارا انتقام لے گا —— اور یہ بات میں نے اپنے والد گرامی —— اور انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے —— وہ اس طرح کہ جنگ صفین کے ایام میں ایک روز میرے والد گرامی (علی المرتضیٰ) نے فرمایا —— ابو مسلم کہاں ہے؟ —— حضرت محمد بن حنفیہ نے عرض کیا ابا جان وہ آخری

Marfat.com

صف میں ہے ــــ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ــــ میری مراد ابومسلم خولانی نہیں ــــ بلکہ میرا مقصود اس لشکر والے سے ہے ــــ جو مشرق کی طرف سے سیاہ پرچم کے ساتھ نمودار ہوگا ــــ اور اس قدر جنگ لڑے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے وسیلے سے حق کو مرکز میں قائم کرے گا ــــ ان لوگوں کے لیے کیا اچھا وقت ہوگا ــــ جو دشمنانِ دین کو ہلاک کرنے ــــ اور ظالموں کا سر جھکانے کے لیے ــــ اس کی موافقت میں جدوجہد کریں گے ــــ اس صاحب دعوت شخص سے مراد ابومسلم مروزی ہے جس نے مروز شاہجہان سے سیاہ جھنڈوں کے ساتھ نکل کر بنوامیہ کے ساتھ جنگ کی اور دنیا کو مروانیوں کی مصیبت سے نجات دلائی۔

بہرکیف امام حسین علیہ السلام نے حضرت مسلم کی اولاد کو فرمایا کہ آپ لوگ چلے جائیں ــــ تمہارے لیے تمہارے باپ اور بھائیوں کی مصیبت ہی کافی ہے ــــ

(روضۃ الشہداء ص ۲۷۰-۲۷۱)

فرزندان مسلم کا جواب

فرزندان مسلم نے جب آپ کا ارشاد سنا تو عرض کرنے لگے ــــ اے امام زمان؟ ــــ جان کی کیا قیمت ہے ــــ اگر آپ پر قربان نہ کریں ــــ اور سر کی کیا قدر ہے اگر اسے آپ کے قدموں کی خاک پر نثار نہ کریں ــــ ہمارے باپ نے آپ کی وفاداری میں اپنے سر کا نذرانہ پیش کیا ــــ اور ہم بھی اپنی جانوں کے نذرانے پیش کریں گے۔

(روضۃ الشہداء ص ۲۷۰-۲۷۱)

ایضاً- مسلم بن عوسجہ نے عرض کی: طبری میں ہے کہ جب امام نے ساتھیوں کو حکم دیا کہ رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے اسے غنیمت سمجھو، اور نکل جاؤ! ــــ تو اس پر حضرت

Marfat.com

مسلم بن عوسجہ اسدی (صحابی رسول رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا)

وَاللّٰہِ حَتّٰی اَکْسَرَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ رُمْحِیْ وَاضْرِبَھُمْ بِسَیْفِیْ مَا ثَبَتَ قَائِمُہٗ فِیْ یَدِیْ ——— وَلَا اُفَارِقُکَ ———

خدا کی قسم جب تک میرا نیزہ ان لوگوں کے سینوں میں ٹوٹ کر نہ رہ جائے ——— جب تک قبضۂ تلوار میرے ہاتھ میں ہے ——— ان کو مار نہ لوں میں آپ سے جدا نہ ہوں گا ———

عرض کرتے ہیں، اگر ان سے لڑنے کے لیے میرے پاس کوئی ہتھیار نہ ہوتا۔

لَقَذَفْتُھُمْ بِالْحِجَارَۃِ دُوْنَکَ حَتّٰی اَمُوْتَ مَعَکَ

(تو آپ کی نصرت میں) انہیں پتھر مار مار کر آپ ساتھ مر جاتا۔

○ حضرت سعد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ——— خدا کی قسم ہم آپ کو چھوڑ نہ جائیں گے خدا تعالیٰ یہ تو دیکھ لے کہ رسول اللہ کی غیبت میں ہم نے آپ کی کیسی حفاظت کی ——— عرض کرتے ہیں ——— خدا کی قسم اگر میں جانتا کہ میں قتل ہو جاؤں گا ——— پھر زندہ کیا جاؤں گا، پھر جلا دیا جاؤں گا، پھر میری خاکستر (راکھ) اڑا دی جائے گی ——— اور ستر مرتبہ یہی حالت مجھ پر گزرے گی ——— تو جب بھی آپ کی مدد میں، جب تک مجھے موت نہ آ جاتی آپ سے جدا نہ ہوتا ———

○ ایضاً - زہیر بن قین: - حضرت زہیر بن قین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ——— خدا کی قسم میں تو یہ چاہتا ہوں کہ قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں ——— پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اسی طرح ہزار دفعہ قتل ہوں ——— کہ خدا تعالیٰ آپ کو آپ کے اہلِ بیت اور ان نوجوانوں کو بچا لے ———

(طبری ج ۶ ص ۲۳۹)

Marfat.com

اور صدائے وفا بلند کرتے ہوئے عرض کی ــــ یا امام! ــــ

ہمیں ہر اک اذیت راہ الفت میں گوارا ہے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لاڈلا واللہ جان و دل سے پیارا ہے
بوقت امتحاں پورا اتر کر ہم دکھا دیں گے
رفاقت کا سبق سارے زمانے کو پڑھا دیں گے

سیّدنا سجاد کا بیان

حضرت سیّدنا امام علی اوسط سجادِ بن حسین (امام زین العابدین علیہ السلام) بیان فرماتے ہیں کہ اسی رات کا ذکر ہے، جس کی صبح کو میرے والد شہید ہوئے، فرماتے ہیں ــــ کہ میں بیٹھا ہوا تھا ــــ اور میری پھوپھی سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا میری تیمارداری میں مصروف تھیں ــــ جب میرے بابا نے اپنے انصار کے ساتھ اپنے خیمہ میں تخلیہ کیا تھا ــــ اس وقت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حوی آپ کے ساتھ بیٹھے تلوار درست کر رہے تھے تو آپ (امام حسین) یہ اشعار پڑھ رہے تھے

يَا دَهْرُ اُفٍّ لَّكَ مِنْ خَلِيْلٍ
كَمْ لَكَ بِالْاَشْرَاقِ وَالْاَصِيْلِ
مِنْ صَاحِبٍ اَوْ طَالِبٍ قَتِيْلِ
وَالدَّهْرُ لَا يَقْنَعُ بِالْبَدِيْلِ
وَاِنَّمَا الْاَمْرُ اِلَى الْجَلِيْلِ
وَكُلُّ حَيٍّ سَالِكُ السَّبِيْلِ

اے دینائے ناپائیدار تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے کسی دوست سے کبھی وفا نہ کی

Marfat.com

صبح و مسا تو نے کیسے کیسے اولوالعزم لوگوں کو قتل کیا —— اور اس زمانہ ناہنجار، عوض پر قناعت نہیں کرتا —— اور یہ سب کچھ خدا کے حکم سے ہوتا ہے —— اور زندہ ہے جو زندہ ہے اسے اس راستے پر چلنا ہے۔

امام زین العابدین فرماتے ہیں —— کہ آپ نے اشعار کو بار بار پڑھا اور میں آپ کے عزم اور ارادے کو سمجھ گیا اور یہ جان لیا کہ مصیبت ٹوٹ پڑی ہے —— مجھے بے اختیار رونا آ گیا —— تاہم میں نے آنسوؤں کو ضبط کر لیا —— مگر میری پھوپھی جان سیّدہ زینب نے بھی یہ اشعار سنے —— چونکہ عورتوں کی طبیعت میں رقت زیادہ ہوتی ہے —— وہ خود کو سنبھال نہ سکیں۔

صدائے درد

امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں —— کہ میرے والد گرامی کا کلام جب میری پھوپھی جان سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا نے سنا ——

تَجُرُّ ثَوْبَهَا وَاِنَّهَا الْحَاسِرَةُ حَتّٰى اَنْتَهَتْ اِلَيْهِ

انہوں نے اپنی چادر کو کھینچا —— یہاں تک کہ وہ برہنہ سر اپنے "بھائی امام حسین" تک پہنچ گئیں (اور بھرائی ہوئی آواز میں) بولیں۔

وَاثُكْلَاهُ، لَيْتَ الْمَوْتُ اَعْدَمَنِي الْحَيَاةَ الْيَوْمَ —— مَاتَتْ فَاطِمَةُ اُمِّيْ —— وَعَلِيٌّ اَبِيْ —— وَحَسَنٌ اَخِيْ —— يَا خَلِيْفَةَ الْمَاضِيْ —— وَثِمَالَ الْبَاقِيْ ——

ہائے افسوس —— کاش کہ آج موت میری حیاتی کو ختم کر دیتی —— ہائے میری ماں فاطمہ —— اور میرے باپ علی —— اور میرے بھائی حسن

Marfat.com

انتقال فرما چکے ہیں —— ''اے میرے بھائی'' —— ان گزرے ہوؤں کے جانشین —— اور اے باقی رہ جانے والوں کے فریادرس۔

(طبری ج ۶ ص ۲۴۰ —— الکامل ج ۳ ص ۲۸۵)

ثِمَال :-مندرجہ بالا روایت میں ایک لفظ استعمال ہوا ہے —— ثِمَال —— اس کا معنیٰ —— فریادرس —— فریاد کو پہنچنے والا ہے۔

○ ثِمَالَ الْقَوْمِ غِيَاثُهُمُ الَّذِىْ يَقُوْمُوْا بِاَمْرِهِمْ

(المنجد)

ثمال —— قوم کے فریادرس کو کہتے ہیں، جو ان کے جملہ امور انجام دے ——

سیّدہ زینب کا دردناک کلام سن کر زمین کربلا کے ذرات بھی تڑپ اٹھے ہوں گے —— اور پتھروں کے سینوں میں شگاف پڑ گئے ہوں گے۔

سنی حسین سے زینب نے جب صدائے الم
پکاریں ہائے غریب الوطن حسین میرا
نہ نانا پاس، نہ بابا علی. نہ ماں زہراء
حسن بھی سر پہ نہیں لٹ گیا ہے چین میرا

اور امامِ عالی مقام کی طرف رخ کر کے جس درد بھرے انداز میں بولیں —— اس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے۔

رسول پاک کے، حیدر کے جانشیں تم ہو
یقین والوں کا سرمایۂ یقیں تم ہو

○ سیّدہ زینب کی اس آہ وزاری کو سن کر امامِ عالی مقام نے سیّدہ زینب کی طرف دیکھا —— اور فرمایا ——

Marfat.com

يَا اُخَيَّةُ لَا يَذْهَبَنَّ حِلْمِكِ الشَّيْطَانِ

اے میری چھوٹی بہن! دیکھو، کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہارے حلم و بردباری کو زائل کر دے ——

سیّدہ نے جواباً کہا ——

بِاَبِیْ وَاَنْتَ اُمِّیْ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ —— اِسْتَقْتَلْتَ نَفْسِیْ لِنَفْسِكَ الْفِدَآءُ ——

اے ابوعبداللہ (حسین) میرے ماں باپ تم پر قربان —— میری جان آپ کی جان پر قربان —— آپ نے قتل ہونا گوارا کر لیا —— .

بہن کی اس درد میں ڈوبی ہوئی صدا سنی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے —— آپ نے فرمایا ——

لَوْ تَرَكَ الْقَطَا لَيْلاً لَنَامَ

اگر کونج آواز نکالنا ترک کرے تو رات کی نیند آئے۔

مطلب یہ کہ موت چین سے بیٹھنے نہیں دیتی ——

یہ سننا تھا کہ سیّدہ زینب کے اضطراب میں اضافہ ہو گیا اور زبان سے یہ الفاظ نکلے ——

يَا وَيْلَتَا اَفَتُغْصَبُ نَفْسُكَ اِغْتِصَابًا فَذَالِكَ اَقْرَحُ لِقَلْبِیْ، وَاَشَدُّ عَلٰی نَفْسِیْ وَلَطَمَتْ وَجْهَهَا —— وَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا فَقَامَ اِلَيْهَا الْحُسَيْنُ فَصَبَّ عَلٰی وَجْهِهَا الْمَآءَ

—— ہائے افسوس —— "اے میرے بھائی" —— کیا تمہیں مجبور کر کے

Marfat.com

قتل کریں گے؟ پس یہ امر میرے دل کو پھاڑ دے گا، اور یہ سخت ہے میری جان پر، ''اور افسوس کے ساتھ'' اپنے ہاتھ کو ماتھے پر مارا، اور غش کھا کر گر پڑیں —— (بہن کا یہ حال دیکھ کر) امامِ عالی مقام کھڑے ہو گئے —— اور اپنی بہن کے چہرے پر پانی چھڑکا۔

○ اور فرمایا: اے میری بہن! خدا کا خوف دل میں لاؤ —— اور خدا کے لیے صبر کرو —— اور اس بات کو سمجھو کہ روئے زمین پر سب مرنے والے ہیں —— اور آسمان والے باقی نہ رہیں گے۔

وَاِنَّ كُلَّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَ اللّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَ الْاَرْضَ بِقُدْرَتِهٖ وَيَبْعَثُ الْخَلْقَ ——

اور بے شک ہر ایک چیز مٹ جائے گی سوائے رب العزت کی ذات کے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین کو پیدا فرمایا، اور جو پھر مخلوق کو زندہ کرے گا ——

اور سب کے سب واپس آ جائیں گے —— میرے باپ مجھ سے بہتر تھے —— اور میری ماں تجھ سے بہتر تھیں —— میرے بھائی مجھ سے بہتر تھے، مجھے اور ان سب کو اور ہر مسلمان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال سے تسکین ہونی چاہیے —— اس کے کلمات کہہ کر آپ نے انہیں سمجھایا اور پھر فرمایا۔

يَا اُخَيَّةُ اِنِّىْ اُقْسِمُ عَلَيْكِ فَاَبِرِّىْ قَسَمِىْ لَا تُسَقِّىْ عَلَىَّ جَيْبًا وَّلَا تَخْمَشِىْ عَلَىَّ وَجْهًا وَّلَا تَدْعِىْ عَلَىَّ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ اِذَا اَنَا هَلَكْتُ ——

Marfat.com

اے میری چھوٹی بہن میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ میری اس قسم کو پورا کرنا — جب میں شہید ہو جاؤں تو میرے غم میں گریبان کو چاک نہ کرنا — منہ کو نہ پیٹنا ہلاکت و موت کو نہ پکارنا۔

(حضرت امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ میرے والد نے انہیں) یہ فرما کر آپ پھوپھی جان کو ساتھ لائے اور میرے پاس لا کر بٹھا دیا، پھر آپ خیمہ سے باہر چلے گئے — اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ خیموں کو قریب قریب اس طرح نصب کرو کہ طنابوں کے اندر طنابیں آ جائیں (یعنی خیموں کا ایک حلقہ بنا لیں) اور سب لوگ اس حلقہ کے درمیان رہیں — اور ایک رخ جدھر سے دشمن آنے والے ہیں کھلا رہنے دیا جائے۔

(تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۴۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت (امام ابن جریر طبری) تاریخ کامل ج ۳ ص ۱۶۷ مطبوعہ دار الکتاب العربی (امام ابنِ اثیر) البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۱۸۴ — تا — ۱۸۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان حافظ ابنِ کثیر دمشقی)

صف بندی

امامِ عالی مقام اور آپ کے اصحاب ساری رات عبادت میں مشغول رہے — اور جب صبح ہوئی تو ابنِ سعد اپنے لشکر کو لے کر نکلا — امام نے بھی اپنے ساتھیوں کی صف جمائی — اور ان کے ساتھ صبح کی نماز ادا فرمائی۔ طبری رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق آپ کے ساتھ بتیس سوار اور چالیس پیادے تھے آپ نے میمنہ (دائیں بازو کی فوج) پر زہیر بن قین — اور میسرہ (بائیں بازو کی فوج) پر حضرت حبیب بن مظاہر کو حضرت امام نے مقرر فرمایا اور اپنا علم عباس بن مولا علی (علمدار کربلا) کو عطا فرمایا — اور خیموں کو پست پر رکھا —

اور خیموں کے پیچھے آپ کے حکم کے مطابق — ایک چھوٹی سی خندق میں لکڑیاں

Marfat.com

اور بانس جمع کر کے آگ لگا دی گئی ـــــــ امام حسین علیہ السلام کے خیموں کے پیچھے ـــــــ زمین پست تھی ـــــــ جب دشمن کا لشکر آپ کی طرف بڑھا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی ـــــــ

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ ثِقَتِیۡ فِیۡ کُلِّ کَرۡبٍ فَرَجَائِیۡ فِیۡ کُلِّ شِدَّۃٍ

اے خداوند عالم! ہر مصیبت میں مجھے تیری ذات پر بھروسہ ہے ـــــــ اور ہر طرح کی شدت وسختی میں تیری ذات ہی سے مجھ کو امید ہے ـــــــ ''آپ نے کافی لمبی دعا مانگی۔'' (طبری ج ۶ ص ۲۴۱)

شمر کی بے ہودگی

ابھی آپ دعا سے فارغ ہوئے تھے کہ ایک شخص گھوڑا دوڑاتا ہوا امام کے خیموں کی طرف آیا ـــــــ اسے آگ کے شعلوں میں خیمے نظر نہ آئے تو وہاں سے پلٹا اور پکار کر کہنے لگا ـــــــ

یَا حُسَیۡنُ اِسۡتَعۡجَلۡتَ النَّارَ فِی الدُّنۡیَا قَبۡلَ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ

اے حسین! تو نے قیامت سے پہلے، دنیا ہی میں آگ میں جانے کی جلدی کی۔

آپ نے فرمایا شاید یہ شمر ذی الجوشن ہے ـــــــ لوگوں نے عرض کیا، جی ہاں، یہ شمر ہے ـــــــ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا ـــــــ

یَا اِبۡنَ رَاعِیَۃِ الۡمُعۡزٰی اَنۡتَ اَوۡلٰی بِھَا صَلِیًّا ـــــــ

او بکریاں چرانے والی کے بچے، آگ میں جلنے کا سزاوار تو ہے۔

پہل کرنا گوارا نہ ہوا

حضرت مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ـــــــ اے اللہ کے رسول کے

Marfat.com

بیٹے! —— میں آپ پر قربان ہو جاؤں —— مجھے اجازت دیجئے، کہ میں اسے تیر ماروں —— کیونکہ یہ میری زد میں ہے —— اور میرا تیر خطا نہ کرے گا —— یا امام یہ بہت بڑا فاسق اور ظالم ہے —— امام علیہ السلام نے فرمایا ——

لَا نَرْمِهٖ فَاِنِّیْ اَکْرَهُ اَنْ اَبْدَاَهُمْ

(اے مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ) تیر نہ چلانا کہ ادھر سے (یعنی اپنی طرف سے) ابتداء کرنا مجھے گوارا نہیں —— (طبری ج ۶ ص ۲۴۲)

○ اوپر والی روایت پر غور فرمائیں —— کہ خاندان نبوت میں کس قدر اتمام حجت کو انجام دینے کا جذبہ پایا جاتا ہے کہ جانی دشمن سامنے ہے حضرت ابنِ عوسجہ کی زد میں ہے لیکن امام اس پر تیر چلانے کی اجازت نہیں دے رہے کہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے پہل نہ ہو۔

○ اور آپ کا یہ فرمانا —— کہ او بکریاں چرانے والی کے بیٹے! آگ میں جلنے کا سزاوار تو ہے —— شرافت کا پیکر اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا تھا —— اس جملے اندر چھپے ہوئے معانی کو صرف اربابِ دانش ہی سمجھ سکتے ہیں۔

شمر ذی الجوشن

شمر ذی الجوشن کا اصل نام شرجیل بن اعور بن عمرو بن معاویہ تھا جو ضباب بن کلاب میں سے تھا۔

(البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۱۸۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ)

○ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی اپنی مشہور کتاب ''سر الشہادتین'' کے صفحہ نمبر ۲۸ پر ابنِ عساکر کے حوالے سے لکھتے ہیں —— حضرت محمد بن عمرو

Marfat.com

بن حسن رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں ـــــ کہ ہم کربلا امام حسین کے ساتھ تھے ـــــ امام پاک نے جب شمر ذی الجوشن کو دیکھا تو فرمایا ـــــ

صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ـــــ اللہ اور اس کے رسول سچے ہیں۔

اور پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی کَلْبٍ اَبْقَعَ یَلِیْجُ فِیْ دَمِ اَھْلِ بَیْتِیْ ـــــ

وَکَانَ شِمَرُ اَبْرَصَ ـــــ

کہ میں ایک ابلق (چتکبرے، دورنگے) کتے کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ میرے اہلِ بیت کے خون میں منہ ڈالتا ہے ـــــ اور شمر سفید داغوں والا تھا۔

(سر الشہادتین ص ۲۸ ـــــ تا ـــــ ۲۹ مطبوعہ کانسی رام لاہور)

سیّدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذکورہ بالا فرمان اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا قاتل شمر لعین ہے ـــــ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کی نظر آنے والے حالات کا مشاہدہ فرمالیتی ہے۔

امام کا خطبہ

جب افواج کی صف بندی ہو گئی تو حضرت امام نے اپنے گھوڑے پر ـــــ اپنے صاحبزادے سیّدنا امام زین العابدین کو سوار کر لیا ـــــ حالانکہ آپ سخت بیمار اور لاغر تھے ـــــ آپ نے امام زین العابدین کو جس گھوڑے پر بٹھایا اس کا نام ـــــ لاحق ـــــ ہے ـــــ اور پھر آپ نے اپنی اونٹنی کو طلب کیا ـــــ اس پر سوار ہوئے اور بلند آواز سے پکار کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا ـــــ اور فرمایا ـــــ اے لوگو! میرے ساتھ جلدی نہ کرو ـــــ جو باتیں کہنا چاہتا ہوں انہیں غور سے سنو! ـــــ تاکہ اتمام حجت پورا ہو ـــــ آپ اس قسم کی باتیں کر رہے تھے کہ خیموں کے اندر سے مستورات کے رونے کی آواز

Marfat.com

آئی ـــــ آپ نے حضرت عباس علمدار کو خیموں کی طرف بھیجا کہ وہ جا کر سیّدہ بتول کی شہزادیوں کو چپ کرائیں ـــــ اور ساتھ ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بات یاد آ گئی کہ انہوں نے کہا تھا مستورات کو مکہ ہی میں چھوڑ جائیں ـــــ جب اہلِ حرم کے رونے کی آواز موقوف ہو گئی ـــــ تو آپ نے حمد و ثنائے خداوندی کے بعد فرمایا ـــــ

فَانْسِبُوْنِیْ فَانْظُرُوْا مَنْ اَنَا ثُمَّ ارْجِعُوْا اِلٰی اَنْفُسِکُمْ وَعَاتِبُوْهَا وَاْمظُرُوْا ـــــ هَلْ یَحِلُّ لَکُمْ؟ قَتْلِیْ ـــــ وَانْتِهَاكَ حُرْمَتِیْ ـــــ اَلَسْتُ اِبْنَ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ؟ ـــــ وَابْنِ وَصِیِّهٖ وَابْنِ عَمِّهٖ ـــــ وَاَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاللّٰهِ وَالْمُصَدِّقُ لِرَسُوْلِهٖ ـــــ اَوَلَیْسَ حَمْزَةُ سَیِّدُ الشُّهَدَآءِ عَمَّ اَبِیْ؟ ـــــ اَوَلَیْسَ جَعْفَرُ الشَّهِیْدُ الطَّیَّارُ ذُوالْجَنَاحَیْنَ عَمِّیْ ـــــ اَوَلَمْ یَبْلُغْکُمْ قَوْلٌ مُسْتَفِیْضٌ فِیْکُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ـــــ قَالَ: لِیْ وَاَخِیْ هٰذَانِ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ "وَقُرَّةُ عَیْنِ اَهْلِ السُّنَّةِ"[1] ـــــ فَاِنْ صَدَّقْتُمُوْنِیْ بِمَا اَقُوْلُ وَهُوَ الْحَقُّ ـــــ

(اے لوگو!) میرے خاندان اور نسب کا خیال کرو کہ میں کون ہوں؟ ـــــ پھر اپنے نفسوں کی طرف رجوع کرو ـــــ اور ان کو عتاب اور سرزنش کرو ـــــ اور دیکھو کیا تمہارے لیے میرا قتل حلال ہے؟ کیا میری عزت و آبرو کو پامال کرنا جائز ہے؟ ـــــ کیا میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] یہ عبارت کامل ابنِ اثیر میں ـــــ اور تاریخ ابنِ خلدون میں ہے ـــــ طبری میں نہیں۔

Marfat.com

کی شہزادی کا لخت جگر نہیں؟ —— اور کیا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی اور ان کے چچازاد بھائی —— اور سب سے پہلے ایمان لانے والے —— اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی تصدیق کرنے والے کا بیٹا نہیں ہوں؟ —— کیا حمزہ سیّد الشہداء میرے باپ کا چچا نہیں ہے؟ —— کیا جعفر طیار، شہید دو۲ پروں والا میرے چچا نہیں ہے؟ —— کیا نہیں پہنچا تم کو یہ قول مستفیض (یعنی حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، میرے اور میرے بھائی (حسن علیہ السلام) کے بارے میں کہ یہ دونوں جنتی جوانوں کے سردار، اور اہلسنت کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں؟ —— اگر تم میری تصدیق کرو —— تو یقین جانو جو کچھ میں نے کہا ہے، سچ ہے ——

اے لوگو! جو کچھ میں نے کہا حق وصداقت پر مبنی ہے —— کیونکہ جب سے میں نے سنا ہے کہ جھوٹ بولنے والے سے اللہ تعالیٰ بیزار ہوتا ہے —— اور جھوٹ بنانے والے کو اس کے جھوٹ سے نقصان ہوتا ہے —— واللہ میں جھوٹ نہیں بولتا —— اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے ہو بلکہ مجھے جھوٹا تصور کرتے ہو —— تو اصحاب رسول جناب جابر بن عبداللہ انصاری —— ابوسعید خدری —— سہیل بن سعد —— زید بن ارقم (رضی اللہ عنہم) سے پوچھ لو —— وہ نہیں بتائیں گے اور اس امر کی تصدیق کریں گے —— کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حدیث کو سنا ہے۔

اَفَمَا فِیْ هٰذَا حَاجِزٌ لَّکُمْ عَنْ سَفْكِ دَمِیْ

کیا یہ تمام باتیں نہیں روک سکتیں تم کو میرا خون بہانے سے۔

Marfat.com

حضرت سیّدنا امامِ عالی مقام علیہ السلام کا یہ خطبہ سن کر شمر لعین بکواس بکنے لگا——
اور کہنے لگا۔

اِنْ کَانَ یَدْرِیْ مَا تَقُوْلُ —— خدا جانے یہ کیا کہہ رہے ہیں۔

حضرت حبیب بن مظاہر (رضی اللہ عنہ) نے شمر کے بکواسات کا دندان شکن جواب دے کر فرمایا۔

قَدْ طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قَلْبِكَ —— بے شک خدا نے تیرے دل پر مہر لگا دی ہے اس لیے تو نہیں سمجھ سکتا ہے کہ امام کیا فرما رہے ہیں —— امام نے کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا —— اے لوگو! اگر تمہیں اس بات میں شک ہے —— کہ میں جنتی جوانوں کا سردار ہوں —— تو اس میں کوئی شک ہے کہ میں تمہارے رسول کا نواسہ ہوں۔

فَوَاللّٰہِ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ابْنِ بِنْتِ نَبِیٍّ غَیْرِیْ مِنْکُمْ وَلَا مِنْ غَیْرِکُمْ اَنَا اِبْنُ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ خَاصَۃً اَخْبِرُوْنِیْ اَتَطْلُبُوْنِیْ بِقَتْلٍ مِّنْکُمْ قَتَلْتُہٗ —— اَوْ مَالٍ لَّکُمْ اِسْتَھْلَکْتَہٗ اَوْ بِقَصَاصٍ مِّنْ جَرَاحَۃٍ——

خدا کی قسم! مشرق سے لے کر مغرب تک سوائے میرے تم میں کوئی رسول کی بیٹی کا بیٹا نہیں —— اور نہ تمہارے غیر میں سے کوئی نواسۂ رسول ہے —— میں تو خاص تمہارے رسول کا نواسہ ہوں —— مجھے بتاؤ کیا تم اس لیے میرے درپے ہو کہ میں نے کسی کو قتل کیا ہے تم میں سے —— یا تمہارا مال برباد کیا ہے —— یا میں نے کسی کو زخمی کیا ہے کہ اس کا قصاص مجھ سے طلب کرتے ہو——

Marfat.com

آپ کا خطبہ سن کر سب خاموش ہو گئے ——— کیونکہ آپ کی باتوں کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا ——— پھر آپ نے پکار کر کہا ——— اے شبث بن ربعی! ——— حجار بن ابجر! ——— اے قیس بن اشعث! ——— یا یزید بن حارث! ——— تم لوگوں نے مجھے یہ نہیں لکھا تھا ——— کہ میوے پک گئے ——— باغ سرسبز و شاداب ہو رہے ہیں ——— تالاب چھلک رہے ہیں ——— اور آپ کی مدد کے لیے یہاں لشکر آراستہ ہیں تشریف لے آیئے ———

ان لوگوں نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا ——— کہ ہمیں نے نہیں لکھا تھا ——— آپ نے فرمایا خدا کی قسم تم نے لکھا تھا ——— پھر آپ نے فرمایا ——— اے لوگو! میرا آنا اگر تمہیں ناگوار گزرا ہو تو مجھے دنیا میں کسی گوشۂ امن کی طرف نکل جانے دو ——— قیس بن اشعث نے کہا ——— کہ آپ اپنے قرابت داروں کے حکم پر سر کیوں نہیں جھکا دیتے (مطلب یہ تھا کہ یزید کی بیعت کیوں نہیں کر لیتے) پھر یہ اس طرح پیش آئیں گے جس طرح آپ چاہتے ہیں ——— آپ نے فرمایا آخر تو محمد بن اشعث کا بھائی ہے (محمد بن اشعث نے جناب مسلم بن عقیل کو دھوکے سے گرفتار کر کے شہید کیا تھا، اس لیے امام نے یہ فرمایا) آپ نے اسے فرمایا ——— کیا تو چاہتا ہے کہ مسلم بن عقیل کے خون کے ——— علاوہ بنو ہاشم کے کسی دوسرے خون کے بدلے کا بھی مطالبہ کریں۔ امامِ عالی مقام حسین علیہ السلام نے فرمایا ———

لَا وَاللّٰہِ لَا اُعْطِیْھِمْ یَدِیْ اِعْطَاءَ الذَّلِیْلِ، وَلَا اُقِرُّ اِقْرَارَ الْعَبِیْدِ ———

نہیں خدا کی قسم میں کسی ذلیل کی طرح ان لوگوں کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں

Marfat.com

دوں گا ـــــ اور نہ کسی غلام کی طرح اطاعت کا اقرار کروں گا ـــــ

آپ نے فرمایا ـــــ اے خدا کے بندو! میں اپنے اور تمہارے پروردگار سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار کرو ـــــ اور میں اپنے اور تمہارے رب سے پناہ مانگتا ہوں ـــــ

مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ

''ہر مغرور و متکبر سے جو قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔''

یہ فرما کر آپ نے اپنی اونٹنی کو بٹھا دیا ـــــ اور اس سے اتر پڑے اور عقبہ بن سمعان کو حکم دیا کہ اونٹنی کو باندھ دے ـــــ اب دشمنوں نے آپ پر حملہ کرنا چاہا ـــــ تو حضرت زہیر بن قین گھوڑے پر سوار ہتھیار سجائے ـــــ آگے بڑھے اور پرجوش انداز میں کہا ـــــ اے اہلِ کوفہ! خدا کے عذاب سے ڈرو ـــــ ایک مسلمان پر واجب ہے کہ دوسرے مسلمان کو نصیحت کرے ـــــ جب تک ہمارے اور تمہارے درمیان تلواریں نہیں چلتیں اس وقت تک ہمیں تم کو نصیحت کرنے کا حق ہے ـــــ اور جب تلواریں چلیں گی تو ہمارا اور تمہارا یہ رشتہ ٹوٹ جائے گا ـــــ پھر ہم ایک الگ جماعت ہوں گے اور تم ایک الگ گروہ۔ فرمایا سنو!

اِنَّ اللّٰہَ قَدِ ابْتَلَانَا وَاِیَّاکُمْ بِذُرِّیَّةِ نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور تمہیں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کے بارے میں امتحان و آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے۔''

تا کہ وہ دیکھے کہ ہم اور تم ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں ـــــ اے اہلِ کوفہ!

Marfat.com

ہم تمہیں اولادِ رسول کی مدد کے لیے بلاتے ہیں —— اور فرمایا ——

وَخُذْلَانِ الطَّاغِيَةِ ابْنِ الطَّاغِيَةِ عُبَيْدُ اللهِ بْنِ زِيَادٍ

''اور سرکش ابنِ سرکش عبیداللہ ابنِ زیاد'' —— اور یزید لعین کا ساتھ چھوڑنے کی دعوت دیتے ہیں —— اس لیے کہ تمہیں ان دونوں سے برائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا —— (سنو یہ لوگ تمہارے ساتھ کیا کریں گے)

وَيُسْمِلَانِ اَعْيُنَكُمْ —— وَيَقْطَعَانِ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ وَيُمَثِّلَانِ بِكُمْ وَيَرْفَعَانِكُمْ عَلٰى جُذُوْعِ النَّخْلِ ——

یہ تمہاری آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں گے —— تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے —— اور تمہارا مثلہ کریں گے (یعنی تمہارے کان ناک کاٹیں گے) —— اور تمہاری لاشوں کو کھجور کی شاخوں پر لٹکائیں گے۔

یہ سن کر کوفیوں نے حضرت زہیر بن قین رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں —— اور ابنِ زیاد کی تعریف کی —— اور کہنے لگے، خدا کی قسم ہم ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹائیں گے —— جب تک تیرے صاحب (حسین علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں کو قتل نہ کر دیں —— یا ان کو قیدیوں کی حیثیت میں ابنِ زیاد کے سپرد نہ کر دیں —— حضرت زہیر بن قین رضی اللہ عنہ نے فرمایا، خدا کے بندو!

اِنَّ وُلْدَ فَاطِمَةَ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهَا اَحَقُّ بِالْوُدِّ وَالنَّصْرِ مِنِ ابْنِ سُمَيَّةَ فَاِنْ لَّمْ يَنْصُرُوْهُمْ فَاُعِيْذُكُمْ بِاللهِ اَنْ تَقْتُلُوْهُمْ ——

حضرت سیدہ فاطمہ رضوان اللہ علیہا کی اولاد —— سمیہ کے بیٹے کے مقابلے میں محبت و نصرت کی زیادہ حق دار ہے اگر تم ان کی امداد نہیں کر سکتے

Marfat.com

ہو—— تو خدا کے لیے ان کو قتل نہ کرو۔

یہ سن کر شمر لعین نے جناب زہیر کو ایک تیر مارا—— اور کہا بس خاموش رہ، خدا تیرا منہ بند کرے تو نے اپنی بک بک سے ہمارا دماغ چاٹ لیا ہے—— جناب زہیر رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا——

يَا ابْنَ الْبَوَّالِ عَلٰى عَقِبَيْهِ مَا اِيَّاكَ اُخَاطِبُ اِنَّمَا اَنْتَ بَهِيْمَةٌ! وَاللّٰهِ مَا اَظُنُّكَ تُحْكِمُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ آيَتَيْنِ —— فَابْشِرْ بِالْخِزْيِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالْعَذَابِ الْاَلِيْمِ

او بوال (بوال اس کو کہتے ہیں جس کا پیشاب ایڑیوں تک بہہ کر آتا ہو اس کا اصل مفہوم علماء پر پوشیدہ نہیں—— یہ اپنے اندر کئی معانی رکھتا ہے) کے بیٹے! میں تجھ سے مخاطب نہیں ہوں تو تو جانور ہے خدا کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ تجھ میں قرآن کی دو آیتیں سمجھنے کی لیاقت نہیں—— جا تجھے قیامت کے دن کی ذلت و رسوائی اور عذاب الیم مبارک ہو——

"یہ سن کر" شمر لعین نے چیخ کر کہا—— خدا تجھے اور تیرے صاحب (امام حسین) کو اسی وقت قتل کرنے والا ہے—— جناب زہیر نے فرمایا، کہ تو مجھے موت سے ڈراتا ہے؟—— خدا کی قسم! حسین علیہ السلام کے ساتھ جان قربان کرنا مجھے تمہارے ساتھ ہمیشہ کی زندگی سے زیادہ پسند ہے—— پھر آپ نے باآواز بلند یزید کے لشکریوں سے خطاب فرمایا—— کہ اے لوگو! ان سنگ دل ظالموں کے فریب میں آ کر اپنا دین برباد نہ کرو—— جو لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اور آپ کے اہلِ بیت کا خون بہائیں گے اور امام کے مددگاروں اور ان کے حرم کی طرف سے لڑنے والوں کو قتل کریں

Marfat.com

گے ـــــ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت سے محروم رہیں گے ـــــ اسی اثناء میں ایک شخص نے جناب زہیر رضی اللہ عنہ کو پکار کر کہا امام حسین تجھے واپس بلاتے ہیں۔

○ تاریخ طبری (امام ابنِ جریر طبری) ج ۶ ص ۲۴۳ ـــــ تا ـــــ ۲۴۴ مطبوعہ دارالفکر بیروت سن اشاعت ۱۹۷۹ء

○ الکامل فی التاریخ ج ۳ ص ۱۷۰ ـــــ تا ـــــ ۱۷۱ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت لبنان سن اشاعت ۲۰۰۷ء (امام ابنِ اثیر)

○ البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۱۸۶ ـــــ تا ـــــ ۱۸۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان سن اشاعت ۲۰۰۵ء (حافظ ابنِ کثیر)

○ تاریخ ابنِ خلدون (علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدون) ج ۲ ص ۵۳۲ ـــــ تا ـــــ ۵۳۳ مترجم مطبوعہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی سن اشاعت ۲۰۰۳ء

حُر اور ابنِ سعد

جب ابنِ سعد حملہ کرنے کی غرض سے آگے بڑھا، تو حُر نے پوچھا تو ان سے لڑنے لگا ہے ـــــ ابنِ سعد نے کہا ''ہاں'' واللہ لڑائی بھی ایسی کہ جس سے سر اڑیں گے ـــــ اور ہاتھ قلم ہوں گے ـــــ حضرت حُر رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو ایک طرف جا کر کھڑے ہو گئے ـــــ اور اپنی برادری کے ایک قرہ بن قیس جوان کے قریب کھڑا تھا سے کہا کہ جاؤ اپنے گھوڑے کو پانی پلا لاؤ ـــــ جب قرہ وہاں سے ہٹا تو حُر نے لشکرِ حسین کی طرف آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کیا۔

حُر امام کے لشکر کی طرف

جناب حُر کی برادری کا ایک شخص جس کا نام مہاجر بن اوس تھا ـــــ اس نے حُر کی یہ حالت دیکھ کر کہنے لگا ـــــ اے حر! تیرا ارادہ کیا ہے؟ ـــــ کیا تم حملہ کرنا چاہتے ہو؟ حُر یہ سن کر خاموش رہے ـــــ اور ساتھ ہی ہاتھ پاؤں میں تھرتھراہٹ پیدا ہو گئی ـــــ اس پر ابنِ اوس نے کہا ـــــ اے حر! تمہارا یہ حال دیکھ کر خدا کی قسم مجھے کچھ شبہ ہو رہا ہے ـــــ

Marfat.com

خدا کی قسم میں نے کسی مقام پر تمہاری یہ حالت نہیں دیکھی جو اس وقت دیکھ رہا ہوں——اگر مجھ سے کوئی پوچھے کہ اہلِ کوفہ میں سب سے بڑھ کر بہادر کون ہے؟——تو میں تمہارا ہی نام لوں گا——حضرت حُر نے جواب دیا——

وَاللهِ اُخَیِّرُ نَفْسِیْ بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ——وَاللهِ لَا اَخْتَارُ عَلَی الْجَنَّةِ شَیْئًا وَّلَوْ قُطِّعْتُ وَ حُرِّقْتُ

خدا کی قسم اپنے دل سے پوچھ رہا ہوں کہ جنت میں جانا چاہتا یا دوزخ میں——خدا کی قسم! میں کسی چیز کے لیے جنت کو نہیں چھوڑ سکتا——خواہ میرے جسم کے ٹکڑے اڑا دیئے جائیں یا پھر زندہ جلا دیا جاؤں——

یہ کہہ کر گھوڑے کو تازیانہ مارا اور امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا——

فِدَاكَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ

''اے رسولِ خدا کے بیٹے! میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔''

میں وہی شخص ہوں جس نے آپ کو واپس نہ جانے دیا——اور گھیر کر اس میدان میں لے آیا——اور آپ کو یہاں ٹھہرنے پر مجبور کیا، خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم میں ہرگز یہ نہ سمجھتا تھا کہ یہ لوگ آپ کی کوئی بات نہ مانیں گے——اور نہ کسی امر کو تسلیم کریں گے اور نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی——خدا کی قسم اگر میں جانتا کہ یہ لوگ آپ کی کوئی بات نہ مانیں گے——تو میں اس امر کا مرتکب نہ ہوتا——مجھ سے جو قصور سرزد ہو گیا ہے——میں اس کی خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ کرنے اور اپنی جان آپ پر فدا کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں——اور میں آپ کے سامنے مرنے کا ارادہ لے کر حاضر ہوا

Marfat.com

ہوں—— اور یہ فرمائیے کہ اس طرح کی توبہ قبول ہو گی —— امام نے فرمایا—— ہاں—— خدا تیری توبہ قبول کرے گا—— اور تجھے بخش دے گا—— آپ نے فرمایا تیرا نام کیا ہے—— حُر نے عرض کی——

اَنَا حُرُّ بْنُ یَزِیْدِ—— میرا نام حُر بن یزید (ریاحی) ہے۔

''خیال رہے کہ حُر کا معنیٰ آزاد ہے''—— امام نے فرمایا:

اَنْتَ حُرٌّ کَمَا سَمَّتْكَ اُمُّكَ—— اَنْتَ الْحُرُّ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ——

تو آزاد ہے، جس طرح تیری ماں نے تیرا نام آزاد رکھا ہے انشاء اللہ تو دنیا اور آخرت میں آزاد ہے——

اب اتر!—— حُر نے عرض کیا یا امام میرا گھوڑے پر رہنا اترنے سے بہتر ہے—— آپ کے ان دشمنوں سے لڑوں گا، جب مروں گا تو گھوڑے سے اتروں گا—— آپ نے حُر کے لیے دعا فرمائی——

(طبری ج ۶ ص ۲۴۴—— استشہاد الحسین ص ۱۱۹ امام ابنِ جریر طبری)

کون حر؟—— حضرت گلزار نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ نے —— ''کتاب ابصار العین''—— کے صفحہ نمبر ۱۸۲—— کے حوالے سے لکھا ہے—— کہ حُر کا شجرۂ نسب اس طرح ہے—— حُر بن یزید—— بن قعنب بن عتاب بن ھری بن ریاح ہے۔''اس لیے آپ کو حُر بن یزید ریاحی کہا جاتا ہے''—— یہ اپنے قبیلہ کے مانے ہوئے بہادر تھے—— شہر کوفہ کے رؤسا میں ان کا شمار ہوتا تھا—— جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا کہ ابنِ زیاد نے انہیں ایک ہزار کی جمعیت دے کر حضور امام کا راستہ روکنے پر مامور کیا تھا—— جسے ناظرین پڑھ چکے ہیں۔

Marfat.com

غیبی آواز:۔ اس جگہ ان کے بارے میں ایک روایت بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہو گی —— یہ کہ —— جب یہ کوفہ کے قلعہ سے لشکر لے کر نکلے تو انہیں سر راہ ایک ندا سنائی دی —— اے حر! تجھے بہشت مبارک ہو مگر کہنے والا کوئی نظر نہ آیا —— انہوں نے اپنے جی میں قیاس کیا کہ اس آواز کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ —— میں تو نواسۂ رسول سے لڑنے جا رہا ہوں، پھر مجھے یہ بشارت اور کیوں؟ —— چنانچہ یہ بات ان کے جی میں برابر کھٹکتی رہی —— یہاں تک کہ جب امام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دوران گفتگو انہوں نے اس ندا کا ذکر کیا —— اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا بے شک وہ بشارت تھی —— اور تو بہشتی ہو چکا ——

حضرت گلزار احمد نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب حضرت حُر رضی اللہ عنہ بارگاہ امام میں حاضر ہوا —— تو ——

اتر کر اسپ تازی سے گرا پائے امامت پر
ندامت جا ہی پہنچی آخرش بابِ کرامت پر
غرض پابوس ہو کر، سائل مضطر پکار اٹھا
کہ اے جان وفا، ابنِ علی سبطِ رسول اللہ

اس نے روتے ہوئے کہا کہ میں بدنام و احقر بیکاری بن کے آیا ہوں —— میں جفا کاری کا پیکر ہوں —— آپ وفا شعاری آسمان —— میں وہ ہوں جس نے آپ کا راستہ روکا تھا —— میں وہ ہوں جس نے عداوت و بغاوت میں سبقت کی —— حضرت! میں نے میدان الفت میں بازی ہار دی —— حضور! —— آپ کے قدموں میں پڑا ہوا —— دین سے منہ پھیرنے والا —— اور آپ کو گھیر کر کرب و بلا کے صحرا میں لانے والا

Marfat.com

آپ کے دربارِ دُرِّ بار میں ہاتھ باندھے کھڑا ہے ــــ دوزخ میں گرنے سے بچا لیجیے ــــ مہربانی فرمائیے!

کوئی حد ہے شہا! دنیا میں میرے جرم بے حد کی
دہائی ہے، دہائی بے ریا نام محمد کی
بنام رحمت عالم میری بگڑی بنا دیجیے
معافی پھر تلافی کا مجھے مژدہ سنا دیجیے
اجازت دیجیے آقا! مجھے اب رن میں جانے کی
گناہوں کی تلافی کے لیے گردن کٹانے کی

امامِ عالی مقام نے حُر کو سینہ سے لگایا اور فرمایا ــــ میں ان سب ساتھیوں، ہمراہیوں سے کہہ رہا ہوں ــــ کہ میری وجہ سے شہید نہ ہوں ــــ اور چلے جائیں ــــ یزید کا غصہ ــــ ابنِ زیاد کی آگ ــــ اور عمرو بن سعد کا جوش صرف حسین کے قتل سے ہی ٹھنڈا ہو سکتا ہے، یہ سر موجود ہے ــــ مگر اے حر! تم اپنے بچوں کو میری وجہ سے یتیم نہ کرو ــــ حُر خاموش کھڑا تھا ــــ ان الفاظ نے اس پر کچھ ایسا اثر کیا کہ ایک چیخ ماری اور عرض کیا ــــ اے ابنِ علی! حسین کے بچے یتیم ہوں اور حُر زندہ رہے ــــ اس کی بیوی اور بچے آپ کے بچوں پر قربان ــــ خدا کے لیے اے علی کے لخت جگر! اجازت مرحمت فرمائیے ــــ ہر سانس قیامت ہے ــــ اے ساقیٔ کوثر کے بیٹے! مرا جاتا ہوں ــــ رحم ــــ ابنِ علی رحم اور اجازت ــــ امام حسین کی آنکھوں میں حُر کی گفتگو سے آنسو آ گئے اور فرمایا ــــ اچھا ــــ سوال جنگ پر تھوڑی سی ترمیم کر لیتے ہیں ــــ وہ اس لیے کہ تو میرا مہمان ہے اور فرمایا ــــ

Marfat.com

کہ تم مہمان ہو، مہمان گھر کی آن ہوتی ہے
حفاظت آن کی کرنے سے حاصل شان ہوتی ہے
بھلا ہم کس طرح مہمان کو میدان میں بھیجیں
کہ جیتے جی ہم اپنی آن کو میدان میں بھیجیں
نہیں ہرگز نہیں میداں میں جانا ہم پہ واجب ہے
تمہارے سر سے پہلے سر کٹانا ہم پہ واجب ہے

حضرت امام کا یہ ارشاد سن کر حُر پر رقت طاری ہوگئی ـــــ اور عرض کرنے لگا ـــــ آقا خدا کی قسم آپ ہمارے مہمان والاشان ہیں ـــــ آپ حرم شریف آن بلکہ آن کی بھی جان ہیں ـــــ میں ایک ایسا عاصی و خاطی اور ایک ادنیٰ غلام ہوں، جس کے دامن میں ندامت کے سوا کچھ نہیں ہے ـــــ کرم فرمائیے، اجازت مرحمت فرمائیے ـــــ

اجازت دیجئے بنت رسول اللہ کا صدقہ
اجازت دیجئے دین و دنی کے شاہ کا صدقہ
اجازت دیجئے تا زعم باطل توڑ کر رکھ دوں
اجازت دیجئے تا کفر کا منہ موڑ کر رکھ دوں

اجازت ملنے پر ـــــ حضرت حُر (رضی اللہ عنہ) اس پروانے کی طرح جو شمع پر ـــــ اس بلبل کی طرح جو پھول پر ـــــ اس چکور کی طرح جو چاند پر نثار ہوتی ہے ـــــ حُر چاروں طرف نشۂ شہادت میں جھومتا ہوا یہ کہہ کر بے تاب ہوتا رہا ـــــ اور آخر میں عرض کناں ہوا ـــــ کہ اے ابنِ علی شیرِ خدا ـــــ اب آخر میں ایک التجا ہے کہ عفو و بخشش خطا کاری کا مژدہ و خوشخبری اپنے اس مبارک منہ سے سنا دیجئے ـــــ اور پھر دیکھ لیجئے کہ

Marfat.com

خون کے ہر قطرے کو سر آنکھوں پر رکھوں گا ــــــ گوشت کا ہر ٹکڑا تن سے جدا ہو کر حسین کے نعرے لگائے گا ــــــ جس طرح (اس دنیا میں) زندہ حُر اسی نام کو جپتا ہوا قربان ہو ــــــ اسی طرح شہید حُر کے رونگٹے رونگٹے سے ابنِ علی کی صدا بلند ہو ــــــ کاش ابنِ زیاد میدان میں ہوتا ــــــ یزید اس وقت سامنے آجاتا تو میں دنیا کو دکھا دیتا کہ حسین علیہ السلام کے شیدائی اپنے آقا کی بیعت دل سے نہیں جان سے کرتے ہیں۔

(ماخوذ از ''سیدہ کا لال'' ص ۱۱۰ ــــ تا ــــ ۱۱۱، شاہنامہ حسین ص ۲۸۵ ــــ تا ــــ ۲۸۷)

حُر کا خطاب

جناب حُر اپنے اصحاب اور اپنے قبیلے کی طرف بڑھے اور جوان سے خطاب کیا اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے ــــــ کہ اے لوگو! امام نے جو باتیں تمہارے سامنے بیان کی ہیں تم ان میں سے کسی کو نہیں مانتے ــــــ خدا تم کو تباہ کرے ــــــ تم نے انہیں بلایا جب وہ تشریف لائے تو تم نے انہیں دشمن کے حوالے کر دیا ــــــ تم تو کہتے تھے کہ ہم ان پر اپنی جان قربان کر دیں گے ــــــ اور اب آپ کو قتل کرنے کے لیے حملہ کر رہے ہو ــــــ اب تم نے ان کو گرفتار کر لیا ــــــ اور ان کو چار جانب سے گھیر لیا ــــــ اور ان کو خدا کی بنائی ہوئی وسیع و عریض زمین میں کسی طرف نکل جانے نہ دیا۔ ــــــ تا کہ آپ اور آپ کے اہلِ بیت امن سے رہتے ــــــ اب وہ ایک قیدی کی طرح تمہارے قابو میں آ گئے ہیں ــــــ

وَحَلَأْتُمُوْهُ وَنِسَاۤءَهٗ وَاَصْبِيَتَهٗ وَاَصْحَابَهٗ عَنْ مَاءِ الْفُرَاتِ الْجَارِي الَّذِيْ يَشْرَبُهُ الْيَهُوْدِيُّ وَالْمَجُوْسِيُّ وَالنَّصْرَانِيُّ ــــــ وَتُمَرَّغُ فِيْهِ خَنَازِيْرُ السَّوَادِ، وَكِلَابُهٗ وَهَاهُمْ قَدْ صَرَعَهُمُ الْعَطَشُ بِئْسَمَا خَلَفْتُمْ مُحَمَّدًا فِيْ ذُرِّيَّتِهٖ لَا اَسْقَاكُمْ يَوْمَ الظَّمَاۤءِ

Marfat.com

تم نے ان کو اور ان کے اہلِ بیت کو ـــــ ان کے بچوں کو اور ان کے رفیقوں کو فرات کے بہتے ہوئے پانی سے روکا ـــــ جسے یہودی ـــــ مجوسی ـــــ اور عیسائی پیا کرتے ہیں اور اس میدان کے خنزیر اور کتے اس میں لوٹا اور لیٹا کرتے ہیں، اب پیاس کی شدت نے ان سب کو پریشان کر رکھا ہے ـــــ حضرت سیّد عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اولاد سے ان کے بعد تم نے کتنا برا سلوک کیا ـــــ "اگر آج کے دن اسی وقت تم اپنے ناپاک ارادے سے باز نہ آؤ گے اور توبہ نہ کرو گے تو خدا تمہیں محشر کی پیاس میں سیراب نہ کرے ـــــ

یہ سن کر پیادوں کی فوج نے حضرت حُر پر تیروں کی بارش کر دی ـــــ جناب حُر وہاں سے پلٹ کر امام کی خدمت میں حاضر ہوئے ـــــ عمرو بن سعد لڑنے کے لیے نکلا اور کہنے لگا سب لوگ گواہ رہو سب سے پہلے تیر میں پھینک رہا ہوں۔

(استشہاد الحسین (امام ابنِ جریر طبری) ص ۱۱۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت سن اشاعت ۱۹۸۵ء)

پہلا مجاہد ـــــ عبداللہ بن عمیر

جناب عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ جو بنو علیم میں سے تھے اور کوفہ میں آئے ہوئے تھے ـــــ اور قبیلۂ ہمدان میں جعد کے کنویں کے پاس مکان لیکر رہائش پذیر تھے ـــــ ان کی بیوی اُمّ وہب جو نمیر بن فاسطہ کے خاندان سے تھی ـــــ ان کے ساتھ موجود تھی، جناب عبداللہ نے مقام نخلیہ میں دیکھا کہ کسی پر لشکر کشی کرنے کی غرض سے آلات حرب و ضرب اور لشکروں پر لشکر جمع کیے جا رہے ہیں حضرت عبداللہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرہ ہے لوگوں نے کہا ـــــ

Marfat.com

يُسْرِحُوْنَ اِلٰی حُسَیْنِ بْنِ فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

حسین بن فاطمہ بنت رسولِ خدا پر لشکر کی چڑھائی ہے (یعنی یہ لشکر امام حسین سے لڑنے کے لیے تیار کیے جا رہے ہیں) ——

حضرت عبداللہ کی مدت سے خواہش تھی کہ وہ مشرقین سے جہاد کریں اور پھر معاً خیال آیا کہ اپنے پیغمبر کے نواسے سے یہ لوگ لشکر کشی کر رہے ہیں —— ان سے جہاد کرنا کسی صورت کم نہیں ہے (یعنی مشرکین سے جہاد سے کسی طرح بھی کم نہیں —— یہ لوگ مشرکین سے بھی برے ہیں)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ سوچ کر اپنی بیوی اُمّ وہب کے پاس آئے —— اور سب کچھ بیان کیا —— اور اپنے ارادے سے اپنی اہلیہ کو آگاہ کیا —— بیوی نے کہا —— تم نے بہت اچھی بات کہی ہے —— میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری اس بہترین تمنا کو پورا کرے —— چلو اور مجھے بھی ساتھ لیتے چلو —— اس کے بعد عبداللہ راتوں رات اپنی بیوی کو ساتھ لیے ہوئے امام کے لشکر میں آ گئے ——

جب عمرو بن سعد نے قریب آ کر تیر پھینکا تو زیاد کا آزاد کردہ غلام یسار اور ابنِ زیاد کا آزاد کردہ غلام —— سالم —— دونوں صف سے نکلے —— اور کہنے لگے، ہے کوئی تم میں سے جو ہمارے مقابلہ میں آئے —— یہ سن کر صحابی رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت حبیب بن مطاہر —— اور بریر بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اٹھ کھڑے ہوئے، مگر امام حسین علیہ السلام نے ان دونوں صاحبوں کو بیٹھ جانے کا حکم ارشاد فرمایا —— یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ بن عمیر کلبی اٹھے اور امام علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی —— یا امام! اللہ

Marfat.com

تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے —— مجھ اکیلے کو ان دونوں سے لڑنے کی اجازت دیجئے —— امام نے نظر اٹھا کے دیکھا تو ایک گندمی رنگ —— دراز قامت مضبوط بازو والا قوی ہیکل سامنے کھڑا ہے، آپ نے عبداللہ کلبی کو اجازت فرمائی —— اور وہ میدان میں آئے —— ان دونوں (یسار —— اور سالم) نے پوچھا تم کون ہو؟ —— جناب عبداللہ کلبی نے ان دونوں کے سامنے اپنا نسب بیان کیا —— ان دونوں نے کہا ہم تمہیں نہیں جانتے —— ہمارے مقابلے میں —— زہیر بن قین —— یا حبیب بن مظاہر یا بریر بن حضیر کو آنا چاہئے —— یسار اس وقت سالم سے آگے تھا —— ''ان کی اس بات پر'' عبداللہ کلبی نے ان الفاظ میں جواب دیا ——

یَا اِبْنَ الزَّانِیَۃِ وَیْلَکَ رَغْبَۃً عَنْ مُبَارَزَۃِ اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ وَیَخْرُجُ اِلَیْکَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ اِلَّا وَھُوَ خَیْرٌ مِّنْکَ ثُمَّ شِدَّ عَلَیْہِ فَضَرْبِہٖ بِسَیْفِہٖ حَتّٰی بَرْدٌ ——

او زانیہ عورت کے بیٹے کسی شخص سے مقابلہ کرنے میں تجھے بھی عار ہے، تیرے مقابلے میں جو بھی شخص آئے گا وہ تجھ سے بہتر ہوگا —— ''یہ کہتے ہی'' یسار پر اس شدت سے حملہ کیا کہ اسے ایک ہی وار میں ٹھنڈا کر دیا ——

عبداللہ یسار پر حملہ میں مصروف تھے کہ پیچھے سے سالم نے آپ پر حملہ کیا کلبی نے جب ادھر توجہ کی تو سالم کی تلوار آ رہی تھی —— آپ نے اس تلوار کو بائیں ہاتھ پر روکا تو ان کے ہاتھ کی انگلیاں تلوار سے اڑ گئیں —— پھر آپ نے پلٹ کر اس پر وار کیا اور ایک ہی وار میں اسے جہنم رسید کیا —— دونوں کو قتل کر کے —— اس مضمون کے شعر پڑھتے ہوئے آگئے —— تم لوگ مجھے نہیں پہچانتے تو سنو! میں خاندان بنی کلب سے ہوں —— یہ فخر

Marfat.com

میرے لیے کافی ہے کہ میرا گھر قبیلہ علیم میں ہے —— میں صاحب قوت ونصرت ہوں مصیبت پڑے تو گھبراتا نہیں ہوں۔

اِنِّیْ زَعِیْمٌ لَكِ اُمَّ وَهْبِ
بِالطَّعْنِ فِیْهِمْ مُقْدِمًا وَالضَّرْبِ

اے اُمّ وہب! میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ بڑھ بڑھ کر تلوار اور برچھیوں کے وار ان لوگوں پر کروں گا ——

(استشہاد الحسین (امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ) ص۱۲۰ —— تا —— ۱۲۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت لبنان سن اشاعت ۱۹۸۵ء)

بالآخر ایک پورے دستہ نے جمع ہو کر حضرت عبداللہ پر حملہ کر دیا عبداللہ نے بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کئی لوگوں کو قتل کیا اور پھر شربت شہادت نوش فرمایا —— حضرت علامہ ضیاء القادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بڑھا جوشِ شجاعت قلب عبداللہ غازی میں
رہا مصروف یہ بانباز پیہم ترک تازی میں
بہت سے کوفیوں کو شامیوں کو جان سے مارا
پھرے منہ دشمنوں کے جنگ سے اس شان سے مارا
رضائے حق میں کھا کر زخم، رہ کر صابر و شاکر
شہید فی سبیل اللہ، عبداللہ ہوئے آخر

ام وہب کی بہادری

جناب عبداللہ کلبی کی بیوی حضرت اُمّ وہب نے جب اپنے شوہر کی (شعر رجز کی صورت) آواز سنی تو ایک خیمہ کی چوب ہاتھ میں لیے ہوئے اپنے شوہر کی طرف یہ کہتے

Marfat.com

ہوئے دوڑیں——

فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ قَاتِلْ دُوْنَ الطَّیِّبِیْنَ ذُرِّیَّةِ مُحَمَّدٍ

میرے ماں باپ تم پر قربان ہو جائیں —— رسول اللہ کی اولاد کی طرف سے لڑتے جاؤ——

حضرت عبداللہ بن عمیر کلبی اپنی زوجہ کی آواز سن کر پلٹ پڑے، تا کہ ان کو عورتوں میں لے جا کر بٹھائیں —— اُمّ وہب ان کے دامن میں لپٹ گئیں —— اور کہنے لگیں، میں جب تک تمہارے سامنے جان نہ دے دوں واپس نہ جاؤں گی یہ دیکھ کر امام حسین علیہ السلام نے پکار کر فرمایا——

جُزِیْتُمْ مِنْ اَهْلِ بَیْتٍ خَیْرًا اِرْجِعِیْ رَحِمَكِ اللّٰهُ اِلَی النِّسَآءِ

اہلِ بیت کی طرف سے تم دونوں کو جزائے خیر عطا ہو —— بی بی! واپس عورتوں کی طرف آجا——

اور عورتوں کے پاس بیٹھی رہ —— کیونکہ عورتوں کے لیے اس طرح قتال روا نہیں —— اُمّ وہب، امام پاک کے اس حکم کو سن کر واپس عورتوں کی طرف آگئیں——

(طبری ج ۶ ص ۲۴۶ مطبوعہ دار الفکر سن اشاعت ۱۹۷۹ء)

حُر کا بھائی —— مصعب

حضرت حُر اپنے دل کو امام حسین علیہ السلام کی محبت سے فراوانی دے کر میدان میں پہنچا —— اور گھوڑے کی جولانیاں دکھانے لگا جب اس کے بھائی مصعب بن یزید ریاحی نے دیکھا کہ حُر نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دے دی ہے اور ہاتھ میں آلِ عبا کا دامن تھام لیا ہے —— تو اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑی لگائی اور امام کے لشکر کی طرف مڑ گیا۔

Marfat.com

ابن سعد کے لشکر نے گمان کیا کہ مصعب اپنے بھائی حُر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے گیا ہے —— مگر اس نے میدان میں پہنچ کر کہا اے برادر! آپ نے خضر راہ بن کر مجھے عذاب کی ظلمت سے نکالا اور آپ نے حیات کی معرفت کے چشمہ پر پہنچا دیا —— میں نے آپ کی موافقت اختیار کر لی ہے —— اور مخالفین سے بے زار ہو گیا ہوں —— اور کل قیامت کو ہم ایک دوسرے کے گواہ ہوں گے —— اور امام علیہ السلام کی شفاعت سے مل کر حصہ لیں گے —— حُر اسے ساتھ لیکر امام مظلوم کی خدمت میں حاضر ہوا —— اور تمام صورت حال آپ کی خدمت میں پیش کی —— امامِ عالی مقام نے اسے گلے لگا لیا —— اور حُر کے ساتھ اس کے لیے بھی دعائے خیر فرمائی۔

(روضۃ الشہداء ص ۲۷۸ مطبوعہ خیابان بوذر جمہری تہران۔ ایران)

حُر کا ایک خواب

علامہ حسین کاشفی روضۃ الشہداء میں رقمطراز ہیں کہ امام اسمٰعیل کے مقتل میں یہ روایت موجود ہے —— کہ حُر جب امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کی —— اے ابنِ رسولِ خدا! —— میں نے رات کو خواب میں اپنے باپ کی زیارت کی —— تو اس نے میرے پاس آکر کہا —— اے حر! تو ان دنوں کہاں جا رہا ہے؟ —— میں نے کہا امام حسین کے راستے کی ناکہ بندی کے لیے جا رہا ہوں —— میرے باپ نے چیختے ہوئے کہا —— اے بیٹا! تجھ پر افسوس ہے —— تجھے رسولِ خدا کے بیٹے سے کیا کام؟ —— اگر تو دوزخ کی آگ برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو جا، ان کے ساتھ جنگ کر اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور خدائے رحیم کی رضا کا خواہاں ہے —— اور جنت کے باغات ومحلات جاودانی کی طلب رکھتا ہے تو جا ان کے دشمنوں سے جنگ کر۔

Marfat.com

''حُر عرض کرتے ہیں'' یا امام اب مجھے اجازت عطا فرمائیں تاکہ میں آپ کے دشمنوں سے جنگ کروں —— امام نے فرمایا تو ہمارا مہمان ہے —— صبر کرتا کہ دوسرا آدمی میدان میں جائے حُر نے عرض کی —— اے ابنِ رسول اللہ! —— پہلا شخص جو آپ کے ساتھ جھگڑنے آیا تھا، وہ میں تھا —— آپ مجھے اجازت بخشیں تاکہ آپ کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کی پہل بھی میرے حصہ میں آئے۔

امامِ عالی مقام نے اسے اجازت فرمائی —— حُر دلاور اور بہادر شخص تھا —— میدان جنگ میں اسے ایک ہزار سوار کے برابر سمجھا جاتا تھا —— اور وہ ابنِ زیاد (کی فوج کے ایک حصے کا) سالار بھی تھا، وہ اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان میں آیا (کس طرح؟)

وفا کے رن میں غازی پائے نصرت چوم کر نکلا
جہاد حق پرستی کے نشے میں جھوم کر نکلا

جناب حُر نے رجز کہتے ہوئے اپنے مقابلے کی دعوت دی —— اور ان رجز کے اشعار کا اردو زبان میں ترجمہ جناب نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کیا ہے ——

جب حُر کو ابنِ سعد نے میدان میں دیکھا تو اس کے دل پر لرزا طاری ہو گیا —— حُر نے میدان میں للکار کر کہا —— لوگو! میں آ گیا ہوں تمہیں معلوم ہے کہ کون ہوں اور میرا نام کیا ہے —— اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ کس کام سے آیا ہوں —— میں حُر ہوں لیکن تمہارا حُر نہیں —— میں کسی کا حُر ہوں سنو!

ڈرو مجھ سے کہ اب میں ضیغم الاسلام کا حُر ہوں
کہ پہلے نام کا حُر تھا مگر اب کام کا حُر ہوں
تمہاری فوج سے ڈر کر میں ہرگز منہ نہ موڑوں گا
جو دامن آج تھاما ہے، قیامت تک نہ چھوڑوں گا

Marfat.com

جسے حق آزمانا ہو سر میدان آ جائے
اگر چاہئے تو پہلے خود ''بڑا شیطان'' آ جائے

(عمرو بن سعد)

○ ابنِ سعد نے ایک مشہور عربی جوان صفوان بن حنظلہ کو بلا کر کہا ــــ حُر کے پاس جا کر اسے نرمی و نصیحت کے ساتھ سمجھا بجھا کر میری طرف واپس لے آؤ ــــ اگر وہ تمہاری بات نہ مانے تو تلوار سے اس کا سر قلم کر دو ــــ صفوان جناب حُر کے سامنے آیا اور کہا تو ایک عقلمند اور بہادر شخص ہے ــــ ایک بہادر اور جنگ جو شخص کے لیے مناسب نہیں کہ یزید کی طرف سے رخ موڑ کر حسین علیہ السلام کی طرف کر لے۔

○ حضرت حُر نے فرمایا ــــ اے صفوان! تیری عقل مندی اور دانائی اور فرزانگی کو سامنے رکھ کر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ تو نے نہایت گھٹیا اور عجیب بات کی ہے ــــ ''او نادان'' یزید ناپاک ــــ ظالم ــــ اور فاسق ہے ــــ اور امام حسین علیہ السلام پاکیزہ اور پاکوں کی اولاد ہیں ــــ ان کی والدہ (سیّدہ زہرا علیہا السلام) کی تزویج (شادی) بہشت میں ہوئی تھی ــــ حسین وہ ہستی ہے، جبریل امین جن کا جھولا جھولاتے تھے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اپنے باغ کی خوشبو کہتے تھے ــــ

حریم حیدر علیہ السلام و زہراء علیہا السلام کا وہ اجالا ہیں
اوصاف آپ کے شرح و بیاں سے بالا ہیں

(خضر)

صفوان نے کہا ــــ میں یہ سب کچھ جانتا ہوں، بلکہ اس سے بھی زیادہ جانتا ہوں ــــ مگر مال و زر اور جاہ چشم یزید کے ساتھ ہیں ــــ اور ہم سیاسی لوگ ہیں، ہمیں منصب و مرتبہ چاہئے ــــ تقویٰ اور طہارت ہمارے کس کام آئے گا۔

Marfat.com

حُر نے کہا —— او ذلیل! تو حق وصداقت کو جانتے ہوئے بھی چھپاتا ہے اور بظاہر میٹھا مگر فریب کا جان لیوا شربت پیتا ہے۔

صفوان نے غضب ناک ہو کر حُر رضی اللہ عنہ کے سینے پر نیزہ مارا —— تو جناب حُر نے اس کے نیزے کے وار کو اپنے نیزے پر روکا اور اس کے نیزے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور غضب میں آ کر اپنے نیزے کی نوک اس کے سینے میں اتار دی —— نیزہ اس کی پشت سے ایک گز پار ہو گیا —— پھر اسی نیزے پر زور دیتے ہوئے صفوان کو گھوڑے کی زین سے نیچے گرا دیا —— اور اس کی ہڈی پسلی ایک کر دی ——

(روضۃ الشہداء ص ۲۷۸ —— تا —— ۲۷۹)

صفوان بڑا جنگ جو سمجھا جاتا تھا —— لیکن حضرت حُر نے اسے قتل کر کے پھینک دیا۔

گرا بے جان ہو کر جب تن صفوان میداں میں
تو ہیبت سے لرز اٹھا دل شیطان میداں میں
یہ منظر دیکھ شہؑ نے پکارا مرحبا غازی
ادھر سالار چیخا ہائے دشمن لے گیا بازی

حُر کی بے مثال بہادری

جب لشکریوں نے صفوان کو ریزہ ریزہ ہوتے دیکھا تو شور مچانے لگے —— صفوان کے تین بھائی لشکریوں میں شامل تھے، وہ اپنے بھائی کے قتل ہونے پر غضب ناک ہو گئے —— اور میدان کی طرف رخ کیا —— اس حالت میں کہ

یہ اپنی داڑھیوں کے بال دانتوں میں دبائے تھے
غم وغصہ سے پیچ وتاب کھاتے رن میں آئے تھے

Marfat.com

غرض یک بارگی مل کر یہ تینوں ایک پر جھپٹے
کہ بدفطرت بدی کا جام پی کر نیک پر جھپٹے
بگولے کی طرح گھوڑوں کے قدموں سے غبار اٹھا
وہ حُر مارا گیا بدکار کا لشکر پکار اٹھا
مگر جب ثانیاً دیکھا نگاہوں نے تو کیا دیکھا
کہ باطل کٹ چکا تھا اور حق زندہ سلامت تھا

غرض، صفوان کے تینوں بھائیوں نے بیک وقت حضرت حُر پر حملہ کر دیا —— حُر نے نعرہ لگایا اور اللہ کی عظمت و قدرت کو یاد کرتے ہوئے ان کے سامنے آئے —— ان میں سے ایک کو کمر سے پکڑا اور گھوڑے کی زین سے اٹھا کر زمین پر دے مارا جس سے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی —— اور دوسرے کے سر پر تلوار ماری جو سینے تک اتر گئی —— تیسرا بھاگ نکلا —— جناب حُر نے اس کا پیچھا کیا —— اور اس کے قریب پہنچ کر —— اس کی پشت پر نیزہ مارا جس کی نوک اس کے سینے سے پار ہوگئی ——

(روضۃ الشہداء (مفسر قرآن علامہ حسین حنفی کاشفی ص ۲۷۷، ۲۸۰ اشعار حضرت گلزار احمد نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ)

حُر امام کی خدمت میں

اس کے بعد حضرت حُر رضی اللہ عنہ، سیّدنا امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے —— اور عرض کی اے ابنِ رسول اللہ! —— کیا آپ نے مجھے معاف فرما دیا اور آپ مجھ سے خوش ہو گئے؟ —— امام علیہ السلام نے فرمایا ——

نَعَمْ اَنْتَ حُرٌّ کَمَا سَمَّتْکَ اُمُّکَ

ہاں تو حُر (آزاد) ہے، جیسا کہ تیرا نام تری ماں نے رکھا۔

Marfat.com

میں تجھ سے خوش ہوں اور تو آزاد ہے۔'' یعنی کل قیامت کے دن تو آتش دوزخ سے آزاد ہے —— یہ سن کر حُر نے (شاعری کی زبان میں) یوں عرض کیا۔

کہا یا سیّدِ عالی زیارت کرنے آیا ہوں
شبیہ دلبراں دل پر عبارت کرنے آیا ہوں
تمنا تھی شہا اک بار پھر سرکار کو دیکھوں
زمین کربلا کے ابر گوہر بار کو دیکھوں

حُر نے جنت کی بشارت سنی تو انتہائی خوشی کے ساتھ میدان کی طرف لوٹ گئے —— اور یزیدی لشکر کے ساتھ جنگ شروع کر دی —— حضرت حُر جس طرف حملہ کرتے کشتوں کے پشتے لگا دیتے —— اسی حال میں یزید کے پیادہ سپاہی حُر کے سامنے آئے اور انہوں نے جناب حُر کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں ——

(روضۃ الشہداء ص ۲۷۷ —— تا —— ۲۸۰)

ایوب بن مشرح خیوانی کہتا تھا —— خدا کی قسم، میں نے حُر کے گھوڑے کے حلق میں تیر اتار دیا جس سے وہ ڈگمگا کر گر پڑا —— اور پھر کیا تھا —— حُر اس پر سے اس طرح کود پڑا ——

كَاَنَّهٗ لَيْثٌ وَالسَّيْفُ فِيْ يَدِهٖ (طبری ج۶ ص ۲۵۰)

جیسے کوئی شیر تلوار کھینچ کر میدان میں آ گیا ہو۔

اس وقت حُر کی زبان پر یہ شعر تھا۔

اِنْ تَعْقِرُوْا بِیْ فَاَنَا ابْنُ الْحُرِّ
اَشْجَعُ مِنْ ذِیْ لَبَدٍ هِزَبْرٍ

(استشہاد الحسین (امام ابنِ جریر طبری) ص ۱۲۸)

Marfat.com

یعنی میرے گھوڑے کو زخمی کر دیا تو کیا ہوا میں شیر سے بڑھ کر بہادر اور شریف ہوں ——

ابن مشرح خیوانی کہتا تھا کہ حُر کی طرح تیغ زنی کرتے ہوئے میں نے آج تک کسی کو نہیں دیکھا

ملی جس کی نظر ان کی نظر سے
زمیں پر گر پڑا اس کے ہنر سے
جسے کہتے ہیں سب شبیر ؑ کا حر
فزوں تر تھا وہ ہر شیر ببر سے

امام کی نظر حُر کی طرف

حضرت حُر رضی اللہ عنہ پا پیادہ جنگ میں اس طرح مصروف تھے کہ ان کے جہاں سوز غصے کا شعلہ لپک رہا تھا —— اور قہر و غضب کی آگ مشتعل ہو چکی تھی —— اور یزیدی فوج نے جناب حُر کی جنگ کا یہ انداز دیکھا تو پیادہ اور سوار ان کے سامنے سے ہٹنے لگے —— جب امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ حُر پا پیادہ جنگ کر رہے ہیں —— تو آپ نے ان کے لیے ایک بہترین گھوڑا بھیج دیا —— جس پر سوار ہو کر اس کی جولانیاں دکھانے لگے، یزیدی لشکری جتھوں کی صورت میں آپ کے سامنے آتے اور بہادری طوفان دیکھ کر منتشر ہو جاتے۔

لگیں کٹ کٹ کے گرنے گردنیں ان نامرادوں کی
نظر آنے لگیں لاشیں ہی لاشیں بدنہادوں کی
بہشتی نے ہزاروں دوزخی فی النار کر ڈالے
یزیدی شان و شوکت کے محل مسمار کر ڈالے

Marfat.com

حضرت حُر نے چاہا کہ دوبارہ واپس جا کر امام کی بارگاہ میں حاضری دے لیں—— اسی اثنا میں ہاتف کی آواز آئی —— اے حر! واپس نہ جانا —— کیوں کہ حوران بہشتی تیری آمد کی منتظر ہیں —— پس حضرت حُر نے امام حسین علیہ السلام کی طرف رخ کیا —— اور ساتھ ہی عرض کی، اے ابنِ رسولِ خدا! —— میں آپ کے نانا جان کی خدمت اقدس میں جا رہا ہوں —— اگر کوئی پیغام ہو تو دے دیں —— امام نے روتے ہوئے فرمایا —— اے حر! شاد باش کہ ہم بھی تیرے پیچھے آ رہے ہیں۔

(روضۃ الشہداء ص ۲۸۱)

حُر جنت میں

امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں شور مچ گیا —— اور حُر دشمنوں سے جنگ کرنے لگے یہاں تک کہ ان کا نیزہ ٹوٹ گیا، تو انہوں نے تیغ آبدار کھینچ لی اور کمینے کے سر پر وار کرتے اسے سینے تک چیر دیتے —— اور جس کی کمر پر وار کرتے اسے دو ٹکڑوں میں تبدیل کر دیتے آپ کبھی میمنہ پر حملہ کر کے یزیدیوں کے لشکر میں گھس جاتے —— اور کبھی میسرہ پر حملہ کر کے فوج اشقیا کو تتر بتر کر دیتے —— اسی طرح بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے آپ قلب لشکر میں گھس کر ابنِ سعد کے پرچم بردار تک پہنچ گئے تاکہ اسے پرچم سمیت دو ٹکڑے کر دے، کہ شمر نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ انہیں چاروں طرف سے گھیر لو! اور اپنے گھیرے سے نہ نکلنے دو —— چنانچہ یزیدی لشکر نے ان پر یک لخت حملہ کر دیا اور چاروں طرف سے وار کرنے لگے

لیا نرغے میں آ کر اک سپاہی کو ہزاروں نے
بہادر بن کے پھر حملہ کیا بزدل گنواروں نے

Marfat.com

حضرت حُر رضی اللہ عنہ اس گروہ کے درمیان نہایت جوش وخروش اور بہادری سے لڑ رہے تھے کہ اچانک قسورہ بن کنانہ نے ان کے سینے پر نیزہ مارا ---- جوان کے جسم میں گھس گیا ---- جناب حُر سرگرمی سے جنگ کر رہے تھے ---- جب انہوں نے اپنا زخم دیکھا ---- اور قسورہ بن کنانہ کو دیکھا کہ اس نے نیزہ مارا ہے اور اس کے سر سے خود الگ ہو چکا ہے ---- تو انہوں اس کے سر پر تلوار کا وار کیا ---- جس نے قسورہ کو سینے تک چیر دیا ---- اور وہ گھوڑے سے نیچے گر پڑا۔ حضرت حُر رضی اللہ عنہ بھی گھوڑے سے گر پڑے ---- اور نعرہ لگایا۔

یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَدْرِکْنِیْ

اے رسولِ خدا کے بیٹے میری مدد کو پہنچو!

میرے فریاد رس مولا میری فریاد کو پہنچو
بوقت جانکنی آقا میری امداد کو پہنچو
تمنا ہے کہ پھر دیکھوں شہ ابرار کی صورت
دم رحلت مقابل ہو یار کے ہو یار کی صورت

(نادم)

امام نے گھوڑا دوڑایا اور دشمن کے سامنے پہنچ گئے ---- پھر آپ نے گھوڑا چھوڑ دیا اور زمین پر بیٹھ کر حضرت حُر کا سر اپنی آغوش میں لے لیا ---- اور اپنے دامن سے حُر کے رخساروں کو صاف کرنے لگے ---- حضرت حُر میں جان کی تھوڑی سی رمق باقی تھی ---- انہوں نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ ان کا سر حضرت امام حسین علیہ السلام کی آغوش میں ہے ---- تو مسکراتے ہوئے عرض کی ---- اے ابنِ رسول اللہ! آپ مجھ سے راضی ہو گئے؟ ---- امام علیہ السلام نے فرمایا میں تجھ سے خوش ہوں ---- اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی

Marfat.com

ہو — حُر نے عرض کی —

شہا منظور فرما لو متاع جان کا تحفہ
قضا کے ہاتھ میں ہے ترے مہمان کا تحفہ
سلام اے نیراوج امامت، نور یزدانی
سلام اے مخزن حق و صداقت گنج ایمان

(نادم)

حضرت حُر رضی اللہ عنہ نے جب اپنے آپ کو آغوش امام میں دیکھا تو ایک دعا مانگی — جناب گلزار نادم صابری لکھتے ہیں۔

اٹھایا رن میں آ کر جب وفا نے اپنے بسمل کو
تو بسمل نے دعائے خیر دی شمشیر قاتل کو
نگاہ عشق نے حسن فراز طور کو دیکھا
قتیل دست باطل نے خدا کے نور کو دیکھا
وہ کیف و بے خودی چھائی کہ یکدم سو گیا بسمل
جمال یار کی رعنائیوں میں کھو گیا بسمل

(نادم)

حضرت حُر نے نقد جان کو، جانان پر نثار کر دیا — حضرت امامِ عالی مقام نے — جناب حُر کا مرثیہ کہا — بقول حاکم خشمی امام نے تین شعر کہے ان میں ایک یہ ہے

لَنِعْمَ الْحُرَّ حُرُّ بَنِیْ رَیَاحٍ
صَبُوْرٌ عِنْدَ مُخْتَلِفِ الرِّیَاحِ

Marfat.com

حر، بنو ریاح کا حُر ہے—— ہر قسم کی آندھیوں کے وقت یہ بڑا صابر ہے۔

(روضۃ الشہداء ص ۲۸۱)

خوشا کہ خود کو زمانے میں نامدار کیا
کہ جاں کو جان محمد پہ تھا نثار کیا
نثار جاؤں میں تجھ پر اے حُر کرب و بلا!
تمہاری یاد نے ہر دل کو بے قرار کیا

(حضرت نادم)

حُر کے بھائی کی شہادت

حضرت حُر رضی اللہ عنہ کے بھائی جناب مصعب ریاحی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ جناب حُر شہادت کے پروں سے گلستان قدس کو پرواز کر چکے ہیں——تو وہ بارگاہ امام میں اجازت کے لیے حاضر ہوئے—— حضرت امام سے اجازت کے بعد وہ میدان میں شیر ببر کی طرح اترے—— جناب مصعب رضی اللہ عنہ مردانہ وار بہادری کے ساتھ دشمن سے لڑتے رہے——"وہ اس طرح کہ"——

کہ جس پر ٹوٹ پڑتا، بس زبر سے زیر کر دیتا
مقابل آنے والے ہر عدو کو ڈھیر کر دیتا

(نادم)

آپ کئی دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار کر شربت شہادت نوش کر کے اپنے بھائی سے ملے——

(روضۃ الشہداء ص ۲۸۱)

حُر کے بیٹے کی شہادت

حضرت حُر کا بیٹا علی رضی اللہ عنہ کوفہ کے لشکر میں تھا—— جب اس نے اپنے باپ

Marfat.com

اور چچا کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا تو خود پر قابو نہ رکھ سکا اور اپنے غلام سے کہنے لگا ـــــ آؤ گھوڑوں کو پانی پلا لائیں ـــــ چنانچہ دونوں امامِ عالی مقام کے لشکر کی طرف چل دیئے ـــــ جب علی بن حُر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو گھوڑے سے اتر کر آپ کے قدموں کو بوسہ دیا ـــــ اور اپنے باپ کی لاش پر بیٹھ کر ان کے چہرے پر چہرہ رکھ دیا ـــــ امام نے فرمایا ـــــ اے جوان تو کون ہے؟ ـــــ اس نے عرض کی حضور! میں آپ پر قربان ہونے والے حُر کا بیٹا ہوں ـــــ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ پر اپنی جان قربان کروں ـــــ اور ـــــ

اَلْوَلَدُ الْحُرُّ یَقْتَدِیْ بِاٰبَآئِہٖ

(یعنی حُر کے بیٹے نے اپنے آباء کی پیروی کی) کے نکتے کا اظہار کروں اور تصور کی زباں میں یوں گویا ہوئے)

میں لختِ دل سیّدہ زہراء پہ مروں گا
حُر جیسے جری بابا کی تقلید کروں گا

امام نے اس کے لیے دعائے خیر فرمائی ـــــ اور وہ آپ سے اجازت لے کر میدان جنگ آ گیا ـــــ لشکر شام سے ایک مسلح شخص اس کے سامنے آیا تو علی بن حُر نے بغیر کوئی بات کیے اس کے سینے میں نیزہ اتار کر زمین پر گرا دیا ـــــ ''اور زبان حال سے کہا''

ظالم و بے داد کو نیچے گرا سکتا ہوں میں
سرکشوں کے سر قلم کر کے اڑا سکتا ہوں میں
ابن حُر ہوں اور ریاحی نسل کا ہوں نوجواں
دشمنِ آلِ محمد کو مٹا سکتا ہوں میں

(خضر)

Marfat.com

بعدازاں دشمن کے لشکر سے ایک اور شخص آیا تو ابنِ حُر نے اسے قتل کر دیا ــــ امام علیہ السلام نے بلند آواز سے اسے آفرین کہا اور ساتھ ہی اسے دعا دی ــــ کہ اس کے باپ پر خدا کی آفرین ہو جس نے تیری پرورش کی ــــ اور اس ماں پر جس نے تجھے جنا ــــ آخر سپاہ یزید نے اسے گھیرے میں لے لیا ــــ اور وہ لڑتا لڑتا جامِ شہادت نوش کر کے اپنے باپ اور چچا کے ساتھ جا ملا ــــ (روضۃ الشہداء ص ۲۸۱)

حُر کے غلام کی شہادت

حضرت حُر کے غلام (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) جن کا نام غرہ تھا ــــ وہ اپنے آقا کے لیے رو رہا تھا ــــ اور اس کے دل کو جدائی کی آگ نے بھون دیا تھا ــــ اس نے گھوڑے کو دوڑایا اور میدان کارزار پہنچ کر زبردست جنگ شروع کر دی اور متعدد دشمنوں کو قتل کر دیا ــــ

جو ڈر کر بھاگتا پیچھے پہنچتا دم میں جا لیتا
یہاں تک فوج میں گھس کر بھی اس کا سر اڑا لیتا

اور پھر حضرت امام کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ــــ اور عرض کی ــــ اے ابن رسول اللہ! ــــ میں نے گستاخی کی کہ آپ کی اجازت کے بغیر میدان میں کود پڑا ــــ آپ اپنے کرم سے میرا عذر قبول فرمائیں کہ میں جنگ کے طور طریقوں سے ناواقف ہوں ــــ مگر اپنے آقا زادے کے فراق میں جل رہا ہوں ــــ میں چاہتا ہوں کہ آج آپ کے قدموں پہ اپنی جان قربان کر دوں ــــ امام نے اسے شاباش دی ــــ اور وہ پورے سرور و انبساط کے ساتھ میدان میں پہنچ گیا، اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے آقا کے پاس پہنچ گیا ــــ اور نقد شہادت سے متاعِ سعادت جاودانی خرید لی ــــ

(روضۃ الشہداء ص ۲۸۲)

Marfat.com

حضرت زہیر بن حسان اسدی رضی اللہ عنہ

حضرت زہیر بن حسان اسدی رضی اللہ عنہ ـــــ قبیلۂ بنی اسد سے تھے ان کا قبیلہ کربلا معلیٰ سے زیادہ دور نہ تھا ـــــ آپ نے اپنے قبیلے کے تمام لوگوں کو چھوڑا اور امام پاک کی خدمت میں آ گئے تھے ـــــ یہ نہایت بہادر اور جنگی مہارت رکھنے والے عقل مند انسان تھے ـــــ اور جنگ میں فتح یاب ہوتے تھے ـــــ

ابن سعد نے سامر ازدی نامی ایک بہادر اور جنگ جو شخص کو میدان میں بھیجا ـــــ سامر تیز طرار گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں نکلا ـــــ اور اپنا نام ظاہر کر کے مبازرت طلب کی ـــــ اس موقع پر جناب زہیر بن حسان اسدی ـــــ ''جن کا پیچھے تعارف لکھا جا چکا ہے'' نے امام کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر ادب سے عرض کی ـــــ اے رسولِ خدا کے بیٹے! ـــــ میدان میں آنے والا شخص نہایت دلیر ـــــ بہادر ـــــ جنگ جو ـــــ اور صف شکن ہے ـــــ اس کے مقابلے کے لیے مجھے اجازت عطا فرمائیں ـــــ تاکہ میں اس کی لاف و گزاف کا پرچم قہر کی تیز ہواؤں کے ساتھ سر میدان ٹکڑے ٹکڑے کر دوں ـــــ

امام نے اجازت فرمائی ـــــ جناب زہیر غضبناک ہو کر نکلے، اور سامر ازدی کو روک کر اس کے سامنے آئے سامر خبیث نے جب حضرت زہیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو تھر تھر کانپنے لگا ـــــ اور انہیں نصیحت کے انداز میں کہنے لگا ـــــ اے میدان کے شہسوار! تجھے شرم نہیں آتی کہ اپنے مال و متاع اور اہل و عیال کو چھوڑ کر حسین علیہ السلام کو تقویت پہنچانے کے لیے میدان میں نکل آیا ہے ـــــ

جناب زہیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ـــــ او بزدل کمینے! شرم تجھے آنی چاہیے

Marfat.com

تھی ـــــ کہ تو اللہ تعالیٰ کے آخری رسول کی آل پر تلوار اٹھاتا ہے اور فانی دنیا کی خاطر آخرت کو برباد کر رہا ہے ـــــ سامرا زدی ـــــ کوئی اور بات کرنا چاہتا تھا کہ جناب زہیر رضی اللہ عنہ نے اس کے منہ پر نیزہ مارا جس کی نوک اس کی گدی سے پار ہوگئی ـــــ اور وہ اسی وقت جہنم رسید ہوگیا۔

بعد ازاں جناب زہیر نے ابنِ سعد کے سامنے آکر بلند آواز سے کہا ـــــ اے اہلِ عراق! جو جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں وہ جان لے کہ میں زہیر بن حسان اسدی ہوں، تم میں کون ہے ـــــ جو باہر آکر میرے ساتھ مقابلہ کرے ـــــ اہلِ شام و عراق نے جناب زہیر کا شہرۂ آفاق نام سن رکھا تھا ـــــ اور تھوڑی دیر پہلے اس کی بہادری اور دبدبے کا مظاہرہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے ـــــ اسی لیے انہوں نے سر جھکا دیئے ـــــ اس پر ابن سعد نے اپنی فوج کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا ـــــ یہ کیسی بزدلی اور بے ہمتی ہے جو تم لوگوں نے اختیار کی ہے۔

نصر بن کعب میدان میں آیا

بالآخر ایک شخص میدان میں آیا ـــــ جس کا نام نصر بن کعب نخعی تھا ـــــ وہ روسائے کوفہ اور سردارانِ عرب میں سے ایک بہادر شخص تھا ـــــ اور اسے ایک سو بہادروں کے برابر سمجھا جاتا تھا ـــــ اس نے گھوڑے کو ایڑی لگائی اور زہیر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا ـــــ اے شجاع عرب! ـــــ تو نے خود کو نعمتوں سے الگ کرلیا ہے ـــــ اپنے قبیلے اور چچا زاد بھائیوں کو چھوڑ دیا ہے ـــــ آ میرے ساتھ ـــــ میں تجھے ابنِ زیاد کے پاس لے چلوں تاکہ تو مصیبتوں کے خارزار سے راحت و بہجت کے گلزار میں پہنچ جائے ـــــ

Marfat.com

○ حضرت زہیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا —— او لعین! —— ابنِ زیاد خبیث کی غلامی میں بدعت کے کانٹے دین کے دامن میں الجھ جاتے ہیں —— اور امام پاک کی غلامی کے گلستان میں ہر وقت حقیقت کی نہر کی گود سے معرفت کی شاخیں پھوٹتی ہیں —— میں اس وقت امام کی محبت کے گلشن سے مرادوں کے پھول چن رہا ہوں ——

نصر بن کعب —— حضرت زہیر رضی اللہ عنہ کو باتوں میں الجھا کر حملہ کرنے کی کوشش میں تھا —— کہ آپ اس کے ارادے کو بھانپ گئے اور اس کی دوسری بات کا جواب دینے کی بجائے نیزے کے ایک ہی وار سے اسے صحرائے عدم میں بھیج دیا۔

پھر نصر کا بھائی صالح بن کعب میدان میں آیا

نصر کا بھائی صالح بن کعب میدان میں آیا —— جناب زہیر نے اس کی طرف نیزہ چلایا جس سے اس کا گھوڑا زخمی ہو گیا اور بھاگتے ہوئے اسے اپنی پشت سے گرا دیا —— گھوڑے سے گرتے وقت صالح بن کعب کا پاؤں رکاب میں الجھ گیا —— اور گھوڑا دوڑنے لگا اور گھوڑے نے دوڑتے دوڑتے ایک ایسی دولتی جھاڑی جس سے وہ دشمن آلِ رسول جہنم رسید ہو گیا ——

○ پھر نصر کا بیٹا کعب بن نصر جو اپنے باپ سے زیادہ بہادر اور طاقت ور تھا —— وہ اپنے باپ اور چچا کا انتقام لینے کے لیے گھوڑے پر سوار ہو کر نعرے لگاتا ہوا آیا —— اور حضرت زہیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لیے سامنے آیا —— ابھی وہ اپنی سانسیں ہی درست کر رہا تھا کہ زہیر رضی اللہ عنہ نے اس کی ناف پر نیزہ مارا جو اس کی پشت سے پار ہو گیا —— بس پھر کیا تھا —— جو بھی سامنے آیا خون میں ڈوبتا چلا گیا اور آپ نے ایک ہی ساعت میں ستائیس ۲۷ سرداروں کو خاک میں ملا دیا۔ مفسر قرآن علامہ حسین کاشفی کہتے

Marfat.com

ہیں کہ حضرت زہیر نے پچاس سواروں کو گرا دیا —— اور آپ کے جسم پر نوے زخم لگے ——

آخر کار ابنِ سعد اور حجر بن حجار کی ایک بزدلانہ چال سے تین سو سواروں کے گھیرے میں آگئے —— اور شیث بن ربعی نے پیچھے سے نیزے کا وار کیا —— جس سے آپ کی زرہ کی کڑیاں ٹوٹ گئیں —— اور نیزہ آپ کے کندھے سے پار ہو گیا —— آپ نے نیزہ پھینک دیا —— تلوار کھینچ کر دائیں بائیں دشمنوں پر وار کرتے رہے۔

شہادت کا جام —— وہ بھی —— ساقی کے قدموں میں

امامِ عالی مقام علیہ السلام نے اس حال کا مشاہدہ فرمایا تو اپنے خدام کو حکم دیا کہ زہیر رضی اللہ عنہ کو یہاں میرے پاس لایا جائے —— چنانچہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے غلام سعد —— دس سواروں کے ساتھ میدان میں گئے —— اور زہیر رضی اللہ عنہ کو گھیرنے والے سواروں پر حملہ کر دیا —— اور جناب زہیر رضی اللہ عنہ کو ان کے درمیان سے نکال لائے —— جناب زہیر کے جسم سے بارش کے قطروں کی طرح خون ٹپک رہا تھا —— امام اس کی یہ حالت دیکھ کر گھوڑے سے اتر آئے اور زہیر رضی اللہ عنہ کے سرہانے کھڑے ہو گئے —— کچھ دیر کے بعد زہیر رضی اللہ عنہ نے آنکھ کھولی تو تمام قوت کو جمع کر کے اپنا چہرہ امام کے قدموں میں رکھ دیا ——

امام نے فرمایا —— اے زہیر! بات کر اور جو تیرے دل میں ہے اسے ظاہر کر —— تاکہ اس کے مطابق تیرا حق خدمت ادا کروں، زہیر نے عرض کیا —— اے ابنِ رسول! —— میرے لیے مصفیٰ اور شیریں پانی کا ایک جام لایا گیا ہے —— آپ تھوڑی دیر توقف فرمائیں تاکہ میں پانی پی لوں ——

Marfat.com

امام نے فرمایا ــــــ جنت کے لوگ زہیر پر نمودار ہوئے ہیں ــــــ اور بہشت کی شراب طہور اس کے سامنے ظاہر کی گئی ہے ــــــ

پھر کیا تھا ــــــ جناب زہیر نے منہ کھولا اور کسی نے کوئی چیز اس کے منہ میں ڈال دی ــــــ اور اسی وقت اس کی روح کا طائر خلد بریں کی طرف پرواز کر گیا ــــــ اور امام حسین یہ منظر دیکھ کر رونے لگے ــــــ اور فرمایا زہیر کو مبارک ہو ــــــ کہ وہ اس جہان میں میرا ہمسایہ ہوگا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(روضۃ الشہداء ص ۲۸۳ ــــــ تا ــــــ ۲۸۷ مطبوعہ خیابان بوذر تہران)

حضرت بریر بن خضیر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت بریر بن خضیر ہمدانی رضی اللہ عنہ جو ایک عمر رسیدہ ــــــ زاہد ــــــ اور پاکیزہ طبیعت کے بزرگ تھے ــــــ حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہو کے اجازت طلب کرنے کے بعد میدان جنگ میں تشریف لے گئے۔ رجز پڑھتے ہوئے نہایت کر و فر ــــــ اور رعب دار آواز میں فرمانے لگے اے مسلمانوں کو قتل کرنے والو ــــــ اور پیغمبر آخر الزماں کی اولاد کا خون بہانے والو! ــــــ آگے بڑھو تا کہ میں تمہیں تمہارے کیے کی سزا دوں ــــــ چنانچہ جو بھی ان کے سامنے آتا اپنا سر کٹوا بیٹھتا ــــــ

مباہلہ

دوران جنگ جب یزیدی ان سے تنگ آ گئے ــــــ تو انہوں نے یزید بن معقل کو آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا ــــــ یزید بن معقل اسلحہ سے آراستہ ہو کر میدان میں آیا ــــــ اور حضرت بریر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا ــــــ اے بریر! میرا گمان ہے کہ تو جملہ گمراہوں میں سے ایک ہے ــــــ آپ نے فرمایا ــــــ آ، تا کہ مباہلہ کریں ــــــ اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں ــــــ

Marfat.com

تا کہ جو جھوٹا ہے وہ حق والے کے ہاتھ سے قتل ہو جائے۔ ابنِ معقل اس بات پر رضامند ہو گیا ——— اور دونوں نے ہاتھ اٹھا کر کہا ——— الٰہی! ہم دونوں میں سے جو حق پر ہے ——— اسے فتح سے ہمکنار کر ——— اس کے ساتھ ہی یزید بن معقل نے حضرت بریر پر تلوار کا وار کیا جسے خالی دے کر حضرت بریر رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر تلوار ماری ——— جو اسے سینے تک چیرتی چلی گئی ——— یزید بن معقل کو قتل کرنے کے بعد جناب بریر سیّدنا امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے ——— حضرت امام نے انہیں جنت کی بشارت دی ——— اور وہ پاک اعتقاد بزرگ اس بشارت سے خوش ہو کر میدان میں آ گئے ——— اور ابنِ اوس کے ہاتھوں شہید ہو گئے ——— حضرت امام نے ان کے لیے مغفرت طلب کرتے ہوئے ——— ''ان الفاظ میں ارشاد'' ——— فرمایا ———

اِنَّ بُرَیْرًا مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

بے شک بریر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں سے ہے۔

○ حضرت بریر رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے بجیر بن اوس کا چچازاد بھائی عبداللہ بن جابر اس کے پاس آیا ——— اور کہا ——— اے بجیر! تو نے بریر کو قتل کر دیا ہے ——— خدا کی قسم، وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب، متقی اور پاکباز بندے تھے ——— (یہ سن کر) ابنِ اوس پشیمان ہو کر لشکر گاہ سے باہر نکل آیا ——— اور اس پر خوف طاری ہو گیا ——— یہاں تک کہ وہ فریاد کرتا ہوا مر گیا ——— اور خونِ ناحق عرصۂ قیامت میں اپنے ساتھ لے گیا ———

(روضۃ الشہدا ا ص ۲۸۹ مطبوعہ تہران)

وہب کی شہادت

''ام وہب کی بہادری'' کے عنوان کے تحت طبری کے حوالے سے مختصر ذکر ہو چکا

Marfat.com

ہے غالباً یہ عبداللہ بن عمیر کلبی کے فرزند تھے واللہ اعلم —— اس مقام پر علامہ حسین کاشفی حنفی نے وہب کی شہادت ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

وہب نہایت حسین نوجوان تھے کہ ان کی شادی کو صرف سترہ دن ہوئے تھے کہ ان کی والدہ نے کہا کہ جاؤ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان نچھاور کرو۔ وہب نے جب اپنی نوبیاہتا دلہن سے بات کی کہ میں چاہتا ہوں شہزادہ کونین پر اپنی جان قربان کروں وفاشعار بیوی نے جواب دیا۔ کاش شریعت میں عورتوں کو جنگ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں بھی شہزادہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی جان نثار کرتی۔ مجھے یقین ہے کہ جو بھی آج امام حسین علیہ السلام پر اپنی جان قربان کرے گا۔ اسے بہشت بریں میں داخل کیا جائے گا۔ آج میرے ساتھ چل کر نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو میرے ساتھ عہد کرو کہ میرے بغیر بہشت میں قدم نہیں رکھو گے اور وہاں میرے رفیق وغمگسار شوہر کی حیثیت سے رہو گے۔ دونوں میاں بیوی نے زاری کرتے ہوئے امام کی بارگاہ میں عرض کی۔ اے رسولِ خدا کے بیٹے میں نے سنا ہے کہ فردوس کی حوریں اپنی آغوش کو شہیدوں کے سروں کا تکیہ بناتی ہیں اور قیامت کے دن ان کی بیویاں ہوتی ہیں، یہ میرا شوہر آپ پر فدا ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ غریب پرور میرا اس کے سوا یہاں کوئی نہیں، میں چاہتی ہوں کہ میرا شوہر عرصۂ محشر میں مجھے تلاش کرے اور میرے بغیر بہشت میں نہ جائے، اور مجھ غربت زدہ کو آپ کے سپرد کر دے، اور آپ مجھے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے سپرد کر دیں تاکہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیزوں میں جگہ پاؤں اور میں یقین رکھتی ہوں کہ میرا پردہ عصمت میں میرے دامن عفت تک کسی نامحرم کا ہاتھ نہیں پہنچے گا —— امام علیہ السلام اور آپ کے ساتھی اس خاتون کی باتیں سن کر رونے لگے —— حضرت وہب بن عبداللہ کلبی نے امام کے روبرو اپنی اس دلہن

Marfat.com

سے عہد کیا اور پھول کی طرح شگفتہ اور چاند کی طرح چمکتے چہرے کے ساتھ یہ رجز کرتے ہوئے میدان کا رخ کیا۔

اَمِیْرِیْ حُسَیْنٌ وَنِعْمَ الْاَمِیْرِ
لَهٗ لَمْعَةٌ كَالسِّرَاجِ الْمُنِیْرِ

میدان کارزار میں وہب نے تیغ بے دریغ کے ایسے جوہر دکھائے کہ آسمان دنیا کی نگاہیں حیرت میں ڈوب گئیں لڑتے لڑتے شہادت کا جام نوش فرمایا وہب کی دلہن نے اپنے شوہر کی شہادت کے بعد ان کا سر اپنی گود میں رکھا اور اپنی جان کو بھی خلیل اجل کے سپرد کر دیا——(روضۃ الشہداء ص ۲۹۱)

مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ اس وقت زخمی ہو کر گرے——جب عمرو بن حجاج نے امام علیہ السلام کے ساتھیوں پر حملہ کیا——امام نے دیکھا کہ مسلم بن عوسجہ اسدی رضی اللہ عنہ زمین پر پڑے ہیں تو آپ ان کے پاس آ گئے اور فرمایا۔

رَحِمَكَ رَبُّكَ یَا مُسْلِمُ

اے مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ خدا تم پر رحم کرے——

پھر حضرت حبیب ابنِ مظاہر رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مسلم اسدی کے پاس آئے اور کہا، اے مسلم! مجھے تمہارے قتل ہونے کا بہت دکھ ہے——

"اَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ"——تمہیں جنت کی بشارت ہو——

حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے نحیف آواز میں جواب دیا——

Marfat.com

"بَشَّرَكَ اللّٰهُ بِخَیْرٍ" ـــــ خدا تعالیٰ تجھے بھی خیر کی بشارت عطا کرے ـــــ

حضرت حبیب نے کہا میں جانتا ہوں کہ میں بھی تمہارے پیچھے آرہا ہوں ـــــ ورنہ میں آپ سے کہتا کہ مجھے کوئی وصیت کرو جس کو میں پورا کروں ـــــ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر ـــــ

"وَاَهْوٰی بِیَدِهٖ اِلَی الْحُسَیْنِ، اَنْ تَمُوْتُ دُوْنَهٗ" ـــــ

"امام حسین علیہ السلام کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا ان پر اپنی جان قربان کر دینا" ـــــ

یہی میری وصیت ہے ـــــ حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ نے کہا ـــــ

"اَفْعَلُ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ" ـــــ خدا کی قسم میں ایسا کروں گا ـــــ

آخری بات پر آپ کی روح جسم عنصری سے پرواز کر گئی ـــــ مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کے نام مسلم بن عبداللہ ضبابی اور عبدالرحمان بجلی ہیں۔ (طبری ج ۶ ص ۲۴۹)

امام کے خیموں پر حملہ

ابن سعد نے پیادوں کو بھیجا کہ داہنی اور بائیں طرف سے خیموں پر حملہ کر کے خیموں کو اکھاڑ دو تاکہ وہ گر جائیں ـــــ امام کے تین یا چار مجاہد خیموں کے درمیان آگئے جسے دیکھتے کہ خیمے اکھاڑ رہا ہے اس پر حملہ کر کے قتل کر دیتے ان کو ہلاک ہوتے دیکھ کر ابنِ سعد نے کہا کہ خیموں کے اندر جا کر اکھاڑنے کا قصد نہ کرو ـــــ

اَحْرِقُوْهَا بِالنَّارِ ـــــ ان سب خیموں کو آگ لگا دو ـــــ

فَجَاءُوْا بِالنَّارِ ـــــ فَاَخَذُوْا یُحْرِقُوْنَ

خیموں کو آگ لگا دی گئی ـــــ خیمے جلنے لگے ـــــ

Marfat.com

خیال رہے کہ اُمّ وہب کی شہادت کے بعد شمر لعین نے بھی ان الفاظ میں اعلان کیا تھا ـــــ

وَنَادیٰ عَلَیَّ بِالنَّارِ حَتّٰی اُحْرِقَ هٰذَا الْبَیْتَ عَلٰی اَهْلِهٖ

آگ لاؤ کہ میں اس خیمہ اور ان لوگوں کو جو اس خیمے میں ہیں جلا ڈالوں ـــــ شمر کے اس اعلان کو سن کر ـــــ

فَصَاحَ النِّسَاءُ وَخَرَجْنَ مِنَ الْفُسْطَاطِ ـــــ

پاک مستورات چیختی ہوئی خیموں سے باہر نکل آئیں ـــــ

امام حسین علیہ السلام نے آواز دے کر شمر سے کہا ـــــ او ذی الجوشن کے بیٹے تو آگ منگوا رہا ہے کہ میرے گھر اور اہلِ بیت کو جلا ڈالے فرمایا ـــــ

حَرَّقَكَ اللّٰهُ بِالنَّارِ ـــــ

خدا تجھے آگ میں جلائے ـــــ

حمید بن مسلم کے شرم دلانے پر شمر واپس لوٹ آیا۔

(طبری ج ۶ ص ۲۴۹ تا ۲۵۱)

حبیب ابنِ مظاہر کی شہادت

انہی لمحوں میں جناب ابو ثمامہ عمرو بن عبداللہ صاعدی نے عرض کیا ـــــ یا امام! آپ پر میری جان فدا ہو، میرا دل چاہتا ہے کہ نماز کا وقت قریب ہے، نماز ادا کر کے شہادت کا جام نوش کروں۔ امام نے فرمایا، ہاں نماز کا اول وقت ہے ـــــ ان لوگوں سے پوچھ لو کہ اگر وہ ہمیں اتنی مہلت دیں کہ ہم نماز ادا کر لیں، یہ بات سن کر حصین بن تمیم نے کہا کہ نماز نہیں ہوگی حضرت حبیب بن مظاہر نے جواب دیا ـــــ

لَا تُقْبَلُ زَعَمْتَ اَلصَّلَاةُ مِنْ اٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا تُقْبَلُ وَتُقْبَلُ

Marfat.com

مِنْكَ يَا حِمَارِ ——
تیرے گمان میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز تو قبول نہ ہوگی اور تیری نماز قبول ہوگی او گدھے!

ابن تمیم نے یہ سن کر حبیب پر حملہ کر دیا آپ نے بڑھ کر اس کے گھوڑے کے منہ پر تلوار ماری جس سے وہ الف ہوا اور ابنِ تمیم گھوڑے سے گر پڑا، اس کے ساتھی دوڑتے ہوئے آئے اور اس کو بچا کر لے گئے —— حبیب رجز پڑھتے جاتے تھے اور شمشیر براں سے سروں کے فصل کاٹتے جاتے تھے —— کہ بنی تمیم کے ایک شخص نے بڑھ کر برچھی کا وار کیا جس سے آپ گر پڑے اور اٹھنا چاہتے تھے کہ حصین بن تمیم نے آپ کے سر پر تلوار ماری، جس سے آپ بے ہوش ہو گئے اور برچھی کا وار کرنے والے تمیمی نے گھوڑے سے اتر کر آپ کا سر اتار لیا —— (طبری ج ۶ ص ۲۵۱)

زہیر بن قین کی شہادت

حبیب بن مظاہر کی شہادت کے بعد امامِ عالی مقام کے دل میں بہت صدمہ پہنچا —— آپ نے فرمایا —— میں نے اپنے آپ کو اور اپنے اصحاب کو خدا کے حوالے کیا اور پھر کیا تھا —— گھمسان کا رن پڑا —— لشکریوں نے ایک دوسرے پر بھرپور حملہ کیا، ابو ثمامہ صاعدی نے اپنے چچازاد بھائی کو قتل کر دیا جو امام کے دشمنوں کے ساتھ تھا اور زہیر بن قین نے بڑی شدت اور طوفانی انداز میں شمشیر زنی کی —— اور ان الفاظ میں رجز پڑھتے جاتے تھے ——

أَنَا زُهَيْرٌ وَأَنَا ابْنُ الْقَيْنِ
أَذُوْدُهُمْ بِالسَّيْفِ عَنْ حُسَيْنِ

Marfat.com

میں زہیر ہوں، قین کا بیٹا ـــــ میں تم کو تلوار کے ساتھ پرے ہانکتا ہوں۔

امام حسین علیہ السلام کے شانۂ اقدس پر تھپکی دے کر یہ اشعار پڑھ رہے تھے ـــــ

اَقْدِمْ هُدِيْتَ هَادِيًا مَهْدِيًّا

فَالْيَوْمَ تَلْقٰى جَدَّكَ النَّبِيَّا

وَحَسَنًا وَالْمُرْتَضٰى عَلِيًّا

وَذَا الْجَنَاحَيْنِ الْفَتَى الْكَمِيَّا

وَاَسَدَ اللهِ الشَّهِيْدَ الْحَيَّا

اے ہادی و مہدی آگے بڑھیے اپنے نانا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حسن مجتبیٰ، علی المرتضیٰ، اپنے چچا جعفر طیار اور زندہ شہید اسد اللہ حمزہ سے ملاقات کیجئے ـــــ

اسی دوران کثیر بن عبداللہ شعبی اور مہاجرین اوس نے مل کر حملہ کیا اور آپ کو شہید کر دیا ـــــ

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۸۴ طبری ج ۶ ص ۲۴۹)

نافع بن ہلال

حضرت نافع بن ہلال حملی نے تیروں کے سوفاروں پر اپنا نام لکھا تھا ـــــ زہر میں بجھے ہوئے تیر چلاتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ یہ کہتے جاتے تھے ـــــ

اَنَا الْجَمَلِیُّ اَنَا عَلٰی دِیْنِ عَلِیٍّ ـــــ میں حملی ہوں اور علی کے دین پر ہوں۔

مزاحم بن حریث ان سے مقابلہ کرنے کے لیے یہ کہتا ہوا آیا ـــــ

اَنَا عَلٰی دِیْنِ عُثْمَانَ ـــــ میں دین عثمان رضی اللہ عنہ پر ہوں ـــــ

حضرت نافع نے فرمایا ـــــ "نہیں ہرگز نہیں" ـــــ بلکہ اَنْتَ عَلٰی دِیْنِ

Marfat.com

شَیۡطَان —— تو شیطان کے دین پر ہے اور ساتھ ہی فوراً حملہ کر کے اسے قتل کر دیا —— حضرت نافع لڑتے لڑتے شدید زخمی ہو گئے اور آپ کے دونوں بازو ٹوٹ گئے اور آپ زندہ گرفتار ہوئے۔ شمر لعین اور اس کے لعنی ساتھی نافع رضی اللہ عنہ کو دھکیلتے ہوئے ابنِ سعد کے پاس لائے —— ابنِ سعد نے پوچھا —— نافع تو نے یہ کیا! آپ نے جواب دیا، میں نے جو کچھ کیا خدا اسے خوب جانتا ہے —— اور اس وقت آپ کی داڑھی مبارک پر خون بہتا جاتا تھا اور آپ کہہ رہے تھے اے ابنِ سعد میں نے زخمیوں کے علاوہ تمہارے بارہ شخصوں کو قتل کیا ہے اور مجھے ذرا بھر بھی پشیمانی نہیں ہے —— اگر میرے بازو ٹوٹ نہ گئے ہوتے تو تم مجھے اسیر نہ کر سکتے —— شمر نے ابنِ سعد کو کہا اس کو قتل کر دیں —— ابنِ سعد نے کہا تو ہی ان کو لے کر آیا ہے اور اب قتل بھی تو ہی کر —— شمر تلوار سونت کر اٹھا —— حضرت نافع نے فرمایا ——

اَمَا وَاللّٰهِ يَا شِمْرُ —— لَوْ كُنْتَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَعَظُمَ عَلَيْكَ —— اَنْ تَلْقَى اللّٰهَ بِدَمَاءِ نَا —— فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَعَلَ مَنَايَا نَا عَلٰى يَدَىْ شِرَارِ خَلْقِهٖ ——

اے شمر خدا کی قسم —— اگر تو مسلمانوں میں سے ہوتا تو ہمارے خون کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا تجھے گوارا نہ ہوتا —— اس خدا لم یزال کا شکر ہے، جس نے ہماری موتیں اپنی مخلوق کے بدترین لوگوں کے ہاتھوں مقدر کی ہیں —— پھر آپ کو شمر نے شہید کر دیا ——

شدید حملہ

پھر شمر لعین نے بہت سی فوج لے کر امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا

Marfat.com

یہاں تک کہ وہ امام کے قریب پہنچ گئے —— جب امام کے اصحاب نے دیکھا کہ ان پر شدید دباؤ ہے —— اور یہ کہ اب نہ وہ اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں اور نہ امام علیہ السلام کی حفاظت —— تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ سب کے سب نواسۂ رسول کی حفاظت میں لڑتے لڑتے ان کے سامنے شہید ہو جائیں —— چنانچہ جناب عزرہ غفاری کے دو بیٹے حضرت عبدالرحمٰن اور عبداللہ رضی اللہ عنہما —— امام کی خدمت میں پیش ہوئے —— عرض کی —— اے ابوعبداللہ! آپ پر سلام ہو، دشمنوں نے ہمیں گھیر لیا ہے —— اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ کا دفاع کرتے ہوئے آپ کے سامنے شہید ہو جائیں —— آپ نے ان دونوں کے لیے فرمایا مرحبا —— میرے قریب ہو جاؤ —— وہ دونوں آپ کے قریب ہو گئے اور برسر پیکار ہو گئے —— اور اس مضمون کے شعر پڑھنے لگے۔

بنو غفار نے واقعی جان لیا ہے —— اور بنو نزار کے بعد —— بنی خندف نے بھی کہ ہم فاسق و فاجر گروہ کو —— ہر شمشیر براں کے ساتھ ضرور قتل کریں گے —— اے لوگو! —— پاک لوگوں کی اولاد کا مشرفی تلواروں —— اور لہراتے ہوئے نیزوں کے ساتھ دفاع کرو!

اس کے بعد آپ کے جان نثار ایک ایک، دو، دو کر کے آپ کے پاس آتے اور آپ کو سلام کرتے اور جنگ میں کود پڑتے —— یہاں تک کہ جامِ شہادت نوش کر جاتے ——

○ پھر عابس بن ابی شعیب رضی اللہ عنہ حضور امام کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا —— یا امام! خدا کی قسم اس روئے زمین پر کوئی قریب اور دور کا رشتہ دار مجھے آپ سے زیادہ پیارا نہیں —— ''میدان جنگ میں روانہ ہونے سے پہلے عرض کرتے ہیں''

Marfat.com

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِاللهِ اِشْهَدْ لِيْ اَنِّيْ عَلٰى هُدَيْكَ ــــ

اے ابوعبداللہ (امام حسین علیہ السلام کی کنیت ابوعبداللہ ہے اس لئے آپ کو کنیت سے پکارا جاتا تھا)

آپ پر سلام ہو، گواہ رہنا کہ میں آپ کی ہدایت پر قائم ہوں ــــ

پھر تلوار سونت کر میدان میں چلے گئے ــــ ان کی پیشانی پر زخم کا نشان تھا ــــ وہ ایک بہادر شخص تھے ــــ انہوں نے میدان میں جا کر للکارا ــــ کہ ہے کوئی آدمی جو میرے مقابلے میں آئے ــــ ہے کوئی مبارزت قبول کرنے والا ــــ لیکن یزیدیوں نے انہیں پہچان لیا ــــ اس لیے کوئی ان کے مقابلے میں نہ نکلا ــــ ابنِ سعد نے حکم دیا کہ اس پر پتھر برساؤ ــــ چنانچہ ہر جانب سے پتھروں کی بوچھاڑ شروع ہوگئی ــــ جب جناب عابس نے یہ حالت دیکھی تو اپنی زرہ خود ہی اتار کر پھینک دی ــــ اور یزیدی فوج پر حملہ کر دیا ــــ اور دو سو سے زائد آدمیوں کو اپنے سامنے سے پیچھے دھکیل دیا ــــ پھر ہر طرف سے لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور آپ شہید ہوگئے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان سن اشاعت ۲۰۰۵ء)

جابری جوان

حضرت سیف بن حارث بن شریع ــــ اور مالک بن عبد بن شریع ــــ دونوں آپس میں چچازاد تھے ــــ اور ماں دونوں کی ایک تھی ــــ یہ دونوں جابری جوان روتے ہوئے امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ــــ آپ نے فرمایا ــــ اے بچو! کیوں روتے ہو؟ ــــ واللہ میں جانتا ہوں کہ اب تھوڑی دیر کے بعد تم بہت خوش ہو جاؤ گے ــــ انہوں نے جواب دیا ــــ ہم آپ پر قربان ہو جائیں ــــ حضور! اپنے لیے نہیں روتے ــــ آپ کے حال پر رونا آتا ہے ــــ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ اس وقت

Marfat.com

گھیرے میں ہیں —— اور ہم آپ کو بچا نہیں سکتے —— (امام نے ان دونوں کے لیے ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی) —— اور فرمایا:

جَزَاكُمَا اللّٰهُ يَا ابْنَىْ اَخِىْ بِوَجْدِ كُمَا مِنْ ذَالِكَ وَمُوَاسَاتِكُمَا اِيَّاىَ بِاَنْفُسِكُمَا اَحْسَنَ جَزَآءِ الْمُتَّقِيْنَ

اے بھائی کے فرزندو! میری حالت پر مغموم ہونے کی —— اور میرے ساتھ ہمدردی کی اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور ایسا ثواب عطا فرمائے جو نیک بندوں کو عطا کرتا ہے ——

(تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۵۳ —— تا —— ۲۵۴ دار الفکر)

○ دونوں جابری نوجوان آگے بڑھے —— اور مڑ مڑ کر حضرت امام کی طرف دیکھتے اور کہتے جاتے تھے ——

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

''اے اللہ کے رسول کے بیٹے آپ پر سلام ہو۔''

حضرت سیّدنا امام حسین علیہ السلام جواباً فرماتے۔

وَعَلَيْكُمَا السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

''تم دونوں پر سلام اور خدا تعالیٰ کی رحمت ہو۔''

دونوں نے سخت جنگ کی اور امام کے حق میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے ——

(طبری ج ۶ ص ۲۵۴)

گیارہ سال کا بچہ

ایک خاتون اپنا گیارہ سالہ اکلوتا بیٹا لے کر کربلا معلیٰ کے میدان میں حاضر ہوئی —— وہ بچہ بھی اپنی ماں کے ساتھ امام علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا —— اور

Marfat.com

عرض کی —— اے رسولِ خدا کے بیٹے! یہ میری ماں ہے —— اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم آلِ رسول کے نام پر اپنی جان قربان کر دو —— یا امام مجھے بھی جامِ شہادت نوش کرنے کی اجازت فرمائیں —— امام علیہ السلام ان ماں، بیٹے کے جوشِ عقیدت اور جذبۂ محبت سے بہت خوش ہوئے ——

پھر ماں نے عرض کی —— اے نواسۂ رسول! میرا یہ ایک ہی بیٹا ہے —— اور اس کا باپ فوت ہو چکا ہے —— میں یہ چاہتی ہوں کہ میرا یہ بیٹا آپ پر اپنی جان قربان کر دے —— تاکہ میرے بھی دونوں جہان سنور جائیں —— میرا یہ بچہ آپ پر فدا ہو جائے تو میرے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ——

ماں، بیٹے کے جذبۂ جہاد —— شوقِ شہادت —— آلِ رسول کے ساتھ نیاز مندی —— اور بار بار اصرار کو دیکھ کر امام علیہ السلام بہت خوش ہوئے —— اور ساتھ ہی اس بچے کی نو عمری دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھی آ گئے —— آپ نے بچے کو پیار کیا —— اجازت فرمائی اور میدان کارزار میں بھیج دیا —— یہ گیارہ سالہ بچہ امام سے اجازت لے کر، آپ علیہ السلام، اور ماں کو سلام کر کے ہاتھ میں خنجر لے کر میدان جنگ میں وارد ہوا —— اور ظالموں سے خود مقابلہ کیا —— چند شریروں کو مار ڈالا —— اور خوسر کٹا کر سرخ ہوا —— اس کی ماں نے اپنے بچے کا سر اٹھایا اور چوم کر کہنے لگی ——

اَحْسَنْتَ یَا سُرُوْرَ وَ یَا قُرَّۃَ عَیْنِیْ

شاباش، اے میرے دل کے سرور، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک! ——

اور پھر حضرت امام کے بلانے پر واپس خیموں میں آ گئی۔

(حیات الحمی ج ۲ ص ۲۶۷ بحوالہ شہادت نواسۂ سید الابرار ص ۷۵۶)

Marfat.com

خیال رہے سیّدنا امام حسین علیہ السلام کے فدائی کربلا میں نہایت قلیل تھے ـــــ جب کہ مدمقابل تیس ہزار سے زائد کا لشکر موجود تھا ـــــ ایسا کیوں تھا یہ طویل داستان ہے ـــــ لیکن امام حسین کا ایک فدائی میدان میں نکلتا اور فوج اشقیا کے چھکے چھڑا دیتا۔

ہزاروں کے مقابل اک فدائی رن میں جاتا تھا
امامت کی مصدق تیغ کے جوہر دکھاتا تھا
مگر جو بھی نکلتا تھا، قضا بن کر نکلتا تھا
باالفاظ دگر قہر خدا بن کر نکلتا تھا
کہ جس پر ٹوٹ پڑتا بس زبر سے زیر کر دیتا
مقابل آنے والے ہر عدو کو ڈھیر کر دیتا
جو ڈر کر بھاگتا پیچھے لپکتا دم میں جا لیتا
یہاں تک فوج میں گھس کر بھی اس کا سر اڑا لیتا

(حضرت گلزار نادم)

عبداللہ بن مسلم

حضرت مسلم بن عقیل کے بیٹے حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہم) نے بارگاہ امام میں حاضر ہو کر میدان میں جانے کی اجازت چاہی ـــــ تو آپ نے فرمایا، بیٹا! ابھی تو تیرے باپ مسلم کی جدائی کا داغ آسودہ نہیں ہوا ـــــ اور تیرے ننھے بھائیوں کا غم پیوستۂ دل ہے ـــــ اس وقت تو اپنی جدائی کے سوز سے مجھے آتش ہجراں میں نہ ڈال ـــــ کہ تو مسلم بن عقیل کی یادگار ہے ـــــ حضرت عبداللہ نے عرض کی یا ابنِ رسول اللہ! آپ کو اس معبود برحق کی ذات کی قسم ـــــ جس نے آپ کے نانا جان کو حق کے ساتھ اپنی مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا ـــــ مجھے میدان میں جانے دیں ـــــ تاکہ آپ کے دشمنوں کے ساتھ

Marfat.com

جنگ کروں ـــــ اور اپنے باپ کے پاس پہنچ کر آپ کا سلام پیش کروں ـــــ جنہوں نے سب سے پہلے آپ پر جان قربان کی۔

حضرت امامِ عالی مقام نے عبداللہ کو اپنی آغوش میں لے کر فرمایا ـــــ اے میرے چچا کے بیٹے کی یادگار! ـــــ دنیا سے ہماری مصاحبت ختم ہو چکی ہے ـــــ جاؤ اجازت ہے ـــــ خدا تمہارا حامی و ناصر ہو، حضرت عبداللہ نے میدان میں جا کر جب مبارزت طلب کی ـــــ تو ابنِ سعد نے ،قدامہ بن اسد فزاری کو مقابلے کے لیے بھیجا ـــــ قدامہ فن حرب میں بہت ماہر تھا ـــــ اور بہادری میں نام رکھتا تھا ـــــ اس نے حضرت عبداللہ بن مسلم کے سامنے آ کر چالبازی سے کام لیا ـــــ اور آپ کے آگے گھوڑا دوڑانے لگا ـــــ چونکہ آپ کا گھوڑا ایسا ساتھا اس لیے آپ نے نیزہ پھینک دیا اور تلوار سونت کر ایک طرف کھڑے ہو گئے ـــــ

قدامہ نے دیکھا کہ مسلم کے بیٹے کے ہاتھ میں نیزہ نہیں ہے تو وہ خوش ہو کر اپنے گھوڑے کو چھیڑتا ہوا ہاشمی نوجوان کے سامنے آ کر آپ کو نیزہ مارا ـــــ آپ نے اس کا وار خالی کر دیا ـــــ قدامہ نے دوبارہ حملہ کرنا چاہا ـــــ لیکن آپ نے اس کے (بدنما) چہرے پر تلوار کا وار کیا جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا ـــــ پھر آپ نے ہاتھ بڑھا کر اس کے کمر بند سے پکڑ کر اٹھایا اور زمین پر دے مارا ـــــ جس سے وہ ظالم مر گیا ـــــ اور آپ نے اپنا گھوڑا غلام کے سپرد کیا ـــــ اور قدامہ کے گھوڑے پر سوار ہو گئے ـــــ اور زمین پر سے اپنا نیزہ اٹھا لیا ـــــ علامہ کاشفی لکھتے ہیں کہ قدامہ نے جب عبداللہ بن مسلم کی شجاعت دیکھی ـــــ تو ابنِ سعد سے کہنے لگا ـــــ اے سالار لشکر یزید! میں نے بڑے بڑے بہادروں کو دیکھا ہے ـــــ لیکن اس ہاشمی لڑکے جیسا بہادر کوئی نہیں دیکھا، قدامہ کی

Marfat.com

زبان سے نکلنے والے یہ آخری الفاظ تھے، پھر وہ مارا گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسلم نے قدامہ —— نہروان کے خارجی حمیر، حمیری اور اس کے بیٹے کامل بن حمیر —— اور عمرو بن صبیح صیداوی کے ساتھ ساتھ دشمنوں کے کئی سواروں کو قتل کیا —— اور بڑے بڑے شہزادوں کو زخمی کیا۔

آپ کے قاتلوں میں دو کا نام آتا ہے، بعض نے نوفل بن مزاحم حمیری اور عمرو بن صبیح صیداوی کو عبداللہ بن مسلم کے قاتل قرار دیا ہے۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۱۳ —— فردوس آسیہ ص ۳۲۶ مطبوعہ مکتبہ تھانوی کراچی)

جعفر بن عقیل

حضرت جعفر بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما —— جو امام حسین علیہ السلام کے چچازاد تھے —— آپ نے اپنے بھتیجے کو جامِ شہادت نوش کرتے ہوئے دیکھا —— تو امام کی بارگاہ میں اجازت کے لیے حاضر ہوئے، اجازت ملنے پر رجز پڑھتے ہوئے میدان میں وارد ہوئے، جو بھی آپ کے مقابلے میں آتا قتل ہو جاتا یا زخمی ہو کر میدان سے بھاگ جاتا —— جب وہ دنیا کے کُتے میدان جنگ میں بے بس ہو گئے —— تو ایک دم آپ کو گھیرے میں لے لیا اور چاروں طرف سے تیر برسانے لگے —— پھر ایسا ہوا کہ فرزند عقیل اپنے ہی خون سے نہا کر —— عبداللہ بن عزرہ خثعمی کے تیر سے جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۱۳ —— فردوس آسیہ ص ۳۲۶)

عبدالرحمٰن بن عقیل

مولا علی کے بھائی حضرت عقیل کے ایک اور فرزند حضرت عبدالرحمٰن بن عقیل (رضی اللہ عنہم) نے جب اپنے بھائی کو میدان جنگ میں بسمل کی صورت میں تڑپتے دیکھا تو بے تاب ہو کر شیرِ ببر کی طرح میدان جنگ میں کود پڑے —— اور ایسے ایسے بہادری و

Marfat.com

شجاعت کے جوہر دکھائے کہ دشمنوں کے خون سے میدان کو سرخ کر دیا، اور آخر کو عثمان بن خالد ـــــ اور بشیر بن سوط ہمدانی کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۱۴ ـــــ فردوس آسیہ ص ۳۲۶)

عون و محمد رضی اللہ عنہما

حضرت محمد اور حضرت عون علیہما السلام ـــــ امام حسین کی ہمشیرہ حضرت سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا کے فرزند ہیں ـــــ جناب امام کے بھانجے ـــــ علی مولا مرتضیٰ کے نواسے ـــــ مولا علی کے بڑے بھائی حضرت جعفر طیار کے پوتے ـــــ حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار کے بیٹے ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ـــــ ان دونوں صاحبزادوں کی عمروں میں مؤرخین میں اختلاف ہے ـــــ کسی نے لکھا ہے کہ ان کی عمریں اٹھارہ اور پندرہ کے درمیان ہیں ـــــ کوئی کہتا ہے ـــــ نو اور دس کے درمیان تھیں ـــــ بہر حال وہ صاحبزادے نوخیز تھے (واللہ اعلم)

جب حضرت عبد الرحمان بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت ہوئی تو حضرت محمد بن عبد اللہ ـــــ حضرت سیّدہ زینب کے بیٹے ـــــ اپنے ماموں جان امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے ـــــ اور عرض کی ـــــ

اے اوج ولایت کے شہباز بلند پرواز مجھے بھی جنگ کی اجازت عطا فرمائیں ـــــ تاکہ اپنے دل کا مدعا اور آرزو حاصل کر سکوں ـــــ اور اپنے دادا جان جناب جعفر طیار کے ساتھ بہشتی فضاؤں میں پرواز کروں ـــــ اور شہادت کے پروں پر سوار ہو کر آشیانہ سعادت میں پہنچوں۔

○ خیال رہے کہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ دونوں صاحبزادے اکٹھے میدان

Marfat.com

کارزار میں نکلے تھے ـــــ اور سیّدہ زینب نے امام سے سفارش کی تھی کہ میرے بچوں کو میدان میں جامِ شہادت نوش کرنے کی اجازت عطا کی جائے ـــــ اس منظر کو، فردوس آسیہ اور کچھ دوسری کتب میں اس طرح بیان کیا ہے ء کہ سیّدہ زینب نے اپنے بچوں کو اپنے قریب بلا کر فرمایا۔

اے میری آنکھ کے تارو، مرے جگر پارو!
تم اپنی جانوں کو ابنِ رسول پر وارو
تمہاری جانوں سے پسر رسول پیار ہے
ہر ایک چیز سے دین رسول پیارا ہے
عزیز تر ہے جہاں سے مجھے مرا بھائی
رلاتی خون کے آنسو ہے اس کی تنہائی

بچوں نے گردنوں کو جھکا کر عرض کی امی جان ہم اپنے ماموں پر اور دینِ اسلام پر اپنی جانیں نثار کرنے کے لیے بہت بے تاب ہیں ـــــ لیکن ماموں جان ـــــ امام زمن سے اجازت لے کر آپ دیں ـــــ اور ہماری سفارش فرمائیں ـــــ امامِ عالی مقام اپنی بہن زینب علیہ السلام کے خیمہ کے سامنے کھڑے تھے ـــــ بہن نے بھائی کو اپنے پاس بلایا ـــــ اور تمام آداب ملحوظ رکھتے ہوئے عرض کرتی ہیں ـــــ اے بھائی! ـــــ اے مظلوم کربلا!

اس بات کی حضرت گلزار احمد نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ نے اشعار میں یوں منظر کشی کی ہے ـــــ لکھتے ہیں۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے پکار کر عرض کی ـــــ

پکاری تھام کر دامن میرے وارث میرے بھائی
سوالی ہے تیرے در پر تیری مجبور ماں جائی

Marfat.com

ہمیشہ اپنی بہنوں کا برادر مان رکھتے ہیں
بہن کی ہر تمنا کو عزیز از جان رکھتے ہیں
سخی ماں کے سخی بیٹے! میرا دامان دل بھر دے
مجھے بھی اس جہاں میں جانِ خوہر سرخ رُو کر دے
کہا بنتِ علی نے التجا ہے بس یہی میری
کہ اب حق پر فدا ہو کربلا میں زندگی میری
سوئے میدان میں اپنے جگر پاروں کو بھیجوں گی
برادر! اب تیرے ننھے وفاداروں کو بھیجوں گی

بھائی جان! میری اک التجا ہے اسے شرف قبولیت عطا ہو۔ امام نے فرمایا بہن کھل کر بات کرو —— کیا چاہتی ہو —— عرض کی بندہ نواز میرے بچوں کی طرف دیکھئے!

ذرا دیکھو تو کیسے باندھ کر ہتھیار پھرتے ہیں
صبح سے بس یونہی رن کے لیے تیار پھرتے ہیں
بنام مصطفےٰ ﷺ، ان پر بھی اپنا ہاتھ رکھ لیجئے
اجازت دیجئے بچے ہیں ان کی بات رکھ لیجئے

بھائی جان! —— ماں زہراء ہوتی تو ان سے سفارش کراتی —— اے میرے مسافر و بے وطن بھائی! میرے بچوں کو اجازت مرحمت فرمائیں،

کہ اب یہ رن میں جا کر اپنی ماں کا حق ادا کر دیں
رَہِ توحید میں ننھی سی دو جانیں فدا کر دیں

Marfat.com

میری اس آرزو کو آرزوئے بے ریا سمجھو
میرے بچوں کو بھیا صدقۂ آلِ عبا سمجھو

امام علیہ السلام نے بہن کی بات سنی تو بچوں کی طرف دیکھا —— تو وہ اپنے ماموں کے چہرے کی طرف اس طرح دیکھ رہے تھے —— جس طرح کوئی سوالی سوال کرنے کے بعد سخی کے منہ کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتا ہے —— امام نے فرمایا —— بہن! آج میرے ایک دل پر ہزاروں زخم ہیں —— صبح سے ان ہاتھوں سے پیاروں کے لاشے اٹھا رہا ہوں —— اب تم کہتی ہو کہ تیرے بچوں کو میدان میں بھیجوں نہیں بہن نہیں ——

نہیں ہرگز نہیں زینب علیہا السلام یہ دل پتھر نہیں، دل ہے
خدارا لائق نشتر نہیں، مرحم کے قابل ہے
تیری بربادیوں کا آج خود سامان کروں کیسے
بہن کی گود اپنے ہاتھ سے ویراں کروں کیسے

حضرت سیّدہ زینب علیہا السلام نے اصرار کیا —— اور کچھ روٹھ جانے کے انداز میں دوبارہ التجا کی ——

خدا کے نام پر اب دے اجازت شاد کر بھیا
بہن کی گود بھی اپنی طرح آباد کر بھیا
خدا رکھے سلامت اب علی کے جانشیں تم ہو
تمہیں سے مانگتی ہوں میں میرے سب کچھ تمہیں تم ہو

اس التجا و درخواست پر امام علیہ السلام خاموش ہو گئے —— امام کی خاموشی کو رضا سے تعبیر کرتے ہوئے —— سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے صاحبزادوں کو خیمہ میں

Marfat.com

لے جا کر نئے کپڑے پہنائے —— اور ہتھیار سجائے —— اور میدان کارزار کی طرف روانہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا —— اے بیٹو! جاؤ —— اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرو خدا تمہارا حامی و ناصر ہو

مگر واری ذرا ہمت سے لینا کام میداں میں
کہیں بھولے سے پانی کا نہ لینا نام میداں میں
اگر پوچھے تمہیں سالار لشکر کس کے بیٹے ہو
پدر کا نام کیا ہے، اور کس کی گود لیٹے ہو
تو تم کہنا ہماری ماں کنیز بنت حیدر علیہ السلام ہے
ہمارا باپ بچپن سے غلام سبط اصغر ہے
نہ کرنا بھول کر بھی تذکرہ اپنی نجابت کا
کہ تم ہو فی الحقیقت آج سر صدقہ امامت کا
''اٹھو اب'' شوق سے بچو! تمہیں رخصت کیا میں نے
جو مجھ پر قرض باقی تھا وہ پورا کر دیا میں نے

دعائے سیّدہ زینب علیہا السلام

ہر ماں اپنے بچوں کے لیے یہی دعا کرتی ہے —— کہ اے رب کریم! —— میرے بچے جنگ کے لیے جا رہے ہیں —— خیر و عافیت سے واپس آئیں —— اس لیے کہ ماں کی ممتا کا رشتہ ہی کچھ ایسا ہے جس کو پورے طور لکھنا مشکل ہے —— لیکن یہ ماں سیّدہ زینب، ثانی زہراء سلام اللہ علیہا —— رسولِ خدا کی نواسی بتول پاک کی دختر —— اور علی شیرِ خدا —— سیف اللہ کی بیٹی ہے —— اس شیر دل خاتون نے میدان

Marfat.com

میں بچوں کو بھیجتے ہوئے جو دعا فرمائی ــــــ وہ بقول حضرت گلزار نادم رحمۃ اللہ علیہ کچھ اس طرح ہے ــــــ بارگاہ خداوندی میں عرض کرتی ہیں ــــــ اے میرے خالق و مالک ــــــ خدائے لایزال یہ میرے بچے میدان کی طرف نکل رہے ــــــ انہیں ۔

متاع زندگی رن میں لٹا دینے کی ہمت دے
جہاد زندگی میں سر کٹا دینے کی ہمت دے
اگر آئیں تو بن کر کشتہ تیغ یزید آئیں
میرے بچے نہ آئیں، یا خدا ہو کر شہید آئیں
پس اے ننھے شہیدو! اب چلے جاؤ خدا والی
کہ دشمن ہنس رہا ہے دیکھ کر میدان کو خالی

شہزادوں نے ماں کو آخری سلام کیا ــــــ اور دونوں نوعمر مجاہد خیمہ سے نکل کر میدان کی طرف آئے ــــــ

در خیمہ کی چلمن سے حرم کی دلربا نکلے
سوئے میدان، سبطین علی المرتضیٰ نکلے
فضائے نینوا پھر صوت پر تاثیر سے گونجی
زمین کربلا پھر نعرۂ تکبیر سے گونجی
یہ ننھے صف شکن ہیں، جعفر طیار کے پوتے
نبی ﷺ کے منتخب جید سپہ سالار کے پوتے
ہزاروں کے مقابل دو۲ فدائی خورد سال آئے
فدائی کیا، ارے خود ثانی زہراء کے لال آئے

(حضرت نادم صابری)

Marfat.com

دونوں صاحبزادے جب میدان میں نکلے تو پھر فوجِ اشقیاء کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ـــــ حضرت محمد نے دس ـــــ اور حضرت عون نے تین دشمنوں کو قتل کیا ـــــ بعض نے زیادہ تعداد لکھی ہے ـــــ پھر ان کے گرد دشمن کی فوج کا ایک بڑا ہجوم ہو گیا تو دونوں شہزادے آسمانِ شہادت پر ستاروں کی طرح چمکنے لگے۔ عامر بن نشل نے حضرت محمد کو ـــــ عبداللہ بن قطبہ طائی نے جناب عون کو شہید کیا ـــــ

باغِ زہراء علیہا السلام کے گرے پھول زمیں پر جس دم
عالمِ کون پہ طاری ہوا ہُو کا ـــــ عالم
سن کے بیٹوں کی شہادت کا تھا زینب علیہا السلام نے کہا
رب عالم نے سنی میری تمنا کی صدا
سن کے شبیر نے فرمایا: اے کربل! سن لے
دیکھ لے تو بھی فلک، تو بھی اے مقتل سن لے
اب کے پھر اٹھتا ہوں لاشوں کو اٹھانے کے لیے
آبرو دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بچانے کے لیے

(خضر)

وہ کیسا منظر ہوگا، جب امام حسین علیہ السلام اپنے عزیز ترین بھانجوں کے لاشے اٹھانے کے لیے میدان میں گئے ہوں گے ـــــ زمین کانپ اٹھی ہوگی ـــــ فلک پر لرزا طاری ہو گیا ہوگا ـــــ کربلا کے ریتلے ٹبوں کے تپتے ہوئے ذرے بھی چیخ اٹھے ہوں گے، جب امام نے نو عمر خوبصورت بچوں کے لاشے دیکھ کر فرمایا ہوگا، اے میری بہن کے فرزند! ـــــ اے جعفر طیار کے دل بندو! ـــــ اٹھو! تجھے تمہاری ماں خیمہ میں بلاتی ہے ـــــ اٹھو! ـــــ

Marfat.com

اٹھو! شہزادیٔ عالم کے نواسو اٹھو!
اٹھو! اے مالکِ کوثر کے پیاسو اٹھو
کون آیا ذرا دیکھو اٹھانے تجھ کو
خیمۂ ثانیِ زہراء علیہا السلام میں لے جانے تجھ کو
گلشنِ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکھار آیا ہے
دوشِ مختارِ دو عالم کا سوار آیا ہے

(خضر)

امام حسین اپنے پیارے بھانجوں کے لاشے اٹھا کر خیموں کے پاس لاتے ہیں ـــــ وہ منظر کس قدر المناک ہوگا ـــــ کہ ایک بھائی اپنی وفا شعار ـــــ اور شب زندہ دار بہن کا سرمایۂ افتخار لاشوں کی صورت میں اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے چل رہا ہے ـــــ سیّدہ زینب علیہا السلام کے ان پاک باز بچوں کے لامزاروں پر تا قیامت انوار کا مینہ برستا رہے ـــــ جو ـــــ

گئے مقتل میں پیدل، دوش پر ہو کر سوار آئے
قبا پہنے لہو کی، ہو کے ماموں پر نثار آئے
جو لکھا واقعہ عون و محمد کی شہادت کا
خضر کی پُر خطا آنکھوں میں آنسو بار بار آئے

(خضر)

عبداللہ بن حسن

حضرت سیّدنا امام حسین کے بھانجوں کی شہادت کے بعد ـــــ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے جواں سال بیٹے ـــــ مظلومِ کربلا کے بھتیجے حضرت عبداللہ بن حسن ـــــ اپنے

Marfat.com

بزرگ چچا کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں —— حضرت عبداللہ نہایت خوبصورت جوان تھے —— ایسے معلوم ہوتا تھا، جیسے چاند کا ٹکڑا زمین پر اتر آیا ہو —— آپ نے حضرت امام کی بارگاہ میں عرض کی —— اے خلاصۂ خاندان رسالت —— اے فخرِ دودمانِ ولایت —— مجھے میدان کربلا میں جانے کی اجازت عطا فرمائیں —— کیونکہ اب اپنے پیاروں کی جدائی برداشت نہیں —— امام نے فرمایا: اے میرے بھائی کی یادگار! —— تو میرے نزدیک میری جان کے برابر ہے —— تجھے میدان میں جانے کی اجازت کیسے دوں —— حضرت عبداللہ بن حسن نے امامِ حسین کو قسم دی اور اجازت لے کر میدان جنگ میں پہنچ گئے اور یوں فرمایا ——

اَنْ تُنْکِرُوْنِیْ وَاَنَا فَرْعُ الْحَسَنْ

سِبْطِ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی وَالْمُؤْتَمَنْ

تمہیں ماننا پڑے گا کہ میں نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم —— امام حسن مجتبیٰ کا بیٹا ہوں ——

جب حضرت عبداللہ میدان میں پہنچے تو مبارزت طلبی کے لیے آپ نے توقف نہ فرمایا —— اور تیزی کے ساتھ ابنِ سعد کے لشکر کے درمیان پہنچ گئے —— اور بائیس ۲۲ یزیدیوں کی گردنیں اتار کر فنا کے حوالے کر دیں —— اور ابنِ سعد کے قریب پہنچ گئے —— ابنِ سعد نے شہزادۂ حسن کی تیغ براں سے ڈرتے ہوئے اپنے گھوڑے کی باگ موڑ دی —— اور بھاگ کر اپنی فوج کے سواروں کے درمیان پہنچ گیا —— حضرت عبداللہ میدان میں واپس آ گئے —— اور کچھ عرصہ خود کو آسودہ کرنے کے بعد مقابلے کی دعوت دی۔

Marfat.com

ابن سعد نے جب دیکھا کہ جناب عبداللہ واپس میدان میں چلے گئے ہیں تو اپنے لشکر کی پہلی صف میں آ کر لوگوں کو اس ہاشمی جوان کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے اِنعام و دولت کا وعدہ کرنے لگا ـــــ بختری بن عمرو شامی نے اس کے سامنے آ کر کہا ـــــ اے ابنِ سعد! تو لشکر سپہ سالاری کس منہ سے کرتا ہے جب کہ تو اس ہاشمی جوان کی تلوار سے ڈر کر بھاگتا پھرتا ہے ـــــ ابنِ سعد نے نادم (شرمندہ) ہو کر کہا ـــــ اے بختری! جان پیاری ہے ـــــ اور عمر کا بدل نہیں ـــــ اگر میں نہ بھاگتا تو اس کے ہاتھ سے جان نہ بچا سکتا ـــــ اور عمر عزیز کو رخصت کر دیتا، اگر تو چاہتا ہے کہ سچی بات کہوں تو ابھی یہ نو جوان میدان میں کھڑا ہے ـــــ اور اس کی چشم انتظار مقابلہ کرنے والے کا راستہ دیکھ رہی ہے اس کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے چلا جا ـــــ تا کہ ہاشمیوں کی گرفت کو دیکھ سکے ـــــ اور درخت کارزار ـــــ اور ان کے حرب و پکار کی شاخ سے ناکامی ـــــ اور بے فرجانی کا پھل چن سکے ـــــ

بختری ابنِ سعد کی بات سن کر شرمندہ ہو گیا ـــــ اور اس کی آتش غضب بھڑک اٹھی ـــــ چنانچہ وہ اپنے پانچ سواروں کو ساتھ لیکر حضرت عبداللہ بن حسن علیہما السلام کے سامنے آ گیا ـــــ امام حسین علیہ السلام کی صفوں سے امام حسن علیہ السلام کے غلام پیروان ـــــ اور جناب محمد بن حسن ـــــ اور حضرت اسد بن ابی دجانہ رضی اللہ عنہم ـــــ شہزادۂ حسن علیہ السلام کی امداد کے لیے نکلے ـــــ گھمسان کا رن پڑا، شہزادۂ حسن، پیروان، اور محمد بن اسد کے حملے اس قدر تیز و شدید تھے کہ بختری کے پانچ سواروں کو مار بھگایا ـــــ یہاں تک کہ دشمن کے لشکر کے درمیان پہنچ گئے۔

شیث بن ربعی، پانچ سو سواروں کے صف لشکر سے نکلا اور بختری آوازہ کستے ہوئے

Marfat.com

کہنے لگا—— تجھے شرم آنی چاہئے کہ تیرے یہ پانچ سو جنگ جو چار آدمیوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکے۔

پیروان رضی اللہ عنہ نے دوسری بار بختری پر حملہ کیا اور اس کے لشکر کو زیر وزبر کر دیا—— ابنِ سعد کہا کرتا تھا کہ میں نے اس روز پیروان رضی اللہ عنہ کی جنگ کو دیکھا—— خدا کی قسم اگر اسے پانی کا ایک پیالہ مل جاتا تو وہ ہمارے پورے لشکر کے لیے کافی تھا—— اس نے ایک سو اسی افراد کو نیزے—— اور بیس کو تلوار کے ساتھ ہلاک کر دیا—— یہ چاروں سوار لڑتے لڑتے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔''رضوان اللہ علیہ''

(روضۃ الشہداء ص ۳۱۶—— تا—— ۳۲۰۔ مطبوعہ تہران خیابان بوذر)

ان چاروں کی بہادری چار دانگِ عالم میں مشہور ہے جنہوں نے تیس ہزار فوجیوں کے چھکے چھڑا دیئے—— سلام ہوان کے ہر ہر کارنامے پر۔

السلام اے غازیان دین و ملت السلام
السلام اے صاحبان شان و عظمت السلام
السلام اے جاں نثاران امامت السلام
السلام اے ہم صفیران طہارت السلام

(خضر)

Marfat.com

شہادت قاسم بن حسن علیہما السلام

ہے نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، زورِ علی علیہ السلام، پورِ حسن علیہ السلام قاسم علیہ السلام
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ اطہر کی ہے پاکیزہ کرن قاسم علیہ السلام
جلالِ حمزہ علیہ السلام و عباس علیہ السلام، گل ''زہرا علیہا السلام'' کے گلشن کا
جنابِ جعفرِ طیار کی پوری پھبن قاسم علیہ السلام
جواں قاسم علیہ السلام، حلیمِ آلِ پیغمبر کا بیٹا ہے
علی کا شیر، رن میں آ گیا سیمیں بدن قاسم علیہ السلام
خدایا فضل فرمانا، یہ زینب نے دعا مانگی
ہزاروں کے مقابل ہے کھڑا اک بے وطن قاسم علیہ السلام
بپاسِ خاطرِ شمس رضی اللہ عنہ و قمر رضی اللہ عنہ، اے قاتلِ ازرق![1]
خضر کو بھیک مل جائے برائے پنجتن قاسم علیہ السلام!

(خضر)

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے دوسرے صاحبزادے حضرت سیّدنا قاسم علیہ السلام نے اپنے بھائی عبداللہ بن حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد میدان جنگ میں اترنے کا ارادہ فرمایا —— لیکن بار بار عرض کرنے کے باوجود جنگ کی اجازت نہ ملی —— جناب

[1] -ارزق —— غلط ہے —— اس بے ایمان کا نام —— ازرق ہے (المنجد —— روضۃ الشہداء)

Marfat.com

قاسم نے اپنی والدہ سے سفارش کرانے کا ارادہ کیا —— اور عرض کی اے امی جان! —— آپ کے دو ۲ دلبروں کا ایک بھائی اور بھی ہے —— اور وہ میں ہوں قاسم —— میں وہی قاسم ہوں ——

وہی جس کو کہا کرتی ہو صابر باپ کا بیٹا
سوالی بن کے آیا ہے وہ قاسمؑ آپ کا بیٹا
اسے بھی شوق سے قربان کر دیجئے
خدارا بے مجبور پر احسان کر دیجئے
رہ توحید میں، میں بہت پُر جوش ہوں امی
مگر اپنی یتیمی دیکھ کر خاموش ہوں امی

(نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ)

مگر اجازت پھر بھی نہ ملی —— حضرت قاسم خیمہ میں تشریف لائے —— اور پریشانی کے عالم میں زانوں پر سر رکھ کر سوچنے لگے کہ —— اچانک انہیں یاد آیا کہ ان کے والد محترم (امام حسن علیہ السلام) ان کے بازو پر ایک تعویذ باندھ کر فرمایا تھا —— کہ جس مقام پر تجھے بہت زیادہ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے —— اور مصائب و آلام کی آندھیوں میں گھر جائے تو اس تعویذ کو کھول کر پڑھنا —— اور جو اس پر لکھا ہو اس پر عمل کرنا —— حضرت قاسم علیہ السلام نے سوچا کہ اس سے زیادہ مصائب کبھی نہیں دیکھے، چلو تعویذ کو پڑھ کر دیکھیں —— کہ اس میں کیا لکھا ہے ——

پھر آپ نے اس تعویذ کو الگ کیا —— دیکھا تو اس پر امام حسن علیہ السلام نے ''اپنے بیٹے'' قاسم کے نام ایک حکم لکھا تھا —— وہ یہ کہ جب تو میرے بھائی اور اپنے چچا حسین کو —— دھوکے نازشامیوں، اور بے وفا کوفیوں کے درمیان صحرائے کربلا میں گھرا

Marfat.com

ہوا پائے تو فوراً اپنا سر ان کے قدموں پر رکھ دینا —— اور اپنی جان ان پر نثار کر دینا —— وہ ہر چند تجھے جنگ سے باز رکھیں گے —— مگر تو مسلسل گزارشات اور منت و سماجت کرتے رہنا —— کیونکہ حسین پر جان قربان کر دینا شہادت کے دروازے کی کنجی ہے —— اور ادراک اقبال کا وسیلہ اور سعادت ہے۔

حضرت قاسم علیہ السلام نے، جب اس وصیت نامہ کو پڑھا، تو وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ خوشی میں کیا کر رہے ہیں، تیزی سے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی —— اور امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بوسیدہ خط کو امام کے سامنے پیش کر دیا —— جب شاہ شہیداں نے اس مکتوب گرامی کو دیکھا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ——

(روضۃ الشہدا ۱، ص ۳۲۱)

جو دیکھی سرور علیہ السلام مجبور نے تحریر بھائی کی
تو آنکھوں میں یکایک پھر گئی تصویر بھائی کی
اٹھے بے تاب ہو کر لے لیا قاسم علیہ السلام کو بانہوں میں
بدل کر رہ گئی غم کی فضا اشکوں میں آہوں میں
میرے رنجور دل کو اور بھی رنجور کر ڈالا
حسن! تیری وصیت نے مجھے مجبور کر ڈالا
وگرنہ حشر تک پاتا نہ دشمن روئے قاسم علیہ السلام کو
میں اپنی جان دے دیتا، نہ دیتا موئے قاسم علیہ السلام کو

(نادم صابری)

فرمایا بیٹا! لوگوں کو کیا پتہ کہ تجھے اجازت کیوں نہ ملتی تھی۔ ارے! تیرے جمال میں جمال حسن علیہ السلام کا عکس ہے —— تجھے دیکھ کر —— گویا امام حسن علیہ السلام کی

Marfat.com

زیارت کر لیتا —— تجھے دیکھتا تو جلتے ہوئے جگر کی ٹھنڈک محسوس کرتا —— اب جانِ عم جا —— اور اپنے باپ کی وصیت کی تکمیل کر —— اور ساتھ ہی فرمایا ——

اٹھو زینب اٹھو! دلبند رخصت ہونے والا ہے
حسن کا لاڈلا فرزند رخصت ہونے والا ہے
اٹھو! تا غازیٔ اسلام کو رخصت کریں مل کر
یہ سارے گھر کی رونق ہے انہیں ہتھیار دیں مل کر
اٹھو! جلدی کہ سورج ڈھل چکا ہے کام باقی ہے
کرو ہمت ابھی کچھ خدمت اسلام باقی ہے

(نادم)

چاند کا ٹکڑا

سلیمان بن ابی راشد نے حمید بن مسلم سے بیان کیا ہے —— وہ کہتے ہیں:

خَرَجَ اِلَیْنَا غُلَامٌ کَاَنَّ وَجْهَهٗ شِقَّةُ قَمَرٍ فِیْ یَدِهِ السَّیْفُ عَلَیْهِ قَمِیْصٌ وَ اِزَارٌ وَنَعْلَانِ، قَدْ اِنْقَطَعَ شِسْعُ اَحَدِهِمَا مَا اَنْسٰی اَنَّهَا الْیُسْرٰی ——

جب وہ نوعمر میدان میں ہماری طرف نکلا "تو ایسے دکھائی دیتا تھا" جیسے چاند کا ٹکڑا ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے میدان کی طرف بڑھ رہا ہے —— اور قمیص، تہہ بند —— اور جوتے پہنے ہوئے تھا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس کے بائیں پاؤں کے جوتے کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا ——

(تاریخ طبری (ابو جعفر محمد بن جریر) ج ۶ ص ۲۵۶ ـ مطبوعہ دار الفکر سن اشاعت ۱۹۷۹ء بمطابق ۱۳۹۹ء)

Marfat.com

حضرت قاسم علیہ السلام نے میدان میں پہنچ کر رجز کے اشعار پڑھے ——— جن کا اردو زبان میں مفہوم کچھ اس طرح ہے۔

خدا کے باغیو! میں آ گیا ہوشیار ہو جاؤ
اجل سے جنگ لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ
جسے ہر اک پڑھ سکتا ہے، وہ حرف جلی ہوں میں
ارے اندھو! جگر بندِ حسن علیہ السلام ابنِ علی علیہ السلام ہوں میں
میں اک ادنیٰ سپاہی ہوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے کا
طریقہ مجھ کو آتا ہے سرِ باطل اڑانے کا
ارے قاسم علیہ السلام ہوں میں تم کو ابھی تقسیم کر دوں گا
جو سالم رو برو آئے گا میں دو نیم کر دوں گا

زیاد اور ابنِ زیاد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ——— گلزار نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ کے ایک پورے باب کو ایک مصرع میں سمو دیا ہے۔

بنو ہاشم کبھی مروانیوں سے ڈر نہیں سکتے
زنا زادے کبھی ان پر حکومت کر نہیں سکتے

(نادم)

اور پھر آپ نے مبارزت طلب کی جنگ چھڑنے پر آپ نے بہت سے سر تن سے جدا کر دیئے ——— اور نامور بہادروں کے چھکے چھڑا دیئے ——— اور لشکرِ اَغیار میں کھلبلی مچا دی ——— تھوڑی دیر پیچھے ہٹ کر دم آراستہ کیا ——— پھر آگے بڑھے ——— اور فرمایا ———

اے یزیدیو! میں ہاشمی ہوں ——— اور ہاشمی جوانوں کی شان یہ ہے۔

Marfat.com

خدا کا قہر بن جاتے ہیں یہ میدان میں آ کر
درِ خیبر الٹ دیتے ہیں یہ نان جویں کھا کر
یہ دو۲ لمحوں میں ہر غالب کا غلبہ توڑ سکتے ہیں
اگر چاہیں تو تنہا فوج کا منہ موڑ سکتے ہیں
نہ یہ مغلوب ہوتے ہیں، نہ یہ محصور ہوتے ہیں
خدا کا حکم آ جائے تو پھر مجبور ہوتے ہیں

(حضرت نادم)

دوسرا حملہ

یہ کہہ کر آپ نے مبارزت طلب کی —— جب کوئی مقابل نہ آیا تو آپ نے قلب لشکر پر حملہ کر دیا —— حملہ اس قدر شدید تھا جس کو لفظوں میں بیان کرنا آسان نہیں —— ''اسے خدائی طاقت —— اور امام حسین کی دعا کا نتیجہ ہی کہا جا سکتا ہے —— کہ چودہ سال کے لڑکے نے میدان کارزار میں تہلکہ مچا دیا۔''

غرض اک برق سی لہرا کے کوندی جا بجا رن میں
سوا اس کے نہیں دیکھا کسی نے کیا ہوا رن میں
بہادر بزدلی کی داستاں کہتے ہوئے بھاگے
ستمگر الحفیظ والاماں کہتے ہوئے بھاگے
نہ اب تھا میمنہ[۱]، نہ میسرہ ہی اپنی جا پر تھا
سپہ کے ساتھ، خود سالار بھی دوش ہوا پر تھا

آپ نے سنبھل کر ابنِ سعد کو آواز دی —— اور فرمایا، اے سالارِ لشکر! ——

۱۔ میمنہ دائیں طرف کی فوج —— اور میسرہ بائیں طرف کی فوج کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

تیرے لشکر کو کیا ہو گیا ہے؟ —— کہ یہ مردِ میدان کس طاقت سے خوف زدہ ہو کر بھاگے ہیں؟ —— وہ کون سی چیز ہے جس نے تیری فوج کو ہراساں کر دیا ہے —— اے کم نظر! بتا کہ اس کا کیا سبب ہے؟ —— ارے نادان تو کارِ قدرت کیا سمجھے گا، سن میں بتاتا ہوں۔

تو سمجھا ہے جسے شاید میری شمشیر کے جلوے
وہ جلوے تھے حقیقت میں غمِ شبیر کے جلوے
یہ تھی بس اک ذرا سی بندۂ رحمان کی قوت
بدی کے بالمقابل نیکی و ایمان کی —— طاقت
مگر خائف نہ ہو، اے بے خبر! ہم جانے والے ہیں
نہ گھبرا ہم کوئی دم میں شہادت پانے والے ہیں
غرض ، المختصر جلدی کسی کو بھیج دے رن میں
تمنا ہو تو خود آ کر تماشا دیکھ لے رن میں

(نادم)

الغرض ابنِ سعد نے شامی لشکر کے ایک سپہ سالار ازرق نامی پہلوان سے کہا ——

اے ازرق! —— تو سالانہ یزید سے دس ہزار لیتا ہے —— اور اپنی شجاعت کی آواز شام و عراق کے بہادروں تک پہنچاتا ہے —— کیا تو میدان میں جا کر اس جوان کا کام تمام نہیں کر سکتا؟ ——

ازرق نے کہا —— اے ابنِ سعد! تو یہ بات اس شخص سے کہہ رہا ہے، جو مصر و شام کی ولایت میں ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا ہے —— نہیں ہرگز نہیں —— میرے لیے اس لڑکے کے ساتھ جنگ کرنا باعث ننگ و عار ہے۔

Marfat.com

ابن سعد نے اس پر آوازہ کستے ہوئے کہا —— او بدبخت! تیری زبان بند ہو جائے —— یہ لڑکا شیرِ خدا کا پوتا ہے —— حسن مجتبیٰ کا بیٹا —— اور نبیرۂ رسولِ خدا ہے —— خدا کی قسم اگر یہ پیاسا نہ ہوتا تو اسے ہمارے ساتھ بات کرتے ہوئے عار محسوس ہوتی —— جا اس کے ساتھ جنگ کر ——

ازرق نے کہا اگر تو میرے جسم کے ٹکڑے بھی کر دے —— تو بھی میں اس کے ساتھ جنگ نہیں کروں گا —— اگر تو ضد کرتا ہے تو میرے چار بیٹے ہیں —— جو سب کے سب شجاعت کے پیکر ہیں —— میں ان میں سے ایک کو بھیجتا ہوں تا کہ وہ اس لڑکے کا سر لے آئے —— اور تیرا دل اس کی فکر سے آزاد ہو جائے —— پھر اس نے اپنے بڑے بیٹے کو بلایا اور اپنے گھوڑے سے اتر کر اسے سوار کیا ——

○ ازرق کا بیٹا تنگ حلقے کی زرہ —— اور فولادی خود پہنے ہوئے میدان کی طرف نکلا —— اس نے سونے کا کمر بند باندھا ہوا تھا —— بہت مضبوط —— اور بہت لمبا نیزہ ہاتھ میں تھامے ہوئے میدان کی طرف آیا —— تیر و کمان —— اور ترکش اور زہر آلود تلوار حمائل کیے ہوئے دیو کی طرح جھومتا ہوا چودہ سالہ نوجوان کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

○ دوسری طرف حضرت قاسم بن حسن علیہما السلام کے پاس کیا تھا؟ —— تہہ بند باندھے ہوئے —— گریبان پھٹا ہوا —— اور نعلین کا تسمہ ٹوٹا ہوا —— سر پر عمامہ پیوند لگا ہوا —— ہاتھ میں آپ کے پاس —— نہ توسن تھا —— نہ جوشن (زرہ بکتر) تھا نہ بکتر تھا —— نہ خنجر تھا —— نہ برچھی تھی —— نہ بھالا تھا۔

اس منظر کو حضرت گلزار احمد نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ نے شاعری کی زبان میں نہایت درد بھرے انداز میں بیان کرتے لکھا ہے —— فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اب اس کے مقابل عاشق رحمان کو دیکھو
سخی سلطان، لیکن بے سرو سامان کو دیکھو
بلا شک و شبہ ہے عظمتِ دارین پاؤں میں
بظاہر ہے، مگر ٹوٹی ہوئی نعلین پاؤں میں
بس اک تہہ بند ہے تن پر، گریباں چاک جامہ ہے
سرِ اقدس پہ دو گوشہ سیہ رنگت عمامہ ہے
نہ کاندھے پر کوئی ترکش، نہ کوئی تیر ہاتھوں میں
اگر کچھ ہے، تو بس دو۲ ہاتھ کی شمشیر ہاتھوں میں

ازرق کے بیٹے نے آتے ہی نظروں نظروں میں سیّد قاسم کو تولا۔

مقابل آنے والے نے مقابل پر نظر ڈالی
وہیں سالار علیہ السلام کی آئی صدا قاسم خدا والی
نگاہیں چار ہوتے ہی عدو نے تیغ لہرائی
کہا لڑکے! سنبھل سر پر قضا آئی

دشمن نے نیزے کا وار کیا ــــ آپ نے وار خالی دیا ــــ ازرق کے بڑے بیٹے نے نیزہ پھینک کر تلوار تھام لی ــــ تلوار کا وار کیا ــــ قاسم علیہ السلام نے ڈھال آگے کردی ــــ ازرق کے بیٹے کے وار نے ڈھال کے دو ٹکڑے کر دیئے ــــ اور آپ کے ہاتھ کی پشت پر زخم آ گیا آپ نے دستار پھاڑ کر زخم پر پٹی باندھی ــــ اور اپنے مدمقابل کو آواز دی ــــ ازرق کے بیٹے نے دوسری مرتبہ تلوار کا وار کرنا چاہا تو اس کا گھوڑا سیخ پا ہو گیا ــــ اور وہ گھوڑے کی پشت سے نیچے گر پڑا ــــ اس کا خود سر سے اتر گیا، جس سے

Marfat.com

اس کے لمبے لمبے بال بکھر گئے——

جناب قاسم علیہ السلام نے گھوڑے کی پشت سے جھک کر ہاتھ بڑھایا اور اس کے بالوں کو پکڑ کر ہاتھوں میں لپیٹ لیا—— آپ کا گھوڑا بھڑک اٹھا—— اور اسے میدان میں دور تک گھسیٹتا چلا گیا پھر آپ نے اس کے بال چھوڑ دیتے تو اسے گھوڑے نے لتاڑ ڈالا جس سے اس کا بند بند ٹوٹ گیا—— جناب قاسم نے اس کی قیمتی تلوار اور نیزے پر قبضہ کر لیا—— اور کھڑے ہو کر مقابلے کی دعوت دی—— ازرق نے جب اپنے بیٹے کو ذلت سے قتل ہوتے دیکھا تو وہ زار و قطار رونے لگا۔

دوسرا بیٹا

ازرق کے دوسرے بیٹے نے اپنے باپ کو دیکھا تو بغیر اجازت کے میدان میں پہنچ گیا—— اور حضرت قاسم علیہ السلام سے کہا—— او لڑکے!—— تو نے ایسے جوان کو قتل کیا ہے جس کی نظیر پوری ولایت شام میں نہ تھی—— جناب قاسم علیہ السلام نے فرمایا—— اے اللہ کے دشمن! تجھے بھی تیرے بھائی کے پاس ابھی پہنچا دیتا ہوں—— آپ نے اس کے پہلو پر نیزہ مارا جو اس کے دوسرے پہلو کے پار نکل گیا یہ نیزہ ازرق کے بڑے بیٹے کا تھا اور بہت لمبا تھا جس پر سیّد قاسم نے قبضہ کر لیا تھا۔

تیسرا بیٹا

پھر حضرت سیّدنا قاسم علیہ السلام نے تیسری بار مبارزت طلب کی—— تو اس کا تیسرا بیٹا کپڑے پھاڑ کر اور شور مچاتا ہوا اپنے باپ کے پاس جنگ کی اجازت مانگنے آیا—— ازرق اس سے بہت محبت کرتا تھا—— اس لیے اس کو جنگ کی اجازت نہ

Marfat.com

دی ـــــ اس نے اپنے باپ کی بات نہ مانی اور گھوڑے کو تازیانہ لگا کر گالیاں دیتا ہوا حضرت قاسم علیہ السلام کے سامنے آ گیا ـــــ آپ نے اس کی بے ہودہ باتیں سنیں تو اس کے پیٹ پر نیزہ مارا جو اس کی پشت سے پار ہو گیا ـــــ

ازرق کا چوتھا بیٹا

ازرق کا تیسرا بیٹا بھی جب قتل ہو گیا تو اس نے گھوڑے سے اتر کر سر پر مٹی ڈالی ـــــ اور اسلحہ پہن کر حضرت قاسم علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گیا ـــــ اس کے چوتھے بیٹے نے باپ کو اس حال میں دیکھا تو باپ سے پوچھے بغیر گھوڑے کو ایڑی لگائی اور قاسم علیہ السلام کے سامنے پہنچ کر گالیاں بکنے لگا ـــــ آپ نے گالیاں دینے کی بجائے اسے جنگ کی دعوت دی ازرق کے بیٹے نے آپ پر نیزے کا وار کیا ـــــ تو آپ نے تلوار کا وار کر کے نیزے سمیت اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا ـــــ وہ شکست کھا کر خون سے لت پت اپنے لشکر کی طرف بھاگ گیا۔ جب وہ لشکر کے قریب پہنچا تو گھوڑے سے گر کر جہنم رسید ہو گیا۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۲۵ ـــــ تا ـــــ ۳۲۶)

حضرت قاسم ـــــ اور ـــــ ازرق پہلوان

جب شہزادہ قاسم ازرق کے چاروں بیٹوں کا خاتمہ کر چکے ـــــ تو سینہ تان کر مبارزت طلب کی ـــــ تو ازرق جس کا جہان زندگی تاریک ہو چکا تھا ـــــ انتہائی غصے سے میدان کی طرف دیکھا ـــــ اسلحہ سنبھالا تازی نژاد گھوڑے پر سوار ہو کر ہاتھی کی طرح چنگھاڑتا ہوا ـــــ منہ سے کف اڑاتا ہوا ـــــ اور ہذیان بکتا ہوا ـــــ غصے سے لال پیلا ـــــ اور غضب ناک ہو کر میدان میں نکلا۔

Marfat.com

عرض بدمست ہو کر رن میں فیل بدخرام آیا
عدو کی فوج کا رستم برائے انتقام آیا
یکایک ایک پر ادبار ہیبت چھا گئی رن میں
یہ ظالم رن کیا آیا، قیامت آ گئی رن میں

ازرق کیا تھا؟ —— ایک دیو قامت پہلوان —— ہزار جنگ جو بہادروں کے برابر مانا ہوا —— ایک ہیبت ناک پیل تن —— مہیب اور بھیانک شکل وصورت کا مالک —— جسیم وجیم، —— موٹا تازہ شحیم اندام —— طاقت ور —— اور جنگ آزمودہ پہلوان تھا —— کہتے ہیں کہ

غم و غصہ سے جس دم رن میں آتا تھا
زمیں کے ساتھ مل کر آسماں بھی کانپ جاتا تھا

امامِ عالی مقام حسین علیہ السلام نے جب دیکھا کہ چودہ سالہ نوجوان کے مقابلے کے لیے آنے والا —— دیو پیکر مشہورِ زمانہ ازرق پہلوان آرہا ہے —— تو سجدے میں سر رکھ کر دعا مانگی —— الٰہی! یہ ازرق شامی —— بڑا مغرور —— اور خودسر —— توانا —— جری اور بہت ستم گر اور ظالم ہے۔

اور اس کے بالمقابل قاسم —— کیا ہے —— ذرا سی جان، نازک اندام، بھوکا، پیاسا —— غریب الوطن —— مسافر بے سروساماں، یتیم کھڑا ہے —— خدایا مدینہ کے اس مسافر کو جامِ شہادت عطا فرمانے سے پہلے —— اس کے مدمقابل پہلوان کے غرور کو خاک میں ملا دے —— اے ربِ ذوالجلال —— اے خالقِ موت وحیات میری دعا ہے کہ

Marfat.com

عطا کر بازوئے بے جان میں ایمان کی قوت
اور اس کے بالمقابل چھین لے شیطان کی قوت
بھرے میدان میں تیغ علی کی آبرو رکھ لے
خدائے لم یزل اپنے نبی ﷺ کی آبرو رکھ لے

ازرق میدان میں پہنچ کر جناب قاسم کے سامنے کھڑا ہو گیا ——— اور کہنے لگا ——— او سنگ دل لڑکے! تو نے میرے چاروں بیٹوں کو قتل کر دیا ہے ——— جن کی مثال پورے عراق اور شام میں نہ تھی ——— آپ نے فرمایا غم نہ کر تجھے بھی ان کے پاس پہنچا دیتا ہوں ——— ازرق نے جناب قاسم علیہ السلام پر نیزے سے حملہ کیا ——— اور وہ وار پر وار کرتا گیا ——— آپ اس کا ہر وار رد کرتے گئے ——— یہاں تک کہ ازرق کے بارہ وار خالی گئے ——— پھر اس پلید نے غضبناک ہو کر حضرت قاسم کے گھوڑے کے پیٹ پر نیزہ مارا تو گھوڑا گر پڑا ———

حضرت قاسم پیادہ ہو گئے ——— امام حسین علیہ السلام نے یہ دیکھ کر اپنا گھوڑا قاسم کے لیے میدان میں فوراً پہنچا دیا ——— سیّد زادہ اپنے چچا کے بھیجے ہوئے پر سوار ہوا ——— اور ازرق پر حملہ کے لیے سینہ تان لیا، ازرق جس گھوڑے پر سوار تھا اس پر سونے اور چاندی سے آراستہ مغربی زین رکھی ہوئی تھی۔ ازرق نے پھر قاسم پر وار کیا آپ نے اس کے پے در پے تین وار خالی کر دیئے ———

اور پھر برق سوز انداز کی مانند تلوار میان سے باہر نکالی اور بجلی کی طرح کڑکتے ہوئے نعرہ لگایا کہ اب سنبھل جا ——— ازرق نے اپنی تلوار جب جناب قاسم کے ہاتھ میں دیکھی تو کہنے لگا ——— اے قاسم! میں نے یہ تلوار ہزار دینار میں خریدی ——— اور ہزار دے کر اس

Marfat.com

پر زہر کی پان چڑھائی ——— اب اسے تیرے ہاتھ سے کیسے گراؤں گا ——— حضرت قاسم علیہ السلام نے فرمایا ——— یہ تلوار تیرے بیٹے کی یادگار ہے ——— میں چاہتا ہوں کہ تجھے اسی تلوار سے موت کا شربت پلا کر تجھے تیرے بیٹوں کے پاس پہنچا دوں۔

پھر آپ نے فرمایا ——— ازرق! تو ایک سپاہی شخص ہے ——— کیا تیرے لیے یہ جائز تھا کہ سوار ہوتے وقت گھوڑے کے تنگ کی احتیاط نہ کرتا ——— یہاں تک کہ تو اس کی وجہ سے سست ہو گیا ہے اور عنقریب گھوڑے کی زین اس کی پشت سے گرنے والی ہے، ازرق نے جھک کر گھوڑے کے تنگ کو دیکھنا چاہا ——— تو شہزادہ قاسم نے اس کے جسم کے درمیان تلوار سے پوری طاقت کے ساتھ ایک شدید ترین ضرب لگائی جس نے اسے کاٹ کر دو ۲ حصوں میں تقسیم کر دیا۔ امام پاک کی دعا اپنا کام کر گئی۔

دعائے ابنِ حیدر تھی، کہ حکم ذاتِ باری تھا
لب سائل سے جو نکلا وہی فرمان جاری تھا
خدا جانے لب تشنہ سے نکلی تھی دعا پہلے
کہ بابِ عرش سے نکلی تھی مولا کی رضا پہلے
ہوا اک آن میں یہ دشمنِ ایمان دو ۲ ٹکڑے
تن باطل گرا ہو کر سرِ میدان دو ۲ ٹکڑے
ابابیل حسینی نے یزیدی فیل کو مارا
بہ تائیدِ الٰہی فوج کے سرخیل کو مارا

(گلزار نادم صابری)

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے شعر لکھا ہے فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اک وار سے عفریت کو دو ۲ نیم کیا تھا
قاسم علیہ السلام نے اسے ضرب سے تقسیم کیا تھا

جناب قاسم علیہ السلام نے ازرق کا کام تمام کرنے کے بعد قلب لشکر میں گھس گئے اور تقریباً تیس ۳۰ پیادوں اور پچاس ۵۰ سواروں کو قتل کرتے ہوئے لشکر شام و عراق کو درہم برہم کر دیا —— پھر آپ گھیرا توڑ کر باہر نکلنا چاہتے تھے کہ —— عمرو بن سعید ازدی نے چھپ کر آپ کے سر پر وار کیا جس سے آپ شہید ہو گئے —— بعض نے لکھا ہے کہ شیث بن سعد نے آپ پر نیزے کا وار کیا جو آپ کی پشت سے پار ہو گیا جس سے آپ شہید ہوئے۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۲۷ —— سیدہ کالال —— ص ۱۲۲)

حسین قاسم کے پاس کس طرح آئے

امام ابنِ جریر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے —— جب قاسم زخم کھا کر منہ کے بل گرے اور منہ سے نکلا۔

یَا عَمَّاهُ —— اے میرے چچا جان! —— یہ آواز سن کر ——
فَجَلَّى الْحُسَيْنُ كَمَا يُجَلِّي الصَّقْرُ —— ثُمَّ شَدَّ، شِدَّةَ لَيْثٍ اَغْضَبَ ——

''(امام حسین) اس طرح جھپٹ کر آئے جیسے شاہین آتا ہے۔ اور آپ نے غضب ناک شیر کی طرح حملہ کیا'' ——

عمرو بن سعید ازدی پر تلوار سے حملہ کیا —— اس نے تلوار کو ہاتھ سے روکا —— اس کا ہاتھ کہنی کے پاس سے کٹ گیا —— وہ چلاتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا —— کوفے کے

Marfat.com

سواروں نے اس کو امام کے ہاتھوں سے بچا کر لے جانے کے لیے اپنے اپنے گھوڑے دوڑائے ـــــ کوفے کے سواروں کے گھوڑے اس دشمنِ رسول کی طرف پلٹ پڑے وہ بدبخت اپنی فوج کے گھوڑوں کے سموں کے نیچے کچل کر مر گیا۔

حمید بن مسلم کا قول ہے ـــــ کہ جب غبار چھٹا تو میں نے دیکھا کہ حسین اسَ لڑکے کے سرہانے کھڑے ہیں اور نو عمر لڑکا تڑپ رہا ہے ـــــ اور امام فرما رہے ہیں ـــــ بیٹا! جن لوگوں نے تجھے شہید کیا ہے، قیامت کے دن ان پر تیرے جد امجد تیرے خون کا دعویٰ کریں گے ''قاسم'' تیرے چچا کے دشمن بہت ہیں اور دوست بہت کم رہ گئے ہیں ـــــ پھر امام نے قاسم علیہ السلام کو اٹھا لیا اور سینے کے ساتھ چمٹا کر لے جا رہے تھے۔

فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رِجْلَيِ الْغُلَامِ يَخُطَّانِ فِي الْاَرْضِ

''حمید کہتا ہے'' ـــــ میں نے دیکھا حسین اس لڑکے کو سینے سے لگائے ہوئے ''جا رہے ہیں'' اور لڑکے کے دونوں پاؤں زمین پر گھسٹتے ہوئے جا رہے ہیں ـــــ (طبری ج ۶ ص ۲۵۶ ـــــ تا ـــــ ۲۵۷)

ـــــ علی کے بیٹے ـــــ

''مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ کے دوسرے فرزند جو دوسری ازواج کے بطون سے تھے'' نے کمال بہادری کا مظاہرہ کیا ـــــ اپنے عظیم بھائی کے عظیم نظریات پر قربان ہو کر جانوں کے نذرانے پیش کیے۔

ترتیب واقعات شہادت

قارئین کرام! مختلف کتبِ سیر میں واقعات شہادت کی ترتیب مختلف ہے ـــــ

Marfat.com

یہاں راقم نے ــــ حضرت علامہ حسین کاشفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنی کتاب روضۃ الشہداء میں لکھا ہے اسی کو سامنے رکھ کر اور اسی ترتیب پر واقعات شہادت بیان کیے ہیں۔

ابوبکر بن علی

حضرت ابوبکر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما امامِ عالی مقام حضرت حسین علیہ السلام کے بھائی تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔ اے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عرصہ سے چاہتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں کوئی تحفہ پیش کروں، لیکن سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کونسا ایسا تحفہ ہے جو آپ کی شان کے لائق ہو جو آپ کی خدمت اقدس میں پیش کروں۔ حضور آج میں دیکھ رہا ہوں کہ کوئی تحفہ جان سے زیادہ قیمتی نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں یہ تحفہ اللہ کے رسول کے بیٹے کی بارگاہ میں پیش کروں۔ امام نے اجازت کے ساتھ ان کے لیے دعا فرمائی، وہ میدان میں پہنچے اور شیر ژیاں کی طرح میدان کو بزدلوں سے خالی کر رہے تھے۔ کہ قدامہ موصلی کے نیزے اور زجر بن بدنخعی، عبداللہ بن عقبیٰ غنوی کے تیروں کا نشانہ بن کر بازارِ شہادت میں نقدِ جاں کو فروخت کر گئے۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۳۰)

عمر بن علی رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر کے بعد حضرت عمر بن علی میدان جنگ میں اپنے بھائی حسین سے اجازت لے کر آئے، اور معرکۂ قتال میں ہاتھ سے تلوار چلاتے اور زبان سے مناقبِ اہلِ بیتِ رسول بیان فرماتے جاتے۔ زبردست جنگ کرنے کے بعد عالم ناپائیدار سے رخصت سفر باندھ کر گلشن رضائے خدائے لم یزل میں قیام فرمایا۔

نوٹ:۔ بعض مؤرخین کے نزدیک عمر بن علی اس جنگ میں موجود نہ تھے)

Marfat.com

عثمان بن علی رضی اللہ عنہ

بعد ازاں۔ حضرت عثمان بن علی سبط علیہ السلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے میدان میں وارد ہوئے آپ نے مردانہ وار جنگ لڑی اور دشمنوں کو شوکت و مردانگی سے ٹھنڈا کیا۔ بہت زیادہ زخم کھائے اور یزید ابطحی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۳۰ ــــ تا ــــ ۳۳۱)

عون بن علی

حضرت عثمان کے بعد عون بن علی جو نہایت خوبصورت، پاک سیرت، پاکیزہ طبیعت کے مالک نوجوان تھے۔ امام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں، بھائی جان میرے پاس مبارز طلبی کا وقت نہیں ہے، میں دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے جلدی میں ہوں۔ اجازت عطا فرمائیں ـــــ امام نے فرمایا برادر دشمنوں کا لشکر بہت زیادہ ہے جناب عون نے عرض کیا اے ابنِ رسولِ اللہ، شیر کو لومڑیوں کے ہجوم سے اندیشہ نہیں ہوتا۔ یہ عرض کرنے کے بعد گھوڑے کو ایڑی لگا کر سپاہِ دشمن کے قلب پر حملہ آور ہو کر دریائے حرب وضرب میں طاقت ور بازوؤں کے ساتھ غوطہ زن ہو گئے۔ ابنُ الحجار نے دو ہزار سوار و پیادہ کو ان کے اردگرد پھیلا دیا، حضرت عون نے شمشیر براں کے ساتھ ان لوگوں کو روند ڈالا اور فوج کا گھیرا توڑ کر خیمۂ امام کی طرف عنان موڑ لی۔ امام نے ان کو شاباش دی اور فرمایا، میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بہت زیادہ زخمی ہو گئے ہو۔ خیمہ میں جا کر زخموں کی مرہم پٹی کر لو۔

حضرت عون نے عرض کیا اے نواسۂ رسول، اپنے نانا جان احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مجھے جنگ سے نہ روکیں کیونکہ میں پیاس کی شدت سے ہلاکت کے نزدیک ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ساقیٔ کوثر جنت کے شربت کا بھرا ہوا جام اپنے ہاتھوں میں لیے

Marfat.com

ہوئے مجھے بلا رہے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا۔ تیرے بابا علی امیر المومنین نے اپنے عین حیات میں جو ادھم گھوڑا تمہارے سپرد کیا تھا۔ اسے آراستہ کریں اور اس کے گلے میں گانی ڈال کر سوار ہو جائیں۔ حضرت عون نے اس گھوڑے کو تیار کیا، سوار ہوئے، زرہ پہنی اس کے اوپر سفید کپڑا ڈالا، تیغِ یمانی حمائل کی، رومی نیزہ ہاتھ میں لیا اور میدان میں پہنچ گئے۔ پھر زمانے کی زبان سے صدا نکلی۔

یہ آفتاب کی صورت نکل کے کون آیا
کہ گرم ریت کو جس نے ہے اور گرمایا
یہ شیر! زور ہے، شیرِ خداؑ کے بازو کا!
کہ جس کے آنے سے ہر اک جری ہے تھرایا

صالح بن یسار نے آپ کی طرف دیکھا تو کانپنے لگا اور اس کا دیرینہ کینہ جاگ اٹھا اس کی دشمنی کا باعث یہ تھا کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں صالح کو شرابی کی حالت میں جناب مولا علی کی عدالت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اپنے بیٹے عون کو فرمایا کہ اسے اسی ۸۰ کوڑے لگاؤ، تاکہ حق تعالیٰ اسے معاف کردے۔ حضرت عون نے اپنے والد اور حکم شرع کے مطابق اسے اسی کوڑے لگائے۔ جس کی وجہ سے اس شقی کے سینے میں آپ کا کینہ چھپا رہا۔

اب حضرت عون رضی اللہ عنہ میدان میں آئے تو صالح بن یسار نے انتقام کے لیے تلوار نیام سے کھینچ لی اور گالیاں بکتے ہوئے حضرت عون پر حملہ کردیا۔ حضرت عون نے ایک ہی وار سے اسے گھوڑے سے گرادیا۔ اس کا بھائی بدر بن بسار اپنے بھائی کا بدلہ لینے

Marfat.com

کے لیے جناب عون پر حملہ آور ہوا اور بد کلامی کے لیے منہ کھول ہی رہا تھا کہ آپ نے اس کے منہ پر نیزہ مارا جس کی نوک اس کی گردن کے پار نکل گئی۔ بالآخر ہزاروں سواروں نے آپ پر بیک وقت حملہ کر دیا اور خالد بن طلحہ کے نیزے کے وار سے آپ گھوڑے سے نیچے گر گئے اور زبان سے نکلا۔

"(بِسْمِ اللہِ وَبِاللہِ وَ عَلٰی مِلَّتِ رَسُوْلِ اللہِ۔")

(روضۃ الشہدا ۱؍ص۳۳۲)

○ حضرت عون بن علی کے بعد حضرت جعفر بن علی جرأت و بہادری اور شجاعت و مردانگی کے جوہر دکھاتے ہوئے شہید ہوئے۔

○ اور حضرت جعفر کے بعد حضرت عبداللہ بن علی ایک سو ستر یزیدیوں کو جہنم رسید کرنے کے بعد ہانی بن ثویب حضرمی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

Marfat.com

علمدار کربلا

یہی عباس ہیں جن کو علمبردار کہتے ہیں
انہی کو ہم شبیہ حیدرِ کرار کہتے ہیں
یہی ہیں وہ جنہیں دنیاؑ وفا کا چاند کہتی ہے
یہی ہیں وہ جنہیں آلِ عبا کا چاند کہتی ہے
یہی وہ ہیں کہ جن پر استقامت ناز کرتی ہے
یہی وہ ہیں کہ جن پر خود ''امامت'' ناز کرتی ہے
یہ عظمت کا نگینہ ہیں، یہ اُلفت کا خزینہ ہیں
یہ جرأت کا سفینہ ہیں یہ سقائے سکینہ ہیں

(نادم رحمۃ اللہ علیہ)

سقائے آلِ عبا، علمدار کربلا، حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ، نہایت خوبصورت، بہت جری، بہادر، شجاعت کا کوہ گراں، کشور وفا کا تاجدار۔ سلطانِ سلاطینِ محبت، زورِ بازوئے حیدر، فدائے آلِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور طاقت ور ہاشمی جوان تھے۔ جس پر سلطانِ کربلا کو فخر وناز تھا، آپ نے تپتے ہوئے صحرائے کربلا میں جس طرح جواں مردی کا مظاہرہ فرمایا۔ وہ رہتی دنیا تک یادرکھا جائے گا۔ آپ نے حسینی علم جو در حقیقت سرکار دو عالم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعت وطریقت اور اسلامی وقرآنی احکام کا علم تھا کی جس طرح حفاظت کی اور سر بلند رکھا، اس کائنات ارضی میں نظیر تلاش کرنا آسان نہیں۔

نام ونسب

آپ کا نام نامی اسم گرامی ''عباس'' ہے۔اور عباس کا معنیٰ ترش رو شیر کے ہیں

اَلْعَبُوْسُ وَالْعَبَّاسُ ۔ اَلْكَثِيْرُ الْعَبُوْسُ —— وَهُمَا مِنْ اَسْمَآءِ الْاَسَدِ —— (المنجد)

بہت زیادہ ترش رو۔اور شیر کے ناموں میں سے ایک نام۔

اس سے معلوم ہوا کہ۔عباس۔خطرناک تیور والے شیر کو کہتے ہیں۔خیال رہے۔ کہ شیر کا بچہ بھی شیر ہوتا ہے۔عباس علی کا شیر اور علی خدا اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شیر ہے۔

کنیت:۔آپ کی کنیت ابوالفضل ۔اور۔ابوالقاسم ہے۔

والد:۔''علی المرتضیٰ، شیرِ خدا۔اسد اللہ الغالب۔''

والدہ:۔آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیت اُمّ البنین (بیٹوں کی ماں) اور نام فاطمہ کلابیہ ہے۔آپ کی اہلیہ کا نام ۔لبابہ۔ ہے۔اُمّ البنین کے بطن سے آپ کے سگے بھائیوں کے نام۔عبداللہ، جعفر، عثمان۔اور آپ کے بیٹوں کے نام۔فضل، قاسم، عبیداللہ[1] ہیں۔

القاب:۔سقا۔(ماشکی) اور قمر بن ہاشم۔عملدار کربلا——

آپ کی والدہ ماجدہ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔اُمّ البنین (فاطمہ) بنت حزام بن خالد بن ربیعہ بن لوی بن غالب بن کعب بن عامر بن کلاب۔آپ کی نانی کا نام لیلیٰ بنت

۱۔میرے شیخ طریقت، شیخ الاسلام والمسلمین جو شیخ الاولیاء ہیں۔حضرت عبیداللہ بن عباس بن علی (رضی اللہ عنہم) کی اولاد سے ہیں۔عباس علمدار کربلا کے ساتھ عقیدتوں کا سینے میں ایک جہاں آباد ہے، اس کا ایک سبب یہ ایک نسبت بھی ہے۔

Marfat.com

شہید ہے۔ اور دادی کا نام فاطمہ بنت اسد، اور دادا ابوطالب ہیں۔

ولادت:۔ آپ کی ولادت ۴ شعبان ۲۶ھ۔ بروز منگل۔ مدینہ منورہ میں ہوئی۔ کون عباس۔ وہ عباس۔

جس پہ شبیر کی تھی نگاہ کرم
جس کے ہاتھوں میں تھا کربلا کا علم
وہ تھا عباس، عباس مولا علی
اس کو ہر چاند کہتا تھا ماہ حرم
مان زینب علیہ السلام کا، تھا فخر سجاد کا
جس نے توڑا تھا ہر دام صیاد کا
جس نے دشمن کے چھکے چھڑا کے کہا
ماشکی ہوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کا

نوٹ:۔ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کافی دفعہ میدان کارزار میں گئے۔ کبھی کسی مجاہد کی مدد کے لیے، کبھی امام کا پیغام لے کر کبھی مجاہدینِ اسلام کو بے وفا اور دغاباز کوفیوں کے چنگل سے چھڑانے کے لیے اور آخری بار آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پانی کا مشکیزہ لانے کیلئے۔

امام علیہ السلام سے اجازت طلبی

حضرت عباس نے امام کی بارگاہ میں کئی مرتبہ جنگ کرنے کی اجازت چاہی لیکن امام نے انکار فرمایا۔ جب آپ کے بھائی جعفر کی شہادت ہوئی تو پھر آپ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں علم اٹھائے ہوئے حاضر ہوئے۔ اور علم کو آپ کے سرہانے کھڑا

Marfat.com

کرتے ہوئے عرض کی اے نواسۂ رسول! میری علم داری کو قیامت تک اٹھا رکھیں اور مجھ پر نظر کرم عنایت فرمائیں اور میدان میں جانے کی اجازت فرمائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے برادر تو میرے لشکر کا نشان ہے اگر تو چلا گیا تو ہر چیز بکھر جائے گی۔ حضرت عباس نے عرض کیا۔ اے ابنِ رسول اللہ! میری جان آپ پر قربان ہو۔ میرا دل اس دنیا سے تنگ آ چکا ہے۔ اور اغیار کی ریشہ دوانیوں کے غبار سے میرے سینے کا آئینہ زنگ آلود ہو چکا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ستم گروں سے اپنے قریبیوں کا بدلہ لوں اور کوفے کے بدنصیبوں اور شام کے منکروں کو تیغِ انتقام سے بے جان کر دوں۔ امام حسین نے فرمایا اگر تمہاری مراد یہی ہے کہ میدان جنگ میں جائیں تو پہلے ان لوگوں پر حجت قائم کر لیں اور جو کچھ میں تجھے بتاؤں وہ کہہ دیں اور اگر وہ تمہاری بات نہ سنیں تو پھر ان سے جنگ شروع کر دیں۔ پھر امام نے انہیں چند باتیں بتا کر اجازت عطا فرما دی۔

(روضۃ الشہدا ص ۳۳۴)

○ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ جب حضرت عباس اجازت طلبی کے لیے حاضر ہوئے تو امام نے فرمایا بھائی عباس جانے سے پہلے خیمہ میں جا کر سب اہلِ خانہ سے مل لو۔ حضرت عباس جب خیمہ میں داخل ہوئے تو سب کا حال پیاس سے بے حال تھا۔ اور چھوٹے چھوٹے بچے پیاس، پیاس، پانی، پانی کی صدائیں بلند کرنے لگے۔ آپ نے ان سب سے فرمایا گھبراؤ نہیں۔ تھوڑی دیر صبر کرو۔ میں تمہارے لیے پانی لانے کے لیے جاتا ہوں۔ ابھی آپ بچوں سے باتیں کر رہے تھے کہ خیمہ کے باہر سے امامِ عالی مقام نے آواز دی۔

یَا عَبَّاسُ اَدْرِکْنِیْ ۔ اے عباس میری مدد کو پہنچو!

Marfat.com

یہ سننا تھا کہ حضرت عباس خیمہ سے دوڑ کر باہر نکل آئے، دیکھا تو دشمن امام پر حملہ کرنے کے لیے آپ کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے۔ حضرت عباس نے ان دشمنوں کو وہاں سے بھگایا۔ اس کے بعد آپ ایک تند و تیز گھوڑے پر سوار ہو کر مصری تلوار۔ مکی ڈھائی اور رومی خود کے ساتھ میدان میں جلوہ گر ہوئے۔ ابنِ حیدر کے تیور کو دیکھ کر لشکر اغیار میں کھلبلی مچ گئی۔ میدان میں یہ کون آتا ہے۔ کربلا کے ریگزار تم بھی دیکھو۔ فرات کے کنارو تم بھی دیکھو۔ کون آتا ہے۔

سینہ تانے ہوئے سلطانِ وفا آتا ہے
چاند کہتی ہے جسے آلِ عبا، آتا ہے
لوگ کہتے تھے مدینے کا نگینہ آیا
بولی تقدیر کہ سقائے سکینہ آیا

جب آپ میدان جنگ میں پہنچے تو گھوڑے کی لگام کھینچ کر فرمایا۔ اے لوگو! تمہارے لیے ایک پیغام ہے۔ وہ یہ کہ۔ سلطان دو عالم، سیّد و سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الیٰ یوم المحشر کے لخت جگر فرماتے ہیں کہ تم نے میرے بھائیوں، قریبیوں دوستوں اور بہی خواہوں کو قتل کر دیا ہے اور صحابہ کرام و تابعین کی جماعت کے کچھ بزرگان دین کا خون بھی خاک ہلاکت پر بہا دیا ہے۔ اب ہمیں تھوڑا سا پانی دے دو تا کہ بچے اور عورتیں پی لیں۔ اور ان کی پیاس کی شدت میں کمی آ جائے۔ اور میرے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگین نہ کرو۔ یہ جنگ کا سلسلہ بند کرو، مجھے چھوڑ دو تا کہ میں باقی ماندہ بچوں کو لے کر روم یا بلاد ہند کی طرف چلا جاؤں۔ اگر میری بات مان لو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن تمہارے ساتھ جھگڑا نہیں کروں گا اور تمہارے اس فعل کو خدا کے سپرد کر دوں گا وہ جو چاہے

Marfat.com

تمہارے ساتھ کرے۔

حضرت عباس نے ''بطور اتمام حجت'' یہ جگر سوز پیغام سنایا تو ابنِ زیاد کی فوج سے شور اٹھا اور تمام لوگ خاموش ہو گئے۔ بعد ازاں کچھ لوگوں نے گالیاں دینا شروع کر دیں اور کچھ پشیمان ہو گئے اور ایک گروہ زار وقطار رونے لگا۔ لشکرِ یزید سے شمر بن ذی الجوشن، شیث بن ربعی اور حجر بن الاحجار تین اشخاص آپ کے سامنے آئے اور کہا اے ابوتراب کے بیٹے اپنے بھائی سے کہہ دے کہ اگر تمام روئے زمین پانی ہو جائے اور وہ ہمارے تصرف میں ہو تو ہم اس میں سے تمہیں ایک قطرہ بھی نہیں دیں گے مگر اس وقت تک جب تو یزید کی بیعت کرے اور ابنِ زیاد کا اطاعت گزار ہو جائے حضرت عباس نے ان پر نفرین کی اور واپس آ کر امام علیہ السلام کی خدمت میں جو کچھ ملعونوں سے سنا تھا عرض کر دیا۔

عباس فرات کی طرف

امام حسین نے سر مبارک جھکا لیا اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اچانک خیموں سے فریاد وفغاں کی آواز اور پانی، پانی کی صدائیں بلند ہوئیں۔

کوئی کہتا تھا نواسۂ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی
رو کے کہتا تھا کوئی ساقی کوثر پانی
تھام کر دامن عباس سکینہ نے کہا
چچا اک گھونٹ ہی دے دو مجھے لا کر پانی

حضرت عباس نے اہلِ بیت کی چیخ و پکار اور فریاد وفغاں کو سنا تو نڈھال ہو کر امام حسین کی جناب میں کچھ اس طرح کی عرض کناں ہوئے۔ یا امام ؑ

Marfat.com

مجھ میں قوت نہیں، بچوں کو تڑپتے دیکھوں
پیاس کی حدت و شدت میں سلگتے دیکھوں
ہوں تو حیدر کا پسر، پر نہیں ہمت مجھ میں
جا کے خیمے میں سکینہ ؓ کو بلکتے دیکھوں
ابن زہرا علیہ السلام مجھے اب دے دو اجازت تا کہ
خود پہ نیزوں کی سنانوں کو برستے دیکھوں

پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مشکیزہ اور دو لوٹے اٹھائے اور نیزہ تان کر دریائے فرات کی طرف رخ کر لیا۔ خیموں کے پاسبان اور اپنے علمدار بھائی کو مقتل کی طرف جاتے دیکھ کر امام حسین نے فرمایا ہوگا۔

رک جا اے آلِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سکندر رک جا
آگ سے مانگ نہ پانی اے برادر رک جا
وعدہ کرتا ہوں نہ مانگے گی سکینہ پانی
واپس آ جا مرے بھائی مرے دلبر رک جا

مفسر قرآن، ہرات کے حنفی بادشاہوں کے خطیب ملا حسین کاشفی روضۃ الشہداء کے صفحہ ۳۴۴ پر لکھتے ہیں کہ حضرت عباس نے جواباً عرض کیا۔

''گفت میروم تا آبے بروئے کار باز آرم، یا در دریائے خون غرقہ کردم واز تشنۂ بودن وتشنۂ دیدن وافغاں تشنگان شنیدن باز رہم۔''

یعنی

''میں جاتا ہوں۔ یا تو پانی لے کر واپس آؤں گا یا دریائے خون میں غرق ہو

Marfat.com

جاؤں گا تاکہ پیاسوں کی فریاد وفغاں سننے سے بچ جاؤں۔"

یا تو اب پانی سکینہ کے لیے لاؤں گا

یا پھر اس خون کے دریا میں اتر جاؤں گا

جب آپ فرات کے قریب پہنچے تو نہرِ فرات پر چار ہزار افراد کا پہرہ تھا اور دو دو ہزار لشکریوں نے راستہ روک رکھا تھا۔ آپ نے انہیں فرمایا۔ اے لوگو! تم مسلمان ہو یا کافر؟ لوگوں نے کہا ہم مسلمان ہیں۔ حضرت عباس نے فرمایا۔ مسلمانی میں یہ کہاں جائز ہے کہ کتے، سور، درندے اور چرند، پرند تمام پانی پیئیں اور تم لوگ اولادِ رسول اور زہراء بتول کے جگر کے ٹکڑوں کو پانی سے محروم کر دو۔ مدینے کے مسافروں کو پانی سے روکنے والو۔ قیامت کی پیاس سے ڈرو۔

فرات کے محافظوں نے آپ کے یہ کلمات سنے تو ان میں سے پانچ سو سواروں اور پیادوں نے آپ پر تیروں کی بارش شروع کر دی۔ اس پر جناب عباس نے منہ کے سامنے ڈھال کر لی اور نیزے کو گھوڑے کی کنوتیوں پر سیدھا کر لیا اور فوج یزید پر حملہ کر دیا۔ اور پہلے ہی حملے میں اسی ۸۰ افراد کو ڈھیر کر دیا اور باقی ماندہ لشکر کو مار بھگایا اور اپنا گھوڑا پانی میں اتار دیا۔ اسی اثناء میں یزیدی لشکر کے سواروں نے واپس آ کر آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ نے گھوڑا پانی سے باہر نکالا اور رجز خوانی کرتے ہوئے ان پر بھرپور حملہ کر دیا۔

لوگ آپ کے نیزے سے ڈرنے لگے اور آپ کی تلوار سے خوف زدہ ہو گئے آپ نے دوسری مرتبہ گھوڑے کو ایڑی لگائی اور فرات کی طرف منہ کر لیا۔ یزیدیوں نے دوسری مرتبہ ایک ہزار سواروں کے ساتھ حملہ کر دیا۔ پھر کیا تھا۔ آپ جس طرف رخ کرتے یزیدی ادھر سے ادھر بھاگ جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ فرات کے کنارے پر پہنچ کر رک گئے

Marfat.com

اور گھوڑے سے اتر کر مشک کو پانی سے بھر لیا۔ اور پھر آپ نے خود پانی پینا چاہا تو آپ کو امامِ عالی مقام کے بچوں اور عورتوں کی پیاس یاد آ گئی اور آپ پانی پیئے بغیر گھوڑے پر سوار ہو گئے اور مشک کو کندھوں پر اٹھا لیا۔ یزیدی سواروں نے آپ کا راستہ روکا۔ آپ نے ان سے جنگ شروع کر دی اور مشک کی حفاظت بھی۔ اچانک نوفل بن ازرق چھپ چھپا کر بے خبری میں آپ تک پہنچ گیا۔ آپ اس وقت دوسروں کے ساتھ مصروف کارزار تھے کہ اس بدبخت نے آپ پر وار کیا جس سے آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔ حضرت عباس نے انتہائی جرأت و مردانگی سے کام لیتے ہوئے بائیں کاندھے پر مشک ڈال لی آپ پر لاتعداد تیر برس رہے تھے کہ عبداللہ بن شہاب کلبی بقول بعض حکیم بن طفیل نے حملہ کر کے آپ کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا۔ ابی مخنف نے عبداللہ بن یزید شیبانی کا نام لکھا ہے۔ جب آپ کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو آپ نے مشک دانتوں میں تھام لی۔ اچانک مشک پر ایک تیر آ لگا اور مشک میں سوراخ ہونے کی وجہ سے تمام پانی زمین پر بہہ گیا۔ حضرت عباس نے زبان حال سے کہا----کیا حکمت ہے کہ پانی ہمارے پیاسوں کے حلق تک نہیں پہنچ سکا۔ منادی نے غیب سے آواز دی۔ کہ آپ لوگوں کے لیے بہشت کا شربت تیار کیا گیا ہے۔ مناسب نہ تھا کہ آپ پانی سے ہونٹ تر کرتے۔

○ ادھر سیّدہ سکینہ سلام اللہ علیہا یہ دعا مانگتی ہوئی ؎

سدا زندہ رہے مولا مرا چچا علم والا
سلامت لوٹ کر خیموں میں آ جائے حرم والا

(نادم صابری)

لیکن میدان کارزار میں یہ تھا کہ ؎

صراحی چین کی ضرب قضا نے توڑ کر رکھ دی
کمر ابنِ علیؓ کی ماشکی نے توڑ کر رکھ دی

(دائم اقبال)

Marfat.com

وہ کیسا المناک منظر تھا کہ بازو کٹ چکے ہیں۔ مدافعت کر نہیں سکتے۔ خیمہ گاہ کی طرف بھاگنا بھی نہیں چاہتے۔ حسینی علم کو سینے سے چمٹا لیا اور میدان میں ٹھہرے رہے۔

جب زخم پہ زخم کھا کر زمین پر گرے۔ تو کہا:

یَا اَخَاہُ اَدْرِكْ اَخَاكَ ۔(روضۃ الشہداء ص۳۳۶)

اے بھائی ''حسین رضی اللہ عنہ'' اپنے بھائی کی امداد کو پہنچو۔ حضرت عباس کی آواز جب امام کے کانوں تک پہنچی تو آپ جان گئے کہ عباس شہادت کا جام پینے والے ہیں۔ امام حسین نے یہ سن کر ایک آہ کھینچی کہ اس کی ہیبت سے زمین کربلا کانپ اٹھی۔ اور فرمایا!

''اَلْاٰنَ اَنْکَسَرَ ظَھْرِیْ وَقُلَّتْ حِیْلَتِیْ'' (روضۃ الشہداء ص۳۳۶)

اب میری کمر ٹوٹ گئی اور چارہ جوئی میں کمی آ گئی۔

جب امام حسین اپنے بھائی کی طرف چلے تو رستے میں بھائی کے کٹے ہوئے ہاتھوں پر نظر پڑی تو آپ نے ان کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ جب زخموں سے چور بھائی کے قریب پہنچے تو فرمایا——

وَا اَخَاہُ —— اے بھائی ——

وَا عَبَّاسَاہُ —— ہائے میرے عباس۔

اے میرے دل کے سکون —— اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک —— اے بے یار و مددگار ——

یَعِزُّ عَلَیَّ فِرَاقُكَ ——

ارے تیری جدائی میرے لیے سب کی جدائی سے زیادہ شاق ہے ——

کَسَرُوْا بِقَتْلِكَ ظَھْرَ سِبْطِ مُحَمَّدٍ ۔ (ذکر العباس ص۲۹۴/۲۹۵)

Marfat.com

اے عباس! دشمنوں نے تجھے قتل کر کے سبط محمد (حسین رضی اللہ عنہ) کی کمر توڑ دی۔

اس کے بعد آپ نے ارادہ فرمایا کہ عباس کو اٹھا کر خیمے میں لے جاؤں۔ پھر جناب عباس کو محسوس ہوا کہ مجھے اٹھایا جا رہا ہے۔ آپ نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور ادب سے پوچھا میرے سرور، میرے بھائی یہ آپ کیا کرنے لگے ہیں۔ امام نے فرمایا

ارادہ ہے، مرے بھائی اٹھا کر لے چلوں تجھ کو
طرف خیموں کی کندھوں پر بٹھا کر لے چلوں تجھ کو

تا کہ مدینے کے تاجدار کی بیٹیاں، اور حرم رسول کی مخدرات بھی تجھے اس حالت میں دیکھ لیں کیا بتاؤں اے عباس کہ

برادر جب سکینہؑ رو کے تیرا نام لیتی ہے
تو خیمے میں کھڑی ہو کر کٹورا تھام لیتی ہے

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے امام کی خدمت میں عرض کیا۔ اے میرے عظیم بھائی۔ میں آپ کو آپ کے نانا جان رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ مجھے خیمہ میں نہ لے جائیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا بھائی وہ کیوں۔ جناب عباس نے عرض کی ــــــ

لِاَنِّیْ مُسْتَحِیٍ مِنْ اِبْنَتِكَ سَكِيْنَةَ ــــــ (ذکر العباس ص ۲۹۴،۲۹۵)

اس لیے کہ مجھے آپ کی بیٹی سکینہ سے حیا آتی ہے۔

کیونکہ میں اس سے وعدہ کر کے آیا تھا۔ کہ تیرے لیے پانی لاؤں گا۔ چونکہ میں وعدہ پورا نہیں کر سکا۔ اس لیے میں اس کے سامنے جانا نہیں چاہتا ــــــ اسی دوران عباس

Marfat.com

دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔

فَبَکَی الْحُسَیْنُ لِقَتْلِهِ الْعَبَّاسَ بُکَآءً شَدِیْدًا ۔

(حیات الحُمی بحوالہ شہادت نواسہ سیّد الابرار ص ۸۰۸)

پس امام حسین شہادت عباس پر پھوٹ پھوٹ کر روئے ——

اور آپ کے ساتھ ساتھ کربلا کی زمین بھی روئی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے جانباز اور وفادار بھائی کی نعش نہر فرات کے کنارے چھوڑ کر اور کمر پر ہاتھ رکھ کر واپس آ گئے۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے۔ کہ امام حسین علیہ السلام حضرت عباس کے جسمِ اطہر کو جس کا بند بند جدا تھا کو میدان میں چھوڑ کر آستین سے آنسو پونچھتے ہوئے خیمہ میں واپس آئے۔ جیسے ہی آپ خیمہ کے قریب پہنچے تو جناب سکینہ دوڑ کر آئیں اور قریب آ کر کہنے لگیں۔ بابا جان! ——

هَلْ لَّكَ عِلْمٌ بِعَمِّي الْعَبَّاسِ ۔ (ذکر العباس ص ۲۹۹)

آپ کو میرے چچا عباس کا علم ہے کہ وہ کہاں ہیں؟

ابا جان میں نے ان کو پانی لانے کو کہا تھا وہ اب تک پلٹ کر نہیں آئے بابا —— وہ تو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتے تھے —— یہ سن کر امام حسین بے ساختہ رو پڑے اور فرمایا۔

اے سکینہ دیکھ مقتل کی طرف رخ موڑ کر
چل بسا عباس بھی مجھ کو اکیلا چھوڑ کر
تھے ترے چچا کے بیٹی، منتظر شیرِ خدا
جانب جنت گیا میری کمر کو توڑ کر

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

۱۔ بوقت شہادت حضرت عباس کی عمر شریف ۳۴ سال تھی۔

Marfat.com

شبیہ رسول ـــــ علی اکبر

علی اکبر، امامُ الاولیاء کا نوجواں بیٹا
علی اکبر، شہیدِ کربلا کا پاسباں بیٹا
علی اکبر، دلِ حیدر، جگر بند نبی اکرم ﷺ
علی اکبر، دمِ زہراء شبیہِ سرورِ عالم ﷺ
علی اکبر، گلستانِ نبی ﷺ کا بہترین غنچہ
علی اکبر، ریاضِ خلد کا سب سے حسیں غنچہ
علی اکبر، مبشرِ کربلا کے جانبازوں کا
علی اکبر، مؤذن عشق آسودہ نمازوں کا

(حضرت گلزار احمد نادم صابری رحمۃ اللہ علیہ)

علی اکبر رضی اللہ عنہ کی شہادت

خیال رہے کہ بعض مؤرخین نے حضرت علی اکبر بن حسین کی شہادت سب سے پہلے لکھی ہے۔ لیکن میں علامہ حسین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ کی ترتیب کے مطابق حضرت عباس کی شہادت کے بعد حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی شہادت لکھ رہا ہوں۔

Marfat.com

علی اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت علی اکبر امام حسین علیہ السلام کے بڑے فرزند ہیں۔آپ کی والدہ کا نام اُمّ لیلیٰ بنت مرہ ہے (یا صرف لیلیٰ بنت مرہ ہے) آپ نہایت خوبرو، اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک اور ہم شکل رسول، شبیہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے القاب سے مشہور تھے۔آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔حضرت عباس کی شہادت کے بعد امام حسین علیہ السلام نے جب دیکھا کہ دوستوں، بھائیوں اور اقرباء میں سے کوئی شخص باقی نہیں رہا تو آپ نے مسلح ہو کر میدان میں جانا چاہا تو علی آگے بڑھ کر آپ کے ساتھ لپٹ گئے اور عرض کی ابا جان آپ مقتل کی طرف ہرگز نہ جائیں۔کیونکہ میں آپ کے بغیر ایک دن اور ایک ساعت بھی اس دنیائے ناپائیدار میں رہنا گوارا نہیں کرتا اور میری موجودگی میں آپ رن میں جائیں یہ کیسے ہوسکتا ہے۔میں بھی شہادت کی تمنا رکھتا ہوں کہ دینِ رسول کی سربلندی کے لیے، اسلام کی آبرو، قرآن کی عظمت وصداقت کا علم بلند رکھنے کے لیے جان کا نذرانہ احکم الحاکمین کی بارگاہ میں مجھے پیش کرنے کی اجازت فرمائیں۔

مری یہ حسرتیں ہونے نہ دو پامال رک جاؤ
تمہیں ناموس حیدر علیہ السلام کی قسم فی الحال رک جاؤ

(نادم صابری)

بابا جان! آج آپ کا منصب جامِ شہادت کے ساقی کا ہے۔بندہ پرور۔

مے پرکیف بھر بھر کے پلانا کار ساقی ہے
جو گر جائے اسے بڑھ کے اٹھانا کار ساقی ہے

(نادم صابری)

اے ساقیِ کوثر کے ساقی بیٹے، پہلے ہمیں جامِ شہادت پینے کی اجازت دو۔

Marfat.com

نہ ہم جب تک فدا ہوں آپ کا جینا مناسب
پلا کر سب کو پھر سرکار کا پینا مناسب

(نادم صابری)

آپ تھوڑی دیر کے لیے رک جائیں تاکہ میں اپنی جان آپ کے قدموں پر قربان کر دوں۔ علامہ کاشفی لکھتے ہیں کہ جب باپ بیٹے کے درمیان یہ بات ہو رہی تھی تو آپ کی ہمشیر گان اور بیٹیاں خیموں سے باہر نکل آئیں اور علی اکبر سے لپٹ کر جنگ سے روکنے کے لیے منت سماجت کرنے لگیں، امام حسین نے جب محذرات عصمت وطہارت کا یہ حال دیکھا تو اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت علی نے جب یہ دیکھا تو زار وقطار روتے ہوئے اپنے والد مکرم کو بہت بڑی قسم دی۔

کہا روتے ہوئے بابا! اجازت دو جازت دو
بنامِ احمدِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرسل مجھے اذنِ شہادت دو
میں رن کی سختیوں سے ڈر کے اپنا منہ نہ موڑوں گا
رضا و صبر کا دامن قیامت تک نہ چھوڑوں گا

(نادم صابری)

سیّدنا امامِ عالی مقام نے اپنے بیٹے کا حد سے بڑھ کر اصرار دیکھا تو اپنے ہاتھوں سے انہیں مسلح کیا اور اپنے گھوڑے عقاب پر سوار فرمایا۔ جناب علی اکبر کی والدہ محترمہ اور بہنیں ان کی رکاب اور عنان سے لپٹ کر رونے لگیں۔ یہ دیکھ امام علیہ السلام نے فرمایا اس سے اپنے ہاتھ ہٹالو۔ کیونکہ یہ سفر آخرت کا عزم کر چکا ہے۔ جب شہزادہ علی اکبر تیار ہو کر میدان کی طرف چلے تو امام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔ اے میرے خدائے لم یزل میں اپنے اس بیٹے کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ جو رفتار و گفتار اور سیرت وصورت میں

Marfat.com

تیرے رسول کے مشابہ ہے۔

وَکُنَّا اِذَا اِستَقنا اِلٰی زِیَارَۃِ نَبِیّکَ نَظرْنَا اِلَیْہِ اَیْ وَجْھِہٖ ۔

جب ہم تیرے رسول کی زیارت کے مشتاق ہوتے ہیں تو اس کے رخ انور کی طرف دیکھ لیتے ہیں۔ (الحیات الخفی ج۲ص۲۹۳)

سیّدنا علی اکبر نے سب کو الوداع کہا اور میدان جنگ کی طرف تشریف لے گئے، علامہ کاشفی لکھتے ہیں کہ آپ اٹھارہ سالہ نوجوان تھے۔ آپ کا رخ انور آفتاب کی مانند اور زلفیں مشک ناب کی طرح تھیں۔ خَلق و خُلق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان سے زیادہ مشابہ کوئی نہ تھا۔ جب آپ میدان کارزار میں پہنچے تو مقام معرکہ آپ کے رخساروں کی شعاعوں سے منور ہو گیا۔

ابنِ سعد کے لشکر نے علی اکبر کے حسن و جمال سے حیران ہو کر ابنِ سعد سے پوچھا۔ یہ پیکر حسن جمال نوجوان کون ہے؟ جس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تو ہمیں یہاں لے کر آیا ہے۔

(روضۃ الشہدا ص ۳۳۷)

یہ آ رہا ہے، جو بن سنور کے
یہ کون میدان میں آ رہا ہے
یہ چاند کس کا ہے دیکھ کر
جس کو چاند چہرہ چھپا رہا ہے
جبیں اقدس دمک رہی ہے
سنان نیزہ چمک رہی ہے

Marfat.com

لرز رہی ہے زمین کربل
یہ کون نعرے لگا رہا ہے
یہ کون مرد مدینہ آیا؟
رخِ قضاء پہ پسینہ آیا؟
یہ کون صفدر ہے تانے سینہ؟
جلالِ حیدر دکھا رہا ہے

عمرو بن سعد نے اپنے بعض لشکریوں کے بار بار پوچھنے پر ندامت اور شرمندگی کے ساتھ کہا، یہ حسین کا بیٹا ہے۔ جو شکل و شمائل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت رکھتا ہے۔ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اہلِ مدینہ پر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شوق غالب آتا تو وہ شہزادہ علی اکبر کو دیکھ کر آنکھوں کی پیاس بجھا لیتے اور جب سرکار علیہ السلام کی گفتگو کا شوق ہوتا تو علی اکبر کی میٹھی میٹھی باتیں سن لیا کرتے تھے۔ (روضۃ الشہداء، ۳۴۷)

ہاں! تو بات یہ چل رہی تھی کہ عمر بن سعد نے ان کو بتایا کہ یہ نوجوان امام کا لختِ جگر ہے تو میدان میں سناٹا چھا گیا۔ کئی نگاہیں خیرہ ہوگئیں۔

کربلا کی فضاؤں نے پورِ حسین کو دیکھ کر اس طرح کا نغمہ سنایا ہوگا۔

اے جمالِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے
علی رضی اللہ عنہ کے گلشن کا پھول کہیے
چراغِ حرم بتول کہیے
جو رن میں برچھی ہلا رہا ہے

Marfat.com

جوان و دلبر، دلیر ہے یہ
علی علیہ السلام کے جنگل کا شیر ہے یہ
اجل کی آنکھوں میں آنکھ ڈالے
نبی کا پرچم اڑا رہا ہے
جو وار ہو گا شدید ہو گا
وہ اپنے رنگ میں جدید ہو گا
زبان پہ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ہو گا
اٹھا کے نیزہ وہ آ رہا ہے

جب حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر جولانیاں دکھاتے ہوئے میدان میں وارد ہوئے تو آپ کی زبان پر یہ رجزیہ اشعار تھے۔

اَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیّ
نَحْنُ وَبَیْتِ اللہِ اَوْلٰی بِالنَّبِیّ

(لوگو! سن لو) میں علی (اکبر) بن حسین بن علی المرتضٰی ہوں۔ بیت اللہ شریف کی قسم ہم لوگ رسول دو جہاں کے بہت زیادہ قریبی ہیں۔

تَاللہِ لَا یَحْکُمُ فِیْنَا ابْنُ الدَّاعِیْ
کَیْفَ تَرَوْنَ الْیَوْمَ سَتَرٰی عَنْ اَبِیْ

خدا کی قسم! حرامی کا بیٹا ہم پر حکومت نہ کرے گا، تم دیکھو گے آج میں اپنے باپ کا دفاع کیسے کرتا ہوں۔

(البدایۃ والنہایۃ حافظ ابنِ کثیر ج ۸ ص ۱۸۵)

Marfat.com

مفسر قرآن علامہ سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سوانح کربلا کے صفحہ نمبر ۱۱۵ پر رجز کا پہلا شعر اس طرح لکھا ہے۔

اَنَــا عَـلِـیُّ بْـنُ حُسَـیْـنِ بْـنِ عَـلِـیّ

نَـحْـنُ اَهْـلُ الْبَیْـتِ اَوْلـٰی بِـالنَّبِـیّ

میں علی بن حسین بن علی ہوں۔ ہم اہلِ بیت نبی کے زیادہ قریب ہیں۔

طبری جلد ۶ صفحہ ۲۵۶ پر رجز کے پہلے شعر مصرعہ ثانی پر اس طرح ہے۔

نَحْنُ وَ رَبِّ الْبَیْتِ اُوْلٰی بِالنَّبِیّ ۔

رب کعبہ کی قسم ہم نبی علیہ السلام کے قریب تر ہیں۔

اس رجز میں ایک شعر جو تمام کتب میں موجود ہے۔

تَاللّٰهِ لَا یَحْکُمُ فِینَا بْنُ الدَّعِیْ ۔

خدا کی قسم! ہمارے بارے میں فیصلہ حرام زادے کی اولاد ہرگز نہیں کر سکتی۔ یعنی ہم پر حرامی لوگ حکومت نہیں کر سکتے۔

الدعی کا معنیٰ

اَلدَّعِیْ ۔ اَلْمُتَّهَمُ فِیْ نَسَبِهٖ ۔ اَلَّذِیْ یَدَّعِیْ ۔ اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ ـــــ

(المنجد: ص ۲۱۶۔ مطبوعہ بیروت لبنان)

الدعی۔ جس کے نسب میں تہمت لگائی گئی ہو۔ باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہونے کے معنوں میں آتا ہے۔

سیّدنا علی اکبر کا یہ انداز رجز، دوسرے شہدائے کربلا سے ذرا الگ ہے دوسرے شہداء کے رجز میں عرب کے بہادروں کے معمول کے مطابق اپنی شجاعت کا اظہار اور امام علیہ السلام سے اپنے پیمان وفا کی تجدید اور اقرار پر قائم رہنے کا اعلان کیا تھا، لیکن علی اکبر

Marfat.com

کے اشعار رجز میں ایک خاص قسم کوفیوں کے دل و دماغ جو دنیا مردار کی بدبو سے مفلوج ہو چکے نہ سمجھ سکے۔ بات تو صرف اتنی تھی کہ مجہول النسب لوگ دینِ اسلام کی شوکت کو مٹا کر رکھ دیں گے۔ اور روایت نیں آتا ہے کہ آپ یہ رجز بار بار پڑھتے تھے۔ جب بھی حملہ کرتے آپ کی زبان پر یہی رجز کے اشعار ہوتے۔ اور الداعی سے مراد عبیداللہ بن زیاد ہے اور اس کی طرف اشارہ ہے۔

مفسر قرآن مراد آبادی سیّد فرماتے ہیں۔ عالی وقار شہزادے نے جب مبازر طلب فرمایا تو دشمنوں کی صف میں کسی کو جنبش نہ ہوئی اور نہ کسی بہادر کا قدم آگے بڑھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ شیر کے مقابل بکریوں کا گلہ ہے۔ جو دم بخود اور ساکت ہے۔ حضرت علی اکبر نے پھر نعرہ مارا اور فرمایا: اے ظالمانِ جفاکش اگر بنی فاطمہ کے خون کی پیاس ہے تو تم میں سے جو بہادر ہو اسے میدان میں بھیجو، زورِ بازوِ علی دیکھنا ہو تو میرے مقابل آؤ۔ مگر کس کو ہمت تھی کہ آگے بڑھتا۔ کس کے دل میں تاب و تواں تھی شیر ژیاں کے سامنے آتا۔

(سوانح کربلا ص ۱۱۶، ۱۱۷)

پہلا حملہ

علامہ کاشفی لکھتے ہیں کہ شہزادے نے ہر چند مقابلے کی دعوت دی، لیکن کوئی شخص مقابلے کے لیے نہ آیا تو آپ نے دشمنوں کے لشکر پر حملہ کر دیا اور پھر ایسے تابڑ توڑ حملے کیے کہ دشمنوں کے لشکر میں شور برپا ہو گیا اور یزیدی فوج کو تھکا کر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر کے لیے آپ اپنے والد ذی وقار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یَا اَبَتَاهُ ذَبَحَنِی الْعَطَشُ وَاَثْقَلَنِی الْحَدِیْدُ ۔ فَهَلْ اِلٰی شُرْبَةِ مَآءٍ مِّنْ سَبِیْلٍ ۔ (روضۃ الشہداء ص ۳۲۸)

Marfat.com

اے ابا جان مجھے پیاس نے ہلاک کر دیا۔ اور آہنی اسلحہ مجھ پر بوجھ بن گیا ہے۔ آپ کسی طرح مجھے پانی پلا سکتے ہیں؟

اگر پانی کا ایک قطرہ میرے حلق میں پہنچ جائے تو میں اس فوج کو ہلاک کر دوں۔

امام نے شہزادے کو اپنے قریب کر کے ہونٹوں اور چہرے کا غبار صاف کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی مبارک ان کے منہ میں رکھ دی، جسے چوسنے سے ان کی پیاس بجھ گئی اور سکون حاصل ہو گیا۔

دوسرا حملہ

آپ جب دوسری مرتبہ حملہ آور ہوئے تو عمرو ابنِ سعد نے طارق بن شیث سے کہا۔ جا کر ابنِ حسین کا کام تمام کر دے۔ میں ابنِ زیاد سے تجھے رقعہ اور موصل کی حکومت لے دوں گا۔ طارق نے کہا۔ مجھے ڈر ہے کہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے کو قتل کر دوں اور تو اپنا وعدہ پورا نہ کرے؟ ابنِ سعد نے کہا! میں قسم کھاتا ہوں کہ اس قول سے نہیں پھروں گا۔ اور یہ میری انگوٹھی لے کر پہن لے۔ طارق نے انگوٹھی پہنی، رقعہ اور موصل کی حکومت کی امید پر مسلح ہو کر علی اکبر سے جنگ کے لیے میدان میں آ گیا اور آتے ہی علی اکبر پر نیزے کا وار کیا۔ آپ نے وار خالی دیا اور اپنا نیزہ اس کے سینے میں مارا جس کی نوک دو بالشت اس کی پشت سے پار نکل گئی وہ گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا عمر بن طارق میدان میں آیا اور علی اکبر کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا دوسرا بیٹا طلحہ بن طارق اپنے بھائی اور باپ کے غم میں جلا ہوا میدان میں آیا اور علی اکبر کے سامنے پہنچ گیا۔ آپ نے اسے گریبان سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو وہ گھوڑے سے الٹ گیا۔ شہزادے نے ہاتھ بڑھا کر اس کی گردن کو پکڑ کر اس طرح مروڑا دیا کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ

Marfat.com

گھوڑے سے گر کر مر گیا۔

○ علی اکبر کی شجاعت دیکھ کر ابنِ سعد کے لشکر میں شور مچ گیا۔ ابنِ سعد نے خوف زدہ ہو کر ایک بہت بڑے پہلوان مصراع بن غالب کی منت کی کہ اس ہاشمی جوان کو روک۔ مصراع لعین آپ کے سامنے آیا اور گرما گرم آپ پر نیزے کے ساتھ حملہ کیا۔ علی اکبر نے اپنے آباء سے میراث میں ملنے والی شجاعت سے نعرہ لگایا تو یزیدی فوج آپ کے ہولناک نعرے سے ڈر گئی۔ آپ نے مصراع کے نیزے پر تلوار کا وار کر کے اسے قلم کر دیا مصراع نے چاہا کہ آپ پر تلوار کا وار کرے اتنے میں آپ نے خدا کو یاد کیا اور رسولِ خدا پر درود بھیجا اور اس کے سر پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی جو اسے زین سمیت دو حصوں میں تقسیم کر گئی۔

(روضۃ الشہدا ص ۳۳۸)

○ طبری، البدایہ، تاریخ کامل میں یہ روایت آئی ہے کہ مرہ بن منقذ عبدی نے شہزادہ علی اکبر کی طرف دیکھ کر کہا کہ جوان میری طرف اسی طرح لڑتا ہوا اور یہی رجز پڑھتا ہوا گزرے اور میں اس کے باپ کو اس کے غم میں نہ رلاؤں تو سارے عرب کی مجھ پر پھٹکار ہو۔ ! علی اکبر اسی طرح شمشیر زنی کرتے ہوئے اس کے قریب سے گزرے تو مرہ نے سامنے آ کر (بعض نے پیچھے سے لکھا ہے) برچھی ماری جس سے آپ گر پڑے۔

فَقَطَعُوْهُ بِاَسْيَافِهِمْ ۔ (طبری جلد ۶ ص ۲۵۶)

''دشمنوں نے آپ کو گھیر کر'' تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

○ حمید بن مسلم ازدی کہتا ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے سنا۔ امام حسین کہہ رہے تھے۔ اے میرے بیٹے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو فنا کرے۔ جنہوں نے تجھے قتل کیا۔ یہ لوگ اللہ اور رسول کی حدود کو توڑنے اور اس کی حرمتوں کو پامال کرنے میں کتنے بے باک ہیں ——

Marfat.com

عَلَى الدُّنْيَا بَعْدَكَ الْعَفَاءُ ۔ (طبری جلد ۶ ص ۲۵۶)

بس تیرے بعد دنیا پر خاک ہے۔

بقول حمید بن مسلم۔ کہ ایک نورانی چہرے والی بی بی دوڑ کر خیمے سے باہر نکل آئیں۔ اور وہ روتی ہوئی یہ کہہ رہی تھیں۔

يَا اَخِيَّاهُ وَيَا ابْنَ اَخَاهُ ۔ (طبری جلد ۶ ص ۲۵۶)

ہائے میرے بھائی ہائے میرے بھتیجے۔

پوچھنے پر معلوم ہوا یہ پاک بی بی زینب بنت فاطمہ بنت رسولِ خدا ہیں۔

فَجَاءَ تْ حَتّٰى اَكَبَّتْ عَلَيْهِ ۔ (طبری جلد ۶ ص ۲۵۶)

وہ آئیں اور علی اکبر کی لاش پر گر پڑیں۔

یہ دیکھ کر امام حسین علیہ السلام ان کے ہاتھ تھام کر خیمہ میں لے گئے۔

○ علامہ کاشفی لکھتے ہیں کہ جب آپ گرے تو امام نے ان کا سر اپنی گود میں لے کر فرمایا۔ بیٹے اپنے باپ سے کوئی بات کرو۔ علی اکبر نے آنکھیں کھول کر اپنے سر کو باپ کی آغوش میں دیکھا تو کہا۔ ابا جان میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور حوریں شربت کے جام ہاتھوں میں لیے مجھے بلا رہی ہیں۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۶۰)

○ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ امام حسین اپنے بیٹے کی جنگ دیکھ رہے تھے۔ جب علی اکبر دشمن کے درمیان گھر گئے اور امام کی نظروں سے غائب ہوئے تو امام حسین ان کا حال جاننے کے لیے ان کے پیچھے آئے اور علی اکبر کو آواز دی۔ علی اکبر نے کہا:

Marfat.com

"یَا اَبَتَاہُ اَدْرِکْنِیْ ۔" (روضۃ الشہداء ص ۳۶۰)

اے بابا جان میری امداد کو پہنچو۔

امام حسین نے اپنا گھوڑا اس آواز کے پیچھے دوڑایا۔ اور علی اکبر کو آواز دی۔ علی اکبر نے پھر یہی کہا۔ اے ابا جان۔

اَدْرِکْنِیْ ۔

امام حسین جدھر سے آواز آتی تھی ادھر گئے، لیکن حضرت علی اکبر نظر نہ آئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے سر پر زخم لگا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ گھوڑے پر اوندھے ہو گئے تھے اور زین کو تھام کر لگام چھوڑ دی تھی۔ گھوڑا آپ کو ایسی جگہ پر لے گیا تھا جو امام کی لشکر گاہ سے ہٹ کر تھی، جب گھوڑا تھوڑی دور گیا تو جناب علی اکبر نیچے گر پڑے اور گھوڑا میدان کی طرف چلا گیا۔ ادھر امام نے علی اکبر کو آواز دی جواب نہ آیا تو نڈھال ہو گئے۔ پھر آپ نے صف لشکر کو چیر ڈالا۔ مگر علی اکبر نظر نہ آئے۔ امام کے گھوڑے نے ابنِ سعد کے لشکر سے ہٹ کر صحرا کی طرف رخ کر لیا۔ امام نے اسے ہر چند اس کی لگام کھینچ کر روکا۔ مگر گھوڑا نہ رکا۔ یہاں تک میدان سے تھوڑی دور جا کر آپ نے علی اکبر کو پھر آواز دے کر پکارا۔ اور زبان حال سے فرمایا

مرے پسر، مرے لخت جگر علی اکبر
کہاں گرے ہو، پڑے ہو کدھر علی اکبر
پکارو! بابا کو پھر سے یہ کہہ کے اَدْرِکْنِیْ
میں آ گیا ہوں اے نور نظر علی اکبر

اسی اثناء میں امام علیہ السلام کی نظر علی اکبر کے گھوڑے پر پڑ گئی۔ مگر حضرت علی اکبر

Marfat.com

نظر نہ آئے۔ آپ نے گھوڑے کو پکڑنا چاہا تو اس نے صحرا کی طرف رخ کر لیا۔ امام اس کے پیچھے چل پڑے، گھوڑا ایک مقام پر جا کر رک گیا۔ امامِ عالی مقام نے نگاہ کی تو علی اکبر کو گرے ہوئے پایا۔ امام اسی وقت گھوڑے سے اترے اور علی اکبر کے پاس بیٹھ کر اپنا ہاتھ ان کی پیشانی پر رکھ دیا۔ حضرت علی اکبر نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو اپنے والد محترم کو اپنے قریب بیٹھا ہوا پایا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ بیٹا کیا چیز دیکھ رہے ہو۔ عرض کی ابا جان مبارک ہو۔ میں نے دیکھا کہ میرے جدِ امجد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں شراب بہشت کے دو پیالے لیے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک پیالہ آپ نے مجھے عطا کر کے فرمایا پی لے۔ میں نے عرض کی کہ دونوں پیالے مجھے عطا فرما دیں میں بہت پیاسا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے علی تو یہ پیالہ پی لے۔ کیونکہ دوسرا تیرے ابا جان کے لیے ہے۔ وہ بھی تشنگی کے عالم میں میرے پاس آ رہا ہے۔ علی اکبر نے یہ بات مکمل کی اور جان، جان آفریں کے سپرد کر دی۔ امام حسین نے انہیں عقاب گھوڑے پر باندھا اور خیموں کی طرف چل پڑے۔ امام کو اس حالت میں آتا دیکھ کر مخدرات حجرات عصمت و طہارت پر کیا گزری ہو گی۔

کہا ماں اُمِّ لیلیٰ نے شبیہ مصطفیٰ ﷺ آیا
کہا زینبؓ نے سر پر سرخ سہرے کو سجا آیا
سکینہ کہہ رہی ہو گی میرے بھائی علی اکبر
میں واری کس شقی نے گرز ماری ہے، تیرے سر پر
مدینے میں تیری ہمشیر صغریٰ رو رہی ہو گی
وہ دامن، پاک دامن آنسوؤں سے دھو رہی ہو گی

Marfat.com

تری اکبر جدائی کا ابھی تک ہے بخار اس کو
اب تک یا علی اکبر، ہے تری انتظار اس کو

جب امام حسین علیہ السلام نے اپنے حسین تریں صاحبزادے کا لاشہ گھوڑے سے اتار کر خیموں کے سامنے رکھا تو کھڑے ہو کر بارگاہ خداوندی میں زبان حال سے یوں عرض کیا ہوگا۔

"الٰہی یہ علی اکبر۔ ہم شکلِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب سے زیادہ حسین، بہادر، سخی اور دلاور و دانا تھا۔ یہ تیری جناب میں حاضر ہے۔ میری اک عرض بے صدا کو قبول فرما۔"

خدایا کر قبول، اک التجا درویش کرتا ہے
علی اکبر کا نذرانہ مسافر پیش کرتا ہے
تیری مرضی کے آگے یا خدایا یہ سر بھی حاضر ہے
علی اکبر بھی حاضر ہے، علی اصغر بھی حاضر ہے

روضۃ الشہداء میں ہے کہ جب علی اکبر کی نعش کو دیکھا تو تمام بیبیوں نے رونا شروع کر دیا۔ سسکیاں چیخوں میں تبدیل ہو گئیں۔ اس وقت امام نے فرمایا۔ اے پردہ نشینان حرم نبوت صبر سے کام لو، خاموش ہو جاؤ۔ صبر و شکیبائی کو اپنا شعار بناؤ۔ کیونکہ مصیبت کے وقت جزع، فزع کرنا ثواب سے محرومی کا باعث ہوتا ہے۔ جب کہ صبر کا ثواب حق تعالیٰ کے نزدیک بے حد و حساب ہے۔ امام کا ارشاد سن کر فراق زدگانِ اہلبیت نے زبانِ نیاز سے یہ سخن ادا کیا۔

Marfat.com

دل نہ دارد طاقت بار فراق
ایں دل است، اے شاہ، سنگ خارا نیست

(روضۃ الشہدا ۱؍ص ۳۴۲)

''اے شاہ۔شہیداں۔'' جدائی کا بوجھ اٹھانے کی طاقت دل میں نہیں ہے۔
یہ دل ہے۔سنگ خارا نہیں۔''

○ پھر امام علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی جنابہ سیّدہ سکینہ سلام اللہ علیہا کو گود میں بٹھا کر اپنی ہمشیرگان کو فرمایا۔میری سکینہ آج یتیم ہو جائے گی۔میرے بعد اس کا خیال رکھنا اور اس کے ساتھ بے التفاتی نہ کرنا، کیونکہ یتیموں کا دل بہت نازک ہوتا ہے۔اور میری شہادت کے بعد ننگے سر نہ کرنا، چہروں پر طمانچے نہ مارنا اور سینہ کوبی نہ کرنا اور کپڑے نہ پھاڑنا کہ یہ اہلِ بیت کی شان کے خلاف ہے۔ہاں، میں تمہیں رونے سے منع نہیں کرتا کیونکہ تم غریب الوطن، بے کس و مظلوم اور بے چارگان ہو۔یہ سن کر مستورات نے نڈھال ہو کر رونا شروع کر دیا۔

Marfat.com

شہادت علی اصغر

امام علیہ السلام نے ان سب کو تسلی دی اور گھوڑے پر سوار ہو کر چاہا کہ میدان کو تشریف لے جائیں کہ اچانک خیمہ سے زبردست چیخ و پکار کا شور آپ کے کانوں تک پہنچا۔ اس کا سبب پوچھا تو اہلِ بیت نے عرض کیا اے سیّد و سرور، شیر خوار بچہ علی اصغر پیاس کی شدت سے قریب المرگ ہے۔ امام نے فرمایا اسے اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا انہیں اٹھا کر امام کی خدمت میں لے آئیں۔ سیّد الشہداء نے اپنے ننھے معصوم کو آغوش میں لیا۔ اور فوج اشقیاء کی طرف چل پڑے۔

منظر بقول حضرت صائم چشتی کچھ ایسا تھا۔

علی اصغر نوں چا کے گود وچ مولا حسین آئے
تے ویکھن حوصلہ دوہتے دا شاہ مشرقین آئے
سی اودھر تیر صائم گردن معصوم وچ وجا
فرشتے گود وچ ایدھر علی اصغر نوں لین آئے

حضرت امام علیہ السلام کو یزیدیوں کے کردارِ بد کی وجہ سے علم تھا کہ اس چھ ماہ کے بچے کو پانی نہیں ملے گا اور علی اصغر کو اٹھا کر کوفیوں کے سامنے لے جاتے وقت بھی امام کے نہاں خانۂ دل میں یہ امر موجود تھا کہ الٰہی یہ چھ ماہ کا بچہ بھی تیری بارگاہ میں پیش ہے اُسے بھی

Marfat.com

اپنی رحمتوں کے صدقے قبول فرما۔

آپ جب معصوم علی اصغر کو مخالفین کی فوج کے روبرو لے کر پہنچے تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! اگر تمہارے گمان میں مَیں نے کوئی جرم کیا ہے تو اس بچے نے ہرگز کوئی جرم نہیں کیا۔ اسے ایک گھونٹ پانی دے دو، کیونکہ شدت پیاس سے اس کی والدہ کا دودھ خشک ہو چکا ہے۔ ان سنگ دل جفاروں نے کہا یہ محال ہے۔ ہم ابنِ زیاد کے حکم کے بغیر تمہیں اور تمہارے بیٹوں کو ایک قطرہ پانی کا نہیں دے سکتے۔ اس کے ساتھ ہی قبیلہ ازد کے ایک بدبخت شخص حرملہ بن کاہل نے تیر کھینچا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف چلا دیا۔ وہ تیر سیّدنا علی اصغر علیہ السلام کے گلے کو چیرتا ہوا حضرت امام حسین علیہ السلام کے بازو میں پیوست ہو گیا۔

امام نے معصوم علی اصغر کے گلے سے تیر کو کھینچا اور معصوم کے گلے سے جاری ہونے والا خون اپنے دامن پر مل لیا اور ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرنے دیا۔ (روضۃ الشہداء ص ۳۴۳)

○ علامہ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ امام کا یہ معصوم بچہ شہید ہوا ——

”فَتَلَقّٰی حُسَیْنٌ دَمَهٗ فِیْ یَدِهٖ وَالْقَاهُ نَحْوَ السَّمَآءِ وَقَالَ اِنْ تَكُ قَدْ حَبَسْتَ عَنَّا النَّصْرَ مِنَ السَّمَآءِ فَاجْعَلْهُ لِمَا هُوَ خَيْرٌ وَّانْتَقِمْ لَنَا مِنَ الظَّالِمِیْنَ“

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۸۶-۱۸۷)

امام حسین نے اس بچے کے خون کو اپنے ہاتھوں میں ڈالا۔ چلو میں لیا“ اور اسے آسمان کی طرف اچھال کر فرمایا —— اے میرے رب اگر تو نے (کسی وجہ سے) ہم سے آسمانی مدد کو روک لیا ہے۔ تو وہی کر جو تیری مصلحت

Marfat.com

ہواوران ظالموں سے ہمارا انتقام لے۔

ذبح عظیم کے مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۲۲ پر علامہ سبط ابنِ جوزی کے حوالے سے لکھا ہے اور حیات الخفی میں بھی مرقوم ہے۔ کہ آپ کے دعا فرمانے کے بعد ہاتف نے ندا دی۔

دَعْهُ یَا حُسَیْنُ فَاِنَّ لَهٗ مُرْضِعَةً فِی الْجَنَّةِ——

اے حسین اس بچے کو رخصت کرو اس کے لیے ایک داعیہ جنت میں مقرر کر دی گئی ہے۔

(حیات الخفی ج ۲ ص ۳۲۱ بحوالہ شہادت نواسۂ سید الابرار ص ۸۱۴)

○ علامہ عبدالسلام رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے حیات الخفی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جب امام اپنے شیر خوار بچے کو لے کر اشقیاء کے سامنے گئے تو فرمایا! اے لوگو! تم نے میرے اہلِ خانہ، رفقاء واحباب کو قتل کر دیا ہے اور یہ شیر خوار بچہ باقی ہے، اسے پانی کا ایک گھونٹ دے دو دیکھو! شدت پیاس سے یہ بے حس وحرکت ہے——اور فرمایا——

اِنْ لَّمْ تَرْحَمُوْنِیْ فَارْحَمُوْا هٰذَا الطِّفْلَ——

(حیات الخفی ج ۲ ص ۳۲۱ بحوالہ شہادت نواسۂ سید الابرار ص ۸۱۴)

——اگر تم مجھ پر رحم نہیں کرتے تو اس بچے پر تو رحم کرو——

فوج اشقیاء میں بعض لوگوں پر اتنا اثر ہوا کہ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ اگر اس بچے کو پانی دے دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ ابنِ سعد نے اس حالت میں فوج کو دیکھا تو ایک شخص حرملہ بن کاہل کو حکم دیا——

یَا حُرْمَلَةُ اِقْطَعْ کَلَامَ الْحُسَیْنِ——

(حیات الخفی ج ۲ ص ۳۲۱ بحوالہ شہادت نواسۂ سید الابرار ص ۸۱۴)

Marfat.com

اے حرملہ حسین کے اس کلام کو قطع کردے۔

حرملہ نے سہ شعبہ (تین شاخوں والا) تیر اس زور سے مارا کہ وہ علی اصغر کے نازک نورانی کان پر آکر لگا۔

تَذْبَحُهُ مِنْ اُذُنٍ اِلٰی اُذُنٍ ۔

(حیات الشمی ج ۲ ص ۳۲۱ بحوالہ شہادت نواسۂ سید الابرار ص ۸۱۴)

کہ ایک کان کو چیرتا ہوا دوسرے کان سے پار ہو گیا۔

امام علیہ السلام نے اس تیر کو بچے کے جسد نازک سے کھینچا اور خونِ اصغر کو چلو میں لے کر آسمانوں کی طرف اچھال دیا۔

بچہ چھ ماہ کا ہو اور پیاس کی شدت سے جسم زردی مائل ہو گیا ہو اور اس کے حلقوم میں تیر پھنس جائے۔ تیر بھی سہ شعبہ، جس کی ایک نہیں تین نوکیں ہوں ایسے تیر کو ایسے بچے کے گلے سے باہر کھینچنا ہو جو پھول کی طرح نازک ہو ــــــ تو اتنا مشکل کام بھلا نواسۂ رسول کے سوا اور کون کر سکتا تھا۔ یہ اس کا حصہ تھا جس نے شہزادئ کونین کا دودھ پیا تھا۔ یہ ملکہ ملک ولایت کے دودھ کی تاثیر تھی کہ شبیر عالم نے، عالم کون وفساد کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ــــــ بچے کو اٹھا کر چلنے کا منظر، تصور کی آنکھوں کو وا کر کے دیکھیں تو امام کی سماعت سے ٹکرانے والی آوازیں کچھ اس طرح کی ہی ہو سکتی ہیں۔

تیر بولا کہ مجھے، تیر جفا کہتے ہیں
ارض کہتی تھی، مجھے کرب و بلا کہتے ہیں
دیکھ معصوم کے حلقوم کو اور صورت کو
موت کہتے ہیں اسے ضرب قضاء کہتے ہیں

Marfat.com

بولے شبیر کہ لبیک، مصیبت! آ جا!
ابنِ حیدر ہوں، مجھے کوہ وفا کہتے ہیں
عرش والوں کا یہ نعرہ تھا حسین ابنِ علی
ہم تجھے پیکر تسلیم و رضا کہتے ہیں

امام علیہ السلام ننھے علی اصغر کے لاشے کو اٹھا کر خیموں کی طرف تشریف لا رہے تھے تو اہلِ بیت والوں اور ان کی والدہ محترمہ کے دل میں یہ گمان گزرا کہ بچے میں پہلی سی بے تابانہ حرکتیں نہیں اور نہ ہی وہ اضطراب و بے قراری ہے، ہوسکتا ہے پانی مل گیا ہو۔ لیکن جب امام قریب آئے تو علی اصغر کی والدہ سے فرمایا تو اپنا بیٹا اصغر، دنیائے فانی اور نہر فرات کا پانی تو میسر نہیں آسکا، لیکن تیرا بچہ، میرے نانا ساقیٔ کوثر کے ہاتھوں آب کوثر سے سیراب ہوگیا ہے۔ والدہ کا دل پاش پاش ہوگیا اور منہ سے ایک بے صدا چیخ نکل گئی۔

(حیات النبی ج ۲ ص ۳۲۱ بحوالہ شہادت نواسۂ سید الابرار ص ۸۱۴، روضۃ الشہداء ص ۲۴۳)

بعض کتبِ مقاتل میں ہے کہ امام علی اصغر پر نماز جنازہ پڑھی اور خیموں کے قریب تھوڑی سی زمین کھود کر آپ کو دفن فرما دیا ——— شاعر اہلِ سنت نے علی اصغر علیہ السلام کی یاد میں مندرجہ ذیل رباعی کہی ہے۔

وفا کا نور کا پیکر حسیں علی اصغرؓ
حسینی کان کا در ثمیں علی اصغرؓ
نثار تیری شہادت پہ پیاس پر صائم
مثال تیری کہیں بھی نہیں علی اصغرؓ

Marfat.com

عبداللہ بن حسین کی شہادت

حضرت عبداللہ بن حسین علیہما السلام چند سال عمر، اتنے کم سن کہ خیمہ کی ایک چوب ہی اٹھا سکتے تھے ـــــ بعض کتابوں میں ہے کہ ایک کم سن بچہ خیمہ سے گھبرا کر باہر نکل آیا۔ اس کے کانوں میں دو گوشوارے تھے، وہ بچہ اس ہولناک عالم سے اس قدر متاثر ہو رہا تھا کہ اس کا تمام بدن بید کی طرح لرزاں تھا۔ وہ دہشت زدہ اور حواس باختہ ہو کر ایک قنات سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ ہانی بن ثبیت حضرمی نے جھپٹ کر اس کو ایک حملہ میں قتل کر دیا۔ بعض مؤرخین نے اس بچے کا نام عبداللہ بن حسین رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ کتب کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امامِ عالی مقام کے ایک صغیر السن بچہ عبداللہ تھا ـــــ اور بعض علماء کا یہ قیاس ہے کہ علی اصغر کا نام عبداللہ تھا۔ لیکن میرے خیال میں یہ قیاس صحیح نہیں ہے۔ اب مختلف کتابوں کے حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔

○ کتاب ''الحسین'' میں عمر ابو النصر مصری نے صرف دو سطر میں اس طرح لکھا ہے۔ اہلِ بیت کے خیموں میں سے ایک ننھا بچہ نکلا اور خوف زدہ نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ ہانی بن ثبیت حضرمی نے آگے بڑھ کر اسے شہید کر دیا۔

(الحسین مترجم ص ۱۳۵)

○ علامہ طبری لکھتے ہیں کہ ہانی حضرمی کہتا ہے۔ قتل حسین کے روز میں بھی موجود تھا،

Marfat.com

دس سواروں میں سے ایک سوار تھا۔ گھوڑے چاروں طرف دوڑ رہے تھے۔ واللہ میں نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ خیمہ کی ایک لکڑی ہاتھ میں لیے ہوئے نکل آیا۔ وہ کرتا اور تہہ بند پہنے ہوئے تھا۔

"یَتَلَفَّتُ یَمِیْنًا وَّ شِمَالًا —— فَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی دُرَّتَیْنِ فِیْ اُذُنَیْہِ تَذَبْذِبَانِ کُلَّمَا اِلْتَفَتَّ" ——

وہ سہما ہوا کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف دیکھتا تھا —— اس کے کانوں میں بُندے تھے۔

جب وہ ادھر ادھر دیکھتا تو بندے ہلتے ہوئے نظر آتے تھے۔ وہ نقشہ ابھی تک میری آنکھوں میں پھرتا ہے۔ ایک شخص گھوڑے کو ایڑی لگاتا ہوا۔ آگے بڑھا۔ جب اس لڑکے کے قریب پہنچا تو گھوڑے پر سے جھکا۔

ثُمَّ اَخَذَ الْغُلَامَ فَقَطَعَهُ بِالسَّیْفِ ——

(طبری جلدی ۶ ص ۲۵۸، البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۸۶۔ استشہاد الحسین ص ۱۴۰)

پھر اس لڑکے کو پکڑ کر تلوار سے کاٹ کر رکھ دیا ——

ہشام سکونی کہتا ہے اس لڑکے کو ہانی بن ثبیت حضرمی نے خود قتل کیا تھا۔ لیکن لوگوں کی لعنت وملامت کے خوف سے اس نے اپنا نام نہیں لیا۔

بُندوں والا ایک اور بچہ

ایک اور بچہ جس کی شہادت کا تذکرہ البدایۃ والنہایہ میں ابنِ کثیر اور تاریخ الامم والملوک ابنِ جریر طبری نے کیا ہے۔ مگر اس بچے کا نام نہیں لکھا۔ لکھتے ہیں جب میدان میں امام علیہ السلام کو دشمنوں نے گھیر لیا تو یہ دیکھ کر ایک لڑکا خیمے سے باہر نکلا اور آپ کے

Marfat.com

پاس آنے لگا۔ ابنِ کثیر لکھتے ہیں:

كَاَنَّهُ الْبَدْرُ وَفِىْ اُذُنَيْهِ دُرَّتَانِ ۔ (البدایۃ والنہایۃ جلد ۸ ص ۱۸۷)

چودھویں کے چاند کی طرح تھا اور اس کے کانوں میں بندے تھے۔

جب وہ دوڑتا ہوا خیمہ سے باہر نکلا تو حضرت سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا اسے واپس خیمہ میں لے جانے کے لیے اس کے پیچھے آئیں امام نے آواز دے کر فرمایا ——

اِحْبِسِيْهِ —— (طبری جلد ۶ ص ۲۵۹)

''زینب'' اسے روکو۔

لیکن اس نے واپس خیموں میں جانے سے انکار کر دیا۔ اور دوڑتا ہوا پہنچا اور امام کے پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا بحر بن کعب بن عبداللہ نے حضرت امام علیہ السلام پر تلوار اٹھائی تو اس بچے نے کہا:

يَا ابْنَ الْخَبِيْثَةِ اَتَقْتُلُ عَمِّىْ —— (طبری جلد ۶ صفحہ ۲۵۹)

اور خبیث (ناپاک) عورت کے بیٹے تو میرے چچا کو قتل کرنا چاہتا ہے۔

بحر بن کعب نے حضرت پر وار کیا۔ بچے نے اس خبیث کی تلوار کا وار روکنے کے لیے اپنا ہاتھ آگے کر دیا۔ بچے کا ہاتھ قلم ہو کر لٹک گیا۔ صرف کھال باقی رہ گئی۔

فَنَادَى الْغُلَامُ يَا اُمَّتَاهُ —— (طبری جلد ۶ صفحہ ۲۵۹)

تو بچہ ہائے اماں ہائے اماں کہہ کر چلا اٹھا ——

البدایہ میں ہے ——

يَا اَبَتَاهُ —— (البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۸۷)

ہائے اباجان کہہ کر چلایا۔

Marfat.com

فَاَخَذَهُ الْحُسَيْنَ فَضَمَّهُ اِلٰى صَدْرِهٖ —— (طبری جلد ۶ صفحہ ۲۵۹)

امام حسین علیہ السلام نے اسے سینے سے لپٹا لیا —— اور فرمایا ——

يَا ابْنَ اَخِيْ اِصْبِرْ —— (استشہاد الحسین ص ۱۴۱)

اے میرے بھائی کے بیٹے صبر کر۔ اور اپنے حق میں بہتر سمجھ۔ اللہ تعالیٰ اب مجھے تیرے بزرگوں سے ملا دے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی المرتضیٰ، حمزہ سیّد الشہداء، جعفر طیار، حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچا دے گا۔

بعض نے اس لڑکے کو عبداللہ بن حسن کا نام دیا ہے۔ (واللہ اعلم)

Marfat.com

شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام

اب مہمان کربلا، سیّد الشہداء، راکب دوش مصطفےٰ، نور جان خیر النساء، ابنِ خیبر شکن، برادر امام حسن، حسن باغ زمن، امام ذوالمنن، حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر ہوگا۔

کون حسین؟

حسینؓ گلشن رحمت کی دل نواز کلی
حسینؓ، جان پیمبرؐ، حسینؓ نور علیؓ
حسینؓ راحت زہراء حسینؓ شیر جلی
حسینؓ حسن ولایت، حسینؓ حق کا ولی
حسینؓ چرخ کرامت کے چاند کا ہالہ
حسینؓ مہر نبوت پہ کھیلنے والا
حسینؓ راکب دوشِ رسول اکرم ﷺ ہے
حسینؓ حسن شہادت، شہید اعظم ہے
حسینؓ ارفع و اعلیٰ ہے فخر آدم علیہ السلام ہے
حسینؓ ظل کرامت، پناہ عالم ہے

Marfat.com

حسینؓ نام ہے زہراء کے گھر کی خوشبو کا
حسینؓ نام ہے حیدرؓ کے زور بازو کا
حسینؓ ؟ جس نے زمانے کو زندگی بخشی
حسینؓ ؟ جس نے محبت کو تازگی بخشی
حسینؓ ؟ جس نے ہے ہر آنکھ کو نمی بخشی
حسینؓ ؟ جس نے خضر کو ہے روشنی بخشی
رضائے حق میں ہے سب کچھ لٹا دیا جس نے
حسینؓ وہ ہے کہ دیں کو بچا لیا جس نے

(خضر)

سیّد شہیداں امامِ عالی مقام عزیز واقرباء دیگر تمام احباب وانصار کی شہادت کے بعد اکیلے رہ گئے۔ سوائے امام علی اوسط زین العابدین رضی اللہ عنہ کے جوسخت بیمار تھے اور خیمہ میں بخار کی حدت اور پیاس کی شدت میں نیم بے ہوشی کی حالت میں، چمڑے کے ایک پھٹے ہوئے بستر پر پڑے ہوئے تھے۔ امام ابھی کچھ سوچ ہی رہے تھے کہ دشمنوں کی طرف سے مبارزطلبی کی آواز آئی تو آپ فوراً مقابلے اور جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ ہر طرح کے مصائب وآلام کو گلے لگانے والا، صبر واستقامت اور عزم واستقلال کا کوگراں اٹھا اور زبان پاک پر یہ شعر تھا۔

اِنْ کَانَ دِیْنُ مُحَمَّدٍ لَمْ یَسْتَقِمْ
اِلَّا بِقَتْلِیْ یَا سُیُوْفُ خُذِیْنِیْ

اگر میرے نانا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین میرے قتل کے بغیر

Marfat.com

برقرار نہیں رہ سکتا تو میں خونخوار تلواروں کو دعوت دیتا ہوں کہ مجھے پکڑ لو۔

جب امام زین العابدین نے اپنے والد گرامی کو تنہائی کے عالم میں تیاری کرتے دیکھا تو نیزہ لے کر خیمہ سے باہر تشریف لائے مگر شدید بیمار تھے۔ انتہائی کمزوری کی وجہ سے آپ کے پاؤں لڑکھڑا رہے تھے اور رنج والم کی وجہ سے آپ کا بدن مبارک کانپ رہا تھا اور اسی حال میں آپ نے میدان کا رخ کرلیا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب انہیں میدان میں جاتے دیکھا، تو تیزی کے ساتھ ان کے پیچھے روانہ ہوئے۔ اور آواز دے کر فرمایا، بیٹا واپس آجا اور یاد رکھ میری نسل تجھ سے باقی رہے گی اور تو اہلِ بیتِ رسول کے اماموں کا باپ ہوگا اور تیری نسل قیامت تک منقطع نہیں ہوگی۔ میں تجھے وصیت کرتا ہوں۔ خواتین کو تیری نگرانی میں چھوڑتا ہوں۔ اور آباؤ اجداد کی امانتیں تیرے سپرد کرتا ہوں۔ پہلی چیز قرآن مجید ہے، جو کلام الٰہی اور مجمع حقائق لا متناہی ہے۔ اور دوسری چیز مصحف سیّدہ فاطمہ زہراء ہے۔ علاوہ ازیں۔ جفر بیض، جامع، جفر احمر، علم خافت، مزبور (لکھا ہوا، مذکور الصدر علم) اور باقی وہ علوم جن پر سوائے ائمہ اہلِ بیت کے کسی کو اطلاع نہیں۔

پھر آپ علی زین العابدین کو خیمہ میں لے آئے اور بٹھا کر وہ امانتیں ان کے سپرد کیں۔ (روضۃ الشہداء ص ۳۴۴) تقویٰ اور رضائے الٰہی کی وصیت فرمائی۔ پھر آپ نے اسلحہ زیب تن کیا۔ نیچے چست لباس پہنا۔ پھر مصری قبا زیب تن کی۔ حضور رسالت مآب کی دستار سر پر رکھی، سیّد الشہداء حضرت حمزہ کی ڈھال پشت پر ڈالی، ذوالفقار علی حمائل کی اور پھر اپنی پیاری بیٹی سکینہ کو جن سے آپ بے پناہ محبت فرماتے تھے کو آغوش میں لیا۔ یہ دیکھ کر سیّدہ سکینہ سلام اللہ علیہا جو اس وقت چھ یا سات سال کی تھیں معصومانہ انداز میں عرض کرتی ہیں۔

Marfat.com

يَا اَبَتَاهُ اِسْتَسْلَمْتَ لِلْمَوْتِ ۔

ابا جان کیا آپ موت کی تیاری کر رہے ہیں۔امام نے فرمایا——

”يَا سَكِيْنَةُ كَيْفَ لَا يَسْتَسْلِمُ لِلْمَوْتِ مَنْ لَّا نَاصِرُهٗ وَلَا مُعِيْنٌ“——

اے پیاری بیٹی سکینہ جس کا کوئی یارو مددگار نہ ہوتو وہ موت کی تیاری نہ کرے

تو اور کیا کرے——

سیّدہ سکینہ نے عرض کیا۔اچھا ابا جان پھر ایسا کریں——

رُدَّنَا اِلٰى حَرَمِ جَدِّنَا——

کہ ہم کو ہمارے نانا کے شہر کی طرف بھیج دو——

باپ اور سات سالہ بچی کی گفتگو سن کر تمام پاک بیبیاں رو پڑیں——

فَبَكَى الْحُسَيْنُ——

(حیات خفی جلد ۲ص ۲۲۳ بحوالہ شہادت نواسہ سیّد الابرار ص ۸۱۷)

امام علیہ السلام بھی رو پڑے۔

آپ نے صبر کی تلقین فرمائی اور سیّدہ سکینہ کو پیار و دلاسہ دیا۔اور راہ حق میں جنگ کی مکمل تیاری فرمائی اور اس نعرے کے ساتھ میدان میں نکلے کہ

ہم اہلبیت ہیں بخت وفا سونے نہیں دیں گے
کفر جو چاہتا ہے وہ کبھی ہونے نہیں دیں گے
سکینہ کا بھرے دربار میں رونا گوارا ہے
مگر دین نبی ﷺ کو دربدر رونے نہیں دیں گے

(خضر)

Marfat.com

امام رضی اللہ عنہ میدان جنگ کی طرف

اور نکلتے وقت اپنے چہرۂ انور اور ریش اقدس پر دونوں ہاتھ پھیرے۔ جیسے دعا کے بعد پھیرے جاتے ہیں اور ساتھ فرمایا:

يَا سَكِينَةُ، وَيَا زَيْنَبُ وَيَا اُمُّ كَلْثُوْمُ وَيَا حَرَمَاتُ وَيَا عَلِيُّ اَوْسَطُ عَلَيْكُمْ مِنِّى السَّلَامُ ــــــ

(حیات خفی جلد۲ص ۲۲۳۔ بحوالہ شہادت نواسہ سیّدالابرارص ۸۱۸)

اے سکینہ رضی اللہ عنہا، اے زینب رضی اللہ عنہا، اے اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا ،اے حرمات (ازواج و خادمات) اے علی اوسط (زین العابدین) میری طرف سے تم پر سلام ہو۔ اب میں جا رہا ہوں۔

یہ ایک نہایت دردناک اور رقت آمیز منظر تھا۔ کہ جب آلِ رسول کا سردار ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان سے جدا ہو رہا ہے۔

تمام اہلِ بیت کی نگاہیں امام رضی اللہ عنہ کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ یہ میدان کارزار کی طرف جانے والا کوئی عام آدمی نہیں۔ یہ رسولِ خدا کا لخت جگر، سیّدہ زہراء کا نورنظر، شیرِ خدا کا پسر، حسن مجتبیٰ کا برادر، چرخ شہادت کا محور، اور عرب کا رہبر ہے، جسے دنیا حسین رضی اللہ عنہ، اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کا چین کہتی۔ ہاں حسین رضی اللہ عنہ۔ کون حسین رضی اللہ عنہ۔:

حسینؓ صورت حیدرؓ، حسینؓ خون رسول ﷺ
حسینؓ نازش زینبؓ ، حسینؓ فخر بتولؓ
حسینؓ اصل شہادت، حسینؓ اصل اصول
حسینؓ علم کا دریا، حسینؓ عقل عقولؓ

Marfat.com

جمال حسن محمد ﷺ ، جمال روئے حسینؓ

ہے رشک عقد ثریا، غبار کوئے حسینؓ

○ جب امام پاک روانہ ہوئے تو پردہ نشینان حجلۂ عصمت نے عرض کیا سرکار آپ نے ہمیں کس حال میں چھوڑا اور غریب الوطن قافلے کو کس کے سپرد کیا۔ امام نے فرمایا میں نے آپ سب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا ہے۔ اور میری مشکلات میں وہی میرا کفیل ہے۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○ (سورۂ نساء آیت ۸۱)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کافی ہے کارساز۔

امام جب میدان کربلا کے درمیان پہنچے تو آپ نے اپنا نیزہ میدان میں گاڑ دیا۔ اور اپنا نسب بیان کرتے ہوئے آپ نے رجز کے جو فی البدیہہ اشعار کہے ان عربی اشعار کا ترجمہ علامہ حسین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد نے فارسی زبان میں کیا، اسی بحر میں ان کا مفہوم وخیال اردو میں کچھ اس طرح ہے۔

ہے میرا نانا، امام الانبیاء خیر الوریٰ

آفتاب چرخ عزت، شمع بزم اصفیاء

میرا والد ہے یقیناً وارث شان علا

ور درج لافتیٰ ہے بدر برج ھل اتیٰ

ماں میری بنت نبی ﷺ ، خیر النساء زہراء بتول

بضعۃ منی، رسول پاک نے جس کو کہا

ہے میرا بھائی حسنؓ ، سلطان دیں شاہ زمن

نور چشم مرتضیٰ سبط شہ ہردو سرا

Marfat.com

جانتے ہو میرے چچا جعفر طیار کو
ہے ہمیشہ کے لیے جو طائر خلد خدا
حمزہ سردار شہیداں جانتے ہو کون ہے؟
ہے وہ چچا میرے والد حیدرِ کرارؓ کا
خاندان مصطفےٰ ہے چشمۂ جود و کرم!
تم ستم گر طالب دنیا، منافق، بے وفا
قاسم و اصغر کے خوں سے بھی نہیں ٹھنڈی ہوئی
اے دغا باز و تمہاری آتش جور و جفا

(خضر)

اتمام حجت

پھر آپ نے فرمایا: اے دشمنانِ دین وملت خدا سے ڈرو۔ وہ خدا جو دن کو رات اور رات کو دن میں تبدیل کرتا ہے۔ جو زندگی اور موت دیتا ہے۔ اگر تم اللہ کے دین کا اقرار کرتے ہو اور میرے نانا جان رسول اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو میں اپنی پہلی بات پر قائم ہوں اسے دوبارہ بیان کرتا ہوں۔ ابھی وقت ہے مجھ پر ظلم وستم اور جور و جفا کے تیر نہ چلاؤ۔ ڈرو اس دن اور وقت سے جب میرے ماں باپ تم سے میرے بارے جھگڑا کریں گے۔ محشر کی گرمی، حدت اور پیاس کو یاد کرو اور یہ بھی سوچو کہ حوض کوثر کے کنارے کھڑا ہونے والا ساقیٔ کوثر کون ہوگا۔ تم خاندان نبوت کو نہایت بے دردی سے شہید کر چکے ہو اور اب مجھے قتل کرنا چاہتے ہو، اگر یہ تمام اس ملک کے لیے ہے تو مجھے سر راہ چھوڑ دو، تاکہ میں روم جیش یا ترکستان کی طرف چلا جاؤں اور میرے اہل وعیال کے جگر پیاس سے کباب ہو چکے ہیں انہیں تھوڑا سا پانی دے دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے تو

Marfat.com

اَلْحُکْمُ لِلّٰہِ وَ رَضِیْنَا بِقَضَاءِ اللّٰہِ ۔ (روضۃ الشہداء ص ۳۴۵)

حکم تو صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اور ہم اللہ کے ہر فیصلے پر راضی ہیں۔

شامیوں نے امام کی جب یہ باتیں سنیں تو بعض لوگ میدان جنگ سے واپس ہو گئے اور بعض نے رونا شروع کر دیا، شمر بن ذالجوشن، شیث بن ربعی اور ان کے ساتھیوں نے جب یہ دیکھا کہ محاذ ان کے ہاتھوں سے نکلتا جا رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ لشکر اپنے ہی سپہ سالاروں پر ٹوٹ پڑے۔ وہ تیزی کے ساتھ امام علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اے ابنِ ابوتراب اپنی بات لمبی نہ کر اور اپنے نسبی غرور کو چھوڑ کر آ، تا کہ تجھے ابنِ زیاد کے پاس لے چلیں اور وہاں پہنچ کر یزید کے لیے بیعت کر لے اور اس ہلاکت سے رہائی حاصل کر، بصورت دیگر ہم تجھے اسی حال پر رکھیں گے یہاں تک کہ تو پیاسا ہلاک ہو جائے۔

امام حسین علیہ السلام ان کی بکواس سن کر خاموش ہو گئے اور میدان میں کھڑے رہے ادھر جب ابنِ سعد نے اپنے لشکر کو روتا ہوا آہ و فغاں کرتا دیکھا تو وہ خوف زدہ ہو گیا کہ کہیں فوج میں بغاوت نہ ہو جائے۔ اس نے قلب لشکر سے نکل کر پیادوں کو آواز دی کہ اب اگر حسین کے منہ سے کوئی بات بھی نکلے تو اس پر تیروں کی بارش کر دو۔ ابنِ سعد کی بات سن کر اس کے پندرہ ہزار بدبختوں نے کمانوں پر تیر چڑھائے اور امام کی طرف چلا دیئے خدا کی قدرت کہ آپ اور آپ کے گھوڑے کے جسم پر ایک تیر بھی نہ لگا۔ تیر اندازوں نے اپنے تیروں کو خطا جاتے دیکھا تو شرمندہ ہو کر واپس ہو گئے۔

زعفر نامی جن کا مدد کے لیے آنا

امام حسین علیہ السلام نے چاہا کہ حملہ کریں۔ لیکن اچانک زبردست گرد و غبار چھا گیا۔ اور ایک شخص دوسرے شخص کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اسی اثناء میں ایک مہیب و عجیب شکل و

Marfat.com

صورت کا شخص ایک عجیب و غریب سواری پر ظاہر ہوا۔ اس کا سر اور ہاتھ گھوڑے کے سر اور ہاتھوں کی طرح تھے اور پاؤں شیر کے پاؤں سے مشابہ تھے۔ اس نے امامِ عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ـــــ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ عَلٰی جَدِّکَ وَ عَلٰی اَبِیْکَ وَ عَلٰی اُمِّکَ ـــــ

(روضۃ الشہدا ص ۳۴۵)

سلام ہو آپ پر یا امام اور آپ کے نانا پاک پر اور آپ کے والدین پر ـــــ

امام نے فرمایا: اے نیک بخت تو کون ہے جو اس وقت مظلوموں پر سلام کرتا ہے۔ اس نے کہا اے ابنِ رسولِ خدا میں جنوں کا سردار ہوں، میں تیرے نانے کا غلام اور باپ کا نوکر ہوں۔ میرا نام زعفر زاہد ہے اور میرا لشکر اس بیاباں میں سکونت پذیر ہے۔ آپ کے والد گرامی جب بئر العلم کے کنویں سے تشریف لائے تو انہوں نے ضرب ذوالفقار سے جنوں کو مسلمان کیا اس وقت میرا باپ جنوں کا بادشاہ تھا اور اس کے فوت ہونے کے بعد یہ تمام جن میرے زیر فرمان ہیں۔ اجازت فرمائیں تاکہ میں اپنے لشکر کو لا کر ان لوگوں سے جنگ کروں جو آپ کی طرف نیزے تان کر کھڑے ہیں۔

(روضۃ الشہدا ص ۳۴۶)

امام کا جواب

امام علیہ السلام نے فرمایا۔ اے زعفر اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے۔ تمہیں نہ یہ لوگ دیکھ سکیں گے اور نہ قتل کر سکیں گے، جب کہ تم انہیں دیکھو گے بھی اور قتل بھی کرو گے اور یہ ظلم ہے۔ تو اپنے گھر اور اپنی مجلس میں واپس چلا جا۔

زعفر نے عرض کیا اے سیّد و سرور ہم انسانوں کی طرح ان کے سامنے نظر آئیں گے اور جنگ کریں گے۔ اگر ہماری ساری قوم بھی قتل ہو جائے گی تو آپ کی راہ میں شہید ہو

Marfat.com

گی۔ امام نے فرمایا ——

جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا يَا زَعْفَرُ ——

اے زعفر اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے۔

میرا دل حیات دنیوی سے بھر چکا ہے۔ میں نے علم المنایا (خوابوں کا علم) میں دیکھا ہے کہ آج میں اپنے پروردگار سے ملاقات کروں گا تو میرے لیے اس قوم سے تعرض نہ کر اور واپس چلا جا۔ زعفر واپس چلا گیا اور اسی وقت تمام گرد و غبار ختم ہو گیا۔

(روضۃ الشہدا ، ص ۳۴۶)

امام کی شجاعت

حضرت امام نے دیکھا کہ دشمن ہر صورت جدال و قتال کر کے رہیں گے اور عداوت دشمنی سے باز نہیں آئیں گے۔ دوسری دفعہ میدان کا رخ کیا اور مقابلے کی دعوت دی۔ شام کے لشکر کا ایک سردار تمیم بن قحطبہ جو اپنی قوم میں بڑا بہادر اور شہ زور گنا جاتا تھا امام کے سامنے آیا اور کہا۔ اے ابنِ ابوتراب۔ آپ کہاں تک جھگڑا کریں گے؟ آپ کے بیٹوں نے ہلاکت کا زہر پی لیا ہے۔ آپ کے اقرباء اور غلاموں نے فنا کا لباس پہن لیا ہے۔ اور اب بھی آپ جنگ کرنا چاہتے ہیں اور تن تنہا، اکیلے ہزاروں کے لشکر سے تیغ زنی کریں گے۔

آپ نے فرمایا: اے شامی کیا میں تمہارے ساتھ جنگ کرنے آیا ہوں یا تم۔ میں نے سر راہ تمہیں روکا ہے۔ یا تم نے۔ اور تم لوگوں نے میرے بھائیوں اور بیٹوں کو قتل کر دیا ہے اور اب میرے اور تمہارے درمیان سوائے تلوار کے اور کیا رہ گیا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ میں اکیلا ہزاروں سے کیسے لڑوں گا۔ تو سن۔!

Marfat.com

میری رگ رگ میں خون حیدری کا جوش دیکھو گے
ہزاروں لشکری کھو دیں گے اپنے ہوش دیکھو گے
ابھی میں دیکھ لیتا ہوں بہادر، سورمے، فوجی
ابھی ہو گا غرور شامیاں روپوش دیکھو گے

آپ نے فرمایا او شامی! تو نے بہت باتیں کر لی ہیں۔ اب جو کچھ تیرے پاس ہے، لے آ۔ یہ فرمایا اور اس زور سے نعرہ لگایا کہ یزیدی فوج کا زہرہ اور حوصلہ پسینے کے قطروں کی صورت اختیار کر کے ان کے چہرے پر نمودار ہو گیا۔ تمیم پر گھبراہٹ طاری ہو گئی اور اس کا ہاتھ ناکارہ ہو گیا۔ امامِ عالی مقام نے اس کی گردن پر اس زور سے تلوار ماری کہ اس کا سر کئی قدم دور جا گرا۔ پھر آپ نے یزیدی فوج پر حملہ کر دیا، سپاہ دشمن آپ کی تلوار کی ضربوں کی تاب نہ لا کر ہراساں ہو کر ایک دم بھاگ نکلی۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۴۶)

حسین ابنِ علی کے سامنے بے ہنر بھاگے
جری، جنگ جو، بہادر چھوڑ کر تیغ و تبر بھاگے
وہ بھاگے ذوالفقار حیدری کی دیکھ کر شدت
جو تھے رن میں لگے، کشتوں کے پشتے دیکھ کر بھاگے

یزید ابطحی

شامی فوج کو بھاگتے دیکھ کر یزید ابطحی نے لشکر کو للکارتے ہوئے کہا۔ او، بے ہمتو! تم سب کے سب ایک شخص سے کمزور پڑ کے آگے آگے بھاگ رہے ہو۔ اب دیکھو! کہ میں اس کا کس طرح کام تمام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ مسلح ہو کر عالی مرتبت امام کے سامنے پہنچ گیا۔ اس کی جنگی صلاحیتیں تمام شام و عراق میں مشہور تھیں اور اس کی جرأت و بہادری، شجاعت و

Marfat.com

دلاوری کے قصے مصر و روم تک معروف تھے۔ ابنِ سعد کی فوج نے جب یزید ابطحی کو امام حسین کے مقابل دیکھا تو خوشی سے نعرہ بلند کیا۔ اور اہلِ بیت کے بچوں اور عورتوں کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ سب پریشان ہو گئے۔ مگر امام نے ابطحی کو للکارتے ہوئے کہا۔ کیا تو مجھے نہیں جانتا۔ جو اس گستاخانہ انداز میں میرے سامنے آیا ہے۔

ابطحی نے جواب دینے کی بجائے، امام پر تلوار اٹھائی۔ آپ نے اس کے وار کرنے سے پہلے اس کی کمر پر تلوار چلا دی اور اسے لکڑی (تر) کی طرح چیر کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور فرمایا۔!۔

اَنَـا الْـحُسَیْـنُ بْـنُ عَـلِـیٍّ

اَلَیْـتُ اَنْ لَّا اَنْثَـنِـیْ

اَحْـمِـیْ عِیَـالَاتِ اَبِـیْ

اَمْـضِـیْ عَـلٰـی دِیْـنِ الـنَّبِـیِّ

''میں حسین ابنِ علی ہوں۔ میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ ایک ہی بات پر قائم رہوں گا میں اپنے والد کے کنبہ کی حمایت کرتا ہوں۔ میں دین رسول پر قائم ہوں۔''

ہاں۔ تو بات چل رہی تھی شبیر عالم کی تیغ صاعقہ باز اور یزید ابطحی کی جو بڑے غرور و تکبر سے امام کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا تھا اور اب کربلائی ریگزاروں پر دو ٹکڑوں کی صورت میں جہنم کی راہ دیکھ رہا تھا۔ اسے کسی نے بھی یہ بات نہ سمجھائی کہ او بے وقوف، او اندھیروں کے پرستار۔ رک جا ۔

نہ جا تاریک دل یوں صاحب تنویر کے آگے

ٹھہرنا ہے بہت مشکل جری شبیر کے آگے

Marfat.com

دریائے فرات پر

حضرت امام نے معاً گھوڑے کا رخ دریائے فرات کی طرف موڑ لیا۔ شمر نے اپنے لشکر کو آواز دی للکار کر کہا خبردار۔ حسین علیہ السلام کو پانی کی طرف نہ جانے دینا۔ اگر اس نے پانی کا ایک پیالہ پی لیا تو پھر ہماری خیر نہیں۔ یہ اعلان سن کر لشکر یزید نے امامِ عالی مقام کا رستہ روکا فرات اور آپ کے درمیان حائل ہو گئے۔ امام نے تلوار کھینچی۔ گھوڑے کو مہمیز لگا کر مشتعل کیا اور دین کے باغیوں پر اس طرح تلوار چلائی، جس طرح موسم خزاں میں درختوں کے پتے زمین پر گرتے ہیں۔

جو گرتا پھر نہ اٹھ سکنے کی طاقت اس میں رہتی تھی
عجب اک خون بے دینی کی ندیا رن میں بہتی تھی
علی! تیغ پسر کی کاٹ آ کر دیکھ کربل میں
کھڑی اک بے وطن دروازۂ خیمہ پہ کہتی تھی

یہاں تک کہ آپ لشکر کی تین صفوں کو چیرتے ہوئے فرات کے کنارے پہنچ گئے، آپ نے گھوڑے کو فرات میں اتار کر چلو میں پانی لیا اور فوج اشقیاء کی طرف دیکھا۔ اس انداز و ادا کا مطلب یہ تھا کہ کوفیو! دیکھ لو، یہی فرات اور یہی پانی ہے۔ جسے تم نے آلِ رسول سے روک رکھا تھا۔ نادانو! یہاں آ کر اگر پانی پینا ہی مقصود ہوتا تو آواز دے کر پورا دریائے فرات قدموں میں بلا لیتا۔ میرا اپنے جدامجد سے ایک عہد و پیمان ہے، جسے نبھانے کے لیے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

آپ نہر فرات میں تھے کہ پیچھے سے ایک آواز آئی۔ یا حسین علیہ السلام! آپ دریائے فرات کے پانی کی اٹھتی ہوئی موجوں کو دیکھ رہے ہیں۔ ادھر یزیدی لشکر خیموں کو

Marfat.com

لوٹ رہا ہے، امام نے پانی چلو سے پھینکا اور تیز ہوا کی طرح خیموں تک پہنچ گئے۔ وہاں پر آپ نے کسی کو نہ دیکھا تو جان لیا کہ یہ بات مکاری سے کی گئی ہے، جب کہ دوست کا منشاء بھی یہی تھا کہ آج کے دن کی پیاس شراب بہشت سے بجھائی جائے۔

آخری بار وصیت

جب آپ خیمہ میں تشریف لے آئے تو سراپردہ میں قدم مبارک رکھا، تمام خواتین اہلِ بیت آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئیں تو آپ نے انہیں فرمایا۔ اے پردہ دارو۔ چادریں سر پر کرلو۔ اور کمر باندھ کر میری مصیبت کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ دیکھو کپڑے نہ پھاڑنا۔ اور نہ گھبراہٹ کا اظہار کرنا۔ میرے یتیموں کا خیال رکھنا۔ پھر آپ نے اپنے بیٹے امام زین العابدین کو آغوش میں لیا اور بوسہ دیتے ہوئے فرمایا۔ جب آپ مدینہ منورہ میں پہنچ جائیں تو میرے دوستوں کو میرا اسلام کہنا۔ اور کہنا۔ میرے باپ نے آخری وقت فرمایا تھا۔ اے دوستان ملت، جب کبھی تم غریب الوطنی کے دکھ میں مبتلا ہو جاؤ۔ تو میری غریب الوطنی یاد کر لینا اور جب کسی کو قتل شدہ دیکھو کہ اس کی گردن ناحق کاٹ دی گئی ہے تو مجھے فراموش نہ کرنا۔ اور جب کبھی ٹھنڈا میٹھا پانی پیو تو میری پیاس پر غور کر لینا۔

تلوار برق بار

جب امام علیہ السلام تیسری بار میدان میں تشریف لائے تو میدان میں کھڑے ہو کر مقابلے کی دعوت دی تو ابنِ سعد نے اپنے لشکر سے کہا، اے لوگو تم جانتے ہو کہ حسین علیہ السلام اکیلے اکیلے حریف کو نہیں چھوڑتے۔ لہٰذا ایک کے مقابلے میں ایک کے اصول کو ترک کر کے اکٹھے ہو کر حملہ کر دو۔ دیکھو! وہ پیاس کی شدت سے ہلاکت کے قریب پہنچ چکے ہیں! شاباش آگے بڑھو۔ اور حسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ لو۔ یہ سن کر یزیدی لشکر گیا اور آپ

Marfat.com

کو گھیرے میں لے لیا۔ اور امامِ عالی مقام شیر ژیاں کی طرح تیغ براں لیے ہوئے ان کے درمیان——

اَنَا ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ——

(میں رسولِ خدا کا بیٹا ہوں)——

کا رعد آسا نعرہ لگاتے تو زمین کانپ اٹھتی۔ اور جب آپ کی برق نما تلوار کی شعاعوں کی بجلی گرتی تو دشمنوں کی آنکھ کو خیرہ اور چہروں کو تیرہ کر دیتی۔ زمین و آسمان کے درمیان اٹھنے والا غبار خون کی بارش سے فرو ہو گیا۔ ناپاک دشمن کے تیرہ بدن میں نزاع جان کے لیے آپ کی شمشیر خوں فشاں کا حکم قطعیٔ فیصلہ کر دیتا۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۴۹)

مثال رعد تھا ہر نعرہ تکبیر شبیری
بنا تھا ہر کوئی میدان میں نخچیر شبیری
بھری تھی بجلیاں اس میں کہ وہ برق تپاں خود تھی
قضاء و موت کا پیغام تھی شمشیر شبیری

مخالف کا اعتراف

عبداللہ بن عمار امام کی مخالف فوج کا ایک جنگ جو لشکری تھا۔ اس نے بیان کیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ امام کو دونوں طرف سے پیادوں نے گھیر رکھا ہے آپ ان کے نرغہ میں ہیں۔ پھر انہوں نے آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ نے داہنی اور بائیں طرف سے حملہ کرنے والوں کو منتشر کر دیا۔ عبداللہ کا قول ہے:

فَوَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ مَكْسُوْرًا قَطُّ قَدْ قُتِلَ وَلَدُهٗ وَاَهْلُ بَيْتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

Marfat.com

اَرْبَطَ جَاشًا وَّلَا اَمْضٰی جَنَانًا مِنْهُ وَلَا اَجْرَأَ مُقَدَّمًا ——

خدا کی قسم! میں نے کسی ایسے بے کس و مجبور کو نہیں دیکھا، جس کی اولاد، اہلِ بیت اور اصحاب و انصار سب قتل ہو چکے ہوں۔ حسین کی طرح جرأت و بہادری سے لڑتے ہوئے ——

وَاللّٰهِ مَا رَاَیْتُ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ——

خدا کی قسم! نہ ان سے پہلے اور نہ بعد کوئی ان کی مثل نظر آیا۔

اِنْ کَانَتِ الرِّجَالَةُ لَتَنْکَشِفُ مَنْ عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَشِمَالِهٖ اِنْکِشَافَ الْمَعْزِیْ اِذَا شَدَّ فِیْهَا الذِّئْبُ ۔

(طبری جلد ۶ ص ۲۵۹۔ البدایہ والنہایۃ جلد ۸ ص ۱۸۸، الکامل فی التاریخ ابنِ اثیر جلد ۳ ص ۲۹۵، استشہاد الحسین ص ۱۴۲)

ان کے دائیں اور بائیں طرف کے لوگ اس طرح بھاگ رہے تھے۔ جیسے بھیڑیئے کے حملہ کرنے سے بکریاں بھاگتی ہیں۔

امامِ عالی مقام کی تلوار کی کاٹ، اور ہمت و مردانگی کے قصے آسمان شجاعت پر ستاروں کی مانند چمکتے رہیں گے۔ اللہ رب العزت نے مسافرت اور بے کسی کے عالم میں ایسی قوت و حوصلہ سے نوازا کہ یزیدیت کا غرور خاک میں مل گیا، آپ کی تیغ خارا شگاف کا سینہ ہدف میں اتر کر اسے پیوند خاک کرنا قدرت خداوندی کا ایک شمہ واندک ہے۔

وہ تیغ شبیر، تیغ حق تھی، کہ حق کا سکہ بٹھا رہی تھی
جلو میں لے کر وہ بجلیوں کو، دغا کے خرمن جلا رہی تھی
سر خباثت اڑا رہی تھی، وہ زور کثرت مٹا رہی تھی
زمین کربل کی خاک میں وہ، غرور باطل ملا رہی تھی

Marfat.com

حسین میداں میں لڑ رہے تھے، ادھر تھی سجدے میں ایک بی بی
بڑے ہی عجز و نیاز میں وہ، خدا سے کر التجا رہی تھی
خدایا رکھ لاج، آج، شمشیر حیدری کی، رن بلا میں
دعا کی آواز دختر مرتضیٰ، کے خیمے سے آ رہی تھی

(خضر)

چاروں طرف سے حملہ

جب امام علیہ السلام کی شجاعت و بہادری کے سامنے بڑے بڑے پہلوانوں کے حوصلے جواب دے گئے تو سالار لشکر عمرو بن سعد نے اپنی فوج کو پکارتے ہوئے کہا

وَیْلَکُمْ تَدْرُوْنَ لِمَنْ تُقَاتِلُوْنَ ــــ

اے لشکر شام افسوس ہے تم پر ــــ

جانتے ہو کس سے لڑ رہے ہو؟ ــــ

هٰذَا ابْنُ الْاِنْزَاعِ الْبَطِیْنِ ــــ هٰذَا ابْنُ قِتَالِ الْعَرَبِ ــــ

یہ انزاع بطین اور عرب کے سب سے بڑے جنگ جو (علی ابنِ ابی طالب) کا بیٹا ہے ــــ

نَاحْمِلُوْا عَلَیْهِ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ ــــ

(حیات الخمی جلد ۲ ص ۳۲۴ بحوالہ شہادت نواسہ سیّد الابرار)

اس پر چاروں طرف سے ایک ساتھ حملہ کر دو۔

پھر کیا تھا۔ امام علیہ السلام پر چاروں طرف سے تیروں کی بارش ہونے لگی۔ اس کے باوجود آپ نے حوصلہ کو بلند رکھا اور فوج اشقیاء کی صفوں کو چیرتے ہوئے گھوڑے کو پانی پلانے کی غرض سے فرات کے کنارے پہنچ گئے۔ اور گھوڑے کو پانی میں ڈال کر فرمایا ــــ

Marfat.com

اَنْتَ عَطْشَانٌ وَاَنَا عَطْشَانٌ وَاللهِ لَا ذُقْتُ الْمَآءَ حَتّٰی تَشْرَبُ ـــــ

(حیات الحیٰی جلد۲ص۳۲۴ بحوالہ شہادت نواسہ سیّد الابرار)

اے گھوڑے تو بھی پیاسا ہے اور میں بھی پیاسا ہوں۔ خدا کی قسم میں بھی اس وقت تک پانی نہیں پیوں گا۔ جب تک تو پانی نہ پی لے۔ جب نواسۂ رسول کا یہ کلام سنا تو وفادار گھوڑے نے فوراً اپنا منہ پانی سے اٹھالیا۔ آپ فرات سے باہر نکلے تو حصین بن تمیم خبیث نے تیر چلایا۔ جو آپ کے تالو میں پیوست ہو گیا، جب آپ نے تیر کو کھینچا، تو خون بہہ نکلا ـــــ

فَتَلَقَّاہُ بِیَدَیْہِ ثُمَّ رَفَعَھُمَا اِلَی السَّمَآءِ وَھُمَا مَمْلُوْءَ تَانِ ـــــ

(البدایہ والنہایہ جلد۸ص۱۸۷)

تو آپ نے اپنے خون کو دونوں ہاتھوں میں لے لیا پھر خون سے بھرے ہوئے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا ـــــ

ثُمَّ رَمٰی بِہٖ اِلَی السَّمَآءِ

پھر اسے آسمان کی طرف اچھال دیا اور فرمایا

اَللّٰھُمَّ اَحْصِھِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْھُمْ بَدَدًا وَلَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنْھُمْ اَحَدًا ـــــ

اے اللہ ان کو گن ان کی تعداد کو شمار کر اور انہیں ایک ایک کر کے قتل کر اور ان میں سے کسی ایک کو بھی زمین پر باقی نہ رکھ۔

خیال رہے کہ علامہ ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد الشیبانی المعروف بابن الاثیر الکامل فی التاریخ میں رقم طراز ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:

فَجَعَلَ یَتَلَقّٰی الدَّمُ بِیَدِہٖ وَرَمٰی بِہٖ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ حَمِدَ اللہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ ـــــ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْکُوْ اِلَیْکَ مَا یُصْنَعُ بِابْنِ

Marfat.com

بِنْتِ نَبِیِّكَ ـــــ اَللّٰھُمَّ اَحْصِھِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْھُمْ بَدَدًا وَّلَا تُبْقِ مِنْھُمْ اَحَدًا ۔

(الکامل جلد۳ ص۲۹۴ مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت لبنان)

ـــــ بس امام علیہ السلام کے ہاتھ میں ''یعنی چلو میں'' خون آیا اور آپ نے خون کو آسمانوں کی طرف پھینکا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔ اے اللہ! میں تیری جناب میں شکایت پیش کرتا ہوں، اس بات کی جو تیرے نبی کی بیٹی کے بیٹے کے ساتھ کیا جارہا ہے۔ اے اللہ ان کو گن اور ان کو جدا جدا کر کے ہلاک کر دے۔ اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑ۔

حصین بن تمیم کا انجام

امام علیہ السلام نے اپنا چہرہ مبارک آسمان کی طرف کر کے جب مندرجہ بالا دعا مانگی۔ تو وہ فوراً قبول ہوئی۔ طبری اور ابن کثیر، ابنِ اثیر نے لکھا ہے۔ خدا کی قسم! آپ کو تیر مارنے والا شخص ابھی تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پیاس کو اس پر مسلط کر دیا۔ کبھی اس کو ٹھنڈا پانی پلایا جاتا اور کبھی دودھ کی لسی۔ لیکن اس کی پیاس نہ بجھتی تھی اور وہ ان الفاظ میں شور مچاتا تھا ـــــ

وَیْلَکُمْ اَسْقُوْنِیْ قَتَلَنِی الظَّمَاءُ ـــــ

(الکامل جلد۳ ص۲۹۴ البدایہ والنہایہ جلد۸ ص۱۸۷۔ طبری جلد۶ ص۲۵۸)

تم ہلاک ہو جاؤ مجھے پانی پلاؤ، مجھے پیاس نے قتل کر دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ـــــ

فَوَاللّٰہِ مَالَبِثَ اِلَّا یَسِیْرًا حَتّٰی انْفَذَ بَطْنُہٗ اِنْفِذَاذَ بَطْنِ الْبَعِیْرِ ـــــ

(الکامل ج۳ ص۲۹۴، البدایہ والنہایہ جلد۸ ص۱۸۷، طبری جلد۶ ص۲۵۸)

Marfat.com

خدا کی قسم کچھ زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ اس کا پیٹ پھول کر اونٹ کے پیٹ کی طرح ہو گیا۔

امام گھوڑے سے اترے

علامہ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ نے اپنے زخم پر چادر لپیٹی اور تیروں کی بارش میں گھوڑے سے اس لیے نیچے اترے کہ وہ گھوڑا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا اور آپ نے اپنے نانا کریم کی یادگار کو مزید زخموں سے بچانے کے لیے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے پیدل بھی تلوار کے وہ جوہر دکھائے کہ لشکر یزید میں سے کوئی شخص بھی قریب آنے کی جرأت نہ کرتا۔

حمید بن مسلم کا بیان ہے جسے طبری نے نقل کیا ——

وَهُوَ يُقَاتِلُ عَلٰى رِجْلَيْهِ

اور وہ پیدل ہو کر اس طرح جنگ کر رہے تھے ——

قِتَالَ الْفَارِسِ الشُّجَاعِ، يَتَّقِي الرَّمْيَةَ وَيَفْتَرِصُ الْعَوْرَةَ، وَيَشُدُّ عَلَى الْخَيْلِ ——

جیسے کوئی بہادر شہسوار فاصلہ سے خود بچاتے ہوئے کمین گاہوں سے اپنا موقع تلاش کرتے ہوئے، سواروں پر حملہ کرتا جائے —— حمید بن مسلم کہتا ہے کہ شہید ہونے سے قبل میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے ——

وَاللّٰهِ لَا يَقْتُلُوْنَ بَعْدِيْ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ، اَللّٰهُ اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ لِقَتْلِهٖ مِنِّيْ ——

خدائے لم یزال کی قسم میرے قتل کے بعد اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی ایسے

Marfat.com

بندے کو قتل نہ کرو گے۔ جس کے قتل پر میرے قتل سے زیادہ خدا تم سے ناراض ہو۔۔۔۔

فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل کر کے مجھ پر کرم کرے گا۔۔۔۔

ثُمَّ یَنْتَقِمُ لِیْ مِنْکُمْ مِنْ حَیْثُ لَا تَشْعُرُوْنَ۔۔۔۔

پھر تم سے میرا اس طرح انتقام لے گا کہ تم حیران ہو جاؤ گے۔ فرمایا تم نے مجھے قتل کیا تو کیا ہوا، خدا کی قسم! خدا تم لوگوں کو آپس کی خون ریزی میں مبتلا کر دے گا اور تمہارے خوں کی ندیاں بہا دے گا۔ اور اس پر بھی بس نہ کرے گا۔

حَتّٰی یُضَاعِفُ لَکُمُ الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ۔۔۔۔

یہاں تک کہ تمہارے لیے دردناک عذاب دگنا کر دے گا۔

(طبری جلد ۶ ص ۲۶۰)

ظہر کی نماز تو آپ نے اپنے اصحاب و احباب کے اصرار پر اور جنگ کی صورت حال کے پیش نظر اول وقت میں صلوٰۃ خوف کی صورت میں ساتھیوں کے ساتھ ادا فرمالی تھی۔ اب نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ امام علیہ السلام کی تلوار نے دشمنوں کے چھکے چھڑا دیئے تھے۔ آپ جس طرف رخ کرتے فوج یزید آگے سے بھاگ جاتی۔ پھر کیا تھا آپ نے معاً شمشیر براں کو نیچے کر لیا اور جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ ہو سکتا ہے کہ شہادت کی صدا پر لبیک کہتے ہوئے خود کو قضائے خدا لم یزال کے سپرد کرنے کا ارادہ فرمالیا ہو یا پھر کسی سمت سے ندا گونجی ہو۔ کہ بس کر حسین بس کر۔!

جمال دین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بس کر، عرب کے ماہ مبین بس کر
جناب زہرا علیہا السلام کے دل کے ٹکڑے، علی کے درثمین بس کر
فلک نے آواز دی میں تجھ پہ، نثار اے ذوالفقار والے
کہ تیری ہیبت سے کربلا کی، لرز رہی ہے زمین بس کر

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ بھی آب کوثر کا، جام تھامے تھے منتظر تھے
بلا رہے تھے علیؓ کہ آ جا، نبی کے دیں کے معیں بس کر

فوج اشقیاء نے آپ کو پیادہ دیکھا تو دلیر ہو کر آپ پر حملہ کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک شخص کا تیر آپ کی پرنور پیشانی میں پیوست ہو گیا۔ آپ نے تیر باہر کھینچا تو زخم سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔ آپ نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھ لیا۔ جب آپ کا ہاتھ خون سے لت پت ہو گیا تو آپ نے اسے چہرے پر مل کر فرمایا، میں اسی حالت میں اپنے نانا جان سے ملاقات کروں گا۔ اور پھر اسی حالت میں آپ قبلہ رو ہو گئے۔ اور بحضور کبریا اپنا سر سجدے میں رکھ دیا۔ آپ کے قتل کے ارادے سے ایک ایک دو دو آدمی آتے رہے اور جب آپ کو اس حالت میں دیکھتے تو شرمندہ ہو کر واپس چلے جاتے۔

آخری لمحات

جب شمر نے اپنی فوج کو دیکھا کہ وہ امام کے قتل سے اعراض کر رہے ہیں تو اس نے چلا کر کہا۔ یہ تاخیر و توقف کیسا ہے؟ اس کی بات سن کر زرعہ بن شریک نے آگے بڑھ کر آپ کے ہاتھ پر ضرب لگائی۔ اور دس دوسرے آدمی آپ کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے اور وہ لوگ آپ کے قریب آ گئے، ان میں سنان ابنِ انس نے قریب آ کر امام کی پست یا گردن میں نیزہ مارا تو آپ پہلو کے بل زمین پر گر گئے۔ خولی بن یزید اصبحی نے گھوڑے سے اتر کر آپ کا سر قلم کرنا چاہا تو اس کے ہاتھوں میں کپکپی طاری ہو گئی۔

قاتل کی شناخت

علامہ حسین کاشفی نے امام بخاری کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب امام علیہ السلام گر پڑے تو ایک شخص آپ کا سر اتارنے کی غرض سے آیا۔ امام حسین علیہ السلام نے اسے دیکھ

Marfat.com

کر فرمایا چلا جا تو میرا قاتل نہیں! مجھے افسوس ہوگا کہ تو آتش دوزخ میں گرفتار ہو جائے اس شخص نے جب امام کی زبانی یہ بات سنی تو روتے ہوئے کہنے لگا، اے رسولِ خدا کے بیٹے آپ اس حال میں پہنچ چکے ہیں اور ابھی تک ہمارا غم کھا رہے ہیں کہ ہم دوزخ کی آگ میں نہ جلیں۔ اس شخص نے جس تلوار کو قتل امام کے لیے کھینچا تھا اس کو ہاتھ میں جنبش دیتے ہوئے ابنِ سعد کے سامنے آ گیا —— ابنِ سعد نے پوچھا! کیا تو نے حسین کا کام تمام کر دیا۔ اس نے کہا نہیں، بلکہ میں اس لیے واپس آ گیا ہوں کہ تیرا کام تمام کر دوں اور اس کے ساتھ ہی اس نے ابنِ سعد پر تلوار کا وار کر دیا۔ ابنِ سعد کے نوکروں نے اسے گھیرے میں لے کر اس پر تلواریں چلانا شروع کر دیں۔ اس شخص نے زخمی حالت میں امام علیہ السلام کی طرف رخ کر کے عرض کیا:

یَا اِبْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۔ گواہ رہنا مجھے آپ کی محبت کے کوچے میں قتل کر رہے ہیں اور کل قیامت کو مجھے یاد رکھنا اور اپنے شہیدوں کے لشکر کے ساتھ جنت میں لے جانا۔ امام نے اسے آواز دی کہ بے فکر ہو جا تو اپنی خواہش کے مطابق کل قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔

آسمان سے شور اٹھا

روایت ہے کہ جب امامِ زمن زمین کربلا پر گرے تو زمین کو لرزا آ گیا اور آسمان سے شور اٹھا۔ یزیدیوں کے لشکر سے دس آدمی پا پیادہ تلواریں سونت کر آئے اور ہر ایک کی خواہش یہ تھی کہ وہ امامِ عالی مقام کا سر کاٹ لے اور اس کے صلے میں انعام حاصل کرے، لیکن جو بھی شخص آگے بڑھتا امام علیہ السلام آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھتے تو وہ نادم ہو کر واپس لوٹ جاتا۔ ان میں سے سنان بن انس اور شمر بن ذالجوشن باقی رہ گئے، سنان نے چاہا کہ وہ آگے بڑھے مگر شمر لعین پیش قدمی کرتے ہوئے امام کے سینۂ اقدس پر بیٹھ

Marfat.com

گیا۔امام علیہ السلام نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور فرمایا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں شمر بن ذی الجوشن ہوں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا، اپنے چہرے سے زرہ کی کڑیاں پیچھے ہٹا۔ جب اس نے اپنا چہرہ ننگا کیا تو آپ نے دیکھا کہ اس کے دانت سور کے دانتوں کی طرح منہ سے باہر نکلے ہوئے تھے آپ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔ پھر آپ نے فرمایا۔

اپنا سینہ ننگا کر، اس نے سینے سے کپڑا اٹھایا تو اس پر برص (برص۔فساد خون کی وجہ سے سفید وسیاہ دھبے،سفید کوڑھ جذام) کے داغ تھے۔آپ نے فرمایا——

صَدَقَ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ——

(علامہ ابن کثیر نے ابن عساکر کے حوالے سے اور انہوں نے محمد بن عمر بن حسن سے روایت بیان کی ہے کہ جب امام نے شمر کو دیکھا تو فرمایا۔صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی کَلْبٍ اَبْقَعَ یَلَغُ فِیْ دِمَآءِ اَھْلِ بَیْتِیْ ۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۸۸) ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں ایک چتکبرے (ڈبکھروا،ابلق) کتے کو اپنے اہل بیت کا خون چپڑ چپڑ چاٹتے دیکھ رہا ہوں۔لکھتے ہیں کَانَ شِمْرٌ قَبَّحَہُ اللّٰہُ اَبْرَصَ ۔ شمر خدا اسے کوڑھی کرے ابرص تھا۔)

میرے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا—— پھر فرمایا——

میں نے آج رات اپنے نانا جان کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے مجھے میرے قاتل کی جو نشانیاں بتائیں ہیں وہ سب کی سب تجھ میں موجود ہیں—— تو اپنا کام جلدی کر لے وقت بہت کم ہے—— پھر آپ نے فرمایا—— میں دیکھ رہا ہوں کہ خدا کے پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام کی روح میرے دائیں ہاتھ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی روح میرے بائیں ہاتھ میں موجود ہے۔پھر فرمایا: اے شمر! میرے سینے سے اٹھ جا، کیونکہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔پیچھے ہٹ تا کہ میں نماز کے لیے بیٹھ جاؤں اور پھر نماز میں جامِ شہادت نوش کروں جو

Marfat.com

میرے بابا کی میراث ہے۔ شمر لعین آپ کے سینے سے اٹھ گیا اور آپ نے تمام طاقت مجتمع کر کے قبلہ کی طرف رخ کر لیا۔ جب آپ نماز میں مشغول ہو گئے تو سجدے میں سر رکھ لیا تو شمر صبر نہ کر سکا کہ امام کو اپنی نماز پوری کر لینے دے۔

چنانچہ اس نے سجدے کی حالت میں امامِ عالی مقام حسین علیہ السلام کو شہید کر دیا۔

(روضۃ الشہداء)

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

کہتی تھی ارض کرب و بلا رو کے کر کے بین
اے شمر رک جا سجدے میں ہے شاہ مشرقین
آہ و فغاں تھی، زاری و فریاد ہر طرف
کربل کی تپتی ریت پہ مارا گیا حسین

○ روضۃ الشہداء میں ہے بوقتِ شہادت امام علیہ السلام۔ ملکوت (ملکوت۔ فرشتوں کی دنیا) کی عبادت گاہوں میں شعور مچ گیا۔

جبروت (جبروت۔ آسمانی عظمت وجلال کا عالم) کے باغات سے واویلا کی صدائیں آنے لگیں۔ آفتاب عالم افروز کی روشنی ختم ہو گئی۔

ماہ جہاں آرا چاہ محاق (محاق۔ چاند کے گھٹنے کے دن، قمری مہینے کی آخری تین تاریخیں) میں گر پڑا۔

زہرہ (تیسرے آسمان پر ایک ستارہ) نے جگر گوشۂ زہراء کے لیے مسرت سے ہاتھ اٹھا لیا۔

زحل (ساتویں آسمان پر ایک نہایت سست رفتار ستارہ جسے نحس خیال کیا جاتا ہے) نے مصیبت زدوں کی موافقت میں ساتویں آسمان پر تعزیت کا پرچم لہرا دیا۔ فرشتوں نے فضا کے اندر فریاد و فغاں شروع کر دی۔ نواح کربلا میں سے جنوں کے رونے کی آوازیں آنے لگیں۔ آسمان نے

Marfat.com

خون سے دامن بھرلیا۔ زمین خود پر غضب الٰہی سے لرزنے لگی۔ دریا کی مچھلیاں پانی سے باہر آکر زمین پر تڑپنے لگیں۔ غرض ہر طرف سے آواز گریہ اٹھی۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ فغاں کیسی ہے۔ ایضاً

لی بچا آبرو دینِ اسلام کی
جان دے کے محمد کے شہباز نے
سارے عالم کو حیرت زدہ کر دیا
ابنِ حیدرؓ کے ہر طرز و انداز نے
چر گیا غم سے سینہ افلاک بھی
سسکیاں ارض کربل بھی بھرنے لگی
عرشِ اعظم کی ہیبت کو تڑپا دیا
ایک ندبہٗ زینب ؓ کی آواز نے

غرض ہر طرف ایک شور فغاں تھا۔ نالہ فریاد کی صدائیں تھیں کہ سلطان دوسرا کا دوسرا نواسہ بھی بنوامیہ کے ہاتھوں مارا گیا۔

جنوں کا نوحہ

امامِ عالی علیہ السلام کی شہادت کے وقت جنات کے نوحے معتبر کتابوں میں موجود ہیں۔ ان کی تفصیل زیرِ نظر کتاب صفحہ ۵۱ تا ۸۸ میں گزر چکی بطور نمونہ ایک دو نوحے یہاں لکھ دیتا ہوں۔ علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب سر الشہادتین میں ارقام فرماتے ہیں۔ کہ ابو نعیم نے حبیب بن ثابت سے روایت بیان کی —— قَالَ سَمِعْتُ الْجِنَّةَ تَنُوْحُ عَلَی الْحُسَیْنِ —— کہتے ہیں کہ میں نے جنوں کو امام حسین پر

Marfat.com

نوحہ کرتے ہوئے (روتے ہوئے) سنا۔ وہ یہ شعر پڑھ کر روتے تھے

مَسَحَ النَّبِیُّ جَبِیْنَہٗ
فَلَہٗ بَرِیْقٌ فِی الْخُدُوْدِ
اَبَوَاہُ فِیْ عُلْیَا قُرَیْشٍ
وَجَدُّہٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ

ترجمہ:- اس (حسین) کی جبین پونور کو نبی کریم نے چوما تھا —— اس کا چہرہ کس قدر نورانی اور چمکدار ہے —— اس کے ماں باپ قریش کی جان اور فخر و نازش تھے —— اور اس کا نانا تمام جہاں سے بہتر ہے۔

○ سیّدہ اُمّ المومنین اُمّ سلمہ سے روایت ہے ——

قَالَتْ مَا سَمِعْتُ نُوْحَ الْجِنِّ مُنْذُ قُبِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِلَّا اللَّیْلَۃَ وَمَا اُرٰنِیْ اِلَّا قَدْ قُتِلَ تَعْنِ الْحُسَیْنَ ——

ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال شریف کے بعد جنوں کا رونا نہیں سنا۔ مگر آج کی رات (جنوں کا رونا سنا) تو میں نے جان لیا کہ میرا بیٹا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گیا۔

فَقَالَتْ لِجَارِیَتِھَا اُخْرُجِیْ فَلْتَسْئَلِیْ ۔ فَاَخْبَرَتْ اِنَّہٗ قَدْ قُتِلَ وَاِذَا الْجَنَّۃُ تَنُوْحُ ——

پھر اُمّ المومنین نے اپنی خادمہ کو حکم دیا کہ گھر سے باہر نکل کر معلوم کر۔ پھر معلوم ہوا کہ حسین شہید ہو گئے۔

Marfat.com

اور جن ان الفاظ میں نوحہ کناں ہیں۔

اَلا یَا عَیْنُ فَابْتَھِلِیْ بِجُھْدٍ
وَمَنْ یَّبْکِیْ عَلَی الشُّھَدَآءِ بَعْدِیْ

اے آنکھ جتنا رو سکتی ہے رو لے، کون روئے گا شہیدوں کو ہمارے بعد۔

عَلٰی رَھْطٍ تَقُوْدُھُمُ الْمَنَایَا
اِلٰی مُتَجَبِّرٍ فِیْ مُلْكِ عَھْدِیْ

ان شہزادگانِ رسول کو موت ظالموں کے پاس کھینچ لائی (افسوس صد افسوس)

مندرجہ بالا نوحہ جو سر الشہادتین کے حوالے سے لکھا ہے۔ یہ صفحہ نمبر ۷۰ پر گزر چکا ہے جو مجمع الزوائد کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔ دراصل یہ شعر پڑھ کر نوحہ کرنے والا جن نہ تھا بلکہ جننی تھی۔ اس نے کہا ''میرے بعد شہیدوں پر کون روئے گا۔'' اسے کیا خبر تھی کہ سوائے چند خوارج کے ساری دنیا حسین رضی اللہ عنہ پر روئے گی اور قیامت تک روئے گی اب اسے عالم تصور میں ہی کہا جا سکتا ہے کہ بی بی آ کے دیکھ! کہ۔

ابھی تک رو رہا ہے قلب مضطر
حسین ابنِ علی رضی اللہ عنہ کا نام لے کر
تمہارے بعد بھی روتی ہے دنیا
رسولِ پاک کے لختِ جگر پر
بلا کی دھوپ میں، کرب و بلا میں
تڑپتی تھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ اطہر
نبی کی آل کے خیموں کا جلنا

Marfat.com

ابھی تک ہے نگاہوں میں وہ منظر
ابھی تک یاد رکھا ہے خضر نے
جفا کا تیر اور حلقومِ اصغرؓ
ہیں پچھتاوے کے عالم میں ابھی تک
فرات و دجلہ و نیل و سمندر

سرخ غبار

کاشفی لکھتے ہیں کہ سیّدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے وقت سرخ رنگ کا ایک غبار ظاہر ہوا، جس سے جہان اس قدر تاریک ہو گیا کہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ لوگوں نے گمان کرلیا کہ یہ عذاب خداوندی کا مقدمہ ہے۔ مگر ایک ساعت کے بعد یہ غبار چھٹ گیا اور دنیا روشن ہوگئی۔

مرکب امام رضی اللہ عنہ

امام کی شہادت کے بعد آپ کا گھوڑا بیقرار ہو کر چاروں طرف بھاگنے لگا پھر کچھ دیر کے بعد واپس آ کر اس نے اپنی پیشانی کے بال خون سے تر کیے اور اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتا ہوا اہلبیت کے خیموں کی طرف لوٹ آیا اور اس کا سوار اس پر موجود نہیں تو انہوں نے فریاد کرتے ہوئے گھوڑے کو مخاطب کیا اور کچھ اس طرح فرمایا۔

خالی گھوڑے دی تک کاٹھی رو پیاں پردے داراں
باجھ تیرے ہن بے وطناں دیا کون لوے گا ساراں
اک پردیسن ناں زہراء دالے کے روندی پئی سی
ماریا ظلم دے تیر چلا تیرے بچڑے نوں بدکاراں

Marfat.com

سکینہ: کون سکینہ۔

امام پاک کی سات سالہ بچی۔ جو امام کو سب سے زیادہ پیاری تھی۔ حضرت امام علیہ السلام کو سیّدہ سکینہ اور ان کی والدہ رباب سے بے پناہ محبت تھی۔ امام فرماتے ہیں۔

لَعُمْرِكَ اِنَّنِیْ لَاُحِبُّ دَارًا
تُحِلُّ بِهَا سَكِيْنَةُ وَالرَّبَابُ

(رباب:۔ حضرت رباب کے والد امری القیس ابن عدی بن اوس کلبی حضرت عمر کے زمانے میں ایمان لائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ان کی قوم کا آمر مقرر فرمایا۔ جب وہ حضرت کے پاس سے اٹھ کر باہر آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ یا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لیے صرف ایک لڑکی کا رشتہ مانگا۔ انہوں نے ایک ہی وقت میں اپنی ایک بیٹی سلمٰی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اور دوسری بیٹی رباب رضی اللہ عنہ کا نکاح امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور تیسری بیٹی محیاہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۱۰)

میں اس گھر کو محبوب رکھتا ہوں جس میں سکینہ اور رباب رہتی ہیں۔

اُحِبُّهُمَا وَاَبْذُلُ جَلَّ مَالِیْ
وَلَيْسَ لِلَائِمِیْ فِيْهَا عِتَابُ

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۲۱۰)

مجھے ان دونوں سے محبت ہے اور میں ان پر مال خرچ کرتا ہوں اور اس میں کسی ملامت کرنے والے کو مجھ پر ناراض ہونے کا حق نہیں۔

جب اس معصوم سکینہ کو خالی گھوڑا آتا دکھائی دیا ہوگا تو ان کی اس وقت حالت کیا ہوئی ہوگی۔ ہوسکتا ہے انہوں نے اپنے بابا کی شہادت پر اس قسم کا ندبہ کیا ہو۔

واگاں پھڑ کے بولی گھوڑیا دس اسوار کتھے ای
نیزہ حمزہ دا، حیدر دی دس تلوار کتھے ای

Marfat.com

جس نو سر بن ٹریا بابل میرا ول مقتل دے
جنت دے سردار سخی دی او دستار کتھے ای

جناب سکینہ کی فریاد کے جواب میں گھوڑے نے کیا کہا ہوگا وہ تو بے زبان ہے ناطق نہیں ہوسکتا۔ اس نے اشاروں کی زبان میں کہہ دیا ہوگا ـــــ اے مخدومۂ اہلِ وفا۔ اے مظلومہ کرب وبلا

کربل دی پچھ دھرتی کولوں حال پتہ اس شہ دا
دین بچاون لئی جس واریا کنبہ ماں زہراء دا
وجیا تیر پیشانی تے جد، اتنا یاد رہیا اے
ایناں پڑھدا، ڈگ پیا تھلے، منبع جود و سخا دا

○ علامہ کاشفی لکھتے ہیں کہ اہلِ بیت کرام نوحہ کناں تھے اور گھوڑا گردن جھکائے رو رہا تھا ـــــ لکھتے ہیں:

وروئے خودرا بر پائے امام زین العابدین علیہ السلام میمالید ـــــ

(روضۃ الشہداء ص ۳۵۳)

اور اپنے چہرے کو امام زین العابدین کے پاؤں پر مل رہا تھا۔

ابوالموئد خطیب خوارزمی کی روایت کے مطابق۔ اس گھوڑے نے تھوڑی دیر زمین پر اپنا سر مارا اور اس کی روح پرواز کرگئی۔ بقول ابوالمفاخر۔ وہ گھوڑا صحرا کی طرف نکل گیا اور پھر کسی شخص کو اس کا نشان نہ مل سکا۔ (روضۃ الشہداء ص ۳۵۳)

خیموں پر حملہ اور لوٹ مار

شہادت امام کے بعد خیام حسینی کو لوٹ کر آگ سے جلا دیا گیا۔ ظالموں نے ظلم کی

Marfat.com

انتہا کر دی۔ بے وطن مسافروں کے ساز و سامان کو بے دردی سے لوٹ لیا گیا۔ آج کے خوارج کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا، ان کی اس بات کے جواب میں فقط اتنا ہی کہہ دینا کافی ہو گا کہ عادی چور اور ڈاکو۔ چوری اور ڈاکے کے بعد اعتراف نہیں کرتے۔

علامہ ابنِ کثیر جو ابنِ تیمیہ کے شاگرد ہونے کے ناطے سے نظریاتی طور پر خارجیوں کے زیادہ قریب ہیں اور تمام خارجی انہیں ثقہ تسلیم کرتے ہیں۔ وہ اپنی تاریخ ''البدایہ والنہایہ'' میں لکھتے ہیں——

وَاَخَذَ سَنَانٌ وَغَیْرُہٗ سَلْبَہٗ وَتَقَاسَمَ النَّاس مَا کَانَ مِنْ اَمْوَالِہٖ وَحَوَاصِلِہٖ، وَمَا فِیْ خِبَائِہٖ حَتّٰی مَا عَلَی النِّسَآءِ مِنَ الثِّیَابِ الطَّاھِرَۃِ——

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۸۸)

حضرت امام علیہ السلام کے خیموں میں جو مال و اسباب تھا وہ سارے کا سارا سنان بن انس اور دوسرے لوگوں نے لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ برتنوں اور عورتوں کے پہننے والے پاک وطیب کپڑے تک انہوں نے مل کر آپس میں بانٹ لیے۔

○ مولانا عبدالرب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(جب یزیدی فوج کے لوگ مال و اسباب لوٹنے کی غرض سے خیموں کے قریب پہنچے) تو سیّدہ زینب اور سیّدہ اُمّ کلثوم نے فرمایا۔ تم لوگ ہم سے دور رہو۔ جو کچھ ہمارے پاس زیورات ہیں وہ ہم خود اتار کر تمہیں دے دیتے ہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم شیرِ خدا اور فاطمۃ الزہراء کی بیٹیاں ہیں۔

Marfat.com

کوفی امام حسین کے خیموں کا سامان لوٹ رہے تھے اور حرم کی مظلوم شہزادیاں آہ و فغاں کر رہی تھیں کہ اتنے میں سالارِ لشکر ابنِ سعد وہاں خیموں کے پاس پہنچ گیا اور اس نے کہا خبردار کوئی ان عورتوں کے قریب نہ جائے۔

وَمَنْ اَخَذَ مِنْ مَتَاعِهِمْ شَيْئًا فَلْيَرُدَّهُ عَلَيْهِمْ ـــــ

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۸۸)

اور جس نے ان کے مال ومتاع میں کوئی چیز لوٹی ہو تو وہ انہیں واپس کر دے۔ علامہ ابنِ کثیر لکھتے ہیں ـــــ

فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ اَحَدٌ شَيْئًا ـــــ

خدا کی قسم کسی نے بھی کوئی چیز واپس نہ کی۔

لباس حسین رضی اللہ عنہ

امام پاک نے بوقت جنگ جو لباس زیب تن کیا تھا۔ وہ بھی لوٹ لیا گیا۔ عمر بن یزید نے حضرت امام علیہ السلام کا عمامہ لے لیا، یزید بن سہل آپ کی چادر لے گیا۔ سنان ابنِ انس نخعی نے آپ کی انگوٹھی اور زرہ اتار لی۔ ابنِ اشعث نے جو باقی کپڑے بچے تھے وہ اتار لیے۔ طبری میں ہے کہ بحر بن کعب لعین نے جو آپ کا چست پاجامہ جو آپ نے نیچے پہنا تھا وہ اتار لیا اور حضور امام کو برہنہ کر دیا۔

ابن کعب کا انجام

لکھا ہے ـــــ

فَسَلَبَهُ اِيَّاهُ فَتَرَكَهُ مُجَرَّدًا ـــــ

بحر بن کعب نے اس پاجامہ کو اتار کر آپ کو برہنہ چھوڑ دیا۔ اس گستاخی کی سزا بحر بن

Marfat.com

کعب کو اس صورت میں ملی

اِنَّ یَدَیْ بَحْرِ بْنِ کَعْبٍ کَانَتَا فِی الشِّتَآءِ یَنْبَضِحَانِ الْمَآءَ وَفِی الصَّیْفِ یَیْبَسَانِ کَاَنَّهُمَا عُوْدٌ ۔ (طبری جلد ۶ ص ۲۵۹)

اس مردود ''بحر بن کعب'' کے ہاتھ اس طرح ہو گئے تھے کہ سردیوں میں دونوں ہاتھوں سے (پیپ کی شکل میں) پانی ٹپکتا رہتا تھا اور گرمیوں میں لکڑی کی طرح سوکھ جاتے تھے۔

ظلم کا طوفان

امام ابنِ جریر طبری نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آگے چل کر لکھا ہے کہ آپ کا لباس بھی ان ظالم درندوں نے لوٹ لیا۔ لکھتے ہیں۔ بحر بن کعب نے پائجامہ لیا قیس بن اشعث نے حضرت کی چادر اتار لی۔ جس کی وجہ سے اس بدبخت کا نام

قَیْسُ قَطِیْفَةَ (؟؟ چادر والا) پڑ گیا۔

اسود نے حضور کی نعلین اتار لیں۔ بنی نہشل بن دارم کے ایک شخص نے سرکار حسین کی تلوار نکال لی۔ اس کے بعد وہ تلوار حبیب بن بدمل کے خاندان میں آ گئی۔ پھر یہ لوگ مال و اسباب پوشاک و زعفران وغیرہ کی طرف دوڑے آپ کے اونٹوں اور دیگر تمام چیزوں کو لوٹ کر لے گئے۔ پھر یہ لوگ اہلِ حرم کی طرف گئے۔ اور پھر یہ حال تھا

وَمَالَ النَّاسُ عَلٰی نِسَآءِ الْحُسَیْنِ وَثَقَلِهٖ وَمَتَاعِهٖ فَاِنْ کَانَتِ الْمَرْاَةُ لِتُنَازِعُ ثَوْبَهَا عَنْ ظَهْرِهَا حَتّٰی تُغْلَبَ عَلَیْهِ فَیُذْهَبُ بِهٖ مِنْهَا ۔

(طبری جلد ۶ ص ۲۵۹)

اور پھر وہ لوگ امام حسین علیہ السلام کی مستورات اور مال و متاع کی طرف

Marfat.com

بڑھے۔ حال یہ تھا۔ اگر کوئی شخص کسی پاک بی بی پر سے چادر اتارتا تو دوسرا اس سے چھین کر بھاگ جاتا۔

جنگ کربلا کا آخری شہید

جب امام حسین شہید ہو چکے تو لوگ آلِ رسول کے خیمے لوٹنے میں مصروف تھے اسی اثنا میں کسی طرف سے یہ آواز آئی کہ حسین قتل ہو گئے۔ یہ آواز سوید بن عمرو کے کانوں میں پڑی۔ سوید امام کے جاں نثاروں میں سے تھے اور دوران جنگ شدید زخمی تھے۔ اور زخموں میں چور لاشوں کے درمیان بے سدھ پڑے ہوئے تھے۔ جب امام کی شہادت کا سنا تو تمام طاقت مجتمع کر کے اٹھے اور تلوار اٹھانے کا ارادہ کیا دیکھا ان کی تلوار کوئی اٹھا کر لے گیا تھا۔ مگر ایک چھڑی ان کے پاس موجود تھی۔ اس چھڑی سے اٹھ کر لڑنا شروع کر دیا آخر عروہ بن بطار تغلبی اور زید بن رقاد جنبی نے مل کر انہیں شہید کیا یہ امام کے مجاہد سب سے آخر میں شہید ہوئے۔

(طبری ایضاً)

امام کی لاش پر گھوڑے دوڑائے گئے

شہادت امام کے بعد ابنِ سعد نے اپنے لشکر میں منادی کرا دی اور اعلان کیا

مَنْ يَّنْتَدِبُ لِلْحُسَيْنِ کون ہے جو آگے بڑھے حسین کے لیے "یعنی حسین کی لاش کی طرف ——

وَيُوَطِئُهُ فَرَسُهُ ——

اور اس کا گھوڑا حسین کو روند ڈالے

فَانْتَدَبَ عَشَرَةٌ مِّنْهُمْ ——

یہ سن کر دس آدمی ان میں سے آگے بڑھے اور ان لوگوں میں اسحاق بن حیوٰۃ

Marfat.com

الحضرمی بھی تھا، جس نے امام پاک رضی اللہ عنہ کا کرتہ اتار لیا تھا اور آخر میں کوڑی ہو کر مرا۔ اور ان لوگوں میں اجش بن مرشد حضرمی بھی تھا——

فَاتَوْا فَدَاسُوْا الْحُسَیْنَ بِخُیُوْلِهِمْ——

پس وہ اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے اور امام کی نعش روندنے لگے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے پر گھوڑے دوڑانے لگے

حَتّٰی رَضُوْ ظَهْرَهٗ وَ صَدْرَهٗ

یہاں تک کہ حضرتِ امام حسین علیہ السلام کے سینہ مبارک اور پیٹھ کو انہوں نے چور چور کر دیا۔ اس کے بعد امام کی ایک کرامت ظاہر ہوئی وہ یہ ہے کہ۔ اجش حضری کو ایک تیر کہیں سے آ کر لگا۔ وہ ابھی میدان میں ہی موجود تھا کہ تیر اس کے دل میں آ کر پیوست ہو گیا۔ جس سے وہ مردود مر گیا۔

ذرا غور کریں کہ جس جسد اطہر کو گھوڑوں کے سموں سے روندا جا رہا ہے۔ یہ کون ہے؟ یہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جسے اللہ کا رسول کندھوں پر بٹھا کر خوش ہوتا تھا۔ آج وہ دین متین کی خاطر کن مراحل سے گزر رہا ہے۔ وہ لمحات کس قدر دردناک تھے۔ کہ جب چشمِ عالم نے یہ منظر دیکھا ہو گا۔ کہ خیموں کو جلایا جا رہا ہے اور ذریتِ مصطفیٰ کی نعشوں پر گھوڑے دوڑائے جا رہے ہیں۔

گھر لٹ گیا ہے دشت میں زہراء بتول کا
لاشہ پڑا ہوا ہے محمد ﷺ کے پھول کا
کربل کی خاک پر جسے روندا گیا وہ ہے
جسمِ حسین، حصہ ہے جسمِ رسول ﷺ کا

Marfat.com

اولاد والو! جب امام علیہ السلام کے جسدِ اطہر کو کچلنے کا عمل جاری تھا تو اس وقت مخدرات عفت، کشور جود وسخا کی شہزادیاں یہ منظر اپنی پرنور نگاہوں سے ضرور دیکھ رہی ہوں گی اور ان کے دلوں پر کیا گزر رہی ہوگی۔ امام کی سب سے چھوٹی صاحب زادی سکینہ سلام اللہ علیہا نے رو کر کہا ہوگا۔

بکھرا ہوا صحرا میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چمن ہے
اے کوفیو! بابا مرا سلطانِ زمن ہے
رک جاؤ نہ پامال کرو دینِ نبیؐ کو!!
یہ نعش نہیں نور رسالت کی کرن ہے
محبوبِ خدا پیار سے اک دن میں کئی بار
تھے جس کو صدا چومتے یہ وہ ہی بدن ہے

امام زین العابدین کے قتل کا ارادہ

جب خیامِ امام کو لوٹا جا رہا تھا ہر طرف ایک طوفانِ بدتمیزی تھا اسی دوران میں شمر لعین نے ''امام زین العابدین، جو اس وقت سخت بیماری کی حالت میں گرم زمین کے اوپر بچھے ہوئے ایک بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔'' کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اور آواز دی

اُقْتُلُوْا عَلٰی فَرَاشِہٖ (روضۃ الشہداء ص ۳۶۰)

یعنی یہ جس بستر پر لیٹے ہوئے ہیں اسی پر قتل کر دو۔

مگر حمید بن مسلم نے جو شمر کے ساتھیوں میں سے تھا۔ اسے روک دیا۔ اور کہا یہ ابھی چھوٹا لڑکا ہے۔ اسے قتل نہیں کرنا چاہئے۔

حمید کہتا ہے پھر جس کو میں ان کی طرف آتے دیکھتا تھا۔ اسے ٹال دیتا تھا۔ پھر امام

Marfat.com

زین العابدین نے فرمایا:

جُزِیْتَ مِنْ رَّجُلٍ خَیْرًا (طبری جلد ۶ ص ۲۶۰)

اے شخص تجھے جزائے خیر ملے۔

حضرت امام زین العابدین کی اس وقت عمر ''طبقات ابنِ سعد'' کے مطابق ۱۳ سال۔ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ۱۱ سال تھی۔ بقول امام نووی رحمۃ اللہ علیہ، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ اور امام زین العابدین دونوں ایک ہی سال ۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔

(تہذیب الاسماء واللغات جلد ا ص ۳۴۳ بحوالہ پور بتول ۱۳۷)

خیال رہے کہ امام ابنِ شہاب زہری سیّدنا امام زین العابدین کے شاگردوں میں سے ہیں۔ امام زین العابدین سے روایت کرنے والوں میں سے نمایاں تھے۔

چمڑے کا گدا

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس وقت خیمہ میں کھڑی تھی کہ ایک شخص کنجی (نیلی) آنکھوں والا (خولی) خیمہ میں داخل ہوا اور جو کچھ اسے ملا سب لوٹ لیا۔ پھر اس کی نگاہ زین العابدین پر پڑی وہ دباغی (رنگے ہوئے) چمڑے کے ایک گدے پر بیماری کی حالت میں لیٹے ہوئے تھے۔ اس نے وہ گدا ان کے نیچے سے کھینچ لیا اور آپ کو زمین پر گرا دیا۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور میرے سر سے چادر اتار لی۔ پھر اس کی نظر میری بالیوں پر پڑی اور وہ میرے کانوں سے گوشوارے اتارنے لگا، ساتھ ساتھ روتا جاتا تھا۔ میں نے کہا زیور بھی اتار رہے ہو اور روتے بھی ہو۔ تو اس نے کہا رونا تم اہلِ بیت کی مصیبت پر ہے۔ فرماتی ہیں۔ میں نے کہا خدا تیرے ہاتھ پاؤں قطع کر دے اور آخرت کی آگ سے پہلے ہی تجھے دنیا کی آگ میں جلا ڈالے۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ مختار ثقفی نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اسے آگ میں جلا دیا۔ (مقتل الحسین مترجم ص ۱۲۲)

Marfat.com

سنان بن انس نے سونے چاندی کا سوال کیا

تمام کتب سیر میں ہے کہ شہادت امام کے بعد سنان بن انس کوفی نے عمرو بن سعد کے خیمہ کی طرف جاتے ہوئے اس طرح شعر کہے۔

اَوْقِرْ رِکَابِیْ فِضَّةً وَّذَهَبًا
اِنِّیْ قَتَلْتُ السَّیِّدَ الْمُحَجَّبَا

میری سواریوں کو چاندی اور سونے سے لاددو کہ میں نے پردے میں رہنے والے سیّد کو قتل کیا ہے۔

قَتَلْتُ خَیْرَ النَّاسِ اُمًّا وَّ اَبًا
وَخَیْرَهُمْ اِذْ یَنْسُبُوْنَ نَسَبًا

(کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۲۹۶۔ البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۸۹۔ ابن عساکر جلد ۵ ص ۳۴۵ مطبوعہ لبنان بیروت۔ طبری جلد ۶ ص ۲۶۱)

میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو ماں اور باپ کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر تھا۔ اور جب وہ نسب بیان کرتے تھے تو ان سے بہتر تھا۔

ابن سعد نے اسے خیمہ کے اندر بلا کر کوڑا مارا اور کہا اگر یہ بات ابنِ زیاد سن لیتا تو تجھے قتل کر دیتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے ساتھ جنگ کرنے والوں کے پیش نظر دنیوی مال و زر کا حصول اور حکومتی عہدوں کا لالچ تھا اور انہوں نے دنیا کی خاطر دین و ایمان کا سودا کیا تھا۔ آج جو لوگ بھی قتل و غارت گری میں مشغول ہیں وہ بھی دنیا کی خاطر اپنے دین و ایمان کا بیڑہ غرق کر رہے ہیں اور اتحاد و یگانگت کا شیرازہ بکھیر رہے ہیں۔

ندبۂ زینب

عمرو بن سعد نے خاندانِ نبوت کی پاک عورتوں کو ابنِ زیاد کی طرف قیدی بنا کر بھیجا

Marfat.com

توجب یہ لٹا ہوا قافلہ میدان کربلا سے گزرا تو انہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے سر لاشہ کو زمین پر بکھرے ہوئے اعضاء کے ساتھ دیکھا تو کونین کی شہزادیوں کی چیخیں نکل گئیں۔ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی اوران کی اولاد پر جوندبہ (بین) کیا۔ علامہ ابنِ کثیر نے وہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

یَا مُحَمَّدَاہُ، یَا مُحَمَّدَاہُ——

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دہائی ہے آپ کی۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دہائی ہے آپ کی

صَلّٰی عَلَیْكَ اللّٰهُ ۔ وَمَلَكُ السَّمَآءِ ۔

اللہ تعالیٰ اور آسمان کے فرشتے آپ پر درود بھیجیں——

هٰذَا حُسَیْنٌ بِالْعَرَاہُ——

یہ حسین چٹیل میدان میں

مُزَمَّلٌ بِالدَّمَاہُ

خون میں لت پت پڑے ہیں

مَقْطَعُ الْاَعْضَآءِ، یَا مُحَمَّدَاہُ——

کٹے ہوئے اعضاء کے ساتھ—— ہائے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم——

وَ بَنَاتِكَ سَبَایَا——

(دیکھو) آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں——

وَذُرِّیَّتِكَ مَقْتَلَةٌ اور آپ کی اولاد قتل ہوئی پڑی ہے——

تُسْفِیْ عَلَیْهَا الصَّبَا

Marfat.com

جس پر ہوا خاک اڑا رہی ہے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۹۳، طبری جلدی ۶ ص ۲۶۲، الکامل لابن اثیر جلد ۳ ص ۲۹۶ مطبوعہ بیروت)

حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں۔ کہ جب سیّدہ زینب نے ان الفاظ میں ندبہ کیا تو ——

فَابْكَتْ وَاللهِ كُلَّ عَدُوٍّ وَ صَدِيْقٍ ——

خدا کی قسم ''زینب کے ندبہ نے ہر دوست اور دشمن کو رلا دیا۔''

حسین پر رونا

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں فرمان ہے ——

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ

(پارہ ۱۰ سورۂ توبہ آیت: ۸۲)

تو انہیں چاہئے کہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں۔

خیال رہے کہ رونا صبر کے ہرگز منافی نہیں۔ حسین وہ ہستی ہے جس پر رونا، درد کی علامت، محبت کی دلیل اور سعادتوں کا نشان ہے۔ نواسۂ رسول اور اس کے بچوں کی شہادت کو یاد کر کے رونا اور مخدرات طہارت کے مصائب و آلام پر رونا ایمان کی نشانی اور ایک طرح سے سنت رسول ہے۔ حسین جس پر جن وانس روئے، حجر و شجر روئے، بحر و بر روئے، افلاک و فلک روئے، آسمان خون کے آنسو رویا۔ جب امامِ عالی مقام حسین علیہ السلام ظلم کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے تو پھر خداوند دو عالم کی طرف سے ——

وَضُبِطَ عَلٰى قَبْرِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ لَمَّا اُصِيْبَ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَبْكُوْنَ عَلَيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ——

(ذخائر العقبیٰ ص ۱۵۱ —— وشہادت نواسۂ سید الابرار ص ۸۳۳)

اور مقرر کر دیئے گئے حسین ابنِ علی کی قبر پر ستر ہزار فرشتے، جو قیامت تک

Marfat.com

ان کی قبر پر روتے رہیں گے۔

میدان کربلا میں گلشن مصطفےٰ کریم کے پھول اس طرح بکھرے پڑے تھے۔ جیسے سرخ پھولوں کی پتیاں صحرا میں بکھیر دی ہوں۔ ابنِ سعد کے حکم سے تمام شہداء کے سرتنوں سے کاٹ کر جدا کر دیئے گئے اور انہیں مختلف قبائل میں تقسیم کر دیا گیا۔

روضۃ الشہداء میں ہے کہ ابنِ سعد نے امام علیہ السلام کا سر مبارک خولی بن یزید اصبحی کے سپرد کیا اور کہا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر ابنِ زیاد کے پاس لے جا اور خود کربلا میں رک گیا۔ اور پھر اس نے اپنے لشکر کے مقتولوں کو جمع کر کے ان ملعونوں پر نماز جنازہ پڑھی اور انہیں دفن کر دیا۔ مگر امامِ عالی مقام اور دیگر تمام شہیدوں کے جسم ویسے ہی خاک پر پڑے ہوئے چھوڑ دیئے۔

سروں کی تقسیم

ابن سعد نے شہداء آلِ رسول اور دیگر نامور سرداروں کے سر اس طرح تقسیم کیے۔ بائیس ۲۲ سر قبیلہ ہوازن کو دیئے۔ چودہ ۱۴ سر بنی تمیم کو دیئے جس کا سردار حصین بن نمیر تھا۔ تیرہ ۱۳ سر قبیلۂ کندہ کو دیئے جس کا سردار قیس بن اشعث تھا۔ چھ ۶ سر بنی اسد کو دیئے جس کا سردار ہلال بن اعور تھا۔ پانچ ۵ سر قبیلہ ازد کے سپرد کیے اور بارہ ۱۲ سر بنی ثقیف کے حوالے کیے اور کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

امام کا سر

حضرت سیّدنا امام حسین علیہ السلام کا سر خولی کے سپرد تھا، وہ ملعون سر لے کر کوفہ کو جا رہا تھا اور اس کا گھر کوفہ سے ایک فرسخ (کوس) پہلے پڑتا تھا۔ لہٰذا وہ پہلے گھر آ گیا اس کی بیوی انصار میں سے تھی اور اہلِ بیت رسول کی محبت بھی اس کے دل میں موجود تھی۔ خولی نے اس

Marfat.com

سے ڈرتے ہوئے امامِ عالی مقام کا سر اپنے گھر کے تنور میں چھپا دیا اور اپنی جگہ پر آ کے بیٹھ گیا۔ اس کی بیوی نے پوچھا اتنے دن کہاں رہا ہے؟ اس نے کہا! ایک شخص نے یزید سے بغاوت کی تھی میں اس کے ساتھ جنگ کرنے گیا ہوا تھا۔ خاتون نے مزید کوئی بات نہ کی اور کھانا لے کر آ گئی۔ خولی نے کھانا کھایا اور سو گیا۔ اس خاتون کی عادت تھی کہ نماز تہجد کے لیے رات کو اٹھتی اور تہجد ادا کرتی۔ اس رات کو وہ اٹھی تو دیکھا کہ جہاں اس کا تنور بنا ہوا تھا۔ وہاں اس قدر روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ گویا کہ لاکھوں شمعیں اور چراغ ایک ساتھ جل رہے ہوں۔ اس نے یہ منظر دیکھا اور کہا سبحان اللہ۔ نہ میں نے خود اس تنور میں آگ جلائی تھی۔ نہ کسی دوسرے کو کہا تھا یہ روشنی کہاں سے آ گئی ہے۔ اسی عالم تحیُّر میں اس نے دیکھا کہ وہ نور آسمان کی طرف جا رہا ہے۔ اس سے اسے اور تعجب ہوا۔ اچانک کیا دیکھتی ہے کہ آسمان سے چار خواتین نے نزول اجلال فرمایا اور اس تنور کے ارگرد جمع ہو گئیں۔ ایک خاتون نے اس تنور سے ایک سر نکالا اور اسے چوم کر اپنے سینے سے لگا لیا اور روتے ہوئے فرمایا۔ اے شہید و مظلوم حق تعالیٰ نے قیامت کا دن مقرر کر رکھا ہے۔ میں تیرے قاتلوں سے بدلہ لوں گی۔ جب تک مجھے تیرا خون بہانہ دیا گیا، قائمہ عرش سے میں ہاتھ نہیں اٹھاؤں گی۔ اس خاتون کی موافقت میں دوسری خواتین نے بہت گریہ زاری کی اور پھر اس سر کو تنور میں رکھ کر غائب ہو گئیں۔ خولی کی بیوی نے سر مبارک کو تنور سے نکالا اور جب اس نے سر مبارک کو دیکھا تو آہ غم کھینچی اور بیہوش ہو کر گر پڑی۔ کیونکہ اس نے امام حسین علیہ السلام کی متعدد بار زیارت کی تھی۔ بے ہوشی کے عالم میں اسے ہاتف نے آواز دی کہ اٹھ جا، کہ تجھ سے تیرے شوہر کے گناہ کا مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔ خاتون نے ہاتف سے پوچھا تنور پر آ کر گریہ زاری کرنے والی چار بیبیاں کون تھیں؟ ہاتف نے ندا دی کہ وہ خاتون جس نے سر کو سینے سے لگایا تھا وہ

Marfat.com

فاطمۃ الزہراء دوسری خاتون خدیجۃ الکبریٰ تھی۔ تیسری مریم اور چوتھی آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہن تھیں۔ خولی کی بیوی نے سر مبارک کو سینے سے لگایا اور چوم کر مشک و گلاب سے خون مبارک دھویا اور غالیہ (ایک مرکب خوشبو) اور کافور لاکر چہرۂ مبارک پر ملا اور امام کی مبارک زلفوں میں کنگھی کی اور سر کو پاک جگہ پر رکھ کر واپس آگئی اور خولی کو جگایا اور کہنے لگی اے ملعون دُون اور اے مطعون زبول تو نے یہ کس کا سر لاکر تنور میں رکھا ہے؟ آخر یہ فرزند رسول کا سر ہے اٹھ کر دیکھ کہ زمین سے آسمان تک شور و فغاں اٹھ رہا ہے اور ملائکہ گروہ در گروہ اس کی زیارت کے لیے آ رہے ہیں اور گریہ کرتے ہیں اور تم پر لعنت کرتے ہوئے آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔ میں تجھ سے دونوں جہانوں سے بیزار ہوں پھر اس نے چادر سر پر ڈالی اور گھر سے باہر نکل آئی۔

خولی نے کہا! اے عورت تو کہاں جا رہی ہے اور اپنے بیٹوں کو کیوں یتیم کرتی ہے عورت نے کہا او! ملعون تو نے فرزندان رسول کو یتیم کر دیا تو تجھے کچھ پرواہ نہ ہوئی کہ تیرے بیٹے بھی یتیم ہو سکتے ہیں اور وہ بی بی چلی گئی اور پھر دوسرے کسی شخص کو پتہ نہ چل سکا۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۶۱ و ۳۶۲)

قیدی قافلہ

آلِ رسول کا قیدی قافلہ جب اپنے شہداء کے قریب سے گزرنے لگا تو ایک دردناک منظر تھا۔ چشم فلک نے بھی یہ منظر دیکھا کہ پاک بیبیاں بے زین اونٹوں پر سوار قیدیوں کی صورت میں صحرائے کربلا سے گزرنے والی ہیں۔ اور پھر خاندان نبوت نے صبر و تحمل اور استقامت کا ثبوت دیتے ہوئے دینا والوں کو ایک سبق دیا اور وہ اس طرح کہ آسمان کی طرف نگاہوں کو اٹھا کر اپنے پاکیزہ ہاتھوں کو پھیلا کر ان الفاظ میں دعا مانگی:

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا ھٰذَا الْقُرْبَانَ

اے اللہ ہماری اس قربانی کو قبول فرما۔

اور یہ منظر بھی دردناک تھا کہ اسی لمحے امام حسین کی چھوٹی بیٹی سکینہ سلام اللہ علیہا جو سات سال کی تھی، وہ اپنے باپ کے جسد اطہر سے جا کر لپٹ گئیں۔ اور پھر اسی اثناء میں حلقوم بریدہ سے یہ ندا آئی۔

عَیْنِی مَا اِنْ شَرِبْتُمْ

عَذْبَ مَاءٍ فَاذْکُرُوْنِی

اے میری آنکھ کی (ٹھنڈک) اگر تم کبھی میٹھا پانی پیو تو مجھے یاد کر لینا۔

اَوْ سَمِعْتُمْ بِغَرِیْبٍ

اَوْ شَهِیْدٍ فَاَنْدُبُوْنِی

یا کسی غریب الوطن (پردیسی) اور شہید کے بارے میں سنو تو مجھ پر فدا ہو جانا۔

سیّدہ سکینہ کو جب کافی دیر ہوگئی کہ وہ اپنے بابا کی نعش مطہرہ سے لپٹی ہوئی ہیں اور کسی طرح جدا نہیں ہوتی ہیں۔ بالآخر انہیں زبردستی بابا کی لاش سے جدا کیا گیا۔

(حیات الحسین جلد ۲ ص ۳۴۴ بحوالہ شہادت سید الابرار ص ۸۵۴)

قیدی کوفہ میں

جب خاندان نبوت کا قیدی قافلہ کوفے کے قریب پہنچا تو ابنِ زیاد نے امام حسین اور دیگر تمام شہداء کربلا کے سروں کو نیزوں پر سوار کر کے عمر بن سعد کے پاس بھیجا کہ ان سروں کو جو نیزوں پر ہیں آگے آگے رکھا جائے اور قیدی قافلہ کو سروں کے پیچھے پیچھے دار الامارت کوفہ

Marfat.com

میں لایا جائے تا کہ لوگ اس منظر کو دیکھیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب قیدی قافلہ نے اپنے سردار امامِ عالی مقام اور دیگر خاندان رسول کے جوانوں کے سروں کو نیزوں کی نوکوں پر دیکھا تو رسولِ خدا کی شہزادیاں زار و قطار روتی ہوئی کوفہ میں داخل ہوئیں۔ جب تیرہ سال کے امام زین العابدین فاطمۃ الزہراء کی قیدی بیٹیوں کا قافلہ کوفہ میں داخل ہوا تو بازاروں اور دکانوں، مکانوں کی چھتوں اور درختوں پر مرد، عورتیں اور بچے اس دردناک منظر کو دیکھنے کے لیے جمع تھے۔ شہدائے کربلا اور اہلِ بیت کی بے کسی کو دیکھ کر بعض عورتوں کے دلوں میں ہمدردی پیدا ہوئی تو انہوں نے کھجوریں بانٹنی اور سواریوں کی طرف اچھالنی شروع کیں۔ سیّدہ زینب بنت علی نے جب یہ دیکھا تو فرمایا ——

یَا اَھْلَ الْکُوْفَۃِ اِنَّ الصَّدَقَۃَ عَلَیْنَا حَرَامٌ ——

(حیات الحیٰی جلد ۲ ص ۳۴۴ بحوالہ شہادت سید الابرار ص ۸۵۴)

اے اہلِ کوفہ (ہم آلِ رسول ہیں) ہم پر صدقہ حرام ہے اور کھجوریں واپس کرادیں۔

نساء الجن

علامہ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور روایت بھی نقل فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں کہ ابنِ سعد نے شہداء کربلا کے سروں کو اٹھایا اور ان کے جسموں کو صحرائے کربلا میں ہی چھوڑ دیا۔ اہلِ غاضریہ کو پتہ چلا تو انہوں نے آ کر بے سر جسموں کو دیکھا اور ساتھ ہی رونے کی آواز سنی۔ مگر رونے والے نظر نہ آتے تھے اور یہ جنوں کی جماعت تھی جو شہیدوں پر رو رہی تھی اور جو مرثیے پڑھ رہے تھے ان میں ایک شعر یہ ہے۔

نِسَاءُ الْجِنِّ یُسْعِدْنَ نِسَاءَ الْھَاشِمِیَّاتِ
بَنَاتِ الْمُصْطَفٰی اَحْمَدَ اِمَامِ لِلْبَرِیَّاتِ

(روضۃ الشہداء ص ۲۶۳)

Marfat.com

یعنی جنوں کی عورتیں نوحہ گری میں بنو ہاشم کی خواتین کی موافقت کرتی ہیں اور تمام جہانوں کے مقتداء مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں کے رونے میں شریک ہیں۔

پھر اہلِ غاضریہ نے ان تمام شہیدوں کی تجہیز و تکفین کی اور ان پر نماز جنازہ پڑھ کر اسی میدان میں دفن کر دیا۔

ابنِ زیاد کی گستاخی

جب خولی نے امام کا سر طشت میں رکھ کر ابنِ زیاد کے سامنے رکھا تو اس بے حیا کے ہاتھوں میں چھڑی تھی اور وہ اس چھڑی سے امام علیہ السلام کے دانتوں کو ایک ساعت تک کھٹکھٹاتا رہا۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے تو انہوں نے دیکھا کہ چھڑی کو مسلسل امام کے دانتوں پر مار رہا ہے تو آپ نے فرمایا ــــــ

اَعِلُ بِهٰذَا الْقَضِيْبِ عَنْ هَاتَيْنِ الثَّنِيَّتَيْنِ ــــــ (طبری جلد ۶ ص ۲۶۲)

ان دانتوں پر سے اس چھڑی کو ہٹا لے۔

فرمایا۔ قسم ہے اس وحدہٗ لاشریک کی ــــــ

لَقَدْ رَأَيْتُ شَفَتَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى هَاتَيْنِ الشَّفَتَيْنِ يُقَبِّلُهُمَا ــــــ

(طبری جلد ۶ ص ۲۶۲)

کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اپنے ہونٹ ان دانتوں پر رکھ کر چومتے تھے۔

زید بن ارقم نے یہ کہا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ ابنِ زیاد نے کہا اگر تو بوڑھا

Marfat.com

نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کردیتا۔

حضرت زید مجلس سے اٹھ کر باہر نکل آئے۔اور فرمایا——

یَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ الْعَبِيْدُ بَعْدَ الْيَوْمِ قَتَلْتُمْ اِبْنُ فَاطِمَةَ وَاَمَّرْتُمْ اِبْنِ

مَرْجَانَةَ —— (طبری جلد ۶ ص ۲۶۲)

اے قوم عرب آج سے تم سب غلام ہو گئے ہو۔تم نے سیّدہ فاطمہ کے لخت جگر کو قتل کیا اور مرجانہ کے بیٹے کو اپنا حاکم بنالیا۔وہ تمہارے نیک بندوں کو چن چن کر قتل کر رہا ہے اور شریر لوگوں کو غلام بنا رہا ہے۔

فَرَضِيْتُمْ بِالذِّلِّ

تم نے ذلت کو گوارا کرلیا۔

خدا اسے ذلیل کرے جس نے ذلت کو گوارا کیا ہے۔(طبری ایضاً)

ابنِ زیاد نے امام کے منہ پر پاؤں رکھا

علامہ سبط ابنِ جوزی اپنی کتاب ''تذکرۃ الخواص'' میں ارقام فرماتے ہیں۔کہ ہشام بن محمد کا کہنا ہے کہ جب امام علیہ السلام کا سر ابنِ زیاد کے سامنے رکھا گیا۔

''قَالَ لَهُ كَاهِنُهُ، قُمْ .

تو ابنِ زیاد نے اپنے کاہن سے کہا کھڑا ہو۔

فَضَعْ قَدَمَكَ عَلٰى فَمِ عَدُوِّكَ .

اپنا قدم اپنے دشمن کے منہ پہ رکھ۔

فَقَامَ . وہ کھڑا ہو گیا۔

فَوَضَعَ قَدَمَهُ عَلٰى فِيْهِ .

Marfat.com

اور اپنا قدم امام علیہ السلام کے منہ پر رکھا ــــــ

ثُمَّ قَالَ لِزَیْدِ بْنِ اَرْقَمِ کَیْفَ تَریٰ ۔

پھر وہ زید بن ارقم سے کہنے لگا تم کیا دیکھتے ہو۔ ''مطلب یہ تھا۔ کہ میرا یہ کام تجھے کیسا لگ رہا ہے۔''

زید بن ارقم بولے:

''وَاللّٰهِ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَضِعًا فَاهُ حَیْثُ وَضَعْتَ قَدَمَكَ''

خدا کی قسم میں نے دیکھا ہے کہ جہاں تو نے قدم رکھا ہے وہاں رسولِ خدا نے اپنا منہ رکھا تھا۔

(تذکرۃ الخواص ص ۲۳۱، مطبوعہ موسسہ اہل البیت بیروت لبنان)

علامہ جوزی لکھتے ہیں:

وَ قِیْلَ اِنَّ هٰذِهِ الْوَاقِعَةَ جَرَتْ لِیَزِیْدِ ابْنِ مُعَاوِیَةِ مَعَ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمْ

کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ یزید بن معاویہ کا زید بن ارقم کے ساتھ ہوا۔ یعنی یہ کام یزید نے کیا کہ امام کے منہ پر قدم رکھا۔

ابنِ زیاد کی ماں نے کہا

علامہ جوزی لکھتے ہیں۔ کہ جب امام حسین کی شہادت ہوئی تو ابنِ زیاد کی ماں مرجانہ نے اپنے بیٹے عبید اللہ بن زیاد سے کہا ــــــ

قَالَتْ مَرْجَانَةَ اُمُّ ابْنِ زِیَادٍ لِاَبْنِهَا ــــــ

ابنِ زیاد کی ماں مرجانہ نے اپنے بیٹے سے کہا ــــــ

Marfat.com

یَا خَبِیْثُ قَتَلْتَ ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۔ وَاللّٰہِ لَا تَرَی الْجَنَّۃَ اَبَدًا ——

او خبیث تو نے رسولِ خدا کے بیٹے کو قتل کیا ہے۔ اللہ کی قسم تو کبھی بھی جنت نہیں دیکھ سکے گا۔

(تذکرۃ الخواص ص ۲۴۳)

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا

امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کے ساتھ ان کے اہل و عیال، ان کی بہنیں، سب کے سب ابنِ زیاد کے سامنے لائے گئے، سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا نے معمولی سا لباس پہنا ہوا تھا۔ اس شاہ ولایت مولا علی کی شہزادی کو کنیزیں گھیرے میں لیے ہوئے تھیں۔ جب آپ قصر امارت میں داخل ہوئیں تو ایک طرف ہو کر بیٹھ گئیں۔ ابنِ زیاد نے پوچھا یہ بیٹھی ہوئی عورت کون ہے؟ آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس نے تین دفعہ پوچھا۔ آپ نے ہر دفعہ جواب نہیں دیا۔ تیسری بار آپ کی کسی کنیز نے جواب دیا یہ زینب بنت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔ ابنِ زیاد نے کہا ——

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَحَکُمْ وَقَتَلَکُمْ —— اَکْذَبَ اَحْدُوْثَتَکُمْ" ——

خدا کا شکر ہے جس نے تم لوگوں کو رسوا اور قتل کیا، تمہاری کہانیوں کو جھوٹا کر دیا۔

(ابن زیاد خبیث کا اشارہ سرکار علیہ السلام کی نبوت و وحی اور اہلِ بیت کی عظمت و کرامت کی طرف ہے، (العاذ باللہ)

آپ نے جواب دیا ——

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَکْرَمَنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَطَھَّرَنَا تَطْھِیْرًا ——

(طبری جلد ۶ ص ۲۶۴)

خدا کا شکر ہے، جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب سے ہم کو عزت

Marfat.com

عطا فرمائی اور ہمیں طیب وطاہر اور (ہر رجس سے) پاک کیا۔

سیّدہ نے فرمایا: تو نے جو کچھ کہا ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ابنِ زیاد سن! رسوا وہ ہوتا ہے جو فاسق و فاجر اور جھوٹا ہوتا ہے۔ ابنِ زیاد نے کہا، تم نے دیکھ لیا کہ تمہارے خاندان کے ساتھ خدا نے کیا سلوک کیا۔ آپ نے فرمایا ان کے مقدر میں شہادت تھی اس لیے وہ اپنی قتل گاہ کی طرف چلے آئے۔ اب تو بھی اور وہ لوگ بھی خدا کے سامنے جائیں گے۔ وہیں تم لوگ اپنا اپنا مقدمہ بارگاہ صمدیت میں پیش کرو گے۔ یہ سن کر ابنِ زیاد غضب ناک ہو گیا اور ہو سکتا تھا کہ دنیائے ولایت کی شہزادی کے لیے کوئی سزا تجویز کرتا کہ درمیان میں عمرو بن حریث بول پڑا کہ امیر عورتوں کی سخت کلامی کا مواخذہ نہیں کیا جاتا۔ ابنِ زیاد بدنہاد پھر بولا۔ کہنے لگا۔ تمہارے خاندان کے سرکشوں اور نافرمانوں کی طرف سے ـــــ

قَدْ اَشْفَی اللّٰہُ نَفْسِیْ ۔ (طبری جلد ۶ ص ۲۶۴)

خدا نے میرے دل کو ٹھنڈا کر دیا۔

یہ سن کر آپ رونے لگیں۔ اور فرمایا جس کا خلاصہ ایک جملہ میں یہ ہے کہ اگر خاندان نبوت کو تباہ کرنے سے تیرا دل ٹھنڈا ہو سکتا ہے تو بے شک تو نے دل ٹھنڈا کر لیا ـــــ آپ کی یہ بات سن کر کہنے لگا یہ عورت بڑی دلیر ہے۔ ـــــ پھر کہا ـــــ

لَقَدْ کَانَ اَبُوْكِ شَاعِرًا شُجَاعًا

تمہارا باپ بھی تو شاعر اور بہادر تھا۔

(تاریخ طبری ۶ ص ۲۶۴ ـــــ الکامل ج ۳ ص ۲۹۷)

امام زین العابدین کے قتل کا حکم

حمید بن مسلم کہتا ہے کہ علی بن حسین (زین العابدین) کو جب ابنِ زیاد کے سامنے پیش کیا گیا ـــــ تو میں اس کے پاس ہی کھڑا تھا ـــــ ابنِ زیاد نے پوچھا تمہارا نام کیا

Marfat.com

ہے ـــــ تو آپ نے فرمایا میں علی بن حسین ہوں ـــــ ابنِ زیاد بولا ـــــ کیا علی بن حسین کو خدا نے قتل نہیں کیا ـــــ آپ نے جواب نہ دیا ـــــ کہنے لگا جواب کیوں نہیں دیتے؟ ـــــ آپ نے فرمایا میرے بڑے بھائی علی اکبر بن حسین کہلاتے تھے ـــــ جنہیں لوگوں نے قتل کیا کہنے لگا نہیں خدا نے انہیں قتل کیا ـــــ آپ علیہ السلام نے اس بات کا بھی جواب نہ دیا ـــــ کہنے لگا جواب کیوں نہیں دیتے ـــــ تو آپ نے قرآن مجید کی یہ دو۲ آیتیں تلاوت فرمائیں ـــــ

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا (پارہ ۲۴ سورۂ زمر آیت نمبر ۴۲)

اللہ تعالیٰ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت۔

وَمَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ کِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ط

(پارہ ۴ سورۂ آلِ عمران آیت نمبر ۱۴۵)

اللہ تعالیٰ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت ـــــ اور کوئی جان بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہیں مر سکتی ـــــ

ابنِ زیاد نے کہا:۔ (یہ جواب سن کر) ابنِ زیاد نے کہا ـــــ

اَنْتَ وَاللّٰہِ مِنْھُمْ

خدا کی قسم تم بھی انہیں لوگوں میں سے ہو اور پھر ایک آدمی کو حکم دیا۔

وَیْحَكَ اُنْظُرْ ھٰذَا اَھَلْ اَدْرَكَ

ذرا دیکھو تو یہ لڑکا بالغ ہے؟ ـــــ

مرہ بن معاذ احمری نے آپ کو دیکھ کر کہا بالغ ہے ـــــ ابنِ زیاد نے کہا:

اُقْتُلْہُ ـــــ اسے قتل کر دے۔

Marfat.com

یہ سن کر امام زین العابدین نے فرمایا:

مَنۡ تُوَکِّلُ بِهٰذِهِ النِّسْوَةِ

قتل کرنے سے پہلے ان ''بے وطن'' عورتوں کی حفاظت کے لیے تم کس کو مقرر کرو گے——

حضرت امام زین العابدین نے یہ بات ابنِ زیاد سے بغیر کسی خوف کے کہی——

آپ کی یہ بات سن کر

وَتَعَلَّقَتْ بِهٖ زَيْنَبُ——

آپ کی پھوپھی سیّدہ زینب امام زین العابدین کے ساتھ لپٹ گئیں اور فرمایا——

اے ابنِ زیاد! جو مصیبت ہم پر گزر چکی اس پر بس کر کیا ہم لوگوں کا خون بہانے سے تیری پیاس نہیں بجھی؟—— کیا تم نے ہم میں سے کسی کو باقی رکھا ہے؟—— اور ساتھ ہی فرمایا——

اَسْأَلُكَ بِاللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مُؤْمِنًا—— اِنْ قَتَلْتَهٗ لِمَا تَقْتُلُنِیْ مَعَهٗ

(اے ابنِ زیاد) میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں اگر تو مسلمان ہے تو مجھے بھی اس کے ساتھ قتل کر دے——

سیّدنا امام علی زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا—— اے ابنِ زیاد!

فَابْعَثْ مَعَهُنَّ رَجُلًا تَقِيًّا يَصْحَبُهُنَّ بِصُحْبَةِ الْاِسْلَامِ

کسی پرہیز گار شخص کو ان عورتوں کے ساتھ روانہ کرنا جو مسلمانوں کی طرح ان کے ساتھ رہے——

ابنِ زیاد لعین دیر تک ان کی طرف دیکھتا رہا—— پھر لوگوں کی طرف منہ کر کے کہنے

Marfat.com

لگا ـــــ اس خون کے جوش پر تعجب ہوتا ہے کہ یہ بی بی لڑکے کے ساتھ قتل ہونے کو تیار ہے ـــــ پھر کہا لڑکے کو چھوڑ دو۔

(الکامل فی التاریخ (امام ابنِ اثیر) ج ۳ ص ۱۸۶ مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت لبنان سن اشاعت ۲۰۰۶ء)

شہادت ہماری برکت ہے

روضۃ الشہداء میں ہے کہ جب ابنِ زیاد نے جناب امام زین العابدین کے قتل کا حکم دیا تو آپ نے اپنی پھوپھی کی بات ختم ہونے کے بعد ابنِ زیاد کی طرف منہ کر کے فرمایا ـــــ اے ابنِ زیاد! مجھے قتل ہونے سے نہ ڈرا اور قتل کی دھمکیاں نہ دے ـــــ کیا تو نہیں جانتا کہ قتل وقتال اور جنگ وجدال ہماری عادت ہے ـــــ اور ہم اپنی شہادت کو خود پر اللہ تعالیٰ کا خاص اکرام سمجھتے ہیں ـــــ بلکہ ہمارے جسم مصیبت کے پانی سے گوندھے گئے ہیں ـــــ اور ہماری مٹی میں قدرت کے ہاتھوں سے بلاؤں کا بیج بویا گیا ہے ـــــ دشمنوں کی ہلاکت ہماری کاریگری اور صناعت ہے ـــــ شہادت ہمارے لیے برکت و تیمن ہے۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۶۷)

جامع مسجد کے پہلو میں:

ابنِ زیاد نے ایک لحظہ کے لیے سوچا اور اپنے ملازموں سے کہا مجھے ان لوگوں کی گفتگو اور جھگڑے سے خلاصی دلاؤ اور انہیں محل سے باہر لے جا کر جامع مسجد کے پہلو میں فلاں سرائے میں پہنچا دو ـــــ ابنِ زیاد کے حکم پر انہیں مخصوص کردہ سرائے میں پہنچا دیا گیا ـــــ اور کوفہ کے لوگوں میں ابنِ زیاد کے ڈر کی وجہ سے کسی نے ان کا حال نہ پوچھا ـــــ چند روز کے بعد ابنِ زیاد نے زحر بن قیس ـــــ محفز بن ثعلبہ ـــــ شمر ذی الجوشن ـــــ کو پانچ ہزار لشکر کے ساتھ اہلبیت کو مع سروں کے شام کی طرف روانہ کر دیا

Marfat.com

گیا۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۶۷)

کس حالت میں؟

ابنِ زیاد نے مستورات خاندان رسالت اور امام کے بچوں کے لیے بھی حکم دیا کہ سروں کے ساتھ ان قیدیوں کو بھی روانہ کیا جائے۔

وَاَمَرَ بِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَغُلَّ بِغُلٍّ اِلٰى عُنُقِهٖ

''ابنِ زیاد نے امام زین العابدین کے بارے میں'' حکم دیا کہ ان کو پاؤں سے لیکر گردن تک زنجیروں میں جکڑ دیا جائے ——

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں —— پھر محفز بن ثعلبہ عائذی —— اور شمر ذی الجوشن کو ساتھ لے کر ان کو روانہ کر دیا —— یہ دونوں لعین آلِ رسول کے قافلے کو لے کر یزید کے پاس پہنچے —— راستے میں —— امام سجاد زین العابدین نے دونوں ملعونوں سے کوئی بات نہ کی —— دروازۂ یزید پر پہنچ کر محفز بدکار نے کہا —— اے امیر المؤمنین!

هٰذَا مُحَفِّزُ بْنُ ثَعْلَبَةَ اَتٰى اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاللِّئَامِ الْفَجَرَةِ

محفز بن ثعلبہ ان ملامت زدہ بدکاروں کو لے کر امیر المؤمنین کے پاس حاضر ہوا ہے ——

اس ملعون نے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اولادِ رسول کی گستاخی کی۔

اندر سے جواب آیا

ابن ثعلبہ دنیا کا کتا تھا —— اور طلب دنیا کے لیے یزید پلید کی خوشامد کر رہا تھا —— لیکن اسے کچھ ہاتھ نہ آیا —— نہ انعام ملا —— نہ مقام ملا —— جب اس نے آواز دی کہ میں ملامت زدہ بدکاروں کو (نعوذ باللہ) لے کر آیا ہوں —— تو اندر سے

Marfat.com

جواب آیا ——

مَا وَلَدَتْ اُمُّ مُحفَّزٍ شَرَّ وَالْاَمُ

محفز کی ماں نے جس بچے کو جنم دیا ہے، وہی ملامت زدہ اور سب سے زیادہ بدکار ہے۔

(طبری ج ۶ ص ۲۶۴)

○ امام ابنِ اثیر ''الکامل التاریخ'' میں ان الفاظ کے ساتھ لکھتے ہیں۔

جِئْنَا بِرَأْسِ اَحْمَقِ النَّاسِ وَالْاَمِهِمْ

''ہم سب سے زیادہ احمق اور کمینے کا سر لائے ہیں۔''

اندر سے یزید نے اس کی امیدوں پر پانی پھیرتے ہوئے کہا ——

مَا وَلَدَتْ اُمُّ مُحفَّزٍ اَلْاَمَ وَاَحْمَقَ مِنْهُ

محفز کی ماں نے جو بچہ جنا اس سے زیادہ احمق اور کمینہ کوئی نہیں ——

(الکامل ج ۳ ص ۱۸۸)

قارئین کرام! —— آپ یہ نہ سمجھیں کہ یزید لعین نے یہ بات کسی افسوس یا ہمدردی کی بنا پر کی —— ہرگز نہیں —— بلکہ اس نے مندرجہ بالا جملہ بطور تمسخر کہا —— جس کا مطلب یہ تھا کہ ایک بے حیثیت آدمی دنیاوی لالچ کی خاطر —— اور ایک عیاش حکمران کی خوشنودی کے لیے عالی مرتبت شخصیت کے بارے میں —— انجام سے بے خبر کیسی بات کر رہا ہے یزید لاکھ بدمست شرابی سہی لیکن وہ یہ بات جانتا تھا کہ خون حسین آگے چل کر کیا رنگ دکھانے والا ہے —— اور پھر ایسا ہی ہوا کہ بنوامیہ کی حکومت کے تمام نشانات مٹ گئے —— اور ان کے ظلم نے انہیں صفحہ ہستی سے معدوم کر دیا ——

محفز —— کو گستاخانہ نعرہ بلند کرنے کی جرأت اس لیے ہوئی کہ شام میں —— ایک

Marfat.com

مدت تک منبروں پر خطبات کے درمیان مولائے کائنات علی المرتضیٰ کو گالیاں دی جاتی رہیں اور اہلِ بیتِ رسول کے خلاف ذہنوں کو پراگندہ کرنے کی مذموم کوششیں ہوتی رہیں۔

شام و دمشق میں اہلِ بیتِ رسول پر ملامت کرنے کو دینِ اسلام کی اشاعت کا حصہ قرار دیا گیا ——— یہی وجہ ہے کہ محفز جیسے شیطان صفت انسان نما کلب شوریدہ دماغ نے نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول کو احمق اور کمینہ کہنے کی جسارت کی۔ دوشِ رسول پر سواری کرنے والے حسین کو نیزے کی نوک پر سوار کیا گیا ——— اللہ کے آخری رسول نے جسے اپنا پھول اور اپنی دنیا کی بہار کہا اسے برچھیوں کی انیوں پر اچھالا گیا ——— کون حسین؟

عزت کے ہر حریم کا روشن دیا حسین علیہ السلام
فخر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حیدر علیہ السلام اور خیر النساء علیہا السلام حسین علیہ السلام
مرکب تھا دوش رحمت عالم حسین کا
دیں پر فدا جبھی تو ہوا مجتبیٰ حسن
مجبور کر گھر سے نکالا گیا جسے
نیزے کی انیوں پہ اچھالا گیا حسین

(خضر)

قافلۂ اہلِ بیت کی شام روانگی

ابنِ زیاد نے اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قافلہ یزید کے پاس دمشق بھیجا ——— چنانچہ یہ اسیران آلِ رسول روانہ ہو گئے ——— یہ لوگ جس مقام پر بھی قیام کرتے تو کرامتوں کا ظہور ——— اور برہان کا اظہار ہوتا ——— ان میں سے بعض یہ ہیں ——— کہ ———

Marfat.com

سرحسین اور تلاوت قرآن

جب یزیدی لشکر قیدیوں کا قافلہ لے کر بحران پہنچا تو وہاں پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ تھا، جس میں ایک —— یحییٰ نامی یہودی رہتا تھا۔ وہ باہر نکلا۔ شہداء کے سروں کا نظارہ کر رہا تھا —— کہ اچانک اس کی نظر امام حسین کے سر اقدس پر پڑی —— اس نے دیکھا کہ آپ کے ہونٹ ہل رہے ہیں۔ —قریب آ کر اپنا کان ہونٹوں کے نزدیک کیا —— تو قرآن مجید کی یہ آیت سنی ——

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا اَىَّ مُنقَلَبٍ يَّنقَلِبُونَ○

(پارہ ۱۹ سورۂ شعرا آیت نمبر ۲۲۷)

اور عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

یحییٰ نے یہ آیت سنی —— اور حیران ہو کر پوچھا یہ کس کا سر ہے؟ لوگوں نے کہا حسین ابنِ علی کا —— یحییٰ نے پوچھا ان کی والدہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا —— فاطمہ بنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یہودی بولا —— اگر ان کے نانا کا دین برحق نہ ہوتا تو ان سے یہ کرامت ظاہر نہ ہوتی —— اور ساتھ ہی کلمۂ شہادت زبان پر جاری ہو گیا ——

یحییٰ کی دستار

یحییٰ نے اپنے سر سے دستار اتاری اور —— ٹکڑے ٹکڑے کر کے اہلِ بیت میں تقسیم کر دی —— اور وہ جو قیمتی لباس پہنے ہوئے تھا —— اسے امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس لایا —— اور ساتھ ہی ایک ہزار درہم آپ کی خدمت میں بطور نذر پیش کیے —— یزیدی لشکریوں نے یہ دیکھ کر یحییٰ کو قتل کی دھمکی دی —— اور کہا کہ والی شام کے دشمنوں کی حمایت کر رہا ہے —— یحییٰ نے ذوق محبت میں سرشار ہو کر اپنے خادموں کو

Marfat.com

تلوار لانے کا حکم دیا —— اور پھر نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے شہیدوں کے محافظ لشکر پر حملہ کر دیا۔

اور ان میں سے پانچ اشخاص کو قتل کر دیا —— اور خود بھی درجۂ شہادت پر فائز ہو گیا —— بحران کے دروازہ پر آج بھی اس کا مزار موجود ہے —— اور اسے یحیٰ شہید کا ضرار کہتے ہیں —— اور وہاں دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔

(روضۃ الشہداء ص ۲۶۷ مطبوعہ خیابان بوذر تہران)

○ سید الملائکہ سیّدنا جبریل علیہ السلام سدرہ کے مقام پر —— فرشتے آسمانوں پر —— حوریں جنت کے محلات میں —— مسجدوں کے امام مصلوں پر —— خطیب منبروں پر —— قرآن کی تلاوت میں مصروف ہیں —— اور قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کی تلقین بھی فرماتے ہیں جو بہت زیادہ ضروری امر ہے —— اور یہ حدیث بھی بیان کی جاتی ہے —— تا کہ لوگ خود بھی قرآن پڑھیں اور اپنی اولاد کو بھی قرآن کی تعلیم دینے کا اہتمام کریں۔

حدیث شریف:- حدیث شریف اس طرح ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَفْضَلُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ

تم میں افضل وہ شخص ہے جو قرآن کی تعلیم حاصل کرے اور قرآن کی تعلیم دے (یعنی قرآن پڑھے اور قرآن پڑھائے)

(سنن ابن ماجہ شریف ص ۱۱۵ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اس حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کو اس امر کی ترغیب دلا رہے ہیں —— کہ قرآن پڑھو اور پڑھاؤ —— تم میں افضل وہ ہے جو یہ کام کرے ——

Marfat.com

مصلیٰ پر—منبر پر—اور گھروں کے کونوں میں—صحن گلشن میں قرآن پڑھنے اور نوک نیزہ پر قرآن پڑھنے میں ایک ایسا فرق ہے جسے لفظوں میں بیان کرنا بہت زیادہ مشکل ہے—امام حسین اگر دوشِ رسول پر سوار ہوا ہے—تو اس نے سنان نیزہ بھی سواری کی ہے—کون ہے؟—جو نواسۂ رسول کی عظمتوں کی بلندیوں کو پا سکے—حسین کریم نے نوک نیزہ پر قرآن کی تلاوت فرمائی—ایک یہودی کو دینِ اسلام کا نور اور شہادت کا تاج عطا فرمایا—کسی شاعر کا شعر ہے۔

بے مثل، لاجواب ہیں دونوں بلندیاں
دوش نبی ﷺ سے نوک سنان تک گیا حسین

(نامعلوم)

راقم نے ایک منقبت لکھی ہے جس کے دو شعر ہدیۂ قارئین کرتا ہوں۔

سر تیرا نیزے پہ، جاری لب پہ قرآں واہ حسین
رو پڑے نوری یہ انداز تلاوت دیکھ کر
لفظ ہمت کی خضر حرمت دوبالا ہو گئی
کربلا والے علی اصغر علیہ السلام کی ہمت دیکھ کر

(خضر)

اک قطرۂ خون

امام حسین علیہ السلام کے ایک خون کے قطرے کی کرامت اس طرح ہے۔ کہ ان لوگوں نے امام کے سر مبارک کو وہاں ایک پتھر پر رکھ دیا تو آپ کے سر مبارک سے خون کا ایک قطرہ اس پتھر پر گرا جس کی وجہ سے ہر سال عاشورہ کے دن اس پتھر سے تازہ خون جاری ہو جاتا اور اطراف و جوانب کے لوگ وہاں جمع ہو کر آہ و زاری کرتے تھے، یہ صورت

Marfat.com

حال عبدالملک بن مروان کے زمانے تک جاری رہی۔ جب اسے اس امر کا پتہ چلا تو اس نے وہ پتھر وہاں سے خفیہ طور پر اٹھالیا۔ تاہم لوگوں نے وہاں ایک گنبد بنادیا اور اس کا نام مشہد لقطہ رکھا لوگ ہر سال ماہ محرم میں وہاں پہنچ کر تعزیت بجالاتے ہیں۔

(روضۃ الشہداء صفحہ ۳۸۶)

موصل کا حاکم عماد الدولہ نے لشکر یزید کو اپنے شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور ایک فرسخ باہر ہی روک دیا۔ جب کہ نصیبین شہر کے حاکم منصور بن الیاس نے شہیدوں کے سروں سمیت اپنے شہر میں آنے کی اجازت دے دی۔ جب لشکر شہر کے قریب آیا تو قدرت خداوندی سے قہر و غضب کا ایک بادل آیا اور اس سے ایک ایسی بجلی ظاہر ہوئی جس نے شہر کا نصف حصہ جلا کے راکھ کر دیا۔ لوگ شرمندہ ہو کر اس لشکر کے پاس نہ گئے وہ لشکر دوسرے شہر کی طرف چلا گیا جہاں کا امیر سلمان بن یوسف تھا۔ سلمان کے دو بھائی تھے، جن میں ایک جنگ صفین میں مولا علی کے ہاتھوں قتل ہو گیا تھا اور دوسرا بھائی اس کے ساتھ حکومت میں شریک تھا اور شہر کا ایک دروازہ اس کے قبضۂ اختیار میں تھا۔ چنانچہ اس نے ارادہ کیا کہ سروں کو اپنے دروازے سے شہر میں لائے۔ جب کہ سلیمان کی خواہش تھی وہ کہ اس کے دروازہ سے سروں کو شہر میں لایا جائے۔ اسی کشمکش میں دونوں بھائیوں میں جنگ چھڑ گئی اور سلمان قتل ہو گیا اور شہر میں شور مچ گیا، شمر کا لشکر وہاں سے پریشان ہو کر حلب کی طرف چلا گیا۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۸۶)

عیسائی راہب کا ایمان لانا

ابو سعید دمشقی سے روایت ہے۔ کہتا ہے کہ جو لوگ امام پاک کا سر شام کو لے گئے میں ان میں تھا۔ جب ہم لوگ دمشق کے قریب پہنچے تو لوگوں کے درمیان یہ خبر گردش کرنے

Marfat.com

لگی کہ مسبب بن قعقاع خزاعی ایک لشکر جمع کر رہا ہے، تاکہ شب خون مار کر سروں کو اپنے ساتھ لے جائے۔ شمر اور اس کے ساتھیوں نے مشورہ کیا۔ کہ شب خون سے بچنے کے لیے کہیں پناہ لی جائے، وہاں پر ایک مضبوط کلیسا نظر آیا۔ شمر نے کلیسا کے دروازے پر آ کر آواز دی تو ایک بوڑھا جو اس کلیسا کا سردار تھا چھت کے اوپر آیا اور اس نے دیکھا کہ کلیسا کے چاروں طرف سوار کھڑے ہیں اور شمر ان کے آگے ہے۔ کلیسا کے پیشوا کے پوچھنے پر شمر نے کہا کہ ہم ابنِ زیاد کے لشکری ہیں کوفہ سے دمشق جا رہے ہیں۔ بوڑھے نے پوچھا تم کیوں دمشق جا رہے ہو۔ شمر نے کہا عراق میں ایک شخص یزید کا باغی تھا۔ ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا ہے اور یہ نیزوں پر ان کے سر ہیں اور ان کے گھر والوں کو بھی لے آئے ہیں تاکہ انہیں یزید کے سامنے پیش کریں۔ بوڑھے نے سروں کو نیزوں پر دیکھا، تو کہا ان کے سردار کا سر کہاں ہے۔ لشکر نے امام کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ جب راہب نے آپ کے سر کو دیکھا تو اس کے دل پر ایک ہیبت طاری ہو گئی۔ اس نے پوچھا میرے کلیسا میں کیوں آئے ہو۔ شمر نے کہا ہم نے سنا ہے کہ کچھ لوگ جمع ہو کر شب خون مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور وہ ان سروں اور قیدیوں کو ہم سے واپس لینا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ آج کی رات تمہارے کلیسا میں بسر کریں۔ بوڑھے نے کہا تم لوگ بہت زیادہ ہو میرے کلیسا میں اتنی گنجائش نہیں، تم لوگ ان سروں اور خواتین کو کلیسا میں بھیج دو اور خود چاروں طرف پھیل جاؤ۔ اور آگ جلا کر ہوشیاری سے جاگتے رہو۔ تاکہ شب خون سے محفوظ رہ سکو۔ شمر نے بوڑھے کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے امام کے سر کو ایک مضبوط صندوق میں بند کر کے تالہ لگا دیا اور کلیسا کے ایک مضبوط کمرے میں رکھ کر اوپر بھاری تالہ لگا کر کلیسا سے باہر آ گئے۔ راہب نے امام زین العابدین اور خواتین کو اچھی طرح ٹھہرایا اور

Marfat.com

خوداس کمرے کے چکر کاٹنے لگا۔ اچانک اس حجرے سے جہاں صندوق رکھا ہوا تھا روشنی پھوٹی یہاں تک کہ سارا کمرہ روشن ہو گیا اس نے حجرے کے روزن سے دیکھا کہ روشنی مسلسل بڑھ رہی ہے۔ حتیٰ کہ آنکھیں خیرہ ہونے لگیں۔ پھر کمرہ کی چھت پھٹ گئی، ایک عماری اتری جس سے ایک پاکیزہ صورت خاتون باہر تشریف لائیں اوران کے ساتھ بہت سی کنیزیں تھیں، جس کی مثل ہماری دنیا میں نہیں، راہب کہتا ہے، پھر منادی نے ندا دے کر کہا کہ تمام آدمیوں کی ماں کو راستہ دو۔ حوا صفیۃ اللہ کو راستہ دو۔ پھر اسی طریقے سے ہاجرہ، سارہ ازواج ابراہیم علیہ السلام حضرت یوسف کی والدہ ماجدہ جنابہ راحیل، جناب شیث علیہ السلام کی صاحبزادی صفورہ، جناب موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کلثوم، جناب آسیہ و مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہن تشریف لائیں، اچانک شور اٹھا ایک عماری اتری جس میں خدیجۃ الکبریٰ اور دیگر ازواج مطہرات نے نزول اجلال فرمایا اور اسی صندوق کو باہر نکالا اور ایک ایک خاتون زیارت کرنے لگی اور پھر اچانک بہت زیادہ زور وشور سے آہ وزاری شروع ہو گئی اور ایک عماری نمودار ہوئی اور کسی نے آواز دی، اے بوڑھے اس سوراخ سے نگاہیں ہٹا لے۔ کیونکہ خاتون قیامت تشریف لے آئی ہیں، بوڑھا غلبۂ حیرت سے بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو وہاں نہ عماریاں تھیں نہ پاک بیبیاں وہ اس کمرے کے سامنے آیا جس میں صندوق رکھا ہوا تھا۔ تالہ توڑا اور اندر جا کر صندوق کا تالہ کھولا اور صندوق کے سامنے بہت رویا اور سر کو صندوق سے نکال کر مشک وگلاب سے دھویا اور سامنے رکھ کر کہنے لگا۔ اس خدا کے لیے جس نے آپ کو یہ مقام ومرتبہ دیا ہے کہ خواتین سراپردۂ عفت آپکی زیارت کو تشریف لائی ہیں اور خاتونان سراپردۂ نبوت آپ کے لیے روتی ہیں، مجھے بتائیں آپ کون ہیں۔ باذن خداوندی امام کے سر سے آواز آئی۔ اے بوڑھے——

Marfat.com

اَنَـا مَـظْـلُوْمٌ ـــــ اَنَـا مَـغْـمُوْمٌ ـــــ اَنَـا مَهْـمُوْمٌ ـــــ اَنَـا مَقْتُوْلٌ ـــــ اَنَا غَرِيْبٌ ـــــ

میں ستم رسیدہ ہوں ـــــ میں غمگین ہوں ـــــ میں مصیبت زدہ ہوں ـــــ میں دشمنوں کی تیغ سے قتل کیا گیا ہوں۔ میں اپنے گھر والوں سے دور غریب الدیار ہوں ـــــ رہا میرا نسب تو سن

اَنَا ابْنُ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى ـــــ اَنَا ابْنُ الْوَلِيِّ الْمُرْتَضٰى ـــــ

میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر کا بیٹا ہوں میں پسندیدہ ولی کا بیٹا ہوں ـــــ پیشوائے کلیسا نے یہ باتیں سنیں تو اس وقت اپنے مریدوں کو بلایا جن کی تعداد ستر ۷۰ تھی۔ انہیں صورت حال سے آگاہ کیا وہ سب امام زین العابدین کی خدمت میں حاضر ہوئے زنار توڑ کر حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۸۶)

عسقلان میں

جب صبح ہوئی تو شمر قیدیوں کو لے کر عسقلان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسیران اہلبیت جس عسقلان پہنچے تو یعقوب عسقلانی جو امام کے ساتھ جنگ میں موجود تھا اور اب بھی وہ اس لشکر کے ساتھ موجود تھا۔ عسقلانی حاکموں سے اس کا تعلق تھا۔ یعقوب نے شہر کی آرائش کا حکم دیا اور بالا خانوں میں گانے بجانے اور عیش و سرود کی محفلیں سجائی گئیں، مجلسوں میں شراب کا دور اور عیش و نشاط کا سامان مہیا کیا گیا اور اہلِ بیت کے شہیدوں کے سروں کو شہر کے گردا گرد چکر لگوایا گیا۔

ایک تاجر زریر خزاعی اس روز عسقلان کے بازار میں کھڑا تھا اس نے لوگوں کو عیش و طرب میں مشغول دیکھا اور ہر طرف سے مبارک باد کی صدائیں سنیں۔ اس نے ایک شخص

Marfat.com

سے پوچھا کہ اس شادمانی اور شادیانوں کا باعث کیا ہے؟ اس شخص نے کہا! کیا تو تاجر ہے؟ ــــ زریر نے کہا ہاں میں کل ہی اس شہر میں آیا اس شخص نے جواب دیا: یزید کے ایک مخالف گروہ نے بغاوت کا علم بلند کیا، تو شام کے امیروں اور کوفہ کے سرداروں نے انہیں قتل کر دیا۔ یہ ان لوگوں کے سر ہیں اور یہ عورتیں ان کی اہلِ بیت ہیں زریر نے کہا کیا یہ لوگ مسلمان تھے یا مشرک؟ اس نے کہا مسلمان تھے، مگر اہلِ بغاوت تھے، زریر نے پوچھا ان لوگوں نے یزید پر کس وجہ سے خروج کیا اس شخص نے کہا ان کا سردار کہتا تھا کہ میں یزید سے امامت کا زیادہ حقدار ہوں۔ کیونکہ میرا باپ اور میرا بھائی امام تھے زریر نے کہا! ان کے سردار کا باپ اور بھائی کون تھے۔ اس نے کہا: اس کے باپ کا نام علی رضی اللہ عنہ اور بھائی حسن رضی اللہ عنہ تھا۔ زریر نے کہا! اس سردار کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا حسین زریر نے پوچھا اس کی ماں کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہ۔

زریر نے یہ باتیں سنیں تو اس کے دل میں دھواں اٹھا تو ان سواریوں کی طرف چلا گیا۔ جب اس کی نظر امام زین العابدین پر پڑی تو رونے لگا۔ امام زین العابدین نے پوچھا اے جوان تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ایک مسافر ہوں۔ آپ نے فرمایا سارا شہر ہنس رہا ہے تو کیوں روتا ہے۔ زریر نے کہا: میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ کاش میں اس شہر میں نہ آیا ہوتا اور افسوس کہ میں اپنے قبیلے سے دور ہوں اور مسافر بھی۔ امام سجاد نے فرمایا: تجھ سے آشنائی کی بو آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے۔ زریر نے عرض کیا مخدوم زادے، میرے لائق کوئی حکم فرمائیں۔ علی عابد نے فرمایا: اے جوان جس شخص کے پاس میرے باپ کا سر ہے اسے کہنا کہ اونٹوں کے پہلو بہ پہلو چلنے کی بجائے آگے آگے جائے تا کہ لوگ اس سر کو

Marfat.com

دیکھنے میں مشغول رہیں اور ہماری خواتین پردے میں رہیں زریر نے اس شخص کو پچاس دینار دیئے اور اونٹوں سے دور ہٹا دیا۔ زریر نے پھر عرض کی اے ابنِ رسول اللہ میرے لائق کوئی اور خدمت۔ آپ نے فرمایا اگر تیرے پاس لباس اور کپڑا ہو تو ہماری خواتین کے لیے لے آ۔ زریر اسی وقت گیا اور پردہ نشینان اہلِ بیت کے لیے دو، دو چادریں اور امام عابد کے لیے جبہ اور دستار لے آیا۔ پھر وہ شمر لعین سے الجھ پڑا ——— اور اسے کہا او کمینے۔ او بد بخت تو نے کس کی اولاد کو قیدی بنا رکھا ہے، پھر شمر کے لشکری اس پر ٹوٹ پڑے، جس سے وہ زخمی ہو کر گر پڑا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعمیر شدہ ایک مشہد میں چھپ کر جان بچائی۔

(روضۃ الشہد اءص ۳۷۷)

حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ

کنز الغرائب میں روایت ہے کہ حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بغرض تجارت ملک شام میں گیا، ایک دن دمشق کے شہر کے قریب ایک گاؤں میں پہنچا تو وہاں کے لوگ خوشیاں منا رہے تھے، ڈھول بجا رہے تھے۔ میں نے ایک شخص سے اس خوشی کا سبب پوچھا کہ یہاں کے لوگ کیوں شادیانے بجا رہے ہیں۔

اس نے کہا یہ حضرت امام حسین کا سر ہے، جسے اہلِ عراق نے یزید کے پاس بطور تحفہ بھیجا ہے اور شام کے لوگ خوشیاں منا رہے ہیں۔ حضرت سہل نے پوچھا کہ اس سر کو کس دروازے سے لایا جائے گا۔ اس نے کہا باب ساعات سے۔ فرماتے ہیں کہ میں غمزدہ ہو کر آگے بڑھا اور اہلِ بیت کے اونٹوں کے درمیان جا کر سر امام کو دیکھا جو رسالت مآب سے مشابہ تھا۔ میں یہ منظر دیکھ کر رونے لگا تو ایک چھوٹی بی بی نے مجھ سے پوچھا، بابا جی کیوں روتے ہو۔ کہتے ہیں میں نے پوچھا بی بی تو کون ہے۔ انہوں نے فرمایا: بابا جی میں امام

Marfat.com

حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی سکینہ ہوں۔ کہتے ہیں یہ سن کر میرے رونے میں شدت آ گئی۔ اور میں نے آنسو بہاتے ہوئے کہا۔ اے خاتون قیامت کی بیٹی میں آپ کے نانا کا صحابی سہل بن ساعدی ہوں۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا بابا جی: آپ ان نیزہ والوں سے کہیں کہ میرے بابا کا سر آگے لے جائیں تا کہ شامی اسے دیکھیں اور ہم قدرے لوگوں کی نگاہوں سے محفوظ رہیں۔ حضرت ابنِ ساعدی رضی اللہ عنہ نے نیزے والے کو چار سو درہم دیکر آگے کر دیا۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۷۷)

اس جسارت کو کیا نام دوں

خیال رہے کہ آج بھی خوارج ونواصب امام کی شہادت پر خوشیاں مناتے ہیں آج سے پہلے بھی خوشیوں کا اظہار کرتے رہے ہیں اور ہو سکتا ہے قیامت تک یہ لوگ اپنی باطنی عناد و نفاق کا اظہار کرتے رہیں۔ امامِ عالی مقام حسین علیہ السلام کا دلوں میں بغض وعناد کا ہونا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعلیمات سے بیزاری کا ثبوت ہے۔ وہ کیسے مسلمان ہیں جو اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں۔ اور کیسے مسلمان تھے جو امام کی شہادت کے دن خوشیوں کا اظہار کرتے تھے —— حافظ ابنِ کثیر نے —— اپنی شہرۂ آفاق تاریخ —— ''البداۃ والنہایۃ'' —— میں لکھا ہے:

اَلنَّوَاصِبُ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ —— فَكَانُوْا اِلٰى يَوْمِ عَاشُوْرَاءِ يَطْبَخُوْنَ الْحَبُوْبَ وَيَغْتَسِلُوْنَ وَ يَتَطَيَّبُوْنَ وَ يَلْبَسُوْنَ اَفْخَرَ ثِيَابِهِمْ وَيَتَّخِذُوْنَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا اَوْ يَصْنَعُوْنَ فِيْهِ اَنْوَعَ —— الْاَطْعِمَةِ وَيَظْهَرُوْنَ السُّرُوْرَ وَالْفَرَحَ ——

ملک شام کے ناصبی (ناصبی وہ فرقہ ہے جو مولا علی کا دشمن ہے —— اور اہلِ

Marfat.com

بیت کا منکر ہے —— خارجی لوگ —— وہ لوگ ہیں جو آج بھی مختلف صورتوں میں موجود ہیں —— ان لوگوں کی ریشہ دوانیوں کے پیش نظر —— کتاب آلِ رسول لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی ان کی علامات میں سے ہے —— کہ مسلمانوں کو قتل کرنا ان کا محبوب ترین مشغلۂ حیات ہے) لوگ عاشورا کے دن مرغوب کھانے پکاتے —— نہا دھو کر خوشبوئیں لگائے —— اور زرق برق لباس پہنتے، ان کے لیے (دس محرم) عید کا دن تھا —— وہ انواع واقسام کے کھانے پکاتے تھے —— اور عیش وطرب کی محفلیں سجاتے تھے ——

(البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۲۰۹ —— تا —— ۲۱۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت۔ لبنان سن اشاعت ۲۰۰۵ء)

حسن علیہ السلام کے بدلے ایک لاکھ چالیس ہزار قتل

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں ہیں کہ —— اللہ تعالیٰ نے رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی فرمائی —— کہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے بدلے میں ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا ہے۔

وَاَنَا قَاتِلُ بِابْنِ بِنْتِكَ سَبْعِيْنَ اَلْفًا وَّ سَبْعِيْنَ اَلْفًا ——

اور میں تیری بیٹی کے بیٹے کے بدلے میں ایک لاکھ چالیس ہزار آدمیوں کو قتل کرنے والا ہوں ——

(البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۲۰۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ سیر اعلام النبلا (ذہبی) ج ۴ ص ۵۰۵ مطبوعہ ایضاً)

ام المؤمنین علیہ السلام فرماتی ہیں

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ —— میں نے اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا سے سنا ہے —— آپ نے فرمایا —— میں نے جنات کو حسین (علیہ

Marfat.com

السلام) پر نوحہ کرتے ہوئے سنا، وہ کہہ رہے تھے

أَيُّهَا الْقَاتِلُوْنَ جَهْلاً حُسَيْنًا
أَبْشِرُوْا بِالْعَذَابِ وَالتَّنْكِيْلِ
كُلُّ أَهْلِ السَّمَآءِ يَدْعُوْ عَلَيْكُمْ
وَنَبِيٍّ وَّ مُرْسَلٍ وَ قَبِيْلِ
قَدْ لُعِنْتُمْ لِسَانِ بْنِ دَاوُدَ
وَ مُوْسٰى وَ صَاحِبِ الْإِنْجِيْلِ

اے ''امام'' حسین کو جہالت سے قتل کرنے والو! تمہیں عذاب اور سزا کی بشارت ہو—— تمام اہلِ آسمان —— ہر نبی —— اور ہر مرسل —— اور تمام لوگ تمہارے خلاف بددعا کر رہے ہیں —— تم پر حضرت داؤد —— حضرت موسیٰ اور صاحب انجیل (حضرت عیسیٰ) علیہم السلام کی زبان سے لعنت کی گئی ہے ——

(البدایۃ والنہایۃ ایضاً)

نیزے پر

بات چل رہی تھی —— کہ جب اہلِ بیت کا قیدی قافلہ دمشق میں داخل ہوا تو یزید نے لوگوں کو حکم دیا —— کہ شہر کو سجایا جائے —— اور سب لوگ باہر نکل کر شمر ( ) کے لشکر کا —— استقبال کریں —— اور ان لوگوں کے سروں کو دیکھنے کے لیے سب بازار بند کر دیں —— لوگوں کا ایک ہجوم تھا —— اس وقت امام کے سر انور سے ایک کرامت کا ظہور ہوا —— جسے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنی مشہور ترین —— ''سر الشہادتین'' —— میں ابنِ عساکر کے حوالے سے نقل کیا ہے —— لکھتے ہیں ——

Marfat.com

اَخْرَجَ بْنُ عَسَاكِرَ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍوٍ قَالَ: اَنَا وَاللّٰهِ رَأَيْتُ رَأْسَ الْحُسَيْنِ حِيْنَ حُمِلَ وَاَنَا بِدِمَشْقِ، وَبَيْنَ يَدَىِ الرَّأْسِ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةُ الْكَهْفِ حَتّٰى بَلَغَ قَوْلَهٗ تَعَالٰى —— اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا

حضرت ابن عساکر نے منہال بن عمرو سے روایت بیان کی ہے —— منہال کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے حسین کے سر کو دیکھا —— اسے نیزے پر لے جا رہے تھے —— اور میں اس وقت دمشق میں تھا —— (کیا دیکھتا ہوں) کہ سر مبارک کے آگے ایک شخص سورۂ کہف پڑھتا جا رہا تھا —— اور جب وہ اس آیت مبارکہ پر پہنچا ——

(اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝) ——

(یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں ہوا پہاڑ کی غار اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے) ——

جب قاری مندرجہ بالا آیت پر پہنچا تو امام حسین کے سر مبارک سے آواز نکلی ——

قَالَ: اَعْجَبُ مِنْ اَصْحَابِ الْكَهْفِ قَتْلِىْ وَ حَمْلِىْ

آپ نے فرمایا اصحاب کہف کے قصہ سے میرا قتل اور میرا سر نیزے پر اٹھائے پھرنا عجیب تر ہے۔

(سر الشہادتین ص ۳۵ مطبوعہ مطبع کانسی رام (لاہور) شرح الصدور ص ۹۳)

Marfat.com

رقیم:

آیت مبارکہ میں —— رقیم —— کا لفظ استعمال ہوا ہے ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں —— جس وادی میں اصحاب کہف ہیں —— اس وادی کا نام —— رقیم ہے ——

اصحاب کہف کو:

یعنی اصحاب کہف کو فقط کافروں نے ستایا تھا —— جب کہ امام حسین کو ان نانا جان کے کلمہ گوؤں نے مصائب و آلام سے پامال کر کے شہید کیا —— اور نیزے پر چڑھا کر شہر بشہر پھرایا —— اور اصحاب کہف تین سو سال کے بعد نیند سے بیدار ہوئے —— اور آپس میں گفتگو کی —— تو روح جسم میں موجود تھی اور زندہ تھے —— جب کہ امام کے سر مبارک نے بدن سے جدا ہونے کے بعد کلام فرمایا —— اس لیے جو تعجب کی بات قصۂ امام میں ہے —— وہ اصحاب کہف کے قصے میں نہیں ——

(حاشیہ سرالشہادتین)

لوہے کا قلم: - جناب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ —— امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں جسے ابوقبیل نے بیان کیا —— کہتے ہیں کہ جب امام شہید ہوئے اور یزیدی آپ کا سر کاٹ کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔

وَقَعَدُوْا فِیْ اَوَّلِ مَرْحَلَةٍ یَشْرِبُوْنَ النَّبِیْذَ

اور پہلی پر ٹھہرے اور کھجور کا جوس پی رہے تھے۔

حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں: - علامہ ابنِ کثیر کہتے ہیں —— ''جب وہ ٹھہرے''

وَهُمْ یَشْرِبُوْنَ الْخَمْرَ، وَالرَّأْسُ مَعَهُمْ فَبَرَزَ لَهُمْ قَلَمٌ مِّنْ

Marfat.com

حَدِیْدٍ فَرَسَمَ لَهُمْ فِی الْحَائِطِ بِدَمٍ هٰذَا الْبَیْتِ (البدایۃ والنہایہ ج ۸ ص)

''کہ جن لوگوں نے آپ کو شہید کیا انہوں نے واپس'' آ کر شراب نوشی میں رات گزاری اور سر ان کے پاس موجود تھا ــــ تو ایک لوہے کا قلم ان کے سامنے نمودار ہوا، اور اس نے دیوار پر یہ شعر لکھا ؎

اَتَرْجُوْا اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَیْنًا

شَفَاعَةَ جَدِّهٖ یَوْمَ الْحِسَابِ

کیا؟ وہ لوگ بھی یہ امید رکھتے ہیں ــــ جنہوں نے حسین کو قتل کیا ــــ

کہ قیامت کے دن حسین کے نانا ان کی شفاعت کریں گے؟

(البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر) ج ۸ ص ۲۰۷ ــــ سر الشہادتین ص ۲۶ مطبوعہ کانسی رام (لاہور پاکستان)

سر حسین یزید کے دربار میں

السلام اے نور دیدۂ بتول

السلام اے عکس انوار رسول

السلام اے تابش نور خدا

السلام اے زور دست مرتضٰی

السلام اے شیر یزداں السلام

السلام اے ماہ تاباں السلام

السلام اے خضر عالم السلام

السلام اے دیں کے ہمدم السلام

جب قیدی قافلہ دمشق پہنچا تو یزید نے ــــ ملک شام کے ــــ

Marfat.com

امیروں ـــــ سرداروں ـــــ وڈیروں ـــــ اور چودھریوں کو بلا کر اپنے ارگرد بٹھایا ـــــ پھر علی بن حسین (امام زین العابدین) اور تمام مستورات کو پیش کرنے کا حکم دیا۔

''روضۃ الشہداء'' ـــــ میں ہے کہ یزید نے کہا محل کو آراستہ کرو! اور جالی دار پردے لٹکا کر ـــــ مصر سے آیا ہوا سیاہ لکڑی اور ہاتھی دانت کا بنا ہوا زرو جواہر سے مرصع تخت ایک دالان میں بچھا دو! ـــــ جب یزید کے لیے تخت بچھا دیا گیا اور سلطنت شام کے امیر کرسیوں پر بیٹھ گئے تو شمر دو۲ امیروں کے ساتھ دربار میں پہنچا ـــــ اسے یزید نے حکم دیا ـــــ کہ سروں اور اہلِ بیت کو لے آؤ ـــــ جب اہلِ بیت آگئے تو انہیں سامنے بٹھایا گیا ـــــ اور سروں کو یزید کے سامنے پیش کیا گیا ـــــ اس نے ہر سر کے بارے میں پوچھا یہ کس کا سر ہے۔

پھر حکم دیا کہ حسین بن علی کا سر لایا جائے ـــــ جب سر سامنے لایا گیا تو اس نے چند اشعار پڑھے ـــــ جو گزشتہ اوراق میں لکھے جا چکے ہیں ـــــ اے کاش میرے غزوۂ بدر کے بڑے آج موجود ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے ان سے دوگنا زیادہ ان کے اشراف قتل کر کے بدلہ اور معاملہ برابر کر دیا ـــــ اور پھر یزید نے مندرجہ ذیل دو۲ اور شعر پڑھے ـــــ یزید لعین نے جو دو اور شعر پڑھے ـــــ وہ یزید کے صریح کفر پر مشتمل ہیں ـــــ اور وہ دونوں شعر یہ ہیں۔

لَعِبَتْ هَاشِمٌ بِالْمُلْكِ فَلَا
خَبَرَ جَاءَهُ وَلَا وَحْيٌ نَزَلَ
لَسْتُ مِنْ عُتْبَةَ اِنْ لَّمْ اَنْتَقِمْ
مِنْ بَنِي اَحْمَدَ مَا كَانَ فَعَلَ

Marfat.com

بنو ہاشم ملک سے کھیلتے رہے، نہ کوئی خبر ان کے پاس آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی۔ میں عتبہ کی اولاد سے نہ ہوتا۔ اگر میں اولاد احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بدلہ نہ لیتا جو کچھ انہوں نے کیا تھا —— (تذکرۃ الخواص ص ۲۳۵)

امام زین العابدین علیہ السلام کا جواب

پھر یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا —— تمہارے باپ نے مجھ سے قطع رحم کیا —— اور میری سلطنت میں مجھ سے جھگڑا کیا —— پھر اللہ تعالیٰ نے جو اس کے ساتھ کیا وہ تم نے دیکھ لیا —— حضرت امام زین العابدین نے جواب میں آیت پڑھی ——

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ

جو کوئی مصیبت روئے زمین پر اور خود تم پر نازل ہوتی ہے اور اس نوشتہ میں لکھی ہوئی ہے، جو دنیا کی تخلیق سے پہلے ہم نے لکھا ہے ——

(پارہ ۲۷ سورۃ حدید آیت نمبر ۲۲)

یزید نے اپنے بیٹے سے کہا

یزید لعین نے اپنے بیٹے خالد سے کہا کہ تم اس کا جواب دو —— لیکن اس کی سمجھ میں جواب نہ آیا، تو یزید نے کہا کہ تم کہو!

وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ۝ (پارہ ۲۵ سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۳۰)

کہ جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اور بہت سی خطائیں اللہ تعالیٰ معاف بھی کر دیتا ہے۔ (طبری ج ۶ ص ۲۶۵)

Marfat.com

یزید نے امام کے دندان پر چھڑی ماری

جب امامِ عالی مقام کا سر یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے امام علیہ السلام کے دانتوں پر چھڑی ماری ——— ابنِ کثیر لکھتے ہیں ———

لَمَّا وُضِعَ رَأْسُ الْحُسَيْنِ بَيْنَ يَدَىْ يَزِيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ جَعَلَ يَنْكُتُ بِقَضِيْبٍ كَانَ فِىْ يَدِهٖ فِىْ ثَغْرِهٖ ———

(البدایۃ والنہایۃ ج۸ص۲۰۰)

جب امام حسین کا سر یزید بن معاویہ کے آگے رکھا گیا۔ تو اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس سے وہ آپ کے سامنے والے دانتوں پر ٹھونکا دیتا تھا یعنی چھڑی کے سرے سے امام کے دانتوں کو چھیڑتا اور ٹھوکریں مارتا تھا ———

اور اس کے ساتھ ساتھ بطور مثال حصین بن حمام مری کا یہ شعر پڑھتا تھا ———

يُفَلِّقْنَ هَامًا مِّنْ رِّجَالٍ اَعِزَّةٍ
عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوْا اَعَقَّ وَاَظْلَمَا

یعنی ہماری تلواریں ایسے لوگوں کی کھوپڑیاں توڑتی ہیں ——— جو ہم پر غالب تھے (جو اگرچہ ہمارے عزیز تھے) لیکن تھے نافرمان اور ظالم۔

جناب ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے کہا

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر یزید سے کہا خدا کی قسم تیری چھڑی اس پر لگی ہے۔

لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَرْشُفُهٗ

"جسے میں نے رسولِ خدا کو چومتے دیکھا ہے۔"

Marfat.com

اور پھر آپ نے فرمایا —— اے یزید! بے شک یہ قیامت کے دن آئیں گے۔

وَشَفِیْعُہٗ مُحَمَّدٌ ——

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سفارشی ہوں گے اور جب تو آئے گا ——

وَشَفِیْعُکَ بْنُ زِیَادٍ ——

تو تیرا سفارشی ابنِ زیاد ہوگا۔

پھر حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے پشت پھیری اور چلے گئے۔

(البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۲۰۰)

شامیوں کو اپنے گھر بلا کر

علامہ ابنِ حجر مکی —— سبط ابنِ جوزی کے حوالے سے لکھتے ہیں —— کہ یہی امر مشہور ہے کہ یزید پلید نے شامیوں کو اپنے ہاں بلا کر —— اور ان کے سامنے یہ حرکت کی —— حسن رسول پر چھڑی برساتا رہا —— فرماتے ہیں ——

اِنَّہٗ جَمَعَ اَھْلُ الشَّامِ وَجَعَلَ یَنْکُتُ الرَّاْسَ بِالْخَیْزَرَانِ

کہ وہ (یزید) شامیوں کو جمع کر کے سر حسین کو چھڑی مارنے لگا ——

بعض کتب میں یہ بھی ملتا ہے

بعض کتب میں یہ چیز بھی ملتی ہے —— کہ جب امام کا سر انور یزید کے سامنے آیا تو اس نے افسوس کا اظہار کیا —— اور ابنِ زیاد کو برا بھلا کہنے لگا اور بعض نے لکھا ہے کہ اس منظر کو دیکھ کر یزید رونے لگا۔

جناب حاجی امیر بخش عاربی نے پور بتول کے حاشیہ پر لکھا ہے —— کہ جس وقت یزید نے مگرمچھ کے آنسو بہائے اس وقت بھی وہ منافق تھا —— اور جس وقت اس نے کہا کہ ابنِ مرجانہ (ابنِ زیاد) پر خدا کی لعنت! —— اگر میں حسین علیہ السلام کے مقابلے پر

Marfat.com

ہوتا تو درگزر سے کام لیتا، اس وقت بھی اس نے منافقت ہی کی تھی۔

اپنے تخت و تاج کو بچانے کے لیے یزید کے لیے جتنا ضروری زندہ حسین کو قتل کر کے اپنی راہ سے ہٹانا تھا —— اتنا ہی ضروری مقتول حسین پر آنسو بہانے اور ان سے ہمدردی جتانا بھی تھا —— وہ حسین کی مظلومیت پر نہیں رو رہا تھا —— بلکہ اپنے تخت و تاج کو رو رہا تھا —— اسے صاف نظر آ رہا تھا کہ اب ہنگامے ہوں گے —— شورشیں بپا ہوں گی —— اور قتل و غارت کے بازار گرم ہوں گے —— چنانچہ مدینہ طیبہ میں واقعۂ حرہ اور عراق میں مختار ثقفی کی یلغار اسی ردعمل میں واقع ہوئے —— مقافات عمل دیکھئے کہ بنو عباس نے بنو امیہ کی قبریں اکھاڑ اکھاڑ کر اور گڑھے مردوں کو باہر نکال نکال کر عبرت ناک سزائیں دیں۔

مستورات کو کجاووں پر رسیوں سے باندھا گیا

علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یزید نے ابنِ زیاد کے مقام کو بڑھانے میں یہاں تک مبالغہ سے کام لیا ——

اَدْخِلُہٗ عَلٰی نِسَائِہٖ

کہ اسے (ابنِ زیاد) اپنی عورتوں کے پاس لے گیا۔

لکھتے ہیں —— کہ یہ بات اس شخص سے سرزد ہونا تعجب کا موجب نہیں —— جس نے امام حسین کے دانتوں پر چھڑی ماری ——

وَحَمَلَ آلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی اَقْطَابِ الْجِمَالِ اَیْ مُوَثَّقِیْنَ فِی الْجِمَالِ —— وَالنِّسَآءَ مُکَشَّفَاتِ الرُّؤُوْسِ وَالْوُجُوْہِ ——

Marfat.com

اور آلِ نبی کو اونٹوں کے کجاووں پر رسیوں سے باندھ کر—— اور عورتوں کو ننگے سر برہنہ منہ قیدی بنا کے لے گیا۔

(الصواعق المحرقة ص ۳۰۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیة)

سفیرِ قیصرِ روم

ابن حجر—— اور ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہما لکھتے ہیں—— کہ جب یزید نے امام حسین کے سر مبارک کے ساتھ بے ادبی کی—— (یعنی دانتوں پر چھڑی ماری) جیسا کہ گزر چکا ہے—— تو اس وقت یزید کے پاس قیصر روم کا سفیر بھی موجود تھا—— اور اس نے یزید سے پوچھا—— کہ یہ کس کا سر ہے؟—— یزید نے کہا حسین کا سر ہے—— سفیر روم نے پوچھا۔

وَمَنِ الْحُسَیْنُ——

کون حسین؟

یزید بولا——

اِبْنُ فَاطِمَةَ علیه السلام——

فاطمہؑ کا بیٹا۔

سفیر نے کہا——

وَمَنْ فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَام ؟——

کون فاطمہ؟

یزید نے کہا——

بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ——

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی۔

Marfat.com

سفیر نے کہا ـــــ

نَبِیُّکُمْ ـــــ

وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمہارے نبی ہیں

یزید نے کہا ـــــ

نَعَمْ ـــــ

ہاں وہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سفیر نے کہا ـــــ

وَمَنْ اَبُوْہُ ـــــ

اور اس کا باپ کون ہے؟

یزید نے کہا ـــــ

عَلِیٌّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ ـــــ

علی بن ابی طالب

سفیر بولا ـــــ

وَمَنْ عَلِیٌّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ؟ ـــــ

کون ابنِ ابی طالب؟

یزید بولا ـــــ

اِبْنُ عَمِّ نَبِیِّنَا ـــــ

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچازاد بھائی

سفیر روم نے کہا ـــــ

Marfat.com

تَبًّا لَّکُمْ وَلِدِ نَبِیُّکُمْ

"ہلاکت ہے تمہارے لیے اور تمہارے دین کے لیے"

سفیر روم نے کہا——

فِیْهِ حَافِرُ حِمَارٍ رَکِبَهٗ عِیْسٰی

اس میں اس گدھے کے کُھر کا نشان ہے——

اس گدھے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سواری فرماتے تھے——

اور ساتھ ہی کہا——کہ ہم تمام علاقوں سے آکر اس کا حج کرتے ہیں اور نذریں مانتے ہیں——

وَنُعَظِّمُهٗ کَمَا تُعَظِّمُوْنَ کَعْبَتَکُمْ

اور ہم اس کی، اس طرح تعظیم کرتے ہیں، جس طرح تم لوگ اپنے کعبہ کی تعظیم کرتے ہو——

سفیر نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم لوگ جھوٹے ہو——

(تذکرۃ الخواص ص ۲۳۶——الصواعق المحرقۃ ص ۳۰۱——تا——۳۰۲)

داؤد علیہ السلام کا ستر پشتوں بعد

اس وقت دربار میں ایک یہودی بھی موجود تھا——اس نے بھرے دربار میں برملا کہا، کہ میرے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے درمیان ستر پشتیں گزر چکی ہیں——اور اب تک یہودی لوگ میری تعظیم اور میرا احترام کرتے ہیں——کہ میں حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد سے ہوں——

وَاَنْتُمْ قَتَلْتُمْ اِبْنَ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ

Marfat.com

اور تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کردیا ہے۔

(تذکرۃ الخواص ص ۲۳۶ ـــــ الصواعق المحرقۃ ص ۲۰۳)

○ قارئین کرام:- مندرجہ بالا دونوں روایتوں پر غور کریں کہ قیصر روم کے سفیر نے ـــــ یزیدی دربار میں کھلے انداز میں واضح کیا کہ اپنے بدخو حکمران دربار میں بیٹھنے والے گماشتو! تم نے اور تمہارے گماشتوں نے دینِ اسلام اور ملت خیر الانام پر یہ ظلم کیوں کیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتادیا کہ ہماری عقیدتوں کا یہ عالم ہے ـــــ

کہ ہم اس گدھے کے قدم کے نشانِ کی بے حد تعظیم کرتے ہیں ـــــ جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سوار ہوتے تھے ـــــ اور تم نے اس ہستی کو بے دریغ قتل کردیا ہے ـــــ یہ وہ شخصیت ہے جس نے بارہا تمہارے رسول کے دوش پر سواری کی ہے ـــــ یہودی نے بھی کہا کہ میں حضرت داؤد علیہ السلام پیغمبر کی اولاد ہوں ـــــ ستر پشتیں گزر گئیں لیکن میں آج بھی ان کیلئے قابل تعظیم وتکریم ہوں ـــــ اور وہ میرا آج بھی بے حد احترام کرتے ہیں ـــــ ایک تم ہو کہ اپنے پیغمبر کے بیٹے کو قتل کرکے اس کے سر کی بے حرمتی کررہے ہو ـــــ اور تمہاری بے ہودگی کا یہ عالم ہے کہ جس سراقدس کو تمہارا پیغمبر چومتا رہا اسے تم گلیوں اور بازاروں میں نیزے پر لیے پھرتے ہو ـــــ

○ قارئین! آج بھی اس دور پرخطر میں ایسے لوگ وافر مقدار میں ہیں جو مزارات مقدسہ پر دھماکے ـــــ مسجدوں کے اندر، نماز جنازہ میں، مسلمانوں کے اجتماعات میں بم دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں ـــــ علمائے ذی مرتبت کو چن چن کر شہید کیا جارہا ہے ـــــ بالخصوص بلوچستان میں جماعت اہلِ سنت کے جید علما کو شہید کردیا گیا ـــــ اور یہ کام ان لوگوں کا ہے جو خود کو حنفی کہتے ہیں ـــــ اور احناف کی سفید چادر پر بدنما داغ ہیں ـــــ یہ لوگ وہ ہیں ـــــ جو پاکستان بننے کے سخت ترین مخالف رہے ـــــ اور اب

Marfat.com

بھی ہیں —— ان کی آنے والی نسلیں بھی ملک پاکستان کے ساتھ اس طرح دشمنی رکھیں گی —— جیسے شمر کو حسین علیہ السلام کے ساتھ تھی —— یہ لوگ اہلِ اسلام کا ساتھ دینے میں کسی صورت بھی تیار دکھائی نہیں دیتے —— ان کا ماضی بھی ہنود ساتھ رہا ہے —— اور حال میں بھی ان کے ساتھ ہیں —— مستقبل بھی مال و دولت کے تلوے چاٹتے گزرے گا —— اور اس امر کا ارباب بست و کشاد کو مکمل علم ہے —— ایک ایک دہشت گرد کو وہ جانتے ہیں ان کی مجبوریوں اور ذاتی مصلحت کی بنا پر وہ کچھ کرنے کے قابل نہیں رہے —— اور ایک یہ امر بھی کارفرما ہے کہ حساس ترین اداروں کے مذہبی مقامات ان دہشت گردوں کی محفوظ ترین پناہ گاہیں ہیں۔ لیکن پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہیں۔

ایک راہب مسلمان ہو گیا

علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آگے چل کر لکھا ہے —— ایک —— دیر (بت خانہ) کی دیوار کے ساتھ نیزے کی نوک پر حسین علیہ السلام کے سر کو —— ایک راہب "عیسائیوں کا پادری" نے دیکھا تو پہرے داروں سے پوچھا —— یہ کس کا سر ہے —— ان یزیدیوں نے بتایا کہ نواسۂ رسول کا سر ہے —— تو راہب نے کہا ——

بِئْسَ الْقَوْمِ اَنْتُمْ ——

تم بہت برے لوگ ہو۔

پھر راہب نے کہا کیا تم دس دینار لے کر اس سر کو ایک رات کے لیے میرے پاس رہنے دو؟ ان دنیا کے طلب گار کتوں نے کہا —— ہاں —— راہب نے ایک رات کے لیے سر لے کر اسے دھویا —— خوشبو لگائی —— اور اپنی ران پر رکھ کر آسمان کی بلندیوں کی

Marfat.com

طرف دیکھنے لگا —— اور صبح تک دیکھتا رہا ——

ثُمَّ اَسْلَمَ ——

پھر وہ مسلمان ہو گیا۔

لِاَنَّهٗ رَاٰی نُوْرًا سَاطِعًا مِّنَ الرَّأْسِ اِلَی السَّمَآءِ

''راہب'' اس لیے مسلمان ہو گیا کہ اس نے سر سے لیکر آسمان تک ایک روشن نور دیکھا ——

پھر وہ گرجا سے سب کچھ چھوڑ کر نکل گیا۔

وَصَارَ یَخْدُمُ اَهْلَ الْبَیْتِ ——

اور اہلِ بیتِ رسول کی خدمت کرنے لگا۔

○ ایک راہب سیّدنا امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک دیکھ کر ایمان لے آیا —— مگر یزیدی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوصف —— کفر کی دنیا کو آباد کر گئے —— یہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بیٹے تو امت کے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت تھے —— اور پھر اس امانت میں خیانت کرنے والے کو پیدائشی جنتی کہنے والے جنونیوں کو کیا نام دیا جائے —— جو بغض اولادِ رسول سے اپنے ایمانوں کو تباہ اور اپنے چہروں کو سیاہ کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے آخری رسول نے اپنے شہزادوں کو امت کے پاس امانت رکھا ہے۔

امانت رسول:

ابنِ ابی الدنیا نے حضرت زید بن ارقم سے روایت کیا —— حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ —— میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے حضرت

Marfat.com

حسن دائیں اور حضرت حسین کو بائیں ران پر بٹھایا۔

ثُمَّ وَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی یَا فُوْخِھَا——

پھر ان دونوں کے سروں پر ہاتھ رکھا——اور پھر فرمایا——

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُکَ اِیَّاھُمَا وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ——

اے اللہ میں ان دونوں کو تیرے اور نیک مومنوں کے پاس امانت رکھتا ہوں۔

اور پھر فرمایا: اے ابنِ زیاد، تیرے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت کا کیا حال ہے۔

بات بہت آگے نکل گئی، عرض یہ کر رہا تھا کہ سر امام کو یزید کے سامنے رکھ دیا گیا اور یزید ظلم و جفا اور مکر و فریب کے تخت پر نخوت و غرور کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

فاطمہ بنت علی (ام کلثوم) فرماتی ہیں کہ جب ہمیں قیدیوں کی صورت میں یزید کے سامنے بٹھایا گیا تو ایک سرخ رنگ شامی یزید کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور میری طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔ اے امیر المومنین یہ لڑکی مجھے عطا کریں۔ میں اس زمانہ میں کم سن تھی، شامی کی بات سن کر ڈر کے مارے کانپنے لگی۔ اور اپنی بڑی بہن زینب کا آنچل پکڑ لیا۔ زینب رضی اللہ عنہا نے اس شخص سے کہا، خدا کی قسم تو نے جھوٹ کہا اور کمینی بات کی۔ فرمایا، او بے ہودہ بدکار یہ امر نہ تیرے اختیار میں ہے نہ یزید کے——

فَغَضَبَ یَزِیْدُ——

اس پر یزید غصے میں آ گیا

اور برہم ہو کر کہنے لگا تو جھوٹی ہے—— خدا کی قسم! اگر میں چاہوں تو ایسا کر سکتا ہوں، مجھے اختیار ہے۔ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

تجھے یہ اختیار نہیں دیا۔ الا یہ کہ تو ہماری ملت سے نکل جائے اور کوئی دوسرا دین اختیار کر لے۔ یزید غضبناک ہوکر بولا تو یہ بات میرے بارے کہتی ہے؟——

اِنَّمَا خَرَجَ مِنَ الدِّیْنِ اَبُوْكِ وَاَخُوْكَ ۔

دین سے تو اور تیرا باپ اور تیرا بھائی خارج ہوئے ہیں۔

(یزید کا یہ کہنا کہ تیرا باپ اور تیرا بھائی دین سے نکل گئے ہیں۔ فرامین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلاتا ہے جو کفر کے مترادف ہے)

سیّدہ زینب نے فرمایا، اللہ کے دین سے، میرے باپ، بھائی اور میرے نانا کے دین سے تو تو نے تیرے باپ اور تیرے دادا نے راہ پائی۔ یزید نے کہا

كَذَّبْتِ یَا عَدُوَّةَ اللهِ

اے خدا کی دشمن تو جھوٹ کہتی ہے۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

(سیّدہ زینب کی حقیقتوں بھری تقریر کے جواب میں یہ کہنا کہ تو جھوٹ کہتی ہے۔ صریح کفر ہے۔ یزید نے در پردہ اس امر کا اعلان کیا ہے کہ ہم نے اللہ کے رسول کی تعلیمات سے ہدایت نہیں پائی)

اَنْتَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ مُسَلَّطٌ تَشْتِمُ ظَالِمًا وَ تَقْهَرُ بِسُلْطَانِكَ

تو زبردستی امیر المومنین بن بیٹھا ہے اور ظلم سے گالیاں دیتا ہے اور اپنے اقتدار کی وجہ سے دھمکیاں دیتا ہے۔

یہ بات سن کر یزید شرمندہ ہو گیا اور خاموش ہو گیا۔ اس شامی خبیث نے پھر کہا امیر المومنین یہ لڑکی مجھے دے دیجئے، یزید نے کہا دفع ہو جا، نامراد! اللہ تجھے ریزہ ریزہ کر دینے والی موت دے۔

وَاجَدَّاهُ وَامُحَمَّدَاهُ

روضۃ الشہداء میں مفسر قرآن ملا حسین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ قیصر روم

Marfat.com

کے سفیر عبدالشمّس ''جس کا گزشتہ اوراق میں ذکر ہو چکا ہے'' نے سرِ امام کے تعارف کے بعد کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ کاشفی نے ایک دوسری روایت نقل کی ہے، لکھتے ہیں کہ رومی سفیر عبدالشمّس نے کہا، اے یزید میں نے روم میں سنا تھا کہ تم میں ایک شخص نے ان کے بھائی (امام حسن رضی اللہ عنہ) کو زہر دے دیا اور شربت الماس پلا دیا۔ تو ان کا جگر بہتر ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر ان کے حلق سے باہر آ گیا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ دوسرے بھائی کا سر بہتر سروں کے ساتھ تیرے سامنے رکھا ہوا ہے جو نہایت قابل افسوس ہے۔ یزید نے غصہ سے کانپتے ہوئے کہا۔ اگر تو قیصر کا ایلچی نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ سفیر روم نے کہا، او بے شرم قیصر کے ایلچی کا احترام کرتا ہے اور اللہ جل جلالہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت کا کوئی پاس نہیں۔ یزید نے ملازمین کو حکم دیا کہ اسے باہر نکال دو، پھر حکم دیا کہ اہلِ بیت کی عورتوں کو لاؤ کہ میں ان سے بات کروں۔ چنانچہ سیّدہ زینب، سیّدہ اُمّ کلثوم، سیّد زین العابدین کو یزید کے دربار میں پیش کیا گیا، سیّدہ زینب نے اپنے بھائی کے سر کو دیکھا تو روتے ہوئے فریاد کی ——

وَاجَدَّاہُ، وَامُحَمَّدَاہُ ——

ہائے نانا جان! ہائے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور پھر یزید کی طرف رخ کر کے فرمایا! اے یزید تو نے اپنی عورتوں کو پردے میں بٹھایا ہوا اور رسولِ خدا کی بیٹیوں کو لوگوں کے سامنے کھڑا کیا ہوا ہے اور کل قیامت کے دن خدا کے سامنے تو کس طرح عہدہ برآ ہوگا۔

یزید نے غصہ سے کانپتے ہوئے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حسین کی بہن زینب ہے۔ اسی اثناء میں اچانک سیّدہ اُمّ کلثوم نے اٹھ کر فرمایا۔ اے یزید مجھے اجازت

Marfat.com

دے کہ میں اپنے بھائی حسین کا آخری دیدار کرلوں۔ اور پھر آگے بڑھیں اور امام کے سر کو اٹھا کر آپ کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے اور بے ہوش ہوگئیں، پھر جب ہوش آیا تو فرمایا، اے یزید میں امید رکھتی ہوں کہ تو اس دنیا میں راحت وسکون نہیں دیکھے گا۔ کیونکہ تو نے ہمیں رنج و آلام میں مبتلا کیا ہے۔ یزید نے چیختے ہوئے کہا یہ زبان دراز عورت بھی حسین کی بہن ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں! ان کا نام اُمّ کلثوم ہے۔

یزید نے کہا۔ اے اُمّ کلثوم! تو نے دیکھا کہ اللہ نے تمہارے گمان کو غلط کر دیا۔

سیّدہ اُمّ کلثوم نے فرمایا خدا نے منافقوں کو جھوٹے کہتے ہوئے فرمایا ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ۝ —— (پارہ ۲۸ سورۂ منافقون آیت نمبر ۱)

ترجمہ: بے شک منافق جھوٹے ہیں۔

اور ان پر لعنت کرتے اور عذاب کی وعید سناتے ہوئے فرمایا ہے ——

وَّ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ —— (پارہ ۲۶ سورۂ فتح آیت ۶)

ترجمہ: اور عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں کو۔

الحمد للہ رسالت مآب کے گھر والے کذب ونفاق سے مبرا اور معرا ہیں۔

یزید نے سیّدہ اُمّ کلثوم کی طرف سے رخ پھیر کر سیّد سجاد زین العابدین کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ یہ لڑکا کون ہے لوگوں نے کہا علی بن الحسین —— یزید نے کہا میں نے سنا ہے علی بن حسین قتل ہوگیا ہے؟ لوگوں نے بتایا حسین کے تین بیٹے علی نام کے ہیں۔ علی اکبر اور علی اصغر قتل ہو چکے یہ علی اوسط ہیں جو بیمار تھے۔ ہم انہیں پکڑ کر لے آئے ہیں۔ یزید نے کہا اے لڑکے تیرے باپ نے چاہا تھا کہ اس کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا جائے اور وہ مسند خلافت پر بیٹھے۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ امام

Marfat.com

زین العابدین نے فرمایا: اے یزید یہ منبر میرے آباء واجداد نے رکھے ہیں یا تیرے آباء و اجداد نے، خلافت میرے آباء واجداد کو زیبا تھی کہ وہ دین کے راستے پر جہاد کرتے تھے، یا تیرے آباء واجداد کو جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرک کرتے تھے۔ تاہم ہمارا اور تمہارا معاملہ قیامت کے دن پوچھا جائے گا اور یہ آیت تلاوت کی ——

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ○ —— (سورۃ الشعراء آیت ۲۲۷)

ترجمہ: اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے)۔

یزید نے ان باتوں سے غضب ناک ہو کر ایک طاقت ور جلاد کو حکم دیا کہ اسے باہر لے جا کر قتل کر دے اور اس کا سر میرے پاس لے آ، جب اس جلاد نے امام زین العابدین کا ہاتھ پکڑا تو علی کی بیٹی سیّدہ اُمّ کلثوم نے اٹھ کر اسے دو ہتھڑ مار کر فرمایا۔ اے ہندہ کے پوتے اس لڑکے کو چھوڑ دے کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں کا اس کے سوا کوئی محرم نہیں اور پھر برجستہ یہ شعر کہا

(روضۃ الشہداء ص ۳۸۴/۳۸۵)

اُنَادِیْکَ یَا جَدَّاہُ یَا خَیْرَ مُرْسَلٍ
حُسَیْنُکَ مَقْتُوْلٌ وَنَسْلُکَ ضَائِعٌ

اے اعلیٰ ترین مرسل اے نانا جان میں تجھے پکارتی ہوں۔ کہ تیرا حسین قتل ہو چکا ہے اور تیرا نسب ضائع ہونے والا ہے۔

یزید نے جب یہ شعر سنا تو کانپ اٹھا اور امام زین العابدین کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

یزید نے مشورہ کیا

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یزید نے قیدیوں کے بارے میں اپنے لوگوں سے مشورہ کیا تو ان میں بعض لوگوں نے کہا ——

Marfat.com

يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا يَتَّخِذَنْ مِنْ كَلْبِ سُوْءٍ جِرْوًا، اُقْتُلْ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ ذُرِّيَّةِ الْحُسَيْنِ اَحَدٌ ——

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۹۶)

اے امیر المومنین! برا کتا کوئی بچہ پیدا نہ کر سکے —— لہٰذا علی بن حسین کو قتل کر دیں تا کہ اس کی اولاد میں کوئی باقی نہ رہے۔ یزید سوچ میں پڑ گیا اس تامل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نعمان بن بشیر نے کہا۔ امیر المومنین آپ ان کے ساتھ ایسا سلوک کریں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اس حال میں دیکھتے تو ان کے ساتھ کرتے۔ نعمان کی اس بات سے یزید کی آتش غضب ٹھنڈی ہوئی۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ فاطمہ بنت حسین جو سکینہ سے بڑی تھیں (غالباً ان کا نام نامی زینب تھا اور فاطمہ کبریٰ کے نام سے مشہور تھیں، فاطمہ صغریٰ سے متعلق تو مورخین کا کہنا ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں ہی رہیں) نے فرمایا ——

يَا يَزِيْدُ بَنَاتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَبَايَا .

''اے یزید رسولِ خدا کی بیٹیاں قیدی ہیں'' ——

یزید نے آنے والے حالات سے خوف زدہ ہوتے ہوئے مکاروں والا انداز اختیار کرتے ہوئے کہا —— اے بھتیجی! میں تو پہلے ہی بیزار ہوں۔ صاحبزادی فاطمہ نے فرمایا ——

وَاللّٰهِ مَا تَرَكُوْا لَنَا خِرْصًا —— (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۹۶)

۱؎ یہ ہے یزیدی مشیروں کا انداز مشاورت اور یہ ہے یزید کے حلقہ میں بیٹھنے والوں کی طرز گفتگو کہ سبط رسول کو ننگی گالیاں دی جا رہی ہیں اور یزید خوش ہو رہا ہے۔ اس قسم کا بغض وعناد سالہا سال کے پروپیگنڈے کا نتیجہ ہے جو منبروں پر گالیاں دینے سے لیکر سیاسی ریشہ دوانیوں تک پھیلا ہوا ہے۔

Marfat.com

خدا کی قسم ان لوگوں نے ہمارے پاس کانوں کی ایک بالی بھی نہیں چھوڑی۔

علامہ ابنِ کثیر کی کتاب البدایہ والنہایہ کو تمام نواصب وخوارج ''مقامی زبان میں اکثر دیوبندی، وہابی نہایت ثقہ مانتے ہیں۔'' وہ اس لیے کہ علامہ ابنِ کثیر، ابنِ تیمیہ کے شاگرد ہیں جو اہلِ بیتِ رسول کی دشمنی میں نامور ہیں، اور جناب مولا علی کے مخالفین کے سرخیل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر ائمہ تاریخ کے مقابلہ میں ان کا نام بلند تصور کرتے ہیں۔ مندرجہ حوالہ ابنِ کثیر کا ہے۔ جس میں بنت حسین کا فرمان ہے کہ کربلا کے اندر لٹیروں نے ہمارے کانوں کی ایک بالی تک نہ رہنے دی۔ اب ان لوگوں کو کیا نام دوں جو یہ کہتے ہیں کربلا میں کچھ نہیں ہوا یہ سب من گھڑت باتیں ہیں۔ ایسی باتیں کرنے والوں کا خدا بھلا نہ کرے۔ یہ تو ابنِ زیاد سے بھی زیادہ سنگ دل ہیں۔

<u>سجاد نے فرمایا</u>

یزید نے امام زین العابدین کو اپنے پہلو میں بٹھا کر کہا۔ اے علی تو میرے بیٹے کا ہم عمر ہے کیا اس کے ساتھ کشتی لڑے گا۔ حضرت علی عابد نے فرمایا کشتی آسان کام ہے، ہم دونوں کے ہاتھ میں خنجر پکڑا دے تا کہ ہم تیرے سامنے جنگ کا مظاہرہ کریں اور جو غالب آ جائے وہ مغلوب کو قتل کر دے۔ (روضۃ الشہداء ص ۳۸۵)

طبری میں ہے کہ آپ کی یہ بات سن کر یزید نے کہا:

هَلْ تَلِدُ الْحَيَّةُ اِلَّا حَيَّةً —— (روضۃ الشہداء ص ۳۸۵)

کہ سانپ کا بچہ بھی سانپ ہی ہوتا ہے۔ یزید نے یہاں بھی پرانی عداوت کو مدنظر رکھا حالانکہ اسے یہ کہنا چاہئے تھا جو حقیقت کے نزدیک تر ہے۔ کہ شیر کا بچہ بھی شیر ہی ہوتا ہے۔

Marfat.com

○ روضۃ الشہداء میں ہے کہ اسی اثنا میں شام کا نقارہ بجنے لگا تو یزید کے بیٹے نے کہا اے ابنِ حسین! یہ نقارہ میرے باپ کا ہے۔ تیرے باپ کا نقارہ کہاں ہے۔ امام زین العابدین نے فرمایا، تھوڑی دیر انتظار کر۔ جب نقارے کی آواز تھم گئی اور مؤذن نے اذان شروع کی تو امام زین العابدین نے فرمایا۔ اے ابنِ زید یہ جو تجھے آواز آ رہی ہے یہ میرے نانا کی نوبت ہے۔ اپنے باپ کی چندروزہ نوبت پر غرور نہ کر۔ اس فانی دنیا میں ہر شخص کی نوبت پانچ روزہ ہے۔ مگر ہماری نوبت کی صدائیں تا قیامت باقی رہیں گی۔ دارضرب امامت میں ہمارے نام کا سکۂ سعادت جاری رہے گا اور عزت و کرامت کے منبروں پر ہمارے نام کے خطبے پڑھے جائیں گے۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۸۵)

قیدیوں کی رہائی

یزید کا یہ خیال تھا کہ جب نواسۂ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور خاندان رسول تیغ و تبر سے ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائیں گے تو پھر میری سلطنت میں میرا سکہ بیٹھ جائے گا اور کوئی سر اٹھا کر چلنے کی جسارت نہیں کرے گا، لیکن یہ اس کا خیال اس وقت ختم ہو گیا، جس وقت اس نے ہر طرف نفرت و بیزاری کا ایک نہ تھمنے والا طوفان اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا چنانچہ اس نے سوچا کہ جتنی جلدی ہو سکے قیدیوں کو رہا کر کے مدینہ منورہ بھیج دیا جائے۔ تو اسی خیال کے پیش نظر اس نے امام زین العابدین سے دریافت کیا کہ میرے لائق کوئی امر ہو تو بیان کرو تا کہ اسے پورا کیا جائے آپ نے فرمایا میرے باپ کا قاتل چاہیے، جس پر یزید کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ اور دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ ہمیں مدینہ منورہ واپس جانے دیا جائے تا کہ اپنے نانا کے مزار پر انوار پر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جائیں۔ اور تیسری بات کہ کل جمعۃ المبارک ہے دمشق کی جامع مسجد میں مجھے خطبہ جمعہ کی اجازت

Marfat.com

دی جائے۔ یزید نے ان دونوں باتوں کی حامی بھر لی۔ لیکن خطبہ جمعہ کا وعدہ کر کے پچھتانے لگا اور شام کے ایک فصیح اللسان خطیب کو خطبہ کیلئے مقرر کر دیا اور ساتھ ہی منادی بھی کرادی تا کہ تمام لوگ مسجد میں جمع ہو جائیں اور جب لوگ آ گئے تو خطیب نے منبر پر کھڑے ہو کر آلِ ابوسفیان کی تعریف و توصیف اور مدح وستائش کی اور آلِ ابی طالب کی مذمت میں حد درجہ کذب وغلو سے کام کیا اور ساتھ ہی امام حسین علیہ السلام کا بطلان کرتے ہوئے یزید کو زیادہ مستحق حکومت قرار دیا۔ امام زین العابدین نے یہ تقریر سنی تو بے قابو ہو کر آواز دی ——

یَا شَامِیُ بِئْسَ الْخَطِیْبُ اَنْتَ —— (روضۃ الشہداء ص ۳۸۷ تا ۳۹۰)

اے شامی تو بہت برا خطیب ہے اور تو نے مخلوق کی رضاء کے لیے خالق کی ناراضگی مول لی اور دین کو دنیا سے تبدیل کر لیا ہے۔

سیّد سجاد کا خطبہ

پھر آپ نے یزید کی طرف رخ کر کے فرمایا۔ اے یزید تو نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کر تا کہ میں خدا اور اس کے رسول کی رضا کے لیے خطبہ پڑھوں۔ یزید نے کہا آپ کو منبر پر جانے کی ضرورت نہیں، یہیں پر کھڑے ہو کر جو بات کہنا ہے۔ کہہ لیں۔

اہل دمشق چیخنے لگے۔ شام کے سرداروں نے کہا۔ ہم اہلِ حجاز کا کلام سننا چاہتے ہیں تا کہ حجازیوں کی فصاحت و بلاغت کے مقام سے روشناس ہو سکیں۔ یزید نے کہا۔ اے لوگو! یہ لڑکا بنی ہاشم سے ہے اور یہ لوگ عرب کے فصیح تر لوگ ہیں، ہو سکتا ہے یہ منبر پر جا کر آلِ ابی سفیان کی برائی کرے اور بنی امیہ کی شان میں نامناسب الفاظ کہہ دے۔

لوگوں نے کہا۔ یہ چھوٹی عمر کا جوان ایسا نہیں کرے گا۔ ہم چاہتے ہیں یہ اپنے نانا

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کریں، جس میں ہمارے لئے واعظ ونصیحت ہو۔ یزید نے مجبوراً امام زین العابدین کو منبر پر خطبہ ارشاد فرمانے کی اجازت دے دی۔ آپ نے حمد وثناء اور نعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس انداز میں بیان کی کہ بڑے بڑے فصحا دنگ رہ گئے۔ حمد صلوات کے بعد آپ نے فرمایا۔ اے اہلِ شام تم میں سے جو جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ جو نہیں جانتا وہ جان لے۔

اَنَا ابْنُ الرَّسُوْلِ الْمُخْتَارِ اَنَا اِبْنُ الْمُصْطَفٰی سَیِّدِ الْاَخْیَارِ ——

میں نبی مختار، سیّدالاخیار مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہوں۔

میں صاحب معراج اور صاحب تاج کا بیٹا ہوں، میں براق کے اسوار اور پیغمبروں سے افضل تر کا بیٹا ہوں ——

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی کے سفر کے مسافر اور حریم ——

فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی —— کے مجاور کا بیٹا ہوں —— میں خطیب ——

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی —— اور عندلیب گلشن ——

عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی کا بیٹا ہوں —— میں خواجۂ طیبہ وبطحا کا بیٹا ہوں ——

میں صدر مسند اجتباء واصطفاء کا بیٹا ہوں۔

میں حبیب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہوں ——

اور میں شہسوار مضمار —— ھَلْ اَتٰی کا بیٹا ہوں۔

میں شہریار تخت گاہ —— لَا فَتٰی کا بیٹا ہوں ——

لوگو! میں مفتاح خزانہ —— اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا کا بیٹا ہوں۔

Marfat.com

حضرت امام زین العابدین جب اَنَــا اِبنِ کا لفظ ارشاد فرماتے تو لوگوں میں شور مچ جاتا۔

آخر میں آپ نے فرمایا لوگو! سن لو۔ میں سیّد المرسلین کی بیٹی —— سیدۃ نساء العلمین —— کا بیٹا ہوں۔ میں گوہر درج —— فَـاطِـمَةُ بِـضْـعَـةٌ مِّنِّـیْ —— اور اختر برج —— مَنْ اٰذَاهَا فَقَدْ اٰذَانِیْ —— کا بیٹا ہوں۔ میں سبط رسول لخت جگر بتول کا بیٹا ہوں۔ میں شہید مظلوم، مسافر مغموم، نور دیداء مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سرور سینۂ مرتضٰے، شہسوار میدان کربلا کا بیٹا ہوں۔

آپ کے ان الفاظ سے لوگوں میں کہرام برپا ہو گیا اور دمشق میں لوگوں کے رونے اور چیخنے چلانے کی آوازیں آنے لگیں۔ یزید لعین اس شور سے خوف زدہ ہو گیا اور عوام کے احتجاجی شور وغوغا سے لرز اٹھا، چنانچہ اس نے مؤذن کو نماز کے لیے اذان کہنے کا حکم دے دیا، جس سے امام زین العابدین کی گفتگو منقطع ہو گئی۔

مؤذن نے کہا —— اَللّٰهُ اَكْبَرُ —— (اللہ بہت بڑا ہے)

امام زین العابدین نے فرمایا ——

نَعَمْ لَا شَیْءٌ اَكْبَرُ مِنْهُ —— (ہاں اس سے کوئی چیز بڑی نہیں)

موذن نے کہا ——

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ——

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

امام نے فرمایا ——

نَعَمْ شَهِدَ بِهَا لَحْمِیْ وَ شَعْرِیْ وَ وَدَمِیْ وَبَشَرِیْ ——

Marfat.com

ہاں اس کی گواہی میرا گوشت میرے بال میرا خون پوست جسم دیتا ہے۔

مؤذن نے کہا ——

اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللهِ ——

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

امام زین العابدین نے عمامہ سر سے اتارا اور مؤذن کے پاس جا کر اپنی سیاہ زلفوں کو بکھیرتے ہوئے فرمایا۔ اے مؤذن میں تجھے بحق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسم دیتا ہوں کہ کچھ دیر کے لیے رک جا، مؤذن خاموش ہوا، تو آپ نے یزید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے ابنِ معاویہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے جد امجد ہیں یا میرے۔ یقیناً یہ میرے نانا ہیں۔ میں علی ابنِ حسین ہوں، تو پھر تجھے کس چیز نے اولاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہترین شخص۔ یعنی میرے باپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کروانے پر اکسایا اور تجھے کس چیز نے آمادہ کیا کہ تو پردہ نشینان سراپردۂ عصمت و طہارت کو قیدیوں کی طرح شہر شہر پھرائے اور مجھے یتیم کرے اور میرے جد امجد کے دین میں رخنہ ڈالے اور ان تمام چیزوں کے باوجود تو خود کو مسلمان کہلاتا ہے۔ اور قبلہ کی طرف رخ کرتے ہوئے شرم نہیں کرتا اور پھر آپ نے فرمایا، اے لوگو! تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے، جس کے نانا اللہ کے رسول ہیں، لوگوں نے چیخ و پکار شروع کر دی اور اہلِ دمشق نے رونا شروع کر دیا، ان میں سے بعض لوگ بے ہوش ہو گئے۔

بنت حسین کا انتقال پر ملال

روضۃ الشہداء میں کنز الغرائب کے حوالے سے لکھا ہے کہ یزید نے اہلِ بیت کو محل کے اندر علیحدہ جگہ دے رکھی تھی۔ اہلِ بیت کے ساتھ امام حسین کی ایک چار سالہ صاحبزادی

Marfat.com

(سیّدہ سکینہ، دوسری کتب میں جن کی عمر سات سال لکھی ہے) تھی۔ جس کے ساتھ امام بہت محبت فرماتے تھے اور وہ بھی اپنے ابا جان سے انتہائی محبت کرتی تھی۔ صاحبزادی نے ایک رات اپنے باپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے انہیں گود میں اٹھا رکھا ہے وہ انتہائی مسرت کی وجہ سے بیدار ہوگئیں۔ مگر بیدار ہونے کے بعد اپنے باپ کو نہ دیکھ کر فریاد وفغاں کرنے لگی، رونے کا سبب پوچھا گیا، تو کہتی تھیں میں نے ابھی ابھی خود کو اپنے بابا کی آغوش میں بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ اب وہ نظر نہیں آرہے۔ بتاؤ میرے بابا کہاں ہیں۔ کیونکہ میں ان کی جدائی برداشت نہیں کر سکتی۔ یا تو میرے بابا کو میرے پاس بلادیں یا مجھے میرے بابا کے پاس بھیج دیں۔ اہلِ بیت نے یہ بات سنی تو ایک دم فریاد وفغاں کرنے لگے ان کی چیخ و پکار کی آواز جب یزید کی خواب گاہ میں پہنچی تو اس نے ایک شخص کو بھیجا کہ معلوم کرے کہ اہلِ بیت کو کیا واقعہ پیش آیا۔ اس شخص نے یزید کو واپس آکے بتایا، کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا تو آپ کی زیارت کے لیے بے قرار ہوگئی ہے۔ یزید نے کہا جا کر اس کے باپ کا سر اسے دکھاؤ، شاید اسے کچھ اطمینان ہو جائے۔ یزید نے امام کے سر کو اپنے خاص کمرے میں اپنی نگاہوں کے سامنے رکھا ہوا تھا، یزید کے نوکروں نے سر مبارک کو چاندی کے تھال میں رکھا اور اوپر ریشمی رومال ڈال کر اہلِ بیت کرام کی طرف لے گئے جب بچی کے سامنے تھال رکھا گیا تو اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا، جو کچھ طلب کر رہی ہے وہی ہے۔

بچی نے رومال اٹھا کر سر کو دیکھا، جب اس نے پہچانا کہ یہ میرے بابا کا سر ہے تو سینے سے آہ کھینچتے ہوئے اپنے چہرے کو باپ کے چہرے سے ملنے لگی اور آپ کے ہونٹوں پہ اپنے ہونٹ رکھ کر اسی وقت رحلت فرما گئیں۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۸۷ تا ۳۹۰)

Marfat.com

اہلِ بیت کی واپسی

یزید پہلے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے خوف زدہ تھا۔ صبح ہوتے ہی اس نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ (جو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے) کو کہا کہ اس قافلۂ اہلِ بیت کو بحفاظت مدینہ منورہ پہنچانے کا بندوبست کرو۔ نعمان بن بشیر نے کچھ محافظوں کو ساتھ لیا اور آلِ رسول کے اس غمزدہ قافلے کو لے کر مدینہ منورہ کی طرف کوچ کیا۔

الکامل میں علامہ ابنِ اثیر لکھتے ہیں۔ (کہ نعمان بن بشیر) قافلے کے پیچھے پیچھے کچھ فاصلہ پر چلتے اور قافلہ پر نگاہ رکھتے، راتوں کو سفر کرتے اور جب کسی مقام پر قیام کرتے تو قافلہ کی حفاظت کے لیے اپنے اصحاب سمیت ان کے اردگرد پڑاؤ ڈالتے اور ان سے ضرورت کی چیزوں کے بارے میں پوچھتے رہتے۔ (الکامل ابنِ اثیر جلد ۳ ص ۳۰۰)

یہاں تک کہ قافلہ مدینہ پہنچ گیا۔

مدینہ پہنچ کر سیّدہ اُمّ کلثوم نے اپنی بہن زینب سے کہا۔ کہ اس محافظ نے جسے ہمارے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ بہت اچھا سلوک کیا ہے، لہٰذا اسے اس کی خدمت کا معاوضہ دینا چاہیے سیّدہ زینب نے فرمایا——

وَاللّٰہِ مَا مَعَنَا شَیْءٌ نَصِلُہٗ بِہٖ اِلَّا حُلِیُّنَا—— (الکامل ابنِ اثیر جلد ۳ ص ۳۰۰)

خدا کی قسم اس کو انعام دینے کے لیے ہمارے پاس زیورات کے علاوہ کوئی چیز نہیں تو اُمّ کلثوم نے کہا کہ ہم ان کو اپنے زیورات دے دیں، چنانچہ پھر فاطمہ بنت علی (ام کلثوم) فرماتی ہیں۔ کہ (بچے کھچے زیورات میں سے) ایک کنگن اور ایک بازوبند میری بہن نے اس کے پاس بھجوا دیا اور کہا:

ھٰذَا جَزَاؤُكَ بِحُسْنِ صُحْبَتِكَ لَنَا—— (الکامل ابنِ اثیر جلد ۳ ص ۳۰۰)

Marfat.com

کہ یہ تمہارے حسن سلوک کا انعام ہے اور ساتھ ہی معذرت بھی کی کہ یہ بہت کم ہے۔ روضۃ الشہداء میں لکھا ہے کہ سیّدہ زینب نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا —— دنیا میں یہ تھوڑا سا تیرا حق خدمت ہے ——

—— باقی حق کی ادائیگی قیامت کے دن تمہیں اپنے غلاموں میں شامل کر کے دی جائے گی۔ کامل اور روضہ میں ہے کہ نعمان بن بشیر نے یہ زیورات واپس کرتے ہوئے عرض کیا۔ میں نے جو آپ لوگوں کے ساتھ سلوک کیا ہے۔ اگر دنیا کے لالچ میں کیا ہوتا تو یہ میری خدمت کے حق سے بہت زیادہ ہیں۔

وَلٰكِنْ وَاللهِ مَا فَعَلْتُهُ اِلَّا اللهُ وَ لِقَرَابَتِكُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ (الکامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۳۰۰)

لیکن خدا کی قسم میں نے تو یہ سلوک محض اللہ کی خوشنودی کے لیے اور اللہ کے رسول کے ساتھ تمہاری قرابت کی وجہ سے کیا ہے۔

اس پر اہلِ بیتِ رسول نے اس کے لیے دعائے خیر فرمائی اور واپس چلا گیا۔

شہر رسول میں قیامت کا منظر

جب لٹا ہوا قافلہ مدینۃ الرسول میں پہنچا تو ہر طرف ایک کہرام تھا، چیخ و پکار تھی مہاجرین وانصار کی اولاد اور تمام چھوٹے اور بڑے، یہاں تک کہ عورتیں اور بچے گھروں سے نکل پڑے اور نالہ زاری اور گریہ وسوگواری کی تصویر بن کر شدید اضطراب کے ساتھ اولاد رسول کے استقبال کے لیے گھروں سے باہر نکل آئے اور جب انہوں نے امام زین العابدین کو مستورات کے ساتھ دیکھا تو درد دل اور سوز و جگر کے ساتھ زمین پر لوٹنے لگے۔

○ روضۃ الشہداء میں زہرۃ الریاض کے حوالے سے لکھا ہے کہ مدینۃ الرسول میں

Marfat.com

پانچ مرتبہ اس قسم کی آہ وفغاں کا سماں طاری ہوا کہ لوگوں نے قیامت قائم ہونے کا گمان کر لیا۔

۱- جس روز حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد کی جنگ میں تھے اور شیطان نے آواز دی تھی۔

اَلَا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ

(خبردار بے شک محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل کر دیئے گئے)

اس آواز کو سن کر تمام مرد اور عورتیں چیخ و پکار کرنے لگے۔

۲- جس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔

۳- اس وقت جب حضرت امیر المومنین علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر کوفہ سے اہلِ مدینہ تک پہنچی۔

۴- جب امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ چھوڑ کر کوفہ گئے۔

۵- جب اہلِ بیت کے لٹے پٹے قافلے کا اہلِ مدینہ نے استقبال کیا۔

(روضۃ الشہدا ۱ ص ۳۹۲)

قافلہ اہلِ بیت روضہ رسول پر

جب اہلِ بیت کرام مدینہ منورہ میں آئے تو سب سے پہلے حضور علیہ السلام کے روضے پر حاضری دی اور سوزناک آواز اور جگر چاک نعرہ لگاتے ہوئے کہا۔

وَاجَدَّاہُ وَامُحَمَّدَاہُ، وَاسَیِّدَاہُ، وَاسَنَدَاہُ

اے نانا جان، اے محمد مصطفٰے، اے سردار عالم" اے سند صداقت"

ہم آپ کے خاندان کے یتیم ہیں اور آپ کے دودمان کے مسافر ہیں۔ ہم آپ

Marfat.com

کے مصیبت زدگان اور مظلومان صحرائے کربلا ہیں، ہم بے وفا کوفیوں کی جفا کے مارے ہوئے ہیں، ہم تشنہ لبان آب فرات ہیں، ہم آپ کے فرزند کا سلام لے کے آئے ہیں۔

اہلِ بیت کرام فریاد و فغاں میں مصروف تھے، کہ (ام المومنین حضرت اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا روتی اور فریاد کرتی ہوئی حجرۂ اقدس سے پردے کے عالم میں) باہر تشریف لائیں ایک ہاتھ میں آپ نے کربلا کی خون شدہ مٹی کی بوتل پکڑ رکھی تھی اور ایک ہاتھ میں امام حسین کی بیمار بیٹی (سیّدہ صغریٰ) کا ہاتھ تھام رکھا تھا، حضرت امام حسین کی بہنوں اور صاحبزادیوں نے حضرت اُمّ المومنین اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا کو آغوش میں لے کر رونا شروع کر دیا۔

(روضۃ الشہداء ص ۳۹۲)

○ حضرت عقیل بن ابی طالب کی بیٹی اُمّ لقمان رضی اللہ عنہا اپنے خاندان کی عورتوں کو ساتھ لے کر اس وقت نکلیں۔ جب اہلِ مدینہ کو قتلِ حسین کی خبر مدینہ پہنچی تو ——

نَاشِرَةٌ شَعْرِهَا وَاضِعَةٌ كُمِّهَا عَلٰى رَاْسِهَا تَتَلَقَّاهُمْ وَهِيَ تُبْكِيْ ۔

تو اُمّ لقمان اپنے بال کھولے اور اپنی آستین اپنے سر پر رکھے ہوئے باہر آ کر ان سے ملی اور رو رو کر یہ شعر پڑھتی ہوئی باہر نکلیں۔

مَاذَا تَقُوْلُوْنَ اِنْ قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ
مَاذَا فَعَلْتُمْ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ
بِعِتْرَتِيْ وَ بِاَهْلِيْ بَعْدَ مُفْتَقَدِيْ
مِنْهُمْ اُسَارٰى وَمِنْهُمْ ضَرَّجُوْا بِدَمِ

Marfat.com

مَا كَانَ هٰذَا جَزَائِیْ اِذَا نَصَحْتُ لَكُمْ
اَنْ تَخْلِفُوْنِیْ بِسُوْءٍ فِیْ ذَوِیْ رَحِمِ

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۹۷/۱۹۸)

کیا جواب دو گے؟ اگر نبی علیہ السلام نے پوچھا کہ تم نے آخری امت ہونے کے باوجود کیا سلوک کیا ـــــ میرے بعد میری اولاد کے ساتھ اور میرے اہلِ بیت کے ساتھ ان میں سے بعض کو تم نے قیدی کیا اور بعض کا خون بہایا ـــــ میں نے تم کو جو نصیحت کی تھی، اس کی جزا یہ تو نہ تھی کہ تم میرے بعد میرے رشتہ داروں سے برا سلوک کرو۔

ام لقمان بنت عقیل (جن کا نام زینب صغریٰ بنت عقیل ہے) کے اشعار کا مطلب یہ ہے۔ آخری امت ہونے کے لحاظ سے تمہاری ذمہ داری یہ تھی کہ لوگوں کو سیدھا راستہ دکھائے اور ان کو برے کاموں سے روکتے۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان لانے کے باوجود تم نے اپنی ذمہ داری کے برعکس اللہ کی قائم کی ہوئی حرمت کو توڑ دیا اور آلِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون بہانا بغیر کسی شرعی حد کے محض اپنی نفسانی خواہشات اور دنیا کے لالچ میں حلال ٹھہرالیا اور انہیں ظلم تعدی کے ساتھ قتل کر دیا قیامت کے روز اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے یہ سوال پوچھ لیا تو تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے؟

مندرجہ بالا مفہوم میں یہی بات حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا ـــــ

اَخْبِرُوْنِیْ اَتَطْلُبُوْنِیْ بِقَتِیْلٍ لَّكُمْ قَتَلْتُهٗ؟

Marfat.com

مجھے بتاؤ کیا تم نے مجھ سے کسی مقتول کا بدلہ لینا ہے، جسے میں نے قتل کر دیا ہو کہ مجھے اس معاملے میں طلب کرتے ہو——

اَوْ مَا لُکُمْ اَکَلْتُہٗ یا میں نے تمہارا مال کھایا ہے؟——

اَوْ بِقَصَاصَۃٍ مِّنْ جِرَاحَۃٍ یا میں نے کسی کو زخمی کیا ہے، جس کا تم مجھ سے بدلہ چکاتے ہو۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۷۵)

قاتلان حسین کا انجام

روضۃ الشہداء میں صحیفۂ رضویہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا قاتل آگ کے تابوت میں ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں آتشیں زنجیروں سے جکڑے ہوئے ہیں اور اس کا عذاب حد و حصر سے فزوں تر ہے۔ اس صحیفۂ شریفہ میں جناب رضا علیہ السلام کی مسانید عالیہ مذکور ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی رحلت کے بعد بارگاہ خداوندی میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے عرض کی الٰہی! میرے بھائی نے شربت وصال پی لیا، اور زندان فنا سے بوستان بقا کو چلے گئے ان کی مغفرت فرما دینا۔

حق سبحانہ تعالیٰ نے انہیں وحی بھیجی، اے موسیٰ اگر تو مجھ سے اولین و آخرین کی مغفرت کی دعا کرتا تو میں تیری دعاء کو قبول کرتے ہوئے سب کو بخش دیتا، مگر حسین ابنِ علی کے قاتل کو نہیں بخشوں گا، کیونکہ اس کے قاتل سے میں خود انتقام لوں گا۔

علامہ سیّد مومن شبلنجی نورالابصار میں حافظ ابنِ حجر کے حوالے سے رقم طراز ہیں۔

(نورالابصار ص ۱۳۷)

قَاتِلُ الْحُسَیْنِ فِیْ تَابُوْتٍ مِّنْ نَّارٍ عَلَیْہِ نِصْفُ عَذَابِ اَھْلِ الدُّنْیَا

Marfat.com

کہ امام حسین علیہ السلام کا قاتل دوزخ میں ایک صندوق میں بند ہوگا اور ساری دنیا والوں کے عذاب سے اس کو آدھا عذاب ہوگا، امام جلال الدین سیوطی نے ''الامحاضرات والامحارات'' میں ذکر کیا ہے۔ کہ ایک سال کوفہ میں جلدی بیماری واقع ہوئی ——

عَمِیَ فِیْهِ اَلْفٌ وَّخَمْسِمِائَةٍ مَنْ حَضَرُوْا قَتْلَ الْحُسَیْنِ (نورالابصار ص ۱۳۷)

جس میں امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی اولاد سے پندرہ سو اندھے ہوگئے۔

خوفناک سانپ

کنز الغرائب میں ہے کہ تمام سانپوں کا سردار اور بڑا سانپ دوزخ میں ہے اور اس کا نام شدید ہے۔ وہ ہر روز ستر بار مچلتا اور اپنا زہر باہر گراتا ہے۔

''حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، اے شدید تو کیا چاہتا ہے؟ شدید نے کہا الٰہی میں امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کو سزا دینا چاہتا ہوں انہیں میرے حوالے کر دیا جائے تاکہ میں اپنا زہر ان پر گراؤں۔''

حق سبحانہ وتعالیٰ نے اسے فرمایا! اے شدید ٹھہر جا کیونکہ ان سب کی سزا تیرے ذمے ہے، جس طرح چاہے انہیں بے دریغ کاٹنا اور ان کو سزا دینے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرنا۔ (روضۃ الشہداء ص ۳۹۴)

ابنِ زیاد اور سانپ

مختار ثقفی نے ابراہیم بن مالک اشتر کو ایک فوج کا سپہ سالار بنا کر ابنِ زیاد کے مقابلے میں بھیجا۔ ابنِ زیاد بھی ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مقابلے میں اترا۔ موصل شہر کے قریب گھمسان کا رن پڑا۔ ابنِ زیاد مردود کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔ اس کا سر مختار کے سامنے اسی جگہ رکھا جس جگہ اس نے امام کا سر اپنے سامنے رکھا تھا۔ جامع ترمذی

Marfat.com

باب مناقب میں ہے کہ ایک پتلا سا سانپ ابنِ زیاد کے نتھنوں میں داخل ہوتا، تھوڑی دیر ٹھہرتا پھر نکل جاتا اور غائب ہو جاتا۔ اس نے یہ عمل تین مرتبہ کیا۔ یہ سزا اسے ملی کہ اس نے امام کے سر کی بے ادبی کی تھی۔

عمرو بن سعد

عمرو بن سعد سالار لشکر یزید کو مختار کے حکم پر ابو عمرہ نے قتل کر دیا اور اس کے بیٹے حفص کو بھی، اور دونوں کے سروں کو محمد بن حنفیہ کے پاس بھیج دیا۔

خولی بن یزید

یہ وہ بدبخت انسان ہے، جس نے بعد از شہادت امام حسین کے سر کو جسد پاک سے علیحدہ کر کے نیزے کی نوک پر رکھا۔ مختار ثقفی نے اس بدبخت کی گرفتاری کے لیے معاذ بن حتی اور اپنے محافظ خاص ابو عمرا کو چند سپاہیوں کے ساتھ بھیجا، انہوں نے آ کر خولی کے مکان کا محاصرہ کر لیا، اس بدبخت کو معلوم ہوا تو یہ اپنے مکان کے اندر ایک جگہ چھپ گیا اور بیوی سے کہہ دیا کہ تم لاعلمی ظاہر کر دینا۔ معاذ نے ابو عمرہ سے کہا کہ تم آواز دو آواز سن کر خولی کی بیوی باہر نکلی انہوں نے کہا تمہارا شوہر کہاں ہے؟ اس نے زبان سے تو کہا کہ مجھے نہیں معلوم وہ کہاں ہے اور ہاتھ کے اشارے سے اس کے چھپنے کا مقام بتا دیا۔ یہ اس جگہ پہنچے اور اس کو گرفتار کر لیا، مختار کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے اس کے قتل اور جلانے کا حکم دیا، چنانچہ اس بدبخت کو پہلے قتل کیا گیا اور پھر جلا دیا گیا۔

شمر ذی الجوشن

مختار ثقفی کے ڈر سے شمر ذی الجوشن کوفہ سے بھاگ نکلا اور کوفہ اور بصرہ کے درمیان دریا کے کنارے پر واقع ایک گاؤں کلتانیہ میں جا چھپا اور اتفاق سے اسی گاؤں میں مختار کے

Marfat.com

محافظ دستے کا رئیس ابو عمرہ موجود تھا، جس نے چند سپاہیوں کی مدد سے شمر کو مقابلے کے بعد قتل کر دیا، اور پھر اس کی لاش کو کتوں کے لیے پھینک دیا گیا۔

(ماخوذ از روضۃ الشہداء)

سونا راکھ بن گیا

شمر ذی الجوشن کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامان سے کچھ سونا مل گیا، جس میں سے کچھ اس نے اپنی لڑکی کو دے دیا تھا۔ اس کی لڑکی نے وہ سونا ایک زرگر کو دے دیا تاکہ وہ اس کے لیے کوئی زیور بنا دے۔ جب زرگر نے سونے کو آگ میں ڈالا تو وہ اس میں بھسم ہو کر رہ گیا۔ شمر نے سنا تو زرگر کو بلا کر باقی سونا بھی اسے دے دیا اور کہا کہ میرے سامنے اس کو آگ میں ڈالو۔ جب زرگر نے اسے آگ میں ڈالا تو وہ بھی بھسم ہو گیا۔

اسی طرح روایت ہے کہ امام حسین کے چند اونٹ جو بچ گئے تھے۔ انہیں ظالموں نے ذبح کر دیا اور کباب بنائے۔ ان کا ذائقہ اس قدر تلخ تھا کہ ان کے گوشت میں سے کسی کو کھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ (شواہد النبوۃ مترجم ص ۳۰۷ مطبوعہ؟؟ لاہور)

یہ بات بصحت ثابت ہو چکی ہے کہ قاتلان حسین اور ان کے ساتھیوں میں سے کوئی ایسا شخص نہ رہا جو موت سے پہلے ذلیل نہ ہوا ہو۔ وہ سب کے سب قتل ہوئے یا اکثر مصائب میں گرفتار ہوئے۔ (شواہد النبوۃ مترجم ص ۳۰۷ مطبوعہ؟؟ لاہور)

دعبل خزاعی کی روایت

روضۃ الشہداء میں عیون الرضا کے حوالے سے مرقوم ہے کہ ابنِ دعبل خزاعی نے روایت کی ہے کہ جب میرا باپ فوت ہوا تو اس کی زبان بند ہو گئی اور اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔ میں اس واقعہ سے خوف زدہ تھا اور اس صورت کو لوگوں سے چھپائے رکھا۔ یہاں تک کہ اسے پوشیدہ طور پر غسل دینے کے بعد دفن کر دیا۔ میں اس بنا پر بہت زیادہ ملول ومحزون

Marfat.com

رہا کرتا تھا۔ ایک رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے باپ کا چہرہ درخشاں ہے اور اس نے سفید پوشاک پہن رکھی ہے۔ میں نے پوچھا ابا جان! اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے کہا کہ ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری بخشش فرما دی ہے۔''

میں نے کہا موت کے وقت آپ پر عجیب نشان نمودار ہوئے تھے۔

انہوں نے کہا، ہاں! میرا منہ کالا اور زبان بندی اسی لیے ہوئی تھی کہ میں شراب پیا کرتا تھا۔ جب میں مر گیا اور قبر میں اتارا گیا تو میں اسی طرح روسیاہ تھا اور زبان میری گنگ تھی۔''

اچانک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور مجھے فرمایا ''تو ہی دعبل ہے۔''

میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

آپ نے فرمایا: وہ مرثیہ پڑھ جو تو نے میرے اہلِ بیت کے شہیدوں کے حق میں کہا ہے۔ میں نے پڑھا!

لَا اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّ الدَّهْرِ اِنْ ضَحِكَتْ
وَآلُ اَحْمَدَ مَظْلُوْمُوْنَ قَدْ قُهِرُوْا

ترجمہ: ''نہ ہنسائے اللہ تعالیٰ زمانے کے دانتوں کو اگر وہ ہنسیں۔ حالانکہ آلِ احمد مظلوم اور مقہور ہوں۔''

میں نے یہ مرثیہ آخری شعر تک پڑھ ڈالا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روتے رہے۔ جب میں نے شعر پورے کر لیے تو آپ نے فرمایا: تو نے بہت اچھا کہا

Marfat.com

ہے اور پھر میری شفاعت فرمائی۔ یہاں تک کہ میں بخش دیا گیا اور یہ لباس جو میں نے پہنا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عطا کردہ ہے۔

غم حسین رضی اللہ عنہ

غم حسین رضی اللہ عنہ میں رونا باعث ثواب ہے۔ مفسر قرآن علامہ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب قافلہ اہلِ بیت علیہ السلام مدینہ پہنچا تو اُمّ المومنین اُمّ سلمٰی سلام اللہ علیہا نے اہلِ بیت کرام کو بہت تسلی دی اور امام حسین کے غم میں رونے والوں سے بہت زیادہ ثواب کا وعدہ فرمایا۔

علامہ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ جنہیں خارجی لوگ یزید کے حمایتیوں میں شمار کرتے ہیں وہ اپنی کتاب البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں:

فَکُلُّ مُسْلِمٍ یَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ یَّحْزَنَهٗ قَتْلُهٗ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَاِنَّهٗ مِنْ سَادَاتِ الْمُسْلِمِیْنَ، وَعُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ وَابْنِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الَّتِیْ هِیَ اَفْضَلُ بَنَاتِهٖ وَقَدْ كَانَ عَابِدًا وَشُجَاعًا وَ سَخِیًّا ــــ

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۲۰۳)

کہ ہر مسلمان کو چاہئے۔ کہ شہادت حسین پر غمگین ہو، بلاشبہ آپ مسلمانوں کے سرداروں میں سے اور علماء وصحابہ میں سے ہیں اور رسولِ خدا کی افضل ترین بیٹی کے فرزند ہیں اور آپ عبادت گزار، بہادر اور سخی تھے۔

ابن کثیر سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے اسی ضمن میں آگے چل کر امام احمد اور ابنِ ماجہ کے حوالے سے حدیث نقل فرماتے ہیں۔ جو امام زین العابدین سے مروی ہے ــــ

Marfat.com

مَامِنْ مُسْلِمٍ يُصَابُ بِمُصِيبَةٍ فَيَتَذَكَّرُهَا وَاِنْ تَكَامَ عَهْدُهَا فَيُحدِثُ لَهَا اِسْتِرْجَا اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ يَوْمٍ اُصِيبَ مِنْهَا — (البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۲۰۳)

کہ جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور اس کے قدیم العہد ہونے کے باوجود اسے یاد کرتا ہے اور از سرنو اس کے لیے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس روز کی مانند اجر دیتا ہے جس روز اسے تکلیف پہنچی تھی۔

قبر حسین رضی اللہ عنہ

علامہ ابنِ کثیر لکھتے ہیں کہ امامِ عالی مقام کی قبر بمقام طف نہر کربلا کے نزدیک ہے۔ لکھتے ہیں کہ آپ کی شہادت کی جگہ کے نشانات مٹا دیئے گئے تھے۔ ہشام بن کلبی کا بیان ہے کہ حسین علیہ السلام کی قبر کے نشانات مٹانے کے لیے قبر پر پانی چھوڑ دیا گیا جو چالیس روز کے بعد خشک ہوا۔ قبیلہ بنو اسد کا ایک اعرابی آپ کی قبر کی تلاش میں نکلا اور جگہ جگہ مٹی اٹھا اٹھا کر سونگنے لگا——

حَتّٰى وَقَعَ عَلٰى قَبْرِ الْحُسَيْنِ فَبَكٰى وَقَالَ: بِأَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ مَا كَانَ اَطْيَبَكَ وَاَطْيَبَ تُرْبَتَكَ

یہاں تک کہ وہ امام حسین علیہ السلام کی قبر پر گر پڑا اور رو کر کہنے لگا (یا امام) آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپ کس قدر خوشبودار ہیں اور آپ کی مٹی بھی خوشبودار ہے

پھر اس نے برملا یہ شعر کہا ۔

Marfat.com

اَرَادُوْا لِيُخْفُوْا قَبْرَهٗ عَنْ عَدُوِّهٖ

فَطِيْبُ تُرَابِ الْقَبْرِ دَلَّ عَلَى الْقَبْرِ

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۲۰۳)

انہوں نے چاہا کہ دشمنوں کے خوف سے آپ کی قبر چھپادیں، لیکن قبر کی مٹی کی خوشبو نے قبر کی نشان دہی کر دی۔

امام حسین کا سر

امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کے شام کی طرف جانے کے بعد مؤرخین نے اختلاف کیا کہ وہ کہاں گیا اور کس جگہ مدفون ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یزید نے حکم دیا تھا کہ امام حسین کا سر شریف تمام شہروں میں پھرایا جائے۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔ حتیٰ کہ یہ عسقلان تک پہنچایا گیا اور عسقلان کے حاکم نے وہیں اسے دفن کر دیا اور جب انگریزوں نے عسقلان پر غلبہ حاصل کیا تو صالح طلائع جو فاطمین کا وزیر تھا، نے کثیر المال فدیہ دیکر ان سے سر مبارک لے لیا اور کئی مراحل سے پیدل چل کر اسے لینے گیا، اسے سبز ریشمی لباس میں آبنوس کی کرسی پر رکھ کر اس کے نیچے کستوری خوشبو بچھائی، اور اس پر مشہد "حسینی" کی بناء کی جو قاہرہ میں خان الخلیلی کے قریب معروف مشہور ہے۔

○ ابنِ بکار اور علامہ ہمدانی کے قول کے مطابق امام حسین کا سر مبارک آپ کی والدہ سیّدہ بتول اور بھائی حسن مجتبیٰ کی قبروں کے پاس جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

○ امامیہ شیعوں کے نزدیک آپ کے جسم مبارک کی طرف سر مبارک لوٹایا گیا اور شہید ہونے کے چالیس روز بعد کربلا میں ہی دفن کیا گیا۔

○ علامہ منادی نے طبقات میں ذکر کیا ہے، مجھے بعض اہلِ کشف وشہود نے بتایا کہ امام حسین کا سر مبارک جسم سمیت کربلا میں مدفون ہے، پھر اس کے بعد سر مبارک مشہد

Marfat.com

قاہری (مصر) میں ظاہر ہوا——

لِاَنَّ حُکْمَ الْحَالِ بِالْبَرْزَخِ حُکْمَ الْاِنْسَانِ الَّذِیْ تَدَلّٰی فِیْ نَھْرٍ جَارٍ فَیَطُفُّ بَعْدَ ذٰلِکَ فِیْ مَکَانٍ آخَرَ (نور الابصار ص ۱۳۲ مطبوعہ مصر)

کیونکہ برزخی حال کا حکم اس انسان کی طرح ہے۔ جو جاری پانی میں غوطہ لگاتا ہے پھر اس کے بعد دوسری جگہ ظاہر ہوتا ہے۔

○ شیخ عبدالوہاب شعرانی نے طبقات الاولیاء میں امام حسین میں امام حسین کے تذکرے کے وقت کہا کہ لوگوں نے آپ کا سر مبارک عسقلان میں دفن کیا، پھر طلائع بن زریک نے تیس ہزار فدیہ دیکر اسے مصر منتقل کیا، اس پر مشہد حسینی، کی تعمیر کی، اور وہ خود اس کا لشکر پیدل ننگے پاؤں شام کے راستہ صالحیہ کی طرف گئے جو سر حسین رضی اللہ عنہ کا استقبال کرنے گئے تھے، پھر ابنِ زریک نے سبز ریشمی لباس میں آبنوس کی کرسی پر اسے رکھا اور اس کے نیچے کستوری، عنبر اور خوشبو کا فرش سر کے کئی گنا وزن کی مقدار میں بچھایا۔

○ علامہ شعرانی نے ''متن'' میں ذکر کیا ہے کہ مجھے خواص نے خبر دی کہ حقیقتاً امام کا سر مبارک (مشہد حسینی) میں ہے جو خان الخلیلی کے قریب ہے اور ابنِ زریک مصر کے وزیر نے اسے قبر شریف میں رکھا جو مشہد کے نام سے مشہور ہے، جب کہ سبز ریشمی لباس میں آبنوس کی لکڑی کی کرسی پر سر مبارک رکھا اور اس کے نیچے کستوری اور خوشبو کا فرش بچھایا۔ ابنِ زریک اور اس کا لشکر اس کے ساتھ پیدل ننگے پاؤں قطبہ سے مصر تک گئے۔ جب کہ سر مبارک بلاد عجم سے آرہا تھا، شیخ شعرانی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور شیخ شہاب الدین بن حلبی حنفی نے مشہد میں امام حسین کے سر مبارک کی زیارت کی، حالانکہ وہ امام حسین کے سر مبارک کے اس جگہ ہونے میں توقف کرتے تھے (یعنی قائل نہ تھے) شیخ شعرانی کا سر

Marfat.com

بھارا ہوا اور وہ سو گئے، انہوں نے خواب میں ایک شخص کو نقیب کی حالت میں دیکھا جو سر مبارک کی طرف سے ظاہر ہوا۔ اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب گیا۔ وہ اس کو دیکھتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ حجرہ نبویہ میں داخل ہو گیا اور عرض کیا: یارسول اللہ ابنِ حلبی حنفی اور عبدالوہاب شعرانی نے ــــ

زَارَ قَبْرَ رَأْسِ وَلَدِكَ الْحُسَيْنِ ــــ

کہ آپ کے بیٹے حسین کے سر مبارک کی قبر کی زیارت کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ــــ

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْهُمَا وَاغْفِرْ لَهُمَا ــــ

اے اللہ ان دونوں کی اسی زیارت کو قبول فرما اور ان کو بخش دے۔

اس روز سے شیخ عبدالوہاب شعرانی نے فوت ہونے تک سر مبارک کی قبر کی زیارت ترک نہ کی، اور یہ فرمایا کرتے تھے ــــ

اٰمَنْتُ بِاَنَّ رَأْسَ الْحُسَيْنِ هُنَا ــــ

میرا ایمان ہے کہ امام حسین کا سر مبارک یہاں ہے۔

شیخ ابوالحسن تمار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ مشہد حسینی کی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ جب زیارت گاہ میں داخل ہوتے تو کہتے "السلام علیکم) اور اس کے جواب میں ــــ

وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا اَبَا حَسَنٍ سنتے۔

حسب عادت ایک روز آئے اور سلام کہا مگر جواب نہ سنا اور زیارت کر کے واپس چلے گئے، پھر دوسری مرتبہ آئے اور سلام عرض کیا اور اس کا جواب بھی سنا، شیخ ابوالحسن نے عرض کیا یا سیدی! میں نے کل حاضر ہو کر سلام عرض کیا تھا، جواب نہ سنا، فرمایا: اے ابوالحسن

Marfat.com

معذرت قبول کرو۔

كُنْتُ اُحَدِثُ مَعَ جَدِّیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَسْمَعْ سَلَامَكَ ۔

میں اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم کلام تھا اور تمہارا اسلام نہ سن سکا۔ (نورالابصار صفحہ ۱۳۳/۱۳۴)

علامہ مقریزی نے اپنی کتاب الخطط میں لکھا ہے:

لَمَّا اُخْرِجَ مِنَ الْمَشْهَدِ بِعَسْقَلَانَ وُجِدَ دَمُهٗ لَمْ يَجُفَّ وَلَهٗ رِيْحٌ كَرِيْحِ الْمِسْكِ

کہ سر مبارک جب عسقلان کے مشہد سے نکالا گیا تو اس کا خون خشک نہ ہوا تھا اور کستوری کی طرح اس سے خوشبو مہکتی تھی۔

Marfat.com

سسکیاں

○

عرش حق تھرا گیا، سب آسماں رونے لگے
قتل شبیرِ علیہ السلام جہاں پر، دو جہاں رونے لگے
جب سنائے واقعاتِ کربلا جبریل علیہ السلام نے
مصطفیٰ کربل کی سن کر داستاں رونے لگے

دیکھ کر روتے ہوئے زہراء کو حوریں رو پڑیں
حیدرِ کرار، مولائے زماں رونے لگے
جب گرا اکبر علیہ السلام، تو سر رکھا زمیں پر باپ نے
سجدۂ شبیر علیہ السلام پر، کرو بیاں رونے لگے

جب چلا تھا قاسم علیہ السلام نوخیز مقتل کی طرف
عرش کے سائے تلے سب قدسیاں رونے لگے
آسماں سے بھی بڑا ہے حوصلہ شبیر علیہ السلام کا
پر، جری عباس پر کر کے فغاں رونے لگے

Marfat.com

ضبط پر اپنے بہت تھا ناز عزرائیل کو
دیکھ کر اصغر علیہ السلام کا حلق خونفشاں رونے لگے
راکب دوشِ نبیؐ کا سر جو نیزے پر چڑھا
مچ گیا کہرام، سب کون و مکاں رونے لگے

جل گئے خیمے تو ان خیموں کی تپتی راکھ پر
سیدؐ عالم کے، اہلِ خانداں رونے لگے
ریت کے ٹیلے پہ جب بیٹھیں نبیؐ کی بیٹیاں
رو پڑا ہر اک مکاں، سب آشیاں رونے لگے

سسکیاں لے کر جو دیتی تھی صدائیں باپ کو
اس کے رونے پر تمامی عرشیاں رونے لگے
پا بجولاں خارزاراں پر چلا سجاد جب
پھول، کلیاں، بلبلیں، سب باغباں رونے لگے

جب کبھی چھیڑا ہے میں نے قصۂ کرب و بلا
سن کے پتھر بھی خضر کا یہ بیاں رونے لگے

○

Marfat.com

Marfat.com

○

آیا تھا وہ کس شان سے ہم شکل پیمبرؐ
وہ عرصۂ کربل کو لٹک یاد رہے گی
جھپٹا تھا وہ حیدر علیہ السلام کی طرح فوج شقی پر
افلاک کو اکبر علیہ السلام کی لپک یاد رہے گی

○

باطل کے جو سینے میں چبھا نیزۂ قاسم علیہ السلام
ہر کفر کو ہر دم وہ چبک یاد رہے گی

○

چلتا تھا جنہیں پہنے ہوئے حضرت سجاد علیہ السلام
ان لوہے کی کڑیوں کی چھنک یاد رہے گی
جس آلِ محمدؐ کے جلا ڈالے تھے خیمے
اس آگ کے شعلوں کی بھڑک یاد رہے گی

○

اصغر علیہ السلام کو جو پنگوڑے میں دیتی تھی سکینہ علیہا السلام
کربل کی زمیں کو وہ تھپک یاد رہے گی
اے ثانیٔ زہرا علیہا السلام ترا بازار میں چلنا
یہ بات ہمیں حشر تلک یاد رہے گی

○

Marfat.com

جس گردن مہماں پہ چلا شمر کا خنجر
اس بسمل نوری کی پھڑک یاد رہے گی
دیکھی جو محمدؐ کے نواسے کی جبیں کی
وہ میری نگاہوں کو جھلک یاد رہے گی

○

ہے مجھ کو بھی امید کہ شبیر جہاں کو
اس خضرؔ کے اشکوں کی ٹپک یاد رہے گی

Marfat.com

اے زمین کربلا

اے زمین کربلا تیری فضاؤں کو سلام
خاکِ کربل تیرے ذروں کی ضیاؤں کو سلام
چھو کے جو چلتی ہیں طیبہ کے شہیدوں کے قدم
ان تڑپتی، اشک برساتی ہواؤں کو سلام
کس طرح تجھ پر قدم رکھے نبیؐ کی آل نے
کس طرح سجدے کیے تجھ پر علی علیہ السلام کے لال نے
کون رویا تھا مدینے کا نگینہ دیکھ کر
کون تڑپا تھا علی اکبر کا سینہ دیکھ کر
مصطفیؐ کی آل کے خیمے جلے تھے کس طرح
کس طرح روئی تھی اصغر کو سکینہ دیکھ کر
کیسے حلقوم علی اصغر کو چھیدا تیر نے
کس طرح لاشہ اٹھایا تھا سخی شبیر نے
دشت کربل کیا تجھے ماضی کا منظر یاد ہے؟
کس طرح تجھ پر گرا تھا ابنِ حیدر یاد ہے؟
بوسہ گاہ رحمۃ للعٰلمین پر پے در پے
شمر ظالم لعنتی کی ضرب خنجر یاد ہے
کس نے ارض کربلا تجھ کو معلیٰ کر دیا
تیرے ویرانوں کو کس نے نورِ حق سے بھر دیا

(خضر)

Marfat.com

یادرہے گی

عرشوں کو محمدؐ کی دمک یاد رہے گی
مہتاب کو ماتھے کی چمک یاد رہے گی
اُٹھتی ہے جو سلطان مدینہ کے بدن سے
وہ خلد کے پھولوں کو مہک یاد رہے گی

○

مرحب کو بھی، خیبر کو بھی اور بدر و اُحد کو
ان حیدری قدموں کی دھمک یاد رہے گی
حیدر علیہ السلام کی جو تلوار میں شدت تھی ہمیشہ
کفار کو وہ زیر فلک یاد رہے گی
جو روکتا رہتا ہے ہمیں ذکر علی علیہ السلام سے
اس دل کی رڑک اور دھڑک یاد رہے گی
عباس علیہ السلام جری دین کا اک شیر ببر ہے
شمروں کو سدا اس کی بھبک یاد رہے گی
تھا نعرۂ عباس کہ بادل کی گرج تھی
وہ کرب و بلا کو بھی کڑک یاد رہے گی

Marfat.com

○

آیا تھا وہ کس شان سے ہم شکل پیمبرؐ
وہ عرصۂ کربل کو لٹک یاد رہے گی
جھپٹا تھا وہ حیدر علیہ السلام کی طرح فوج شقی پر
افلاک کو اکبر علیہ السلام کی لپک یاد رہے گی

○

باطل کے جو سینے میں چبھا نیزۂ قاسم علیہ السلام
ہر کفر کو ہر دم وہ چبک یاد رہے گی

○

چلتا تھا جنہیں پہنے ہوئے حضرت سجاد علیہ السلام
ان لوہے کی کڑیوں کی چھنک یاد رہے گی
جس آلِ محمدؐ کے جلا ڈالے تھے خیمے
اس آگ کے شعلوں کی بھڑک یاد رہے گی

○

اصغر علیہ السلام کو جو پنگوڑے میں دیتی تھی سکینہ علیہا السلام
کربل کی زمیں کو وہ تھپک یاد رہے گی
اے ثانی زہرا علیہا السلام ترا بازار میں چلنا
یہ بات ہمیں حشر تلک یاد رہے گی

○

Marfat.com

متفرقات

نوٹ: خیال رہے کہ — خصائل شتّیٰ — یا — متفرقات کے عنوان کے تحت جولکھا جاتا ہے۔ تحریر کے بعد مطالعہ میں آنے والی آیات واحادیث اور روایات واقعات ہیں تاکہ قارئین محروم نہ رہیں اور خطباء کے اس سے استفادہ حاصل کریں — اور اہلِ ایمان کے سامنے بیان فرمائیں تاکہ ایمان والوں کے دلوں میں ٹھنڈک پیدا ہواور منکرین کے سینوں میں جلن! —

رسول کریم اور حسنین کریمین کی انگوٹھیاں:

امام ابنِ ماجہ (حافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ربعی۔ قزوینی متوفی ۲۲ رمضان ۲۷۳ھ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ (وَآلِہٖ) وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَآءَ وَضَعَ خَاتَمَہٗ

کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو انگوٹھی مبارک اتار لیتے تھے —

بین السطور میں — لِاَنَّ نَقْشَہٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ — کیونکہ اس پر — محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

(سنن ابنِ ماجہ ص ۱۲۳ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

Marfat.com

○ علامہ شبلنجی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں ——— کہ ———

وَلَبِسَ خَاتِمًا مِنْ فِضَّةٍ فَصُّهٗ مِنْهُ، وَخَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ فَصُّهٗ عَقِيْقٌ فِي الْيَمِيْنِ تَارَةً وَّ فِي الْيَسَارِ اُخْرٰى، وَلٰكِنَّهٗ فِي الْيَمِيْنِ اَكْثَرُ يَجْعَلُ الْفَصَّ جِهَةَ كَفِّهٖ، وَكَانَ نَقْشُ خَاتِمِهٖ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ثَلَاثَةَ اَسْطُرٍ ———

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی پہنی ہے جس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا ——— اور عقیق کے نگینے کی انگوٹھی بھی پہنی ہے۔ کبھی دائیں ہاتھ میں ——— اور کبھی بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، لیکن زیادہ تر دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے نگینہ کو ہتھیلی کی طرف کرتے تھے، آپ کی انگوٹھی کا نقش ——— مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ——— تین سطروں میں تھا۔

(نور الابصار ص ۶۶ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان)

حسنین کریمین:

سیّدنا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے:

اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ كَانَا يَتَخَتَّمَانِ فِيْ يَسَارِهِمَا

بے شک امام حسن اور امام حسین دونوں بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۴، ص ۱۴۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ)

○ امام ابو نعیم اصفہانی فرماتے ہیں کہ سیّدنا حسین "علیہ السلام" بائیں ہاتھ میں انگوٹھی زیب تن فرماتے تھے۔

○ امام زرکلی فرماتے ہیں کہ سیّدنا حسین "علیہ السلام" کی انگوٹھی کا نقش ———

Marfat.com

اَللّٰہُ بَالِغُ اَمْرِہٖ ـــــ اللہ تعالیٰ کا حکم نافذ ہے۔

(الامام الحسین مترجم شیخ عبدالواحد خیاری الجزائری، ص ۳۱ ـــ تا ـــ ۳۲ مطبوعہ مکتبہ نفائس القرآن نفیس منزل لاہور)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز میں کہا ـــــ حضرت مساور السعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَاَیْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ عَلٰی مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ (وَآلِهٖ) وَسَلَّمَ. یَوْمَ مَاتَ الْحَسَنُ یَبْکِیْ وَ یُنَادِیْ بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ: ـــــ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ! مَاتَ الْیَوْمَ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ (وَآلِهٖ) وَسَلَّمَ، فَابْکُوْا ـــــ

میں نے مسجد نبوی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت امام حسن علیہ السلام کی وفات کے دن روتے ہوئے دیکھا ـــــ اور آپ بلند آواز سے پکار رہے تھے کہ اے لوگو! آج کے دن خدا کے رسول کا محبوب (امام حسن) رخصت ہو گیا ہے۔ سب آنسو بہاؤ "یعنی جی بھر کے رولو۔ آہ و بکا کرو"! ـــــ

(سیر اعلام النبلاء، ج ۴، ص ۱۴۱ ـــ تا ـــ ۱۴۲ مطبوعہ ایضاً)

ـــــ خاتونِ جنت نے بطن مادر سے ندا دی ـــــ

حضرت شیخ شعیب حریفیش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ـــــ کہ جب کفار بد اطوار نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا ـــــ ہمیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں ـــــ ان دنوں حضرت سیّدہ اُمّ المومنین خدیجہ الکبریٰ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے بطن اطہر میں ـــــ حضرت سیّدہ فاطمہ

Marfat.com

الزہراء سلام اللہ علیہا تشریف فرما تھیں ــــ

حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیھا نے فرمایا ــــ وہ کتنا ذلیل و رسوا ہے ــــ جس نے ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا ــــ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ــــ سب سے بہتر نبی اور رسول ہیں ــــ خاتون جنت سلام اللہ علیھا نے اپنی والدہ کو ان کے شکم مبارک سے آواز دی ــــ اے امی جان! آپ غمگین نہ ہوں ــــ اور نہ ہی خوف زدہ ہوں ــــ بے شک اللہ تعالیٰ میرے والد محترم کا مددگار ہے۔

(الروض الفائق ــــ المجلس الثامن والعشرون فی ازواج علی بن ابی طالب ص ۴۲۷ ــــ بحوالہ خاتون جنت ص ۶۱ ــــ تا ۶۲ ــــ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

علامہ ضیاء القادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ خاتون جنت کی جناب میں اشعار کا نذرانہ پیش کرتے ہوں یوں رقمطراز ہیں:

وہ خاتون جناں معصوم حوریں باندیاں جن کی
ملک جنت سے آ کر پیستے تھے چکیاں جن کی
وہ جن کی آل اطہر محترم اولاد آدم سے
وہ جن پر آیۂ تطہیر اتری عرش اعظم سے
وہ جن کا ایک سجدہ ضامن عفو خطا کاراں
وہ جن کی جنبش لب شافع جرم گنہگاراں

Marfat.com

فضیلت یوم عاشوراء

دس محرم کے دن کو — یوم عاشورا — کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

○ عاشورا — کے معنی یہ ہیں — کہ جو اس کی حرمت کی نگہداشت رکھتا ہے — تو نور میں عیش کرتا ہے — عاشورہ — اصل میں — عاش نورا — تھا تخفیفاً اس میں سے نون گرا دیا گیا ہے۔

وَفِیْهِ تَقَلَّبُ اَهْلُ الْكَهْفِ مِنْ جُنُبٍ اِلٰى جُنُبٍ

عاشورہ کے دن میں اصحاب کہف کروٹ بدلتے ہیں۔

(نزہت المجالس ج اول، ص ۲۳۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان سن اشاعت ۱۹۹۸ء)

وہ فردوس اعلیٰ کا وارث بنے گا

حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ اَيَّامَ الْعَشَرَةِ اِلٰى عَاشُوْرَاءِ اَوْرَثَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰى

جو شخص عشرہ کے دنوں میں عاشورہ تک روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے فردوس اعلیٰ کا وارث بنائے گا — (حوالہ ایضاً)

Marfat.com

——ہزار حج —— ہزار عمرہ —— ہزار شہید کا ثواب——

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے —— فرماتے ہیں:

مَنْ صَامَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءِ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اَلْفَ حُجَّۃٍ وَاَلْفَ عُمْرَۃٍ —— وَاُعْطِیَ ثَوَابُ اَلْفَ شَہِیْدٍ —— وَ کُتِبَ لَہٗ اَجْرُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ——

جس نے عاشورہ کے دن روزہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہزار حج —— ہزار عمرے —— ہزار شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے' اور مشرق سے مغرب تک کا اجر اس کیلئے لکھا جاتا ہے۔ (حوالہ ایضاً)

''سلسۂ ارشادات کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا'' —— اور وہ ایسا ہو جاتا ہے گویا اس نے اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے ہزار غلام آزاد کیے —— اور جنت میں ستر ہزار محل اس کیلئے لکھ دیئے جاتے ہیں ——

وَحَرَّمَ اللّٰہُ جَسَدَہٗ عَلَی النَّارِ

اور حرام کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر دوزخ کی آگ کو

(نزہت المجالس ج اول' ص ۲۳۱)

دس ہزار فرشتوں کا ثواب

علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ ایک اور حدیث شریف نقل فرماتے ہیں:

مَنْ صَامَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءِ اُعْطِیَ ثَوَابَ عَشَرَۃَ الْاٰفِ مَلَکٍ وَمَنْ قَرَأَ —— قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَلْفَ مَرَّۃٍ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ نَظَرَ اِلَیْہِ

Marfat.com

بعینِ رَحۡمَتِہٖ —— وَکُتِبَ مِنَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ ——

جو عاشورہ کے دن روزہ رکھتا ہے' اس کو دس ہزار فرشتوں کا ثواب عطا ہوتا ہے اور جو عاشورہ کے دن قُلۡ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ (یعنی سورۂ اخلاص) ہزار بار پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور اس کا نام صدیقین میں درج ہو جاتا ہے۔ (حوالہ ایضاً)

غم حسین علیہ السلام اور چیونٹیاں

علامہ عبدالرحمٰن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مختصر حکایت لکھی ہے —— فرماتے ہیں کہ ایک شخص روزانہ چیونٹیوں کو روٹی توڑ کر (یعنی ریزہ ریزہ کر کے) ڈالا کرتا تھا۔

فَاِذَا کَانَ یَوۡمُ عَاشُوۡرَاءِ لَمۡ تَاۡکُلۡہُ (حوالہ ایضاً)

جب عاشورہ کا دن ہوتا تو چیونٹیاں روٹی کے ریزے بالکل نہ کھاتی تھیں۔

آب زمزم اور عاشورہ رات

امام اسمٰعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے —— ''الروض الفائق'' —— کے حوالے سے لکھا ہے —— کہ اللہ تعالیٰ عاشورہ کی رات' آب زمزم کو دنیا کے تمام پانیوں میں ملا دیتا ہے۔

فَمَنِ اغۡتَسَلَ یَوۡمَئِذٍ اَمِنَ مِنَ الۡمَرَضِ فِیۡ جَمِیۡعِ السَّنَۃِ

عاشورہ کے دن جو شخص بھی غسل کرے گا سارا سال بیماریوں سے محفوظ رہے گا ——

(تفسیر روح البیان ج ۴' ص ۱۴۲ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ سن اشاعت ۱۹۸۷ء)

Marfat.com

رزق میں وسعت

روح البیان میں ہے ـــــ کہ جو شخص عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال کو کھانے پینے کی چیزیں وافر مقدار میں دیتا ہے۔

وَسِعَ اللّٰهُ لَهٗ سَائِرَ سَنَةٍ

اللہ کریم اس کے سال بھر کے رزق میں وسعت بخشتا ہے۔

(روح البیان ایضاً، مقتل الحسین للخوارزمی، ج ۲، ص ۵)

○ صاحب روح البیان نے ـــــ ''الاسرار المحمدیۃ'' ـــــ کے حوالے سے لکھا ہے ـــــ کہ حضرت ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

جَرَّبْنَاهُ وَوَجَدْنَاهُ كَذٰلِكَ (حوالہ ایضاً)

ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے، جیسے ''لکھا گیا'' ویسے ہی پایا ہے۔

سال کے گناہوں کا کفارہ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صِيَامُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءِ كَفَّارَةُ سَنَةٍ

دس محرم کے دن روزہ سال بھر کے (گناہوں) کا کفارہ ہے۔

(مقتل الحسین (ابوالموید موفق محمد بن احمد مکی حنفی خوازمی متوفی ۵۶۸ھ، ج ۲، ص ۲)

سات آسمانوں کا ثواب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءِ كَتَبَ لَهُ عِبَادَةَ سِتِّيْنَ سَنَةً بِصِيَامِهَا وَقِيَامِهَا ـــــ وَمَنْ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءِ كَتَبَ لَهُ اَجْرُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ـــــ وَمَنْ اَفْطَرَ عِنْدَهُ مُؤْمِنًا فِيْ يَوْمِ عَاشُوْرَاءِ فَكَاَنَّمَا اَفْطَرَ عِنْدَهُ جَمِيْعَ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ (وَآلِهٖ) وَسَلَّمَ ـــــ وَمَنْ اَشْبَعَ جَائِعًا فِيْ يَوْمِ عَاشُوْرَاءِ رُفِعَتْ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ فِيْ رَاْسِهٖ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ

جس نے دس محرم کے دن روزہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ اس کیلئے ساٹھ سال کے روزے اور قیام کی عبادت لکھ دیتا ہے ـــــ اور جس نے دس محرم کے دن روزہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ اس کیلئے ساتوں آسمانوں کا اجر لکھ دیتا ہے ـــــ اور جس نے کسی مومن کو دس محرم کے دن روزہ افطار کرایا تو گویا اس نے ساری امت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روزہ افطار کرایا۔ اور جس نے کسی بھوکے کو کھانا کھلایا تو اسے ـــــ اس کے سر کے بالوں کے برابر جنت میں درجات بلند کیے جائیں گے ـــــ (حوالہ ایضاً)

ـــــ دس محرم کو کیا کیا ہوا ـــــ

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ مصطفوی میں عرض کیا ـــــ اے اللہ کے رسول! ہمیں اللہ تعالیٰ نے عاشورہ (دس محرم) کے دن میں فضیلت سے نوازا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ـــــ ہاں ـــــ اللہ تعالیٰ نے دس محرم کے دن آسمانوں کو پیدا فرمایا۔

Marfat.com

اور کرسی کو ——— دس محرم کو بنایا۔

پہاڑوں کو ——— دس محرم کو پیدا فرمایا

ستاروں کو ——— دس محرم کو پیدا فرمایا

قلم کو ——— دس محرم کو پیدا فرمایا

اور لوح کو ——— دس محرم کو پیدا فرمایا

جبریل علیہ السلام کو ——— دس محرم کو پیدا فرمایا

فرشتوں کو ——— دس محرم کو پیدا فرمایا

آدم علیہ السلام کو ——— دس محرم کو پیدا فرمایا

حضرت حوا ——— دس محرم کو پیدا فرمایا

جنت کو ——— دس محرم کو پیدا فرمایا

حضرت آدم کو جنت میں ——— دس محرم کو ٹھہرایا

حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل ——— دس محرم کو بنایا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ——— دس محرم کو آگ سے نجات عطا کی

فرعون لعین کو ——— دس محرم کو غرق فرمایا

حضرت ادریس علیہ السلام کو ——— دس محرم کو اٹھایا

حضرت ایوب علیہ السلام کو تکلیف سے دس محرم کو نجات دی

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ دس محرم کے دن قبول کی

حضرت سلیمان علیہ السلام دنیا کی شاہی دس محرم کو عطا کی

عیسیٰ بن مریم کی ولادت ——— دس محرم کے دن ہوئی

Marfat.com

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو—— دس محرم کو جودی پہاڑ پر ٹھہری

حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے چالیس روز بعد نکالے گئے

—— دس محرم کے دن

حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام سے ملے دس محرم کو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھالیے گئے—— دس محرم کے دن

اللہ تعالیٰ نے ''اپنی شان کے مطابق'' عرش پر استوا فرمایا—— دس محرم کے دن

قیامت قائم ہوگی—— دس محرم کے دن

اور اس محرم کو امام حسین علیہ السلام بہتر ساتھیوں اور اپنے گھر والوں سمیت شہید ہوئے تاکہ دین کی خیر ہو۔

(مقل الحسین للخوارزمی ج اول ص ۴ مطبوعہ دارانوار ہدیٰ سن اشاعت ۲۰۰۷ نزہتہ المجالس ج اول ص ۲۳۱—— تا—— ۲۳۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

—— کشتی نوح علیہ السلام ——

انبیاء علیہم السلام کو خصوصی عظمتیں عطا فرمانے کی وجہ سے دس محرم کو عاشوراء کا نام دیا گیا جب حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر جاکر ٹھہری تو اس دن محرم کی دس تاریخ تھی۔

علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ایک سو پچاس دن روئے زمین پر پانی ہی پانی تھا—— چالیس دن اور چالیس راتیں بارش ہوتی رہی اور سخت ہوا چلتی رہی—— چشموں کا پانی زرد رنگ کا پانی ابلتا رہا—— جبکہ آسمان سے

Marfat.com

سرخ رنگ کی بارش ہوتی رہی ـــــ اور اللہ تعالیٰ نے کشتی کو قوت گویائی عطا فرمائی تو کشتی حمد خداوندی بجالاتی رہی اور پکارتی تھی۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِلٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اَنَا لِسَفِيْنَةُ الَّتِىْ مَنْ رَكِبَنِىْ نَجَا ۔ وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنِّىْ غَرِقَ وَلَا يَدْخُلُنِىْ اِلَّا اَهْلُ الْاَخْلَاصِ

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک جو اولین و آخرین سچا معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں، وہی عبادت کے لائق ہے۔ اور میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہوں۔ جو مجھ پر سوار ہوگا وہ نجات پائے گا۔ جو جو پیچھے رہ گیا وہ غرق ہو جائے گا۔ اور سوائے مخلصین کے مجھ پر کوئی سوار نہیں ہو سکتا ـــــ

(نزہۃ المجالس ج اول ص ۲۳۲ مطبوعہ ایضاً)

○ حضرت نوح علیہ السلام اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر ہر مخلوق کو آواز دے رہے تھے ـــــ آ جاؤ! آ جاؤ! درندو ـــــ پرندو! نجات دینے والی کشتی میں سوار ہو جاؤ۔

○ حضرت مقاتل علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ وہ کشتی ایک ہزار ہاتھ لمبی تھی۔

○ حضرت ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں ـــــ کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا ـــــ تو انہوں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار تختوں سے اسے بنایا ـــــ ہر ایک تختے پر ایک ایک نبی کا اسم گرامی نقش کیا ـــــ آخری تختہ پر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی تحریر کیا ـــــ جب کشتی مکمل ہوگئی تو مزید چار تختوں کی ضرورت

Marfat.com

درپیش آئی —— جب وہ لائے گئے تو ان پر خلفاء اربعہ کے نام ظاہر ہوئے —— اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب کا نام ظاہر کیا تو کشتی کو غرق ہونے سے نجات ملی —— اور اسی طرح آپ کی اور آپ کے اصحاب کی محبت کو آخرت میں آگ سے نجات بناؤں گا —— (حوالہ ایضاً)

"کشتیِ اہلِ بیت ——

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے —— آپ رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا (تاکہ اس حدیث کی اہمیت سننے والوں پر واضح ہو) کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اَلَآ اِنَّ مَثَلَ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ ——

خبردار! بے شک تم میں میرے اہلِ بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے —— جو اس پر سوار ہو گیا —— وہ ہلاک ہونے سے بچ گیا —— اور جو اس سے پیچھے رہ گیا —— وہ ہلاک ہو گیا ——

(رواہ احمد —— مشکوٰۃ المصابیح ج ۲، ص ۵۹۵ مطبوعہ المطلبۃ العربیۃ لاہور باہتمام دار العلوم نصیریہ لاہور ——)

اس حدیث شریف سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا —— کہ اہلِ بیتِ رسول کی محبت کا دامن چھوٹ جائے تو یہ امر تباہی و بربادی کا باعث ہے —— اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح طوفانِ نوح علیہ

Marfat.com

السلام کے وقت ذریعۂ نجات صرف کشتی نوح علیہ السلام تھی —— اسی طرح تاقیامت ذریعۂ نجات صرف محبت اہلِ بیت اور انکی اطاعت و اتباع ہے —— بغیر اطاعت کے دعوائے محبت ناروا ہے۔

آج اس دور پرفتن میں جہاں چارسو شوروغوغا ہے —— اور قتل وغارت گری کا بازار گرم ہے —— اور اہلِ پاکستان عملی اور ذہنی طور پر بغاوت کی آگ میں جھلس رہے ہیں —— اور فرقہ واریت کا عفریت عالم اسلام میں نفرتوں کی آندھیوں کا ساتھ دے رہا ہے۔ جماعت اہلِ سنت کے علماء اور قائدین کو اس گندے —— غلیظ اور گرد آلود طوفانوں کی طرف دھیان دینا چاہئے —— اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلِ بیت اطہار علیہم السلام کی محبت و مودت کا دامن تھامے رہنا چاہئے۔

یہ بات پورے وثوق و یقین کے ساتھ بیان کر رہا ہوں —— کہ ان کے ساتھ قلبی وابستگی کے بغیر کسی قسم کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوسکتی۔

ایک قیدی دس محرم کو بھاگ گیا

امام نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے —— کہ ایک بار کافروں کے پاس سے ایک (مسلمان) قیدی دس محرم کے دن بھاگ گیا —— کفار سوار ہو کر اس کی تلاش میں نکلے —— جب اسے پکڑا گیا —— تو بارگاہ خداوندی میں ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگی ——

اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ یَوْمِ عَاشُوْرَاءِ نَجِّنِیْ مِنْھُمْ

اے اللہ! دس محرم کے دن کی عزت کے صدقے میں مجھے ان کفار سے

Marfat.com

نجات عطا فرما——

پس اللہ تعالیٰ نے کافروں کو اندھا کر دیا—— اور وہ ان کی قید سے آزاد ہو گیا—— اور پھر اس نے شکرانے کا روزہ رکھا—— ''پھر شام کے وقت'' افطاری کیلئے اسے کھانے پینے کیلئے کوئی چیز نہ ملی—— وہ اسی طرح ہی سو گیا—— پھر خواب میں ''کیا دیکھتا ہے'' کہ اسے ایک فرشتہ دکھائی دیا—— جو کھانے پینے کی کچھ چیزیں دے رہا تھا—— جب اس نے ان میں سے کھا پی لیا تو بیدار ہوا۔

بَعْدَ ذٰلِكَ عِشْرِيْنَ عَامًا لَمْ يَحْتَجَّ اِلٰى طَعَامٍ وَّلَا شَرَابٍ

اس کے بعد وہ بیس سال تک زندہ رہا۔ پھر اسے کھانے پینے کی حاجت نہ رہی۔

(نزہۃ المجالس ج اول، ص ۲۳۲)

——قاضی محرم رہ گئے اور نصرانی بازی لے گیا——

ایک بار دس محرم کے روز قاضی رے کے پاس ایک فقیر آیا اور اس نے قاضی صاحب سے سوال کیا۔

اِعْطِنِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ بِحَقِّ ھٰذَا الْیَوْمِ

''اس دن کی عظمت کے صدقے میں اللہ کیلئے مجھے کچھ دو''

قاضی صاحب نے یہ سن کر منہ پھیر لیا اور کچھ نہ دیا—— لیکن اسی دوران میں یہ کیفیت دیکھ رہا تھا—— اس نے فقیر کو اتنا کچھ دیا کہ وہ راضی ہو کر واپس لوٹا—— رات کو قاضی صاحب نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں دو

Marfat.com

خوبصورت محل دیکھے ایک سونے کا ــــ اور ایک سرخ یاقوت کا ــــ قاضی نے پوچھا یہ دونوں محل کس کے ہیں ــــ جواب ملا ــــ کہ یہ محل تھے تو تمہارے لیے ــــ مگر تو نے (دس محرم) فقیر سے روگرانی کی ــــ اور تو فلاں نصرانی نے اس کی حاجت پوری کردی ــــ تو اب یہ دونوں محل اس نصرانی کو عطا کردیئے گئے ہیں۔

قاضی بیدار ہوا تو چپکے سے اس نصرانی کے پاس آیا ــــ تو نصرانی سے کہنے لگا گزشتہ رات جو فقیر کو تو نے دیا تھا ــــ اس کا ثواب میرے ہاتھ ایک لاکھ کے عوض بیچ دے ــــ اس نے جواب دیا۔

لَوْ اَعْطَيْتَنِىْ مِائَةَ اَلْفٍ فِىْ عَتَبَةٍ قَصْرٍ مِنْهُمَا لَمْ اَعْطَكَ ذٰلِكَ اَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ــــ

اگر تو ان دونوں کی چوکھٹ کی قیمت بھی ایک لاکھ دے گا پھر بھی تجھے فروخت نہیں کروں گا ــــ اور سن لے! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں۔

(حوالہ ایضاً، ص ۲۴۳)

ــــ ایک عورت نے سوال کیا ــــ

علامہ صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں ــــ کہ مصر میں ایک شخص تھا جس کے پاس صرف ایک ہی نیکی کا ثواب تھا۔ اس نے دس محرم کے دن جامع مسجد عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ میں نماز فجر ادا کی ــــ اس مسجد میں

Marfat.com

ایک رسم چلی آ رہی تھی کہ دس محرم کے دن یہ مسجد صرف عورتوں کیلئے کھلی رہے گی —— اس دن آدمی ''یعنی مرد'' داخل نہیں ہوں گے۔ کیونکہ وہ سال بھر کیلئے ذکر واذکار اور دعا والتجا کیلئے داخل نہیں ہوسکتی تھیں۔ فجر کی نماز کے وقت اس شخص سے ایک عورت نے کہا۔

اَعْطِنِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ اِسْتَعِیْنَ بِہٖ عَلٰی اَوْلَادِیْ

''مجھے کچھ دو جس سے میرے بچوں کو کچھ سہارا مل سکے''

اس شخص نے کہا ٹھیک ہے تم اپنے گھر جاؤ میں آتا ہوں۔ چنانچہ اس نے ایک چادر باندھ لی —— اور اپنے تمام کپڑے ایک سوراخ سے اس عورت کی طرف بڑھا دیئے۔ عورت نے اسے دعا دی۔

اَلْبَسَکَ اللّٰہُ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّۃِ

اللہ تعالیٰ تجھے جنتی لباس عطا فرمائے۔

وہ شخص بیان کرتا ہے کہ —— رات آئی —— خواب دیکھا —— کہ ایک نہایت خوبصورت حور —— ایک خوشبودار سیب لیے موجود ہے —— جب اس سیب کو توڑا تو اس میں سے ایک جوڑا کپڑا نکلا' وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے حور سے پوچھا تو کون ہے؟

قَالَتْ اَنَا عَاشُوْرَاءُ زَوَّجْتُكَ فِی الْجَنَّۃِ

حور نے کہا —— میں عاشورہ (دس محرم) ہوں۔ جنت میں تیرے ساتھ میرا نکاح ہو چکا ہے ——

اس کے بعد آنکھ کھلی تو سارا گھر خوشبو سے مہک رہا تھا —— کہتا ہے میں نے

Marfat.com

وضو کیا دو رکعت نماز ادا کی —— اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ زَوْجَتِيْ حَقًّا فِي الْجَنَّةِ فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ

اے اللہ! اگر واقعی وہ حور، جنت میں میری زوجہ ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لے——

اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی —— اور وہ شخص وہیں وصال کر گیا۔

(نزہۃ المجالس ج اول ص ۲۳۳ —— تا —— ۲۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ)

——تورات میں ہے——

(موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب) تورات میں لکھا ہے:

مَنْ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءِ فَكَاَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ —— وَمَنْ مَسَحَ فِيْهِ عَلٰى رَاْسِ يَتِيْمٍ —— اَعْطَاهُ اللّٰهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ شَجَرَةً فِي الْجَنَّةِ عَلَيْهَا مِنَ الْحُلِيِّ وَالْحُلَلِ مَالَا يَعْلَمُهٗ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى —— وَمَنْ تَصَدَّقَ فِيْهِ فَكَاَنَّمَا لَمْ يَتْرُكْ سَائِلًا اِلَّا اَعْطَاهُ —— وَمَنْ اَرْشَدَ فِيْهِ ضَالًّا مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ نُوْرًا —— وَمَنْ كَظَمَ فِيْهِ غَيْظًا كَتَبَ اللّٰهُ مِنَ الرَّاضِيْنَ —— وَمَنْ اَكْرَمَ فِيْهِ مِسْكِيْنًا اَكْرَمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ يُوْضَعُ فِيْ قَبْرِهٖ ——

کہ جو شخص عاشورا (دس محرم) کے دن روزہ رکھتا ہے، گویا کہ اس نے تمام عمر روزہ رکھا —— جو شخص دس محرم کے دن کسی یتیم کے سر پر (شفقت) سے ہاتھ پھیرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ہر بال کے بدلے جنت میں ایک درخت عطا

Marfat.com

فرماتا ہے کہ جس کے اوپر اس قدر زیورات ولباس کے جوڑے ہوں گے' جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا —— اور جو شخص اس دن خیرات کرتا ہے' تو گویا اس نے اتنی خیرات کی کہ اس نے بغیر دیئے کسی سائل کو نہیں چھوڑا (یعنی اس کو دنیا بھر کے سائلوں کو دینے جتنا ثواب ملے گا) —— اور جو دس محرم کسی گمراہ کو راہ حق بتاتا ہے' اللہ تعالیٰ اس دل کو نور سے بھر دیتا ہے —— اور جو شخص دس محرم کے دن میں غصہ روک لیتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کا نام ''ارباب رضا'' میں لکھ دیتا ہے —— اور جو شخص دس محرم کے دن کسی مسکین پر کرم کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر کرم فرمائے گا اس دن جس دن وہ قبر میں رکھا جائے گا ——

(حوالہ ایضاً' ص ۲۳۳)

اے حسین بن علی!

تیری عظمت کو سلام —— تیری جرات و بہادری اور تیرے اس عظیم کردار کو سلام —— آپ نے وہ کام جو کسی اور سے نہ ہو سکا —— تیرے نانا کی محبوبیت کے صدقے دس محرم کے دن کو بہت بڑی عنایات سے نوازا کہ نانا کی امت کی بخشش کا سامان ہو سکے۔

جور و جفا کے سامنے جھکنا نہیں روا
کردار سے یہ اپنے بتایا آپ نے

(خضر)

Marfat.com

یزید پلید

لعین

کثافت اور جہالت کا یہ پیکر ظلم کا بانی
شقی ازلی، کمینہ، تندخو، غول بیابانی
جبیں کوتاہ، فربہ پیٹ، دل تاریک، بد باطن
حیا وشرم سے عاری، وفا و رحم کا دشمن
سمٹ کر ساری دنیا کی نحوست اس میں آئی تھی
کہ شیطان لعیں نے خود یزیدی شکل پائی تھی
یہ بدکردار ناہنجار کج گفتار دیوانہ
نشاط و عیش کا پتلا غم عقبٰی سے بیگانہ
نہ عالم تھا، نہ فاضل تھا، نہ حافظ تھا نہ قاری تھا
فقط اک یاوہ گو شاعر تھا، یا بزدل شکاری تھا
اسی بے دین کو وارث بنا کر تخت شاہی کا
کسی نے کھول کر در رکھ دیا دیں کی تباہی کا
حکومت مل گئی تو خصلت بد اور بھی چمکی
بنا سارے کا سارا قصر شاہی حسن کی منڈی
جہاں ہر وقت نسوانی حیا نیلام ہوتی تھی

Marfat.com

جہاں ہر اک برائی بے محابا عام ہوتی تھی
شراب ارغوانی کا بھی ہر دم جام چلتا تھا
بڑی افراط سے بہ وقت صبح و شام چلتا تھا
مشیران حکومت بھی شرابی تھے' جواری تھے
غرض یہ ہے کہ جیسا دیوتا' ویسے پوجاری تھے
اڑائیں دھجیاں اس طرح احکام شریعت کی
کہ پھر سے یاد تازہ ہو گئی عہد جہالت کی

——(حضرت گلزار رحمۃ اللہ علیہ نادم صابری)——

قارئین کرام!—— آپ امام حسین علیہ السلام کے مقام و مرتبہ—— اور شان و عظمت کو قرآن و احادیث کی روشنی میں گزشتہ صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں—— اور آپ کی شہادت اور آپ کے بھائیوں—— بیٹوں—— اور غلاموں کی شہادتوں کے مناظر بھی آپ کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہے ہوں—— اور مخدّراتِ حرم جن آلام و مصائب سے گزریں' وہ دلوں کو ہلا کے رکھ دیا ہوگا۔

○ اب ذرا خارجیوں کے بابا—— ناصبیوں کے امام و پیشوا' یزید پلید کے بارے میں—— اور اس کے گندے کردار کو بصیرت کی نگاہوں سے دیکھیں اور غور کریں کہ ایسا شخص خلیفہ تو ایک طرف—— وہ انسان کہلانے کا بھی حقدار نہیں۔

○ راقم الحروف—— اپنی اس پاکیزہ کتاب میں اس ناہنجار کا ذکر کرنا

Marfat.com

نہایت نامناسب سمجھتا ہوں ــــ لیکن علماء خوارج اور نام نہاد محققین نواصب کی ریشہ دوانیوں کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ لکھنے پر مجبور ہوا ــــ خارجی مولوی حضرات جو آج کل دہشتگردی کی آگ شعلے بھڑکا رہے ہیں ــــ اور امت رسول کو نہایت بے دردی سے قتل کر رہے ہیں ــــ اور بلوچستان میں ــــ پنجاب میں ــــ سندھ اور خیبر پختونخواہ میں جماعت اہلِ سنت کے جید علماء اور مشائخ کو نہایت ظالمانہ انداز میں قتل کر چکے ہیں ــــ طاغوتی قوتوں نے ان بھیڑیوں کو بے پناہ اسلحہ دیا ہے ــــ تاکہ یہ اہلِ حق کو قتل کریں اور مزارات اولیاء ــــ اور مقابر آلِ رسول مٹا دیں یہ تمام کے تمام یزید کے پیروکار ہیں ــــ شمر کے طرفدار ہیں۔

انہوں نے یزید کو امیر المومنین ــــ پیدائشی جنتی ــــ متقی اور پرہیزگار لکھا ہے ــــ اور یزید کے حق میں درجنوں کتابیں لکھ کر اہلِ بیتِ رسول سے بیزاری کا ثبوت دیا ہے۔

بنو امیہ کے ملازمین علماء سے جھوٹی روایات کے سہارے یزید کے حق میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے ــــ کون یزید؟

لڑکپن ہی سے یہ آوارہ و بدمست رہتا تھا
بلند ایوان میں رہ کر بھی سب سے پست رہتا تھا
بہیمانہ خصائل تھے درندانہ طبیعت تھی
اسے ہر نیک خصلت آدمی سے سخت نفرت تھی

Marfat.com

یزید عنید:

یزید کا نسب نامہ اس طرح ہے یزید بن معاویہ بن ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبد مناف۔

کنیت —— ابو خالد —— ماں —— ماں کا نام میسون —— نانا کا نام بحدل[1] کلبی تھا —— بے ڈول جسم پر بدزیب قسم کے بہت زیادہ بال تھے یاوہ گوئی میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔

پیدائش:

بقول امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ۲۵ یا ۲۶ ہجری میں پیدا ہوا۔

درندگی:

علماء نے یزید کی آوارہ طبیعت میں درندگی کے بنیادی عنصر کی ایک وجہ نجد کے صحراؤں میں کچھ عرصہ کیلئے آوارہ گردی کرنا بتائی ہے۔ شکاری کتے پالنا ور شکار کھیلنا' جانوروں کو جانوروں سے لڑانا یہ اس کے مشاغل تھے۔

یزید کی والدہ:

یزید کی والدہ جس کا نام میسون تھا۔ جو قبول صورت ہونے کے ساتھ ساتھ اچھی خاصی شاعرہ بھی تھا۔ اور ایک ایسے صحرائی قبیلے سے تعلق تھا۔ جو نہایت مفلسی اور پریشانی کے عالم میں زندگی گزارنے پر مجبور تھا۔

بعض مورخین نے میسون کے چند ایسے اشعار اپنی کتابوں میں لکھے ہیں جس میں یزید کی ماں نے اپنے شوہر نامدار کو ''علج علوق'' اور ''علج عنیف''

---

[1] —— بعض نے بخدل لکھا ہے۔

Marfat.com

سے تشبیہ دے کر مستحسن جذبوں کا اظہار نہیں کیا اور پھر اپنے قبیلے کی غربت کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہوئے عجیب عجیب اشعار کہے۔

بعض مصنّفین نے ان امور کے تحت افسانوی رنگ بھرنے کی کوشش کی لیکن ہمارے ہاں ایسی لایعنی باتوں کی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی ایسے پست جذبوں پر حاشیہ آرائی کی کوئی جگہ ہے۔ ہمارے ہاں فقط عقیدت کے جذبے ہی محترم ہیں۔

کون یزید؟

وہ یزید جسے خارجی، ناصبی، نجدی اپنا امام و پیشوا تصور کرتے ہیں اور اسے خلیفہ برحق مانتے ہیں —— یہ وہی یزید ہے جو خلافت اسلامیہ کی بربادی کا سبب بنا —— جس نے اپنی شخصی حکومت کو قائم رکھنے کیلئے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون کی ندیاں بہائیں —— جس نے بیت اللہ شریف پر حملہ کروایا اور جس کے لشکروں نے اس کی اجازت سے مدینہ منورہ کی عصمت مآب بیٹیوں کی آبرو کو تار تار کیا جس کی ہوس ناک طبیعت نے اپنی سوتیلی ماؤں، بہنوں، بیٹوں کی عزت کو پامال کیا —— جس کے فسق و فجور کے چرچے چار دانگ عالم ہیں —— یہ وہ یزید ہے جس کے الحاد و بے دینی، ظلم کو طغیانی اور جور و جفا کے تذکرے ہر زبان پر جاری رہے —— کتوں سے کھیلنا، بندروں کے سروں پر سونے کی ٹوپیاں سجانا اور شکار کھیلنا اس کے محبوب ترین مشاغل حیات تھے —— شراب و شباب اس کی تمام کمزوریوں میں نمایاں ترین کمزوری تھی۔ سنت مصطفوی کو تبدیل کرنے والا یزید گانے

Marfat.com

والی نوجوان لڑکیوں کے گانے سن کر شراب کی مستی میں جھوم کر خرافات بکنے کا بہت زیادہ شوقین تھا' اس کی راتیں بدکاریوں اور دن ظلم وستم کے ساتھ گزرتے ——اور جس کے ذہن وبدن کا ہر خانہ بدری انتقام کی آگ کے شعلوں سے سلگتا رہتا تھا—— جس کے سینے سے خاندان نبوت کی دشمنی کا دھواں ہر وقت اٹھتا رہتا تھا—— ایسے بدمزاج انسانی بھیڑیئے کو خارجی مولوی اپنا پیشوا اور مذہبی لیڈر تسلیم کرتے ہوئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک منبر پر یزید کی گلا پھاڑ پھاڑ کر قصیدہ خوانی بھی کرتے ہیں اور پھر شرماتے بھی نہیں۔

آیئے! اپنے پیارے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی معلوم کریں کہ جو یزید خرجیوں کے نزدیک قابل ستائش ہے وہ یزید رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں کیسا ہے۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبدیل کرنے والا

علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو یعلیٰ کے حوالے سے حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے——

لَا یَزَالُ اَمْرُ اُمَّتِیْ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ——

کہ میری امت کا امر ہمیشہ ہی انصاف پر قائم رہے گا——

حَتّٰی یَکُوْنُ اَوَّلُ یَثْلِمَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ اُمَیَّةَ——

یہاں تک کہ سب سے پہلے بنو امیہ کا ایک شخص اسے توڑے گا——

یُقَالُ لَهٗ یَزِیْدُ——

Marfat.com

جس کا نام یزید ہوگا۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۳۱ صواعق محرقہ ۲۲۱)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ——

يَقُوْلُ اَوَّلُ مَنْ يُّبَدِّلُ سُنَّتِىْ رَجُلٌ مِّنْ بَنِىْ اُمَيَّةَ يُقَالُ لَهٗ يَزِيْدُ ——

کہ سب سے پہلے جو شخص میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنی امیہ سے ''یزید'' کہا جائے گا۔

(الصواعق المحرقہ ص ۲۲۱)

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ امت کے احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عیاں تھے۔ ایک اور حدیث میں ہے۔

امت کی ہلاکت

بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هَلَكَةُ اُمَّتِىْ يَدَىْ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ

میری امت کی ہلاکت قریش کے لونڈوں کے ہاتھوں میں ہوگی۔

(بخاری شریف جلد ۲، ص ۱۰۴۶ کتاب الفتن مطبوعہ المطابع آرام باغ کراچی)

اس حدیث پاک کے ضمن میں عمدۃ القاری، فتح الباری شرح بخاری میں دیگر کتب احادیث اس سے مراد مروان، یزید وغیرہ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ——

Marfat.com

اللّٰھم انی اعوذ بلك من راس الستین و اماره الصبیان ——

(الصواعق المحرقہ ص ۲۲۱)

اے اللہ میں ساٹھ سال تک پہنچنے اور نوعمر چھوکروں کے امیر ہونے کی پناہ مانگتا ہوں۔

اس حدیث سے بھی یہی لوگ یزید و مروان وغیرہ مراد ہیں۔

محدثین لکھتے ہیں کہ——

اِنَّ اَوَّلَ ھٰٓؤُلَآءِ الْغِلْمَانِ یَزِیْدُ . کَمَادَلَّ عَلَیْهِ قَوْلُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ سَنَۃَ سِتّیْنَ وَاِمَارَۃُ الصِّبْیَانَ ——

(ابنِ حجر عسقلانی فتح الباری جلد ۱۳' ص' مطبوعہ مصر سن اشاعت ۱۳۰۸ھ)

بے شک ان میں سے پہلا یزید ہے' جس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ''ساٹھ ہجری'' اور ''بچوں کی بادشاہی'' اس پر دلالت کرتا ہے۔

مطلب یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل از وقت یہ امر امت پر واضح کر دیا کہ سن ساٹھ ہجری اور چھوکروں کی حکومت دینِ اسلام کیلئے اچھی بات نہ ہوگی اور یہ بات بھی سب پر واضح ہے کہ جتنا نقصان یزید و مروان نے اسلام کو پہنچایا ہے۔ اتنا شاید کفار بھی نہ پہنچا سکے۔ یہ لوگ خلافت اسلامیہ کو ملوکیت میں تبدیل کرنے اور اسلام میں آمریت کا باعث بنے۔

زانی' شرابی یزید

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ رضی اللہ عنہ کی زبانی لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ

Marfat.com

بن حنظلہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم نے یزید کی بیعت کو اس وقت توڑ دیا "اور اس کی اطاعت سے نکل گئے۔ جب ہمیں اپنے اوپر آسمان سے پتھر برسائے جانے کا خطرہ پیدا ہوا——

اِنَّہٗ رَجُلٌ یَّنۡکِحُ اُمَّھَاتِ الۡاَوۡلَادِ، وَالۡبَنَاتِ، وَالۡاَخۡوَاتِ، وَیَشۡرِبُ الۡخَمۡرَ، وَیَدَعُ الصَّلٰوۃِ——

(تاریخ الخلفاء، سیوطی، صواعق محرقہ ۱۳۱)

کہ وہ شخص "یعنی یزید" اپنی سوتیلی ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ ہم بستری کرتا اور شراب پیتا تھا اور تارک نماز تھا۔

○ علامہ کمال الدین محمد موسیٰ ومیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حیاۃ الحیوان الکبریٰ میں رقمطراز ہیں——

وَعَابَ یَزِیۡدُ بِشُرۡبِ الۡخَمۡرِ وَاللَّعۡبِ بِالۡکِلَابِ وَالتَّھَاوُنِ بِالدِّیۡنِ——

(حیات الحیوان جلد اول، ص ۸۷ مطبعہ مطلعۃ امیر قم ایران)

اور یزید میں شراب پینے اور کتوں کے ساتھ کھیلنے اور دین رسول کے ساتھ مذاق کرنے کے قبیح عیب پائے جاتے تھے۔

تَہَاوُنۡ: کے معنی، مذاق کرنے، ذلیل کرنے، حقیر جاننے، ہیچ تصور کرنے اور نرم کرنے کے ہیں۔

خیال رہے کہ جو شخص اپنی سوتیلی ماؤں، بہنوں—— اور بیٹیوں کے ساتھ بدکاری کا ارتکاب کرتا ہو۔ شراب بھی پیتا ہو، تارک نماز بھی ہو دینی حدود سے تجاوز بھی کرتا ہو اور دین مصطفیٰ کو حقیر و ہیچ تصور کر کے اس سے بغاوت

Marfat.com

کی حد تک مذاق کرتا ہو۔ ایسے شخص کو امیر المومنین‘ خلیفہ برحق اور پیدائشی جنتی وہی لوگ کہہ سکتے ہیں جو یزید کی طرح خود بھی ظالم ہوں‘ یزید کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملانے والے جب خود کو توحید پرست‘ مواحد اور شریعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محافظ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو تعجب ہوتا ہے۔ حالانکہ ان کے سینوں سے بغض آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اٹھتا ہوا دھواں عام مسلمانوں کو بھی نظر آتا ہے۔

یزید کیسا تھا؟

علامہ ابنِ کثیر لکھتے ہیں:

اِنَّ یَزِیْدَ کَانَ قَدِ اشْتُھِرَ بِالْمَعَارِفِ وَ شُرِبَ الْخَمْرِ وَالْغِنَا وَالصَّیْدِ

کہ یزید اپنے زمانے میں مشہور تھا گانے بجانے‘ شراب پینے اور سیر وشکار کے ساتھ۔

وَاتِّخَاذِ الْغِلْمَانِ وَالْقِیَانِ وَالْکِلَابِ وَالنِّطَاحِ بَیْنَ الْکِبَاشِ وَالدِّبَابِ وَالْقُرُوْدِ ۔

اور نوعمر لڑکوں اور گانے بجانے والی لڑکیوں اور کتوں کو اپنے پاس رکھتا تھا اور لڑائی کرواتا تھا سینگ والے مینڈھوں‘ سانڈھوں اور بندروں کے درمیان۔

وَکَانَ یَشُدُّ الْقِرْدَ عَلٰی فُرُشٍ مُسَرَّجَةٍ بِحِبَالٍ وَّیَسُوْقُ بِهٖ وَیَلْبَسُ الْقِرْدَ قَلَانِسَ الذَّھَبِ وَکَذٰلِكَ الْغِلْمَانُ

Marfat.com

اور بندروں کو زین کسے گھوڑوں پر رسی سے باندھ کر پھراتا تھا۔ بندروں اور نوعمر لڑکوں کو سونے کی ٹوپیاں پہناتا تھا۔

وَكَانَ يُسَابِقُ بَيْنَ الْخَيْلِ وَكَانَ إِذَا مَاتَ الْقِرْدُ حَزِنَ عَلَيْهِ

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۳۵ مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت لبنان' سن اشاعت ۱۹۶۶ء)

اور گھوڑوں کے درمیان دوڑ کا مقابلہ کراتا تھا اور جب کوئی بندر مر جاتا تو اس کا وہ سوگ مناتا تھا۔

البدایہ والنہایہ کی اس عبارت کو ایک بار پھر پڑھیں اور خود فیصلہ کریں کہ اس قماش آدمی خلیفۂ برحق اور امیر المومنین کہلوانے کا حقدار ہوسکتا ہے۔ اور ایسے شخص کیخلاف آواز بلند کرنا سیّدنا امام حسین علیہ السلام ہی کا کام ہوسکتا ہے اور آپ نے ایسا کر کے ملت اسلامیہ پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔

کس قدر سنگ دل ہیں وہ لوگ جو امامِ عالی مقام کو خلافت کا باغی کہہ کر اپنے دلوں کی بھڑاس نکال رہے ہیں اور امام برحق حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں اس یزید کی حمایت کر رہے ہیں جو گانے بجانے کا دلدادہ اور بدذوق قسم کا شکاری' شراب کا رسیا تھا' کتوں اور گانے بجانے والی بے شرم لڑکیوں اور نوعمر بے ریش لڑکوں کو اپنے قریب رکھنے کا شوقین اور ہر صبح شراب کے نشے میں غرق رہتا تھا۔

نوعمر لڑکوں اور بندروں کے سروں پر سونے کی ٹوپیاں پہنا کر مسلمانوں کے بیت المال پر ہاتھ صاف کرتا اور جب کوئی بندر مر جاتا تو اس کا سوگ مناتا تھا۔

Marfat.com

لیکن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل واولاد پر جور و جفا کے خنجر چلا کر بہت خوش ہوا اور یہ وہ امور ہیں جن سے اس کے دل میں چھپا ہوا کفر آشکار ہو گیا۔

آیئے ابوالفداء حافظ ابنِ کثیر کی ایک عبارت ملاحظہ فرمائیں کہ یزید کس کردار کا حامل تھا۔

○ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ اَكْثَرُ مَا نُقِمَ عَلَيْهِ فِيْ عَمَلِهِ شُرْبُ الْخَمْرِ وَاِتْيَانِ بَعْضِ الْفَوَاحِشِ ——

(البدایہ والنہایہ، جلد ۸، صفحہ ۲۳۲)

یزید بن معاویہ جس کے عمل و کردار میں اکثریت کے ساتھ جو چیز پائی جاتی تھی وہ اس کا شراب پینا اور دیگر برائیوں کا ارتکاب ہے'' ——

آگے چل کر لکھتے ہیں:

○ اِنَّ يَزِيدَ يَشْرِبُ الْخَمْرَ وَيَتْرُكُ الصَّلٰوةَ وَيَتَعَدّٰى حُكْمُ الْكِتَابِ ——

(البدایہ والنہایہ جلد ۸، صفحہ ۲۳۳)

اس میں کوئی شک نہیں کہ یزید شراب پیتا تھا، نماز کو چھوڑتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی کتاب ''قرآن مجید کے احکام'' سے تجاوز و بغاوت کرتا تھا (یعنی احکام خداوندی کو پسِ پشت ڈال کر اپنی من مانی کرتا تھا)

مذکورہ بالا عبارت سے یہ امر ذی عقول پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یزید کو اسلام سے ذرہ برابر بھی لگاؤ نہ تھا بلکہ وہ ایک چھٹا ہوا رنگین مزاج بدمعاش و عیاش، جنسی مریض و بدقماش، بہت بڑا مکار و فریب کار اور

Marfat.com

خواہشات نفسانی کا اسیر تھا۔ ''وَیَتَعَدّٰی حُکْمُ الْکِتَابِ'' کی عبارت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اسے احکام الٰہی کی بالکل پرواہ نہ تھی وہ نفس کا غلام تھا۔ اسی کی پیروی کرتا اور اسی کے مزاج و عادات میں درندگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے ابنِ رسول کے قتل پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ اس سے متعلق علامہ ابنِ کثیر کی ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

قتل حسین رضی اللہ عنہ پر خوش ہوا

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یونس بن حبیب جرمی نے کہا ہے کہ ——

لَمَّا قَتَلَ ابْنُ زِیَادِ الْحُسَیْنَ وَمَنْ مَعَهٗ بَعَثَ بِرُؤُسِهِمْ اِلٰی یَزِیْدِ فَسَرَّ بِقَتْلِهٖ اَوَّلًا وَحَسُنَتْ بِذٰلِكَ مَنْزِلَةُ بْنِ زِیَادٍ عِنْدَهٗ

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۳۲)

—— جب ابنِ زیاد نے امام حسین اور آپ کے ساتھیوں (رضی اللہ عنہم) کو قتل کیا اور پھر ان کے سروں کو یزید کے دربار میں پیش کیا تو یزید امام کے قتل سے بہت خوش ہوا اور اس کام سے ''یعنی قتل حسین'' سے یزید کے نزدیک عبید اللہ ابنِ زیاد کا مقام و مرتبہ بلند ہو گیا''۔

یعنی یزید کے نزدیک ابنِ زیاد قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بعد معزز ہو گیا اور انعام و اکرام کا مستحق ٹھہرا —— یزید نے کس حسین کے قتل کی خوشی منائی۔ یہ وہی حسین ہے جسے اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بیٹا فرمایا —— اور فرمایا کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں —— جسے جنت کے جوانوں کا سردار فرمایا —— یہ وہی حسین ہے —— جس کی گردن کو

Marfat.com

مصطفیٰ کریم نے کئی مرتبہ چوما اور اپنے کاندھوں پر کئی بار سوار کیا۔۔۔۔ حسین۔۔۔۔ جس کے رونے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف ہو۔ حسین جس کی محبت ایمان کی مداومت ہے اور اس کا دشمن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہے۔ اس حسین کی شہادت پر خارجیوں اور ناصبیوں کا امیر خوشی منا رہا ہے اور اس کے پیروکار سرزمین عرب وعجم پر اس عظیم مجاہد پر تبرا بازی کر رہے ہیں جس نے ظلم وجور کیخلاف آواز اٹھا کر اللہ کے حضور اپنی اور اپنی اولاد کی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور اکسٹھ ہجری کی بلا خیزیوں کا مقابلہ کیا۔ یہ وہ خطرناک دور تھا جس کی اطلاع قبل از وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو مرحمت فرمائی۔ چنانچہ اسی دور کے بارے میں ایک حدیث جسے علامہ ابنِ کثیر نقل کیا ہے۔

لکھتے ہیں کہ

○ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا۔۔۔۔

یَکُوْنُ خُلْفٌ مِنْ بَعْدِ سِتِّیْنَ سَنَۃً اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّھَوَاتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ثُمَّ یَکُوْنُ خُلْفٌ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیْھِمْ

کہ ساٹھ ہجری کے بعد ایسے حکمران ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوت کی پیروی کریں گے۔۔۔۔ اور پھر ان ختم ہو جانے کے بعد ایسے حکمران ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے گلے سے نیچے

Marfat.com

نہیں اترے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَيَقْرَءُ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةٌ مُؤْمِنٌ وَ مُنَافِقٌ وَ فَاجِرٌ

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۳۰)

یعنی قرآن پاک تین قسم کے لوگ پڑھتے ہیں۔ مؤمن' منافق اور فاجر'' —— حضرت ابوسعید خدری نے حضرت ولید سے دریافت فرمایا —— وہ تین کس طرح کے لوگ ہیں تو انہوں نے فرمایا —— کہ منافق وہ ہے جو قرآن پڑھ کر اس کا انکار کردے —— اور فاجر وہ ہے جو قرآن پڑھے لیکن اس پر عمل نہ کرے —— اور مومن وہ ہے جو اس پر ایمان رکھے (اور عمل بھی کرے)

اس سے معلوم ہوا کہ ہر قرآن پڑھنے والا سچا نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن شریف پڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے مختلف فرقے اعتقادی اعتبار سے سچے نہیں بلکہ فسق و فجور کی دنیا بسانے والے اور مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر زمین کے اندر فساد بپا کرنے والے ملت اسلامیہ کے دشمن ہیں اور ان سب سے نمایاں اکسٹھ ہجری کی ظلم سے ابتداء کرنے والا یزید ہے۔ جسے اہلِ دین اپنی جماعت سے خارج تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی امر کے حوالے سے ایک ایسا شعر دیکھیں جو اس زمانے میں ترنم کے ساتھ بآواز بلند محفلوں میں پڑھا جاتا تھا۔ شعر اور اس کی روایت اس طرح ہے۔

Marfat.com

○ کہ زبیر بن بکار نے عبدالرحمٰن بن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یزید بن معاویہ کے بارے میں کہا

لَسْتَ مِنَّا وَلَيْسَ خَالُكَ مِنَّا

يَا مُضِيعَ الصَّلَوَاتِ لِلشَّهَوَاتِ

(البدایہ والنہایہ جلد ۸، ص ۲۳۱)

(اے یزید) نہ تو ہم میں سے ہے اور نہ تیرے نہیال (نانے کے گھرانے والے) ہم میں سے ہیں۔ اے شہوتوں کیلئے نمازوں کو ضائع و برباد کرنے والے۔

ناظرین! دیکھا آپ نے یہ ہے یزید! جو خارجی، ناصبی اور نجدی خیالات کے حاملین کا پیشوا جس پر شہوت کا بھوت اتنی شدت کے ساتھ سوار تھا کہ وہ شراب کے نشے میں غرقاب ہو کر دینی احکام سے بے خبر ہو جاتا تھا اور اس کی شراب پینے کی عادات سے بچہ بچہ واقف تھا۔ چنانچہ جب اسکی شراب نوشی اور دیگر غلیظ عادات کا اس کے والد بزرگوار کو پتہ چلا تو انہوں نے یزید کو نرم الفاظ میں سمجھانے کی کوشش فرمائی —— راویت اس طرح ہے جسے علامہ ابنِ کثیر نے البدایہ والنہایہ میں طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ابنِ عائشہ نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے ——

كَانَ يَزِيدُ فِي حَدَاثَتِهِ صَاحِبُ شَرَابٍ يَأْخُذُ مَأْخَذَ الْأَحْدَاثِ ——

''یزید بچپن میں بھی شراب پیتا تھا اور پیشاب کی جگہ ہاتھ میں پکڑے رکھتا

Marfat.com

تھا ـــــ

جس پر اس کے والد گرامی نے اسے کہا ـــــ اے بیٹے ـــــ

وَبِئْسَتْ بِكَ عَدُوُّكَ وَلَيَسِئُ بِكَ صَدِيْقُكَ ـــــ

(ان غلیظ حرکتوں کی وجہ سے) ''تیرا دشمن تجھے گالیاں دیتا ہے اور تیرا دوست تجھے برا جانتا ہے۔ یعنی غلیظ تصور کرتا ہے'' ـــــ

(علماء کرام (یاخذ مأخذ الاحداث) کے معنی خود لسانیات کی کتب میں دیکھ لیں۔ (میں کتاب آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں غلاظتیں بھرنا نہیں چاہتا)

واقعۂ حرہ

واقعۂ حرہ اس لڑائی کو کہتے ہیں جس میں یزیدی لشکر نے مدینۃ الرسول میں خون کی ندیاں بہا دیں اور بارہ ہزار چار سو ستانوے (۱۲۴۹۷) صحابی کرام رضی اللہ عنہ انصار و مہاجرین' تابعین و حفاظ' قریش و اہلِ مدینہ شہید ہوئے۔ مدینے کی عصمت مآب خواتین کی عزتوں کو پامال کیا گیا۔ اور مدینہ منورہ کی ایک ہزار پاک دامن عورتوں نے زنا بالجبر کے نتیجہ میں ناجائز بچے جنے۔ یزیدی لشکر کے گھوڑے مسجد نبوی میں تین دن تک لید اور پیشاب کرتے رہے۔

حرہ

حرہ کہتے ہیں پتھریلے بنجر علاقے کو یعنی ایسا علاقہ جو سیاہ لاوے سے ڈھکا ہوا ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہو گویا اسے آگ سے جلا دیا گیا ہے۔ ایسے علاقے

Marfat.com

خاص طور پر حوران کے مشرق میں پائے جاتے ہیں اور وہاں سے لے کر مدینے شریف تک پھیلے ہوئے ہیں' یہ حرہ جس کا اوپر ذکر آیا ہے۔ مدینہ منورہ کے باغات میں سے ہوتا ہوا شہر کی شمال مشرقی جانب میں پھیلا ہوا ہے' جسے حرہ واقم بھی کہتے ہیں چونکہ مقام حرہ پر یزیدی لشکر کے سپہ سالار نے اپنا خیمہ نصب کیا تھا جس کی وجہ سے اس ظالمانہ جنگ کو جنگ حرہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

واقعات حرہ

علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''جذب القلوب'' جو مدینہ شریف کے بارے میں ایک خوبصورت تاریخی کتاب ہے' میں درج واقعۂ حرہ کا خلاصہ اس طرح ہے کہ واقعۂ کربلا کے بعد مسلمان بالخصوص اہلِ مدینہ یزید پلید سے نفرت کرنے لگے اور رفتہ رفتہ اسکے افعال شنیع وقبیح لوگوں پر آشکارا ہونے لگے اور اسکے ظلم وستم کی داستانیں پھیلنے لگیں''۔

شہادت حسین بن علی سلام اللہ علیہما کے بعد یزید کے زمانۂ حکومت میں جو واقعات ہوئے وہ نہایت ہی قبیح ہیں۔ ان میں ایک واقعۂ حرہ بھی ہے اسکو ''حرہ زہرہ'' بھی کہتے ہیں۔ یہ مدینہ طیبہ سے اک میل دور ایک مقام کا نام ہے۔ حضور علیہ السلام نے قبل از وقت اس واقعہ کی خبر دے دی تھی۔

ا؎ حوران دریائے اردن کے پار ایک ضلع کا نام ہے۔ خاص حوران' جبل حوران اور اس کے ساتھ النقرہ کے میدان پر مشتمل ہے (دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۸' صفحہ)

Marfat.com

واقدی کی کتاب ''حرہ'' کے حوالے سے ایوب بن بشیر سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور دورانِ سفر جب حرہ کے مقام پر پہنچے تو کھڑے ہو کر آیت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھی صحابہ کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا: اس مقام حرہ میں میرے صحابہ کے بعد امت کے بہترین امتی قتل کیے جائیں گے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں تورات میں ہے کہ مدینہ منورہ کے مشرقی سنگستاں میں امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ ایسے لوگ جامِ شہادت نوش فرمائیں گے جن کے چہرے قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔

ابن زبالہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بہت زیادہ بارش ہوئی اور حضرت اپنے دوستوں کے ہمراہ برائے سیر و تفریح مدینہ شریف کے اطراف میں نکلے اور جب مقام حرہ پر پہنچے تو اس کی ہر جانب پانی کی ندیاں بہتی دیکھیں' کعب احبار رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین خدا کی قسم جس طرح یہ پانی بہہ رہا ہے ایک دن اس وادی میں خوں کی رو بھی اسی طرح رواں ہو گی۔

○ اہلِ مدینہ کو جب یزید کی بداعمالیوں کا علم ہوا تو انہوں نے اعلانیہ یزید کی مخالفت شروع کر دی اور اس کی بیعت سے انکار کر دیا ۶۲ھ شروع ہوا تو یزید پلید نے عثمان بن محمد نے اہلِ مدینہ کے باشندوں کو یزید کی بیعت پر دعوت دے کر آمادہ کرے۔ عثمان بن محمد نے اہلِ مدینہ کا ایک وفد یزید کی

Marfat.com

طرف روانہ کیا۔دل کے نہاں خانوں میں یہ بات تھی کہ یہ با اثر وفد یزید کی فیاضیوں کو دیکھ کر مرعوب ہو جائے گا۔اس طرح مدینہ کے لوگ قابو میں آ جائیں گے۔ جب وہ وفد واپس لوٹا (جس میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ‘ حضرت منذر وغیرہ رضی اللہ عنہ موجود تھے) تو یزید کی بے حیائی‘ بے دینی‘ شراب نوشی‘ ممنوعات کے ارتکاب اور کتوں سے کھیلنے کا ذکر کیا۔ابنِ جوزی لکھتے ہیں کہ اہلِ مدینہ یزید کی علامات فسق وفساد کے ظاہر ہو جانے کے بعد منبر پر چڑھ کر اس کی بیعت کے منکر ہو گئے۔عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے اپنا عمامہ سر سے اتار کر کہا۔اگر چہ یزید نے مجھے انعام دیا ہے اور میری جائیداد میں اضافہ کیا ہے لیکن جو خدا کا دشمن اور دائم الخمر (ہمیشہ شراب کے نشہ میں مخمور رہنے والا) ہے۔میں نے اسکی بیعت کو اپنے سے اس طرح علیحدہ کر دیا ہے جس طرح اپنی دستار کو۔دوسرا آدمی اٹھا اس نے اپنی جوتیاں پاؤں سے اتار کر یزید کی بیعت توڑ دی۔یہاں تک کہ عماموں اور جوتیوں سے مقام مجلس بھر گیا۔

○ یزید نے مسلم بن عقبہ مری کو شامیوں کا ایک بہت بڑا لشکر دے کر اہلِ مدینہ سے جنگ کرنے کیلئے بھیجا تا کہ ان کو مدینہ طیبہ کے حرہ میں نہایت سختی سے قتل کرے اور جتنی شدت کر سکتا ہے کرے اس نے تین روز حرم نبوی کی بے حرمتی کی اسی سبب سے اس کو واقعہ حرہ کہتے ہیں اور اس کا وقوع حرہ واقم میں ہوا۔یہ جگہ مسجد نبوی شریف سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ جو اہلِ مدینہ شہید ہوئے ان کی تعداد کچھ اس طرح ہے۔

Marfat.com

مہاجرین وانصار، علماء وتابعین ـــــ ۱۷۰۰ ـــــ عوام الناس ـــــ دس ہزار ۱۰۰۰۰ ـــــ حافظ قرآن ـــــ ۷۰۰ (سات سو) ـــــ قریش ـــــ ۹۷ ـــــ میزان ـــــ ۱۲۴۹۷

اس کے علاوہ بد بخت یزیدوں نے فسق وفساد اور زنا کو مباح کردیا۔ یہاں تک کہ ظلم وزنا کے نتیجے میں مدینہ کی عصمت مآب ایک ہزار کنواری بیٹیوں نے ناجائز بچے جنے۔ مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ شریف اور منبر شریف کی درمیانی جگہ (جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے) ''رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ'' (یہ جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔) ـــــ گھوڑے لید اور پیشاب کرتے رہے۔

مسلم بن عقبہ جس کو ''مسرف''[۱] کہتے ہیں۔ لوگوں کو یزید پلید کی بیعت اور اس کی غلامی کے عہد پر اس طرح آمادہ کرنا چاہتا تھا کہ اگر چاہے تو یزید تمہیں بیچ ڈالے اور چاہے تو تمہیں آزاد کردے۔ خواہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جانب بلائے یا گناہوں کی طرف بلائے۔ (ماخوذ از جذب القلوب)

○ علامہ ابنِ کثیر نے البدایہ والنہایہ میں بیان کیا ہے کہ یزیدی فوج نے اہلِ مدینہ کی بے حرمتی اس طرح بھی کی کہ وہ سب ظالم ـــــ وَقَعُوْا عَلَى النِّسَآءِ ـــــ عورتوں پر ٹوٹ پڑے اور اس کے نتیجے میں مدینہ کی عزت دار مستورات کو یہ ندامت اٹھانا پڑی ـــــ لکھتے ہیں مدائنی نے ابو قرہ سے

---

۱ ـــــ مسرف کہتے انسانی خون کو ارزاں کرنے والا کو (یعنی انسانی خون کو بے دریغ بہانے والا)

Marfat.com

روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہشام بن حسان نے کہا ہے:

وَلَدَتْ اَلْفُ اِمْرَأَةٍ فِیْ تِلْکَ الْاَیَّامِ مِنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَةِ بَعْدَ وَقْعَةِ الْحَرَّةِ مِنْ غَیْرِ زَوْجٍ ——

(البدایہ والنہایہ جلد ۸، ص ۲۲۱)

اہلِ مدینہ میں سے واقعہ حرہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے بغیر خاوندوں کے بچے جنے۔

خیال رہے کہ یہاں علامہ ابنِ کثیر کی کتاب ''البدایہ والنہایہ'' کے حوالہ سے بیان کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ موجودہ دور کے خوارج نواصب علامہ ابنِ کثیر کو ثقہ تصور کرتے ہیں اور ابنِ تیمیہ کے شاگرد ہونے کے ناطے ان کا طبعی رجحان بھی کچھ کچھ ابنِ تیمیہ کے تصوراتی مسلک کی طرف ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے یزید لعین کے گھٹیا اور برے کردار کو طشت از بام کیا ہے۔

داڑھی کے بال نوچ ڈالے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے ساتھ یزیدوں نے نہایت بزدلانہ حرکت کی اور اپنی کمینگی کا اظہار آپ کی ریش مبارک نوچ کر کیا۔ جذب القلوب میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا ان کی داڑھی مبارک جڑ سے نوچی ہوئی ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ اپنی ریش مبارک سے کھیلا کرتے تھے کہ بال ندارد ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ اہلِ شام (یزیدی

Marfat.com

لشکر) کا مجھ پر جو ظلم ہوا ہے یہ اس کے آثار ہیں اور اس کا تعلق واقعۂ حرہ سے ہے۔ فرماتے ہیں کہ یزیدی فوج کا ایک گروہ میرے گھر میں گھس آیا اور جو کچھ گھر میں مال و متاع موجود تھا سب کچھ لوٹ کر لے گئے اور اس کے بعد ایک اور گروہ گھر میں گھس آیا اور جب گھر میں کوئی چیز نہ پائی تو ان لوگوں کے سینوں میں غصے کی آگ بھڑک اٹھی۔ کہنے لگے کہ بڈھے کو بلاؤ' چنانچہ ان لوگوں نے باری باری میری داڑھی کا ایک ایک بال اکھیڑنا شروع کیا اور اب یہ حالت ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ (جذب القلوب)

روضۂ رسول میں اذان واقامت

حضرت سعید بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ جب جنگ حرہ ہوئی ——

لَمْ يُؤَذَّنْ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ (وَآلِهٖ) وَسَلَّمَ ثَلَاثًا ——

کہ تین دن تک مسجد نبوی میں اذان واقامت نہ ہوئی ——

اور حضرت سعید ابن مسیب مسجد سے جدا نہ ہوئے۔

وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوةِ اِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ (وَآلِهٖ) وَسَلَّمَ ——

اور نماز کے وقت کا پتہ نہ چلتا تھا مگر ایک ہلکی سی آواز کے ذریعے سے جس کو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور سے سنا کرتے تھے (یعنی نماز کے وقت اقامت واذان کی آواز)

(مشکوۃ شریف ص ۵۶۷ باب الکرامات فصل ثانی)

Marfat.com

○ علامہ شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی علامہ ابنِ جوزی کی سند کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ حضرت سعید ابنِ مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ حرہ کی راتوں میں میرے سوا دوسرا کوئی شخص مسجد نبوی میں نہ تھا۔ اہلِ شام جب مسجد میں آتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ دیوانہ بڈھا یہاں کیا کرتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ نماز کا کوئی وقت ایسا نہ گزرتا تھا جو میں اذان واقامت کی آواز روضہ رسول سے نہ سنتا ہوں اور پھر اسی اذان واقامت سے نماز ادا کرتا تھا اور کوئی شخص میرے ساتھ مسجد میں نہ ہوتا تھا۔ (جذب القلوب)

○ محقق عظیم حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان میں یزید کے پیروکاروں کی مذمت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہوسکتا ہے اور مسلمانوں کا اجماع اس پر کس طرح واجب آتا ہے جبکہ اس وقت کے صحابہ کرام اور صحابہ کی اولاد جو بھی اس وقت موجود تھی اس کی اطاعت سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے۔ مدینہ منورہ میں چند لوگ اس کے پاس شام میں جبر وکراہ سے پہنچائے گئے تھے مگر یزید کے ناپسندیدہ اعمال کو دیکھ کر واپس مدینہ چلے آئے اور عارضی بیعت کو فسق کر دیا اور ان لوگوں نے برملا کہا کہ وہ خدا کا دشمن ہے' شراب نوش ہے' تارک الصلوٰۃ ہے' زانی ہے' فاسق ہے' محارم (وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے) صحبت کرنے سے بھی باز نہیں آتا تھا۔

○ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے بعض لوگوں کی اس رائے کو مردود و باطل کہا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ یزید امام حسین رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیت کے قتل کا

Marfat.com

ذمہ دار نہیں اور نہ اس نے قتل حسین کا حکم دیا۔ شیخ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ رائے مردود اور باطل ہے کیونکہ یزید کی اہلِ بیت سے عداوت اور اہلِ بیت کی اہانت کے واقعات تواتر کے ساتھ اس سے سرزد ہوتے رہے۔

○ ایک طبقہ کی رائے یہ ہے کہ قتل حسین دراصل گناہ کبیرہ ہے۔ اس لیے مومن کا قتل ناحق گناہ کبیرہ کے زمرہ میں آتا ہے۔ کفر میں نہیں آتا مگر لعنت تو کافروں کیلئے مخصوص ہے۔ شیخ محقق نے ایسی رائے کا اظہار کرنے والوں پر افسوس کا اظہار فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ لوگ حضور علیہ السلام کے کلام سے بھی بے خبر ہیں کیونکہ حضرت سیّدہ فاطمہ اور ان کی اولاد سے بغض و عداوت اور انہیں تکلیف پہنچانا اور ان کی توہین کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچانے کا باعث ہے۔ فرماتے ہیں کیا اہانت رسول اور عداوت رسول کفر و لعنت کا سبب نہیں ہے اور یہ بات کیا جہنم کی آگ میں پہنچانے کیلئے کافی نہیں۔ فرمان خداوندی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا○

ترجمہ: ''وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ یقیناً وہ دنیا و آخرت میں لعنت کے مستحق ہیں اور خدا تعالیٰ نے ان کیلئے دردناک عذاب مقرر کیا ہے''۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ علمائے سلف اور مشاہیر امت میں سے بعض نے جن میں امام احمد بن حنبل

Marfat.com

جیسے بزرگ شامل ہیں۔ یزید پر لعنت کی ہے۔ علامہ ابنِ جوزی جو شریعت اور حفظ سنت میں بڑے متشدد تھے۔ اپنی کتاب میں یزید پر لعنت کرنا علمائے سلف سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں ہماری رائے میں یزید مبغوض ترین انسان تھا۔ اس بدبخت نے جو کارہائے بدسرانجام دیئے ہیں۔ امت رسول میں سے کسی سے نہیں ہو سکے۔ شہادت حسین اور اہانت اہلِ بیت سے فارغ ہو کر اس بدبخت نے مدینہ منورہ پر لشکر کشی اور اس مقدس شہر کی بے حرمتی کے بعد اہلِ مدینہ کے خون سے ہاتھ رنگے اور باقی ماندہ صحابہ کرام اور تابعین اس کی تیغ ستم کی نذر ہو گئے۔ مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے کے بعد اس نے مکہ معظمہ کی تباہی کا حکم دیا۔

(ماخوذ از تکمیل الایمان مترجم)

غلاف کعبہ جلا دیا

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ یزید کی فوج نے مکہ پہنچ کر حضرت عبداللہ ابنِ زبیر رحمۃ اللہ علیہ کا محاصرہ کر لیا' ان کے قتل کی تدبیریں کیں اور ان پر منجنیق سے پتھر برسائے۔ یہ واقعہ صفر کے مہینے سن ۶۴ھ میں رونما ہوا اور شہر امن میں آگ لگا دی۔

وَاحْتَرَقَتْ مِنْ شَرَارَةِ نِيْرَانِهِمْ اَسْتَارُ الْكَعْبَةِ وَسَقْفُهَا وَقَرْنَا الْكَبْشِ الَّذِیْ فَدَی اللّٰهُ بِهٖ اِسْمٰعِيْلَ وَكَانَا فِی السَّقْفِ

(تاریخ الخلفاء' سیوطی ص ۲۰۹ مطبوعہ میر محمد آرام باغ کراچی)

Marfat.com

اور آگ کے شعلوں سے کعبہ کا خلاف اور اس کی چھت جل گئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں جو مینڈھا ذبح کیا گیا تھا اور جس کے دونوں سینگ ابھی تک کعبہ کی چھت میں لگے ہوئے تھے وہ بھی لا کر خاکستر کر دیئے گئے۔

یزید کی حمایت کرنے والے خارجیوں' ناصبیوں اور مسلمانوں پر کفر و شرک اور بدعت کے فتوے لگانے والوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کعبہ پر آگ برسانے والا اور اپنی شخصی حکومت کو بچانے کیلئے مدینہ منورہ کے باشندوں کو قتل کرنے والا اور مسجد نبوی میں گھوڑے باندھنے والوں کا سرغنہ مومنوں کا امیر کیسے ہوسکتا ہے' اگر وہ پیدائشی جنتی ہے تو پھر دوزخی کون؟

ہماری دعا ہے کہ یزید سے محبت کرنے والوں کا انجام و حشر یزید کے ساتھ ہو۔ یزید کیسا تھا' چلو اس کے حقیقی بیٹے سے پوچھتے ہیں۔

یزید کے بیٹے کا خطبہ

یزید کے بیٹے کا نام معاویہ (بن یزید بن معاویہ بن ابوسفیان) ہے۔ وہ نوجوان صالح تھا۔ یزید نے اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا اور وہ مرنے تک مسلسل بیمار رہا' وہ نہ لوگوں کے پاس آیا اور نہ انہیں نماز پڑھائی اور نہ ہی کسی کام میں مداخلت کی۔ وہ یزید کے مرنے کے بعد صرف چالیس روز زندہ رہا—— جب اسے حکمران بنایا گیا تو اس نے منبر پر چڑھ کر ان الفاظ میں خطبہ دیا۔

فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْخِلَافَةَ حَبْلُ اللّٰهِ وَاِنَّ جَدِّیْ مُعَاوِيَةَ نَازَعَ

Marfat.com

الْاَمْـرَ اَهْلَهٗ وَمَنْ هُوَ اَحَقُّ بِهٖ مِنْهُ عَلِيّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَرَكِبَ بِكُمْ مَا تَعْلَمُوْنَ حَتّٰى اَتَتْهُ مَنِيَّتَهُ فَصَارَ فِیْ قَبْرِهٖ رَهِيْنًا بِذُنُوْبِهٖ ثُمَّ قَلَّدَ اَبِی الْاَمْرَ وَكَانَ غَيْرَ اَهْلٍ لَّهٗ وَ نَازِعُ اِبْنِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ (وَآلِهٖ) وَسَلَّمَ فَقَصَفَ عُمْرُهٗ وَانْبَتَرَ عُقْبَهٗ وَصَارَ فِیْ قَبْرِهٖ رَهِيْنًا بِذُنُوْبِهٖ —— ثُمَّ بَكٰى —— وَقَالَ اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْاُمُوْرِ عَلَيْنَا عِلْمُنَا بِسُوْءِ مَصْرَعِهٖ وَبِئْسَ مُنْقَلِبُهٗ وَقَدْ قَتَلَ عِتْرَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ (وَآلِهٖ) وَسَلَّمَ وَاَبَاحَ الْخَمْرَ وَخَرَّبَ الْكَعْبَةَ وَلَمْ اَذُق حِلَاوَةَ الْخِلَافَةِ فَلَا اَتَقَلَّدَ مَرَارَتَهَا فَشَانُكُمْ اَمْرُكُمْ ——

(الصواعق المحرقہ ص۲۲۴ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان)

یعنی —— یہ خلافت اللہ رب العزت کی رسی ہے اور میرے دادا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے خلافت کا جھگڑا کیا جو اس سے خلافت کا زیادہ حقدار تھا۔ یعنی حضرت علی بن ابی طالب اور جو سلوک وہ تم سے کرتا رہا ہے تم اسے جانتے ہو۔ یہاں تک کہ موت نے اسے آ لیا اور وہ اپنی قبر میں اپنے ذنوب کا قیدی ہو گیا ہے۔ پھر میرے باپ نے خلافت سنبھالی اور وہ اس کا اہل نہیں تھا اور اس نے رسول اللہ کی بیٹی کے بیٹے سے جھگڑا کیا اور اس کی زندگی ختم کر دی اور اس کی اپنی اولاد بھی تباہ ہو گئی اور وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کا قیدی ہو گیا۔ پھر اس (یزید کے بیٹے) نے رو کر کہا۔ جو بات ہم پر سب سے زیادہ گراں ہے —— وہ یہ ہے کہ ہم سب کو اس کے برے انجام کا علم ہے۔ اس نے عترت رسول کو قتل کیا اور شراب کو جائز قرار دیا اور کعبہ

Marfat.com

شریف کو ویران کیا۔ میں نے خلافت کا مزہ نہیں چکھا اور نہ ہی اس کو تلخیوں کو گلے کا ہار بنانا چاہتا ہوں "اے لوگوں" تم اپنے معاملات کو خود سمجھو۔

خیال رہے جو یزید کے بیٹے معاویہ نے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا۔ اس کو علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "صواعق محرقہ" میں نقل کیا ہے۔ خطبے کے آخری الفاظ کا ترجمہ اس طرح ہے۔ "خدا کی قسم! اگر دنیا اچھی چیز ہے تو ہم نے اس سے اپنا حصہ وصول کرلیا ہے اور اگر دنیا بری چیز ہے تو ابو سفیان کی اولاد کیلئے وہی کافی ہے جو اس نے حاصل کرلیا ہے"۔

علامہ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یزید کا بیٹا یہ مختصر تقریر کرنے کے بعد اپنے گھر کے اندر چھپ کر بیٹھ گیا اور چالیس دن کے بعد وہ فوت ہوگیا۔ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے وہ اپنے باپ سے زیادہ انصاف پسند تھا۔ اس نے بتادیا کہ خلافت اس کے اہل کو ملنی چاہئے۔

یزید کے بیٹے معاویہ کی مندرجہ بالا تقریر سے جو بات نکھر کر سامنے آئی وہ یہ ہے کہ حسین کا کردار صداقت پر مبنی ہے اور یزید کا کردار جھوٹ اور فریب کا آئینہ دار ہے۔ یزید خلافت کا حق دار نہ تھا نہ ہی اس میں امور سلطنت بخوبی انجام دینے کی صلاحیت تھی۔ وہ ایک قاتل ظالم، شرابی اور کعبہ شریف کو ویران کرنے والا ایک شیطان صفت درندہ تھا۔

گزشتہ اوراق میں یزید کے بارے میں جو کچھ لکھا جاچکا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یزید محارم (جن عورتوں سے نکاح حرام ہے) سے صحبت کرتا تھا۔ شرابی اور زانی تھا۔ نوعمر لڑکوں اور گانے والی فاحشہ عورتوں کو اپنے گرد جمع رکھتا

Marfat.com

تھا ـــــ اور بندروں سے کھیلنا اس کا محبوب ترین مشغلہ تھا ـــــ اور بندروں اور نوعمر لڑکوں کے سروں پر سونے کی ٹوپیاں پہنا تا تھا ـــــ اسی نے مدینہ منورہ کے (۱۲۴۹۷) عظیم المرتبت لوگوں کو قتل کرایا اور مدینۃ الرسول کی ایک ہزار عصمت مآب کنواری بیٹیوں کی عزتوں کو پامال کرایا ـــــ اور مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے۔ مدینہ شہر کے لوگوں کو حراساں کیا اور ان پر بے پناہ مظالم توڑے ـــــ مکہ معظمہ کے لوگوں پر جنگ مسلط کی غلاف کعبہ جلا ڈالا اور سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کے مینڈھے کے سینگ جلا دیئے جو کعبہ شریف کی چھت پر لٹکے ہوئے تھے' جن کی برکت سے کائنات ارضی میں امن وسکون کی ہوائیں چلتی تھیں ـــــ اور اس نے آلِ رسول اولاد فاطمہ علیہا السلام کو بے دردی سے قتل کرایا۔ اور اپنی شخصی حکومت کو برقرار رکھنے کیلئے گھروں کو جلایا اور ظلم وستم کا بازار گرم کیا۔

یزید کی حمایت میں زمین وآسمان کے قلابے ملانے والوں کا اگر رسول اللہ کے ساتھ رتی برابر بھی قلبی لگاؤ ہوتا تو وہ یزید کے حق میں بات کرنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور نہ ہی انہیں اس امر کی خدا نے توفیق عطا فرمائی۔ اگر سچ پوچھیں تو یہی وہ لوگ ہیں جن کی وجہ سے اہلِ اسلام انتشار کا شکار ہوئے اور انہی لوگوں کی خرافات سے مسلمان اسلام سے برگشتہ ہو رہے ہیں اور یہی وہ ٹولہ ہے جس نے مسلمانوں کو کافر و مشرک اور بدعتی کہہ کر دین سے دور کیا۔ اسلام کے لئے یہ چھپے ہوئے دشمن اگر یزید کی حمایت نہ کریں تو اور کیا کریں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ مندرجہ بالا صفات کے حامل شخص پیدائشی جنتی ہے یا دوزخ کا ایندھن۔

Marfat.com

شرابی

یزید شرابی تھا اور اس کے شراب پینے کی گواہی اس کے بیٹے نے دی ہے۔ شراب حرام ہے اور شراب پینے والا امیر المومنین نہیں ہو سکتا—— شراب پلیدی اور گندگی ہے—— پلید اور گندہ آدمی خلیفۃ المسلمین نہیں بن سکتا—— شراب نوشی شیطانی کام ہے، جس نے شراب پی اس نے شیطان کو راضی کیا اور شیطان کے ہاتھوں میں کھیلنے والا خلیفہ برحق نہیں ہو سکتا۔

○ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے——

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○

(پ ۷ سورۂ مائدہ آیت نمبر ۹۰)

اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور پانسے ناپاک اور شیطانی کام ہیں تو ان سے بچتے رہنا تاکہ تم فلاح پاؤ۔

○ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے——

اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَاِنَّهَا اُمُّ الْخَبَائِث

(الزواجر عن اقتراف الکبائر ج ۲، ص ۱۵۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان)

○ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ ——

(الواجر عن اقتراف الکبائر ج ۲، ص ۱۵۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان سن اشاعت ۱۹۸۳ء)

Marfat.com

شراب سے بچو! کیونکہ وہ ہر شرارت کی کنجی ہے۔

○ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے——

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌ وَلَا قُمَّارٌ وَمَنَّانٌ وَلَا مُدْمِنُ الْخَمْرِ

(مشکوٰۃ جلد ۲، ص ۳۴۰ مطبوعہ عربیہ لاہور باب بیان الخمر وعید شرابھا)

والدین کا نافرمان، جوئے باز، دے کر احسان جتلانے والا، ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوں گے (اگر تائب نہ ہوئے)

○ حضرت ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرا جو شراب کے نشہ میں چور تھا، وہ اپنے ہاتھ میں پیشاب کرتا تھا اور پھر اسی پیشاب سے اپنے ہاتھ اور منہ دھوتا تھا۔ وضو کرنے والے کی طرح اور یہ پڑھتا تھا——

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاِسْلَامَ نُوْرًا وَالْمَآءَ طَھُوْرًا

(الزواجر ۲، ص ۱۵۱)

سب تعریفیں اللہ کیلئے جس نے اسلام کو نور اور پانی کو پاک کیا——

جو پانی اور شراب میں تمیز نہ کر سکے اسے اللہ تعالیٰ کے احکام کہاں یاد رہتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت داری مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی عظمتیں اس کے حاشیہ خیال کہاں رہ سکتی ہیں"۔

○ حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شراب کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے ارشاد فرمایا——

ھِیَ اَکْبَرُ الْکَبَائِرِ وَاُمُّ الْفَوَاحِشِ، مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ وَ تَرَکَ

Marfat.com

الصَّلٰوۃَ وَوَقَعَ عَلٰی اُمِّہٖ وَخَالَتِہٖ عَمَّتِہٖ

(الزواجر جلد ۲ صفحہ ۱۵۶)

فرمایا: یہ بڑا کبیرہ گناہ ہے اور تمام برائیوں کی ماں ہے اور جو شخص شراب پیتا ہے نماز کو چھوڑ دیتا ہے اور وہ اپنی ماں یا خالہ یا اپنی پھوپھی کے ساتھ برا کرتا ہے۔

○ علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الاسلام علائی کے حوالے سے زواجر میں نقل کیا کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب کے بارے میں دس شخصوں پر لعنت فرمائی ہے: ۱ ــــ وَعَاصِرَهَا ــــ ۲ ــــ وَمُعْتَصِرَهَا ــــ ۳ ــــ وَشَارِبَهَا ــــ ۴ ــــ وَحَامِلَهَا ــــ ۵ ــــ وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ ــــ ۶ ــــ وَسَاقِيْهَا ــــ ۷ ــــ وَبَائِعَهَا ــــ ۸ ــــ وَاٰكِلِ ثَمَنًا ــــ ۹ ــــ وَالْمُشْتَرِىْ لها ــــ ۱۰ ــــ وَالْمُشْتَرِىْ لَهٗ ــــ شراب بنانے والا شراب بنوانے شراب پینے والا شراب اٹھانے والا اور جس کے پاس اٹھا کر لائی گئی ہو اور شراب پلانے والا بیچنے والا اور اس کی کمائی کھانے شراب خریدنے والا اور جس کے لیے خریدی گئی ہو۔

(الزواجر جلد ۲ صفحہ ۱۵۷ (رواہ ابوداؤد)

رسول اللہ نے ان سب پر لعنت فرمائی ہے۔

اوپر درج چند احادیث پر غور فرمائیں اور پھر موجودہ دور کے خارجیوں اور ناصبیوں کی تحریروں کو دیکھیں کہ انہوں نے ایک شرابی کو خلیفۂ برحق امیر

Marfat.com

المومنین خلیفہ راشد اور اس کی شخصی حکومت کو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ثابت کرنے کیلئے کیسی کیسی چالیں چلی ہیں اور کیسے کیسے فریب کے جال بنے ہیں۔

یزید شراب پیتا تھا اور یہ بات تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور پھر قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ شرابی آدمی کسی صورت بھی اہلِ اسلام کا حکمران نہیں بن سکتا اور یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں شرابی قیادتوں نے جو تباہی مچائی اور اسلامی اقدار کو پامال کیا اس سے ملت اسلامیہ تمام معاملات میں اغیار کی دست نگر ہو کر رہ گئی۔

یزید بدکار

علماء نے صحابہ کرام اور تابعین کی زبانی لکھا ہے کہ یزید زانی اور بدکار تھا اس کی ہولناکیوں اور شہوت انگیزیوں کے قصے دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔

قرآن مجید نے بدکاری کی برائی بیان کرتے ہوئے فرمایا——

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا

(پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۲)

اے لوگو! زنا بدکاری کے قریب مت جاؤ بے شک یہ بے حیائی اور نہایت ہی برا راستہ ہے۔

○ حدیث میں آیا ہے——

مَنْ زَنٰى اَوْ شَرِبَ الْخَمْرَ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْهُ الْاِيْمَانَ كَمَا يَخْلَعُ الْاِنْسَانُ الْقَمِيْصَ مِنْ رَّاْسِهٖ——

(الزواجر جلد ۲ صفحہ ۱۵۲)

Marfat.com

''جس نے زنا کیا یا شراب پی اللہ اس سے ایمان کو ایسے اتار دیتا ہے' جیسے انسان اپنے سر سے کرتا اتار دیتا ہے''۔

ایک فاسق و فاجر' زانی و شرابی اور کبائر کا ارتکاب کرنے والے کو متقی' پرہیزگار' پابند صوم وصلوٰۃ' کرم النفس' حلیم الطبع اور سنجیدہ و متین کہنے والوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ وہ کس بدکار کی وکالت کر رہے ہیں۔ یزید کی زندگی' شیطانی منشور کے مطابق گزری ہے۔ جو شخص شیطانی دستور و ضابطہ اور کافرانہ طور طریقہ کے عین مطابق زندگی کو گزار دیتا ہے وہ مسلمانوں کا سربراہ مملکت نہیں ہو سکتا اور یہی وجہ ہے کہ نواسۂ رسول نے یزید کی حکمرانی تسلیم نہیں کی۔

○ یزید نو عمر لڑکوں کو اپنے گرد جمع رکھتا تھا اور ان کے سروں پر سونے کی ٹوپیاں پہناتا تھا۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس میں قوم لوط کی طرح خلاف فطرت بدفعلی کی عادت تھی[1]۔ جس کی وجہ سے وہ اس قسم کی حرکتیں کرتا تھا اور اس قسم کی گندی حرکتوں کا مرتکب شخص خارجیوں' ناصبیوں' نجدیوں اور مسلمانوں پر شرک و بدعت کے فتوے لگانے والوں کو امیر تو ہو سکتا ہے' حسین رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے ماننے والوں کا امیر نہیں ہو سکتا۔

○ یزید ناچنے اور گانے بجانے والی دوشیزاؤں کو بھی اپنے گرد جمع رکھتا تھا اور شراب کے نشے میں چور بدمستی کے عالم میں ان سے گانے سنتا تھا۔ ہم

۱؎ مشکوٰۃ کی حدیث ہے: ''مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ'' ''جس شخص نے قوم لوط کا سا فعل کیا وہ ملعون ہے''۔

Marfat.com

یزید کے وکلائے صفائی سے پوچھتے ہیں۔ کیا اسی کا نام پرہیزگاری اور تقویٰ شعاری ہے۔

○ یزید بندروں سے بہت محبت کرتا تھا اور ان کے سروں پر سونے کی ٹوپیاں پہناتا تھا اور ایک روایت کے مطابق وہ بندر کے کاٹنے سے ہی مرا تھا اور جس شخص کی زندگی کا زیادہ تر حصہ بندروں جیسے شرارتی جانوروں سے کھیلتے ہوئے گزرا ہو وہ خود کتنا شرارتی ہوگا اور شرارتیں جس کے آنگن میں جنم لیتی ہوں وہ شرافت کے پیکروں کا امیر کس طرح بن سکتا ہے۔

○ یزید نے مدینہ منورہ کے پرنور ماحول میں ظلمت کی آندھیاں بپا کیں۔ اہلِ مدینہ کے مال و متاع کو لوٹا اور مدینے کی عزت مآب بیٹیوں کی ناموس کو برباد کیا اور حرہ کے مقام پر خون کی ندیاں بہائیں' قرآن کے حافظوں' دین کے عالموں کو نہایت بے دردی سے قتل کیا۔

وہ مدینہ —— جس کی عظمتوں کے تذکرے قرآن میں ہیں۔ جس کی شان کے ترانے فرشتوں نے گائے۔ جس کی بڑائی کے بول زبان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکلے۔ جو فرشتوں کا جائے نزول ہے —— جہاں حجرۂ زہراء بتول ہے —— جو جنت ارضی یتیموں' مسکینوں' دکھ درد کے ماروں کی جائے پناہ ہے۔

وہ مدینہ —— جو کائنات ارضی کے ماتھے کا جھومر ہے۔ جو دار القرار اور مہبط جبریل ہے —— یہ وہ مدینہ ہے جہاں گنبد خضریٰ کے انوار چمکتے ہیں۔ جہاں رسولِ خدا کی رضائی ماں اور امہات المومنین کے مزارات ہیں' جہاں رسول

Marfat.com

کی بیٹیاں۔ استراحت فرما رہی ہوں —— یہ وہ مدینہ ہے —— جس کے پہلو میں ایک پرشکوہ پہاڑ ہے' جس کو احد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ وہی احد ہے جو رسول اللہ سے محبت کرتا ہے اور رسول اللہ اس سے محبت فرماتے ہیں اور اسی احد کی آغوش میں رسولِ خدا کے شیر دل چچا حضرت حمزہ (سلام اللہ علیہ) اور دیگر شہداء عالم برزخ کی ٹھنڈی ہواؤں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں —— یہ وہی مدینہ ہے —— جس کے درمیان جنت البقیع ہے' جس میں حضرت حسن مجتبیٰ زہر کا جام پی کر ابدی نیند کے مزے لوٹ رہے ہیں اور جس میں امام زین العابدین' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر سرکار علیہ السلام کے جانثار صحابہ کبار کے مزارات و مقابر تھے جنہیں یزید کے پیروکاروں نے منہدم کر دیا ہے۔ یزید نے اس مدینے کو اجاڑا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسایا تھا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ مدینے شریف کی گلیوں کے گرد و غبار کے بارے میں رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے —— امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الجامع الصغیر'' جو حدیث کی معرکتہ الاراء کتاب ہے۔ میں حدیث نقل فرمائی۔ لکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

غُبَارِ الْمَدِيْنَةِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجُذَامِ ——

مدینہ منورہ کی دھول کوڑھ کیلئے شفا ہے ——

غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ يُبْرِئُ مِنَ الْجُذَامِ ——

خاکِ مدینہ کوڑھ سے بری کر دیتی ہے ——

Marfat.com

غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ يُطْفِئُ الْجُذَامَ ——

(الجامع الصغیر جلد ۲ ص ۹۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان)

مدینہ کا گرد وغبار کوڑھ (کی آگ کو) بجھا دیتا ہے۔

خیال رہے کہ کوڑھ ایسی موذی بیماری ہے جس سے بدن گل جاتا ہے اور اس بیماری کا علاج آج بھی ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ یہ ایسا لاعلاج مرض ہے جس کا آج کے اس سائنسی دور میں بھی کوئی حتمی علاج دکھائی نہیں دیتا۔ اگر اس کا کوئی مستقلی علاج اس کرۂ ارض پر کہیں ہے تو وہ صرف مدینہ شہر کی گلیوں کے گرد وغبار میں ہے —— ایسے پاکیزہ اور برکتوں بھرے شہر کو تاخت و تاراج کرنا خارجیوں، وہابیوں کے پیشوا کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ ایمان والے ایسا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ شریف اور اہلِ مدینہ سے بہت زیادہ محبت ہے، مدینے والوں کو کسی قسم کی بھی کوئی پریشانی لاحق ہو تو سرکار کو برداشت نہیں ہوتا تھا۔ جب حضور آئندہ وقوع پذیر ہونے والے حادثات کو اپنی نظر نبوت سے دیکھتے تو پریشان ہو جاتے —— ایک مرتبہ سرکار علیہ السلام نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو واقعہ حرہ کی خبر دیتے ہوئے بڑے افسوس و پریشانی کے عالم میں فرمایا —— ابوذر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا —— اے ابوذر —— میں نے عرض کیا:

لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ——

تعمیل ارشاد کے لئے حاضر ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے

Marfat.com

فرمایا:

كَيْفَ اَنْتَ اِذَا رَاَيْتَ اَحْجَارَ الزَّيْتِ قَدْ غُرِفَتْ بِالدَّمِ ـــ

(سنن ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۲۹)

(اے ابوذر رضی اللہ عنہ) اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب تو دیکھے گا کم زیت (مقام حرہ) کے پتھر خون میں ڈوب جائیں گے۔

یزیدی فوجوں کی مقام حرہ پر خون ریزی کی خبر رسول اللہ نے قبل از وقت دے دی تھی اور خارجیوں کے امیر کے اس ظالمانہ کارنامے اور اس کی درندگی اور خباثتوں کی نشاندہی مدتوں پہلے کر دی تھی۔ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی میں یزید کی حمایت کا علم بلند کرنے والوتم نے کبھی یہ بھی سوچنے کی زحمت گوارا کی ہے کہ قیامت کے دن حسین رضی اللہ عنہ کے نانا جان کے امتی کس منہ سے کہلوائیں گے۔ اہلِ مدینہ کو یزید کے حراساں کرنے پر خوش ہونے والو مسلم کی ایک حدیث نقل کرتا ہوں کہ شاید اس پر غور کرنے کے بعد تم اپنے غلیظ نظریات پر نظر ثانی کر کے شہ عالم کے ساتھ قلبی تعلق جوڑ سکو جس کی امید نہیں ہے۔

○ مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَخَافَهُ اللّٰهُ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ـــ

جس نے مدینے والوں کو حراساں کیا اللہ تعالیٰ اسے خوف میں مبتلا کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

۱ــــ تاریخ الخلفاء ص ۲۰۹ مطبوعہ میر محمد آرام باغ کراچی

Marfat.com

مذکورہ بالا حدیث مسلم کی رو سے یزید لعنتی ہوا یا نہیں؟ اور جو لوگ اس کے ساتھی اور دوست ہیں وہ اسی زمرے میں آتے ہیں یا نہیں؟ گلے میں لعنت کے طوق ڈال کر اگر میدان محشر میں وارد ہونا چاہتے ہو تو پھر ہمت سے کام لو تو تمہیں کوئی نہیں روکے گا تمہاری اندرونی بیماری سے ہر ذی شعور واقف ہے، تمہاری پس پردہ شرانگیزیوں اور دین کا حلیہ بگاڑنے کی سازشوں سے اہلِ اسلام پوری طرح آگاہ ہیں لیکن یاد رکھو کہ اس ملک پاکستان کی سرزمین میں جو شیخ نجدی کا روپ دھارنے کی کوشش کرے گا تو صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔ لو آؤ اپنے امام وخلیفہ کے بارے میں علمائے امت کی رائے بھی انہیں کی زبانی سن لو اور فساد وعناد کی دنیا سے نکل کر امن وسکون کی کائنات میں واپس لوٹنے کی کوشش کرو اور امام الانبیاء کی خوشنودی حاصل کرنے کی جدوجہد کرو اسی میں تم سب کی بھلائی ہے اور قیامت بالکل قریب ہے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔

لعنتی یزید

علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ جن لوگوں نے یزید پر لعنت کو جائز قرار دیا ہے۔ ان میں علامہ ابنِ جوزی بھی شامل ہیں اور انہوں نے اسے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ ابنِ جوزی اپنی کتاب "الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید" میں لکھتے ہیں کہ مجھ سے ایک سائل نے یزید بن معاویہ کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے اسے کہا کہ وہ جس حال میں ہے وہی اس کیلئے

Marfat.com

کافی ہے۔اس نے کہا ایجوز لعنہ؟ کیا اس پر لعنت کرنا جائز ہے؟ فرماتے ہیں میں نے اسے جواب دیا کہ متقی علماء نے بھی اس پر لعنت کرنے کو جائز قرار دیا ہے جس میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ انہوں نے یزید کے بارے میں لعنت کا ذکر کیا ہے۔ پھر ابنِ جوزی نے قاضی ابویعلیٰ سے روایت کی ہے کہ اس نے اپنی کتاب ''المعتمد الاصول'' میں صالح بن احمد بن حنبل کی طرف اسناد کر کے لکھا ہے کہ میں نے اپنے باپ (امام احمد بن حنبل) کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ لوگ ہماری طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ ہم یزید کے دوست ہیں۔ امام نے فرمایا: اے بیٹا کیا؟ کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا یزید سے دوستی رکھ سکتا ہے——

وَلِمَ لَایَلْعَنُ مِنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ فِیْ کِتَابِهٖ——

کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ وہ اس پر لعنت کیوں نہیں کرتا—— صالح کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ——

واین لعن اللہ یزید فی کتابه——

کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں کس مقام پر یزید پر لعنت کی ہے تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یزید پر لعنت کی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے——

فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَکُمْ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓی

Marfat.com

اَبۡصَارَهُمۡ○

(پارہ ۲۶ سورہ محمد آیت ۲۲/۲۳)

''کیا تمہیں اقتدار مل جائے تو تم نافرمان ہو جاؤ گے اور زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے منقطع کر دو۔ یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور انہیں حق سے بہرا کر دیا ہے اور آنکھیں اندھی کر دی ہیں''۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ کیا اس قتل سے بڑھ کر بھی کوئی فساد ہو سکتا ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص ۲۲۲)

سیّد المرسلین حضرت علامہ سیّد محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر روح المعانی میں مذکورہ بالا آیت کے ضمن میں ائمہ اسلام کے حوالوں سے یزید پر لعنت کے جواز کے سلسلے میں استدلال کیا ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ برزنجی نے ''اشاعت'' اور ابنِ حجر ہیثمی نے صواعق میں نقل کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ نے لعنت یزید کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص پر کیسے لعنت نہ کی جائے جس پر اللہ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں لعنت کی ہے۔ عبداللہ کے دریافت کرنے پر مذکورہ آیت بیان کیا اور فرمایا کہ اس سے بڑھ کر فساد اور قطع رحمی کیا ہوگی۔ ''آلوسی'' مزید لکھتے ہیں ــــ

لَا تَوَقُّفَ فِیۡ لَعۡنِ یَزِیۡدٍ لِکَثۡرَۃِ اَوۡصَافِهِ الۡخَبِیۡثَۃِ وَارۡتِکَابِهِ الۡکَبَائِرَ فِیۡ جَمِیۡعِ اَیَّامِ تَکۡلِیۡفِهٖ وَیَکۡفِیۡ مَا فَعَلَهٗ اَیَّامَ اِسۡتِیۡلَائِهٖ بِاَهۡلِ الۡمَدِیۡنَۃِ وَمَکَّۃِ ــــ

(تفسیر روح المعانی جلد ۲۶ ص)

Marfat.com

ہم یزید پر اس کے برے افعال اور کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے لعنت کرنے پر توقف نہیں کرتے۔ اس کے دور حکومت جو ظلم ہوئے وہی کافی ہیں جو اس نے اہلِ مدینہ اور اہلِ مکہ کے ساتھ روا رکھے——

علامہ آلوسی نے طبرانی کے حوالے سے بسند حسن روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا——

اَللّٰھُمَّ مَنْ ظَلَمَ اَھْلَ الْمَدِیْنَةِ وَاَخَافَھُمْ فَاَخِفْهُ وَعَلَیْهِ لَعْنَتُ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِکَةُ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَایُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ——

اے اللہ جو مدینہ والوں پر ظلم کرے اور انہیں ڈرائے تو تو اسے ڈرا' اور اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو اور نہ اس کا کوئی فرض قبول ہوگا —— اور نہ اس کا نفل۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے چل کر آلوسی لکھتے ہیں——

وَاَنَا اَقُوْلُ الَّذِیْ یَغْلِبُ عَلٰی ظَنِّیْ اَنَّ الْخَبِیْثَ لَمْ یَکُنْ مُصَدِّقًا بِرِسَالَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّ مَجْمُوْعَ مَافَعَلَ مَعَ اَھْلِ حَرَمِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاَھْلِ حَرَمِ نَبِیِّهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مُرْمِنْ عِتْرَتِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ فِی الْحَیَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ وَمَا صد منه من المخازی لیس باضعف دلالة علی عدم تصدیقه من القآء ورقة من المصحف الشریف فی قدر

(تفسیر روح المعانی جلد ۲۶ ص ۷۳ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

Marfat.com

میرا غالب گمان یہ ہے کہ یزید خبیث نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہی نہیں کی اور وہ تمام مظالم جو اس نے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ اور آلِ رسول پر کیے۔ ان کی زندگی میں اور ان کی شہادت کے بعد وہ تمام ستم اور قرآن مجید کے اوراق گندگی کے ڈھیر میں ڈالنا ہی اس کے رسالت پر ایمان نہ لانے کیلئے کافی ہے۔

○ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بھی اپنی تفسیر میں مذکورہ آیت کے ضمن میں یہی روایت نقل کی ہے۔

(ایضاً)

○ جناب مفتی محمد شفیع صاحب جو دیو بندی مکتب فکر کے مفسر ہیں نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں امام احمد بن حنبل کی یہی راویت نقل کرنے کے بعد رقمطراز ہیں کہ یزید سے زیادہ کون قطع ارحارم کا مرتکب ہوگا۔ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ وقرابت کی بھی رعایت نہیں کی۔

(تفسیر معارف القرآن ج ۸ ص ۴۳ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی)

ان تمام روایات سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے اور علمائے نے اس امر کو وضح طور پر بیان فرمایا۔ علماء کے تمام طبقے اس بات پر متفق ہیں کہ جو یزید کا نام لے لعنت کرنے سے گریزاں ہو وہ اس طرح برملا کہہ لیا کرے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو امام حسین کے قتل پر راضی ہو اور جس نے آلِ رسول کو ناحق اذیت پہنچائی اور مصائب سے دوچار کیا۔

○ یزید پر لعنت کے جواز میں علمائے متکلمین نے بھی غیر مبہم الفاظ میں لکھا

Marfat.com

اور خوب لکھا ہے۔ کتب کلامیہ کے جہاں کی معرکۃ الآراء کتاب ''شرح العقائد النفسیہ'' جو مدتوں سے درس نظامی میں داخل نصاب ہے میں علامہ حضرت سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ میں یوں رقمطراز ہیں ــــ

اُطْلِقُ اللَّعْنُ عَلَیْهِ لِمَا اَنَّهُ کَفَرَ حِیْنَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ وَاتَّفَقُوْا عَلٰی جَوَازِ اللَّعْنِ عَلٰی مَنْ قَتَلَهٗ اَوْ اَمَرَ بِهٖ اَوْ اَجَازَهٗ وَرَضِیَ بِهٖ وَالْحَقُّ اَنَّ رَضَا یَزِیْدِ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ وَاسْتِبْشَارَهٗ بِذٰلِکَ وَاَهَانَةِ اَهْلِ بَیْتِ النَّبِیِّ عَلَیْهِ السَّلَامُ ــــ

یعنی لعنت کا اطلاق یزید پر کیا گیا ہے یعنی اس پر لعنت بھیجنا علی الطلاق جائز ہے) اس لیے کہ اس نے کفر کیا' جس وقت امام حسین علیہ السلام کے قتل کا اس نے حکم دیا اور اس بات پر سب نے اتفاق کیا ہے کہ لعنت کرنا جائز ہے اس شخص پر جس نے امام حسین کو قتل کیا یا آپ کے قتل کرنے کا حکم دیا یا اس کو جائز قرار دیا یا اس کے ساتھ راضی ہوا ــــ

اور حق بات یہ ہے کہ بے شک یزید امام حسین کے قتل پر راضی ہوا' اہلِ بیتِ رسول کی توہین کی اور قتل حسین پر خوشی کا اظہار کیا ــــ

علامہ تفتازانی فرماتے ہیں:

فَنَحْنُ لَا نَتَوَقَّفُ فِیْ شَانِهٖ بَلْ فِیْ اِیْمَانِهٖ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَعَلٰی اَنْصَارِهٖ وَاَعْوَانِهٖ ــــ

پس ہم توقف نہیں کرتے اس کی شان میں بلکہ اس کے ایمان میں لعنت ہو

Marfat.com

اس پر اور اس کے ساتھیوں پر اور اس کے مددگاروں پر"۔

(شرح عقائد نسفی ص۱۶۲/۱۶۳ مطبوعہ اصح المطابع آرام باغ کراچی)

○ ابنِ جوزی کہتے ہیں کہ قاضی ابو یعلیٰ نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں انہوں نے لعنت کے مستحقین کا ذکر کیا ہے—

وَذَکَرَ مِنۡهُمۡ يَزِيۡدُ— اس میں انہوں نے یزید کا بھی ذکر کیا ہے۔

(روح المعانی جلد۲۶ ص۷۲)

آیت نمبر۲

فرمان خداوندی ہے—

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِيۡنَ بَدَّلُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ كُفۡرًا وَّاَحَلُّوۡا قَوۡمَهُمۡ دَارَ الۡبَوَارِ○—

کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر و ناشکری کے ساتھ بدل دیا اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں"۔

(پارہ۱۳ سورۂ ابراہیم آیت ۲۸— صواعق محرقہ ص۲۲۲)

اس آیت مبارکہ کے ضمن میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی ارقام فرماتے ہیں—

ثُمَّ كَفَرَ يَزِيۡدُ وَّمَنۡ مَّعَهٗ بِمَا اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ وَانۡتَصَبُوۡا بِعَدَاوَةِ آلِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ (وَآلِهٖ) وَسَلَّمَ وَقَتَلُوۡا حُسَيۡنًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ ظُلۡمًا وَّكَفَرَ يَزِيۡدُ بِدِيۡنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ (وَآلِهٖ) وَسَلَّمَ حَتّٰی اَنۡشَدَ اَبۡيَاتًا حِيۡنَ قَتَلَ حُسَيۡنًا رَضِیَ اللّٰهُ مَضۡمُوۡنُهَا اَيۡنَ اَشۡيَاخِیۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِنۡتِقَامِیۡ بِآلِ مُحَمَّدٍ وَّبَنِیۡ

Marfat.com

ھَاشِمٍ ——

(تفسیر مظہری جلد ۵' ص ۲۷۱ مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)

پھر یزید اور اس کے ساتھیوں نے اللہ رب العزت کی ناشکری کی اور آلِ محمد کی دشمنی و عداوت کا جھنڈا بلند کیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو ظلماً شہید کیا اور یزید عنید نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین ہی کا انکار کر دیا۔ جب امامِ عالی مقام حسین علیہ السلام شہید ہو چکے تو یزید پلید نے چند اشعار پڑھے' جن کا مضمون اس طرح ہے کہ آج میرے اسلاف (گزرے ہوئے آباؤ اجداد) ہوتے تو اپنی آنکھوں سے دیکھتے کہ میں نے آلِ محمد اور اولادِ ہاشم سے ان کا کس طرح بدلا لیا ہے۔

ان اشعار میں سے آخری شعر یہ ہے۔

وَلَسْتُ مِنْ جُنْدُبٍ اِنْ لَّمْ اَنْ اَنْتَقِمْ
مِنْ بَنِیْ اَحْمَدُ مَا کَانَ فَعَلْ

کہ میں جندب کی اولاد میں سے نہیں ہوں۔ اگر میں احمد مجتبیٰ کی اولاد سے احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کیے کا بدلہ نہ لوں۔

صاحب مظہری لکھتے ہیں کہ یزید نے شراب کو بھی حلال کر رکھا تھا اور ترنگ میں آ کر نشہ کی حالت میں یہ شعر کہتا تھا۔

مَدَامُ کَتْرٍ فِیْ اِنَاءٍ کَفِضَّةٍ
وَسَاقٍ کَبَدٍ مَّعَ مَدَامَ کَاَنَّجَمْ

شراب کا خزانہ چاندی طرح برتن میں ہے اور جگر کو سیراب و تر و تازہ کرنے

Marfat.com

والا چمکتے ہوئے ستارے کی طرح شراب کے ساتھ ہے۔

وَشَمْسُهٗ كَرْمٌ بُرْجُهَا قَعْرُهَا
وَمَشْرِقُهَا السَّاقِیْ وَ مَغْرِبُهَا فِمِیْ

اور اس کا سورج انگور ہے اور اس کا برج اس کی گہرائی ہے اور اس کے مشرق کی طرف ''ساقی'' شراب پلانے والا ہے اور اس کے مغرب کی طرف میرا منہ ہے''۔

فَاِنْ حَرِمَتْ يَوْمًا عَلٰى دِيْنِ اَحْمَد
فَخُذْمَا عَلٰى دِيْنِ الْمَسِيْحِ ابْنِ مَرْيَم

اگر دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شراب حرام ہے تو پھر تو شراب کو عیسائی بن کر پی جا۔

قارئین کرام: یزید عنید' پلید' بے دید کے مندرجہ بالا اشعار کو ایک مرتبہ پھر غور سے پڑھیں اور اسکے کافرانہ نظریات اور باغیانہ روش کو دیکھیں کہ وہ شراب کو دین محمدی سے زیادہ اہمیت دیتا ہے یعنی اس کے نزدیک شریعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر شراب پینے کی اجازت نہیں دیتی تو پھر شراب کی خاطر عیسائیت قبول ہے۔ یعنی اس بے دین کے نزدیک دینِ اسلام سے نکل جانا گوارا ہے لیکن شراب کو ترک کرنا پسند نہیں۔ اور پھر اس کا یہ کہنا کہ میں نے آلِ محمد کو قتل کر کے بنو ہاشم کے تمام بدلے چکا دیئے ہیں اور پھر یہ کہنا کہ میں نے رسول اللہ کے کیے کا بدلہ ان کی اولاد سے لے لیا ہے۔ یہ سراسر کفریہ بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کے ایک طبقے نے اس

Marfat.com

کے ان اشعار کی بنا پر اسے اسلام سے خارج قرار دیا ہے لیکن دوری طرف خوارج ونواصب کا ایک مختصر سا ٹولہ ہے کہ جو اسے صحابہ کا سپہ سالار اور امیر المومنین، محسن عرب جیسے خطابات والقاب سے ملقب کر رہا ہے۔ انصاف کے ان بے رحم، قاتلوں کے گروہ کو ہم صرف اتنا ہی عرض کریں گے کہ اگر تمہاری تسلی نہیں ہوئی تو پھر آئیں اور آیت مبارکہ کا تفسیری نوٹ ملاحظہ فرمائیں تاکہ ذہنوں میں تعصب کی جمی ہوئی گرد کے چھٹنے کا کوئی سامان ہو سکے۔

آیت نمبر ۳

فرمان رب العزت ہے ــــ

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ٥ ــــ

اور جو اس کے بعد ناشکری کریں تو پس وہی لوگ فاسق وفاجر ہیں۔

(پارہ ۱۸ سورۂ نور آیت نمبر ۵۵)

صاحب تفسیر مظہری اس آیت مقدسہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں ــــ

وَيُمْكِنُ اَنْ يَّكُوْنَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى (وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ) اِشَارَةً اِلٰى يَزِيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ ــــ

کہ یہ ممکن ہے کہ مندرجہ بالا آیت میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہو"۔

فرماتے ہیں ــــ

Marfat.com

حَيْثُ قَتَلَ ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ (وَآلِهٖ) وَسَلَّمَ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتِ النَّبُوَّةِ وَاَهَانَ عِتْرَتَهٗ وَافْتَخَرَ بِهٖ وَقَالَ هٰذَا يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ——

کہ اس نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عذرا بتول کے بیٹے حسین اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کیا اور آپ کے اکثر ساتھی خاندان نبوت کے افراد تھے اور اس نے رسول پاک کی اولاد کی توہین کی اور پھر اس بات پر فخر کیا اور بڑی رعونت وانبساط سے یہ بات کہنے لگا کہ بدر کے دن کا انتقام پورا ہو گیا——

وَبَعَثَ جَيْشًا عَلٰى مَدِيْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ (وَآلِهٖ) وَسَلَّمَ وَفَعَلَ مَا فَعَلَ فِيْ وَقْعَةِ الْحَرَّةِ بِالْمَدِيْنَةِ——

پھر اس یزید عنید نے رسول اللہ کے شہر مدینہ منورہ پر لشکر کشی کی اور حرہ کا واقعہ پیش آیا اور شہر رسول کو تاخت وتاراج کیا——

وَبِالْمَسْجِدِ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ وَهُوَ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ——

اور وہ مسجد نبوی جس کی بنیاد تقویٰ پر قائم کی گئی تھی اور جس کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کہا گیا ہے۔ اس کی بے حرمتی کی——

اور پھر اس نے اللہ کے پاک گھر کعبہ شریف پر پتھر برسانے کے لئے منجنیقیں نصب کرائیں اور حضرت اُمّ المومنین عائشہ کی ہمشیرہ حضرت اسماء کے بیٹے خلیفہ اول کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید

Marfat.com

کرایا——

وَفَعَلَ مَا فَعَلَ حَتّٰی کَفَرَ بِدِیْنِ اللّٰہِ——

اور اس نے ایسی ذلیل حرکتیں کی کہ آخر کار اللہ تعالیٰ کے دین کا منکر ہو گیا——

واباح الخمر——

اور اس نے شراب کو حلال کر رکھا تھا——یعنی بے تحاشا شراب پیتا تھا۔

(التفسیر المظہری جلد۴ ص۵۵۳/۵۵۴ مطبوعہ کوئٹہ)

پیشوائے اہلِ حدیث کا فیصلہ

جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے' مسلک اہلِ حدیث کے بہت بڑے پیشوا علامہ وحید الزماں جو علمی دنیا میں غیر مقلد وہابیوں کا سرمایہ تصور کیے جاتے ہیں انہوں نے اپنے مسلک کے مطابق صحاح ستہ کی شروح بھی لکھیں اور ''ابن تیمیہ'' کی تعلیمات کو اجاگر کرنے کی بھی کوشش کی اور علامہ شوکانی کے تصوراتی مسلک کا تعارف بھی کرانے کی کوشش کی ہے اور ابنِ قیم کی ذومعنی تحریروں کو بھی اپنے خیالات کے مطابق حل کرنے کی جدوجہد بھی کی چونکہ یزید کے حامیوں اور حمایت کرنے والوں میں زیادہ تعداد اہلِ حدیث اور دیوبندیوں کی ہے۔اس لیے مناسب ہے کہ یہاں پر مسلمانوں کو کافر و مشرک گردانے والوں کے حوالوں سے یزید لعین کا کچا چٹھا بیان کیا جائے——علامہ وحید الزمان اپنی کتاب ''ہدیۃ المہدی'' میں رقم طراز ہیں:

وَخَرَجَ مِنَّا الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلٰی یَزِیْدٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ لِاَنَّهٗ مَا دَخَلَ

Marfat.com

فِیْ بَیْعَتِہٖ وَکَذَا اَکْثَرُ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ وَالَّذِیْنَ دَخَلُوْا فِیْ بَیْتِہٖ هُمْ اَیْضًا نَکَثُوْا بَیْعَتَہٗ لَمَّارَأَوْا مِنْ فِسْقِہٖ وَ فُجُوْرِہٖ وَالْحَادِہٖ کَتَحْلِیْلِ الْخَمْرِ وَالزِّنَا وَغَیْرِ ذٰلِکَ فَھُوَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَذَلَ نَفْسَہٗ لَا عَلَآءِ کَلِمَۃِ اللّٰہِ وَاِقَامَۃِ الشَّرْعِ الْمَتِیْنِ وَصَارَ سَیِّدُ الشُّھَدَآءِ وَالصِّدِّیْقِیْنَ —— وَمَنْ اَنْکَرَ شَھَادَۃَ الْحُسَیْنِ وَظَنَّہٗ بَاغِیًا فَقَدْ اَخْطَاءَ خَطَاءً فَاحِشًا——

(ہدیۃ المہدی ص ۹۸ مطبوعہ میور پریس دہلی، پبلشرز اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ)

یزید پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، ہمارے امام، امام حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس پر خروج کیا "یعنی اس کیخلاف میدان میں نکلے" اور آپ اس کی بیعت میں داخل نہ تھے۔ "یعنی اس کی خلافت وامارت کو آپ نے قبول نہیں کیا"۔ اور اسی طرح اہلِ مدینہ اور دیگر لوگ جو اس کی بیعت میں داخل تھے۔ سب نے اس کی بیعت توڑ دی تھی اس لیے کہ انہوں نے یزید کے فسق و فجور اور الحاد و بے دینی کو دیکھا۔ مثلاً اس کا شراب کو حلال جاننا اور زنا کرانا اور اسی طرح اور افعال قبیحہ۔ پس امام حسین علیہ السلام اپنے آپ کو اعلاء کلمۃ الحق اور شریعت مطہرہ کی اقامت کا زیادہ حقدار سمجھا اور جان کو نثار کر دیا اور صدیقوں اور شہیدوں کے سردار بن گئے —— جو شخص امام حسین کی شہادت کا انکار کرتا ہے اور آپ کو باغی کہتا ہے اُس نے فحش ترین غلطی کی۔

○ غیر مقلد وہابیوں کے یہ مایۂ ناز محدث علامہ وحید الزماں۔ اپنی اس تحریر

Marfat.com

پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:—

اِنَّمَا لَعَنَاهُ لِاَنَّهُ لَعَنَ عَلَيْهِ اِمَامُنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَكَذٰلِكَ رَوَى ابْنُ الْجَوْزِيْ مَنْ اَصْحَابِنَا مِنَ السَّلْفِ جَوَازُ اللَّعْنِ عَلَيْهِ وَمَنَعَ الْغَزَالِيْ عَنْهُ تَحَكُّمًا وَهُوَ لَمْ يَلْتَفِتْ اِلٰى قَوْلِهِ تَعَالٰى: اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا وَاَيُّ اِيْذَآءٍ اَعْظَمُ مِنْ قَتْلِ آلِهِ وَاَقَارَابِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ (وَآلِهِ) وَسَلَّمَ وَهَتْكِ حُرُوْمَتِهِ وَقَتْلِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَاَمْرُ يَزِيْدِ بِذٰلِكَ وَاسْتِبْشَارُهُ بِهِ مَتَوَاتِرٌ لَا يَمْكِنُ الْاِنْكَارُ عَنْهُ وَقَدْرُوِيَ عَنْ يَزِيْدٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ—

(حاشیہ ہدیۃ المہدی ص ۹۸)

ہم یزید پر لعنت کرتے ہیں اس لیے کہ اس پر ہمارے امام احمد بن حنبل نے لعنت کی ہے۔ ہمارے اسلاف میں سے ابنِ جوزی نے لعنت کو جائز قرار دیا ہے اور غزالی کا لعنت سے منع کرنا یہ اس کی زبردستی اور بے دلیل بات ہے اور اس نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر توجہ نہیں دی جس میں اللہ نے فرمایا—

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝—

(پارہ ۲۲ سورۃ احزاب آیت نمبر ۵۷)

(بیشک جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت دنیا اور آخرت میں ایسے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے ذلیل کرنے والا

Marfat.com

عذاب تیار کر رکھا ہے)

اور اہلبیت رسول اور ان کے قرابت داروں کو قتل کرنا اور انکے حرم مطہرات کی توہین اور مدینہ والوں کے قتل سے زیادہ اذیت والی بات کون سی ہے اور یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ یزید عنید نے ان تمام امور کا حکم دیا تھا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا تھا اور اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

○ اور یہ روایت بھی کہ یزید نے ––– (شہداء کربلا کے سروں کو دیکھ کر کہا تھا)

لَیْتَ اَشْیَاخِیْ بِبَدْرٍ شَهِدُوْا
وَقْعَةَ الْخُزْرُجِ مَعَ وَقْعِ الْاَسَلِ

''اے کاش کہ آج میرے بدر والے بزرگ (مسلمانوں کے ہاتھوں جنگ بدر میں قتل اور زخمی ہونے والے کافر) موجود ہوتے' جنہوں نے نیزوں اور تیغ وتبر کی بوچھاڑ میں بنوخزرج کو پایا''۔

قَدْ قَتَلْنَا الْقَوْمَ مِنْ سَادَاتِهِمْ
وَعَدَلْنَاهُ بِبَدْرٍ فَاعْتَدَلْ

''بے شک ہم نے ان کے سرداروں کی ایک نسل کو قتل کر دیا (یعنی اہلِ بیتِ رسول) اور اپنا بدر والا بدلا اتار دیا اور اب حساب برابر ہو گیا اور یہی عدل ہے''۔

علامہ وحید الزماں اس کے بعد لکھتے ہیں –––

فَاِنْ کَانَتْ هٰذِهِ الرِّوَایَةُ صَحِیْحَةً فَلَا شَكَّ فِیْ کُفْرِهٖ

Marfat.com

وَالْحَادِہٖ——

(حاشیہ ہدیۃ الہدیٰ، ص ۹۸)

کہ اگر یہ روایت درست ہے تو یزید کا ''بدر میں قتل ہونے والے اپنے خاندان کے بڑوں کا جو کافر تھے'' کا حوالہ دینا ہی اس کے کفر والحاد کے لئے کافی ہے۔

کیوں جناب آیا مزا؟ یہ حضرت ہیں اہلِ حدیث نامی وہابیوں کے مایۂ ناز محدث اور برصغیر پاک و ہند میں وہابیوں کا ایک بہت بڑا استون، جس کے سہارے غیر مقلدین کی کمزور ترین عمارت کھڑی ہوئی نظر آتی ہے۔ غیر مقلدین کی رو سے دوسرے نمبر پر جو شخصیت ہے وہ مولانا نواب صدیق الحسن بھوپالی یہ وہ لوگ ہیں جو علم کی دنیا میں ایک نام رکھتے ہیں۔ باقی رہے دوسرے لوگ تو وہ بیچارے بہت بعد کی پیداوار ہیں ان کا حال یہ کہ وہ ابھی تک اپنے اعتقادی نظریات میں ٹھہراؤ پیدا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

یہ تمام باتیں کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کسی ملک کا بہت بڑا ترجمان اگر کوئی بات کہے تو اس کے ہم مسلک اور پیروکاروں کو وہی نظریہ اپنانا چاہئے جو اس نے اپنی جماعت کی ترجمانی کرتے ہوئے پیش کیا۔ ویسے بھی ہدیۃ المہدی اہلِ حدیث مسلک کی کتب کلامیہ میں سے ایک ہے اور جو مصنف نے اس میں اعتدال کا رستہ اختیار کرنے کی کوشش کی ہے وہ اہلِ حدیث وہابیوں کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

لیکن قارئین آپ یہ نہ سوچیں کہ کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے۔ دنیا ادھر کی ادھر ہو

Marfat.com

جائے۔ یہ لوگ اپنی ہٹ دھرمی پر زندگی بھر قائم رہیں گے اور نہ ہی ان کے دلوں کے اندر نواسۂ رسول امام حسین علیہ السلام کی محبت جلوہ گر ہو سکتی ہے۔ اس کی ایک خاص وجہ ہے کہ جن دلوں کے اندر یزید کی عقیدتیں بس چکی ہوں وہاں خون رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبوؤں کا گزرنا ناممکن ہے۔ ویسے بھی ان کا اعتقادی رشتہ حسین اور اس کے آباء کے ساتھ نہایت کمزور بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے اور ان کے ہاں تقلید کے اصول وضوابط سے بغاوت کا مطلب ہی یہ ہے کہ کسی کی بھی کوئی اچھی بات جس میں محبت کے انوار پائیں جائیں ہرگز نہیں ماننی خواہ کچھ بھی ہو جائے اور یہ بات ہم اپنے تجربے کی بنا پر کر رہے ہیں۔ یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ دعوے میں دلیل کی پختگی ہی دعوے کا حسن وجمال ہے اور یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جب مذہبی دانش جنوں کا راستہ اختیار کرے تو پھر سمجھنے سمجھانے سے بات بہت آگے نکل جاتی ہے۔ اب حالات کی ستم ظریفی دیکھئے کہ خارجیوں کے تمام طبقوں نے اپنے اداروں میں علمی کتب کا ذخیرہ کرنے کی بجائے آتشیں ہتھیاروں کے انبار لگانے شروع کر دیئے ہیں اور یہ صورتحال نہایت ہی مخدوش اور پر خطر ہے۔ قتل وغارت گری کا بازار وہی لوگ گرم کرتے ہیں کہ جن کے پاس دلائل کا فقدان ہو' دانش گاہوں کو اسلحہ خانوں میں تبدیل کرنے کا عمل ملت اسلامیہ کی نظروں کے سامنے ہو رہا ہے جس پر ملت کے امن پسند اور جہاندیدہ افراد کی بلکہ بچے بچے کی نظر ہے۔ یہ روش کیا گل کھلائے گی اس کا پتہ آئندہ رونما ہونے والے واقعات سے ہی چل سکے گا۔ ان حالات میں

Marfat.com

اہلِ سنت کو بیداری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

یزید کی کافرانہ شعر گوئی

یزید' پلید' عنید' بے دید کے کافرانہ عقائد و نظریات اور اس کے گندے شعروں کو دیکھ کر کوئی دین دار اسے مومنین کے زمرے میں دیکھنا گوارا نہیں کرے گا کیونکہ وہ اپنے برے عقائد و افعال کی بنا پر اسلام سے بہت دور جا چکا تھا)

آیئے) آپ بھی اس کے شعروں کی نجاست و غلاظت کو دیکھیں اور غور کریں کہ اس کے اشعار کے ایک ایک مصرع میں حسد و عناد' کفر و تعصب اور ضلالت و گمراہی کا گرد و غبار کس قدر گند سے بھرا ہوا ہے ـــــ اس کے شعری بکواس کچھ اس طرح ہے جسے علامہ ابنِ کثیر نے اپنی کتاب ''البدایۃ والنہایۃ'' میں نقل کیا ہے۔

لَیْتَ اَشْیَاخِیْ بِبَدْرٍ شَھِدُوْا
جَزَعَ الْخَزْرَجِ فِیْ وَقْعِ الْاَسَلٖ

کاش میرے بدر والے وہ بزرگ جنہوں نے نیزے کھا کر بنوخزرج کی جزع فزع (گھبراہٹ میں واویلے) اور اضطراب دیکھا تھا آج موجود ہوتے۔

فَاَھَلُّوْا وَاسْتَھَلُّوْا فَرَحًا
ثُمَّ قَالُوْا لِیْ ھَنِیًّا لَاتَسَلٖ

پس وہ ضرور خوشی سے میرے پاس آتے اور بلند آواز سے کہتے۔اے

Marfat.com

یزید) تیرے ہاتھ سلامت رہیں (کہ تو نے ہمارا بدلہ لے لیا ہے)

حِیْنَ حَلَّتْ بِفَنَائِہِمْ بَرْکَہَا

وَاسْتَحَرَّ الْقَتْلَ فِیْ عَبْدِالْاَسَلِ

جب موت ان کے گھروں میں اتری اور وہاں اس نے ٹھکانہ بنالیا اور مدینہ والوں میں خون ریزی کا بازار گرم ہو گیا۔

قَدْ قَتَلْنَا الضُّعْفَ مِنْ اَشْرَافِکُمْ

وَعَدَلْنَا مِیْلَ بَدْرٍ فَاعْتَدِلِ

ہم نے ان کے سرداروں کی ایک نسل کو ختم کر دیا اور ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا اور اب حساب برابر ہو گیا۔

مندرجہ بالا شعروں میں یزید عنید نے غزوۂ بدر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ غزوۂ بدر دو ہجری میں ہوا۔ جب کفار مکہ نے مسلمانوں کی مختصر سی جماعت کو نیست و نابود کرنے کیلئے اہلِ اسلام پر لشکر کشی کی اور اس میں یزید کے اباؤ اجداد بھی موجود تھے۔ اس جنگ میں ستر کفار قتل ہوئے اور ان میں اکیس کافروں کو صرف اکیلے شیرِ خدا علی المرتضٰی نے قتل کیا۔ یزید اپنے اشعار میں اپنے ان مقتول بزرگوں کا رونا رو رہا ہے۔

ناظرین! آپ اندازہ کریں کہ ایک طرف ۳۱۳ مجاہد اللہ کے رسول کی جماعت میں موجود ہیں اور دوسری طرف سردارانِ مکہ آلات حرب و ضرب سے لیس اسلام کے روشن چراغ کو بجھانے کیلئے موجود ہیں اور یہ نابکار یزید اپنے شعروں میں کافروں کی حمایت کر رہا ہے اور مجاہدینِ اسلام کے اس

Marfat.com

عظیم کارنامے کی بطور استعارہ مذمت کر رہا ہے تو ایسی خیالات کے حامل شخص کو دین کا دشمن نہ کہا جائے۔ چیخا۔ کوے کی چیخ سن کر یزید نے یہ شعر کہے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۹۲ مطبعہ مکتبہ المعارف بیروت لبنان و مکتبہ النصر الریاض سعودی عرب)

لَمَّا بَدَتْ تِلْكَ الْحُمُوْلُ وَاَشْرَفَتْ

تِلْكَ الرُّؤُسُ عَلٰی شَفَا جَيْرُوْنِ

جب وہ سواریاں جیرون کے کنارے پر ظاہر ہوئیں اور یہ سر نظر آئے۔

نَعِبَ الْغُرَابُ فَقُلْتُ قُلْ اَوْلَا تَقُلْ

فَقَدِ اقْتَضَيْتُ مِنَ الرَّسُوْلِ دُيُوْنِیْ

تو کوا چیخا' پس میں نے کہا تو ان پر نوحہ کر یا نہ کر میں نے رسول اللہ سے اپنا قرض وصول کر لیا ہے۔ (روح المعانی جلد ۲۶ ص ۷۳ مطبوعہ ملتان)

دیکھا آپ نے! یہ ہے وہ شخص جو بدر اور دیگر خاندانی شکستوں کا رسولِ خدا سے انتقام لینے والا' جسے موجودہ دور کے خارجی وہابی اپنا امیر اور خلیفہ برحق کہتے ہیں۔

○ ایک اور شعر دیکھیں جسے علامہ ابنِ کثیر نے البدایہ والنہایہ میں نقل کیا ہے۔

يُفَلِّقْنَ هَامًا مِّنْ رِّجَالٍ اَعِزَّةٍ

عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوْا اَعَقَّ وَاَظْلَمَا

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۹۲)

تلواروں نے ایسے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیا' جو ہم سے زیادہ عزت

Marfat.com

والے ہیں (یہ ان کے ساتھ اس لیے ہوا کہ) وہ بہت زیادہ سرکش اور ظالم تھے۔

خیال رہے کہ یزید عنید کے زیادہ تر اشعار خاندان رسول کی گستاخیوں پر مشتمل ہیں یا پھر شراب وشباب کے بارے میں ہیں۔

○ علامہ دمیری نے حیاۃ الحیوان میں یزید کے دوشعر نقل کیے ذرا وہ بھی دیکھ اور پھر اس ظالم شرابی کے بارے میں کوئی خود ہی رائے قائم کرلیں۔

اَقُوْلُ لِصُحْبِ ضَمَّتِ الْكَأْسُ شَمْلَهُمْ
وَدَاعِیْ صَبَابَاتِ الْهَوٰی یَتَرَنَّمُ

''میں اپنے ساتھیوں کو کہتا ہوں کہ تمہاری پریشانیوں کا علاج شراب کے پیالے میں ہے اور جو نغمہ گایا جا رہا ہے وہ تمہیں صحیح راستے کی طرف بلا رہا ہے''۔

خُذُوْا بِنَصِیْبٍ مِّنْ نَّعِیْمٍ وَّلَذَّۃٍ
فَکُلٌ وَّاِنْ طَالَ الْمُدٰی یَتَصَرَّمُ

نعمتوں اور لذتوں سے اپنا حصہ وصول کرو! اسے کھاؤ' اس لیے کہ عمر جتنی بھی لمبی ہو جائے آخر کار وہ ضرور ختم ہو جائے گا۔

یزید کے حامی اور وکلاء صفائی آسمانوں سے ستارے بھی توڑ ملائیں تو اس کی خباثتوں کے اندھیروں میں روشنی نہیں بھر سکتے اس لیے کہ اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ شراب و شباب کی نذر ہو گیا تھا اور اس کے کالے کرتوت انسانیت کی چادر پر بدنما داغ ہیں اور یہ امر بھی یاد رہے کہ بعض سینوں کے

Marfat.com

خفیہ خانوں سے اٹھنے والے بغض و عناد کے زہریلے دھویں نے بعض زبانوں پر کچھ ایسے اثرات مرتب کیے ہیں کہ وہ یزید کی حمایت میں شور مچا رہی ہیں۔

○ آیئے دیکھیں کہ یزید نے شراب و شباب کی دنیا کو کس طرح سجا رکھا تھا اور اس کے شراب میں ڈھلے ہوئے کلام کو بھی دیکھیں۔

اَسْقِنِیْ شَرْبَةً تَرْوِیْ فُؤَادِیْ

ثُمَّ مِلْ فَاسْقِ مِثْلَهَا ابْنَ زِیَادٖ

تو مجھے وہ شربت (شراب) پلا جو میرے دل کی پیاس بجھا دے اور پھر اسی طرح ایک جام بھر کر عبیداللہ ابنِ زیاد کو بھی پلا دے۔

صَاحِبُ السِّرِّ وَالْاَمَانَةِ عِنْدِیْ

وَلِتَسْدِیْدِ مَغْنَمِیْ وَجِهَادِیْ

یہ میرا راز داں اور صاحب امانت ہے اور میری غنیمتوں اور جہاد کو مضبوط کرنے والا ہے۔

قَاتِلُ الْخَارِجِیْ اَعْنِیْ حُسَیْنًا

وَمُبِیْدُ الْاَعْدَآءِ وَالْحُسَّادٖ

یہ باغی حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والا اور میرے دشمنوں اور حاسدوں کو تباہ و برباد کرنے والا ہے۔

دیکھا آپ نے آلِ رسول کے قاتل کو خوش ہو کر بطور انعام شراب کا جام پیش کیا جا رہا ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یزید کو امام حسین اور ان کے

Marfat.com

ساتھیوں کے قتل پر خوشی نہیں ہوئی وہ دراصل اپنے اور اس کے خبث باطن پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ آگے دیکھئے!

عَلَیهِ هَاتِی وَاَعْلِنِی وَتَرَنَّمِی

بُذَلِكَ اِنِّی لَا اُحِبُّ لِثَنَا جُیَا

''اے علیہ! تو آ اور مجھے شراب پلا اور مجھے گانا سنا کر مست کر دے تیرے لیے یہ امر بہت ضروری ہے''۔

اِذَا مَا نَظَرْنَا فِی اُمُوْرٍ قَدِیْمَةٍ

وَجَدْنَا حَلَالًا شُرْبَهَا مُتَوَالِیَا

جب ہم پرانی (زمانۂ کفر کی) باتوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم شراب کا لگاتار پینا حلال پاتے ہیں۔

حَدِیْثُ اَبِی سُفْیَانَ قَدْمًا سُمِّیَ بِهَا

اِلٰی اُحُدٍ حَتّٰی اَقَامَ الْبَوَاكِیَا

وہ پرانی بات جو احد میں ابوسفیان کے نام لگی۔ یہاں تک کہ اس نے رونے والیوں کو کھڑا کر دیا (ان کافروں پر رونے کے لئے جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے)

اَلَا هَاتِ فَاسْقِیْنِی عَلٰی ذٰلِكَ قَهْوَةً

تَخَیَّرَا الْعَنْسِی كَرَمًا شَامِیَا

خبردار! تو 'آ' اس پر مجھے وہ قہوہ لا جو عنسی نے شامی انگوروں سے تیار کیا ہے۔

Marfat.com

وَلَا بُدَّ مِنْ اَنْ اَزُوْرَ مُحَمَّدًا

بِمَشْمُوْلَةٍ صَفْرَآءِ تَرْوِیْ عِظَامِیَا

ضروری امر یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زرد رنگ کی وہ شراب لے کر ملوں گا جو ہڈیوں کی بھی پیاس بجھا دیتی ہے۔

وَاِنْ مِتُّ یَا اُمَّ الْاُحَیْمِرَ فَانْکِحِیْ

وَلَا تَأْمَلِیْ بَعْدَ الْفِرَاقِ تَلَاقِیَا

اے اُمّ احمیر! اگر میں مر جاؤں تو پھر تم نکاح کر لینا اور جدائی کے بعد ملاقات کی امید نہ رکھنا۔

فَاِنَّ الَّذِیْ حُدِّثْتَ عَنْ یَوْمِ بَعْثِنَا

اَحَادِیْثُ طَلْسُمٌ تَجْعَلُ الْقَلْبَ سَاهِیَا

کیونکہ جو باتیں قیامت کے دن اٹھانے کے بارے میں بیان کی جاتی ہیں جھوٹی کہانیاں ہیں جو دل کو مایوس کر دیتی ہیں۔

کیوں جناب دیکھا آپ نے۔ یہ ہیں یزید کے وہ بے ہودہ اشعار جن کے ہر مصرعہ سے کفر ٹپک رہا ہے۔ ان خیالات کا حامل شخص امیر المومنین تو کجا' مسلمانوں کی صف سے بھی خارج ہے۔ جو قیامت کے دن کا سرے سے انکار کر رہا ہے اور قیامت کا انکار کھلا ہوا کفر ہے جو اس قسم کے انسان صحابہ کرام کا امیر و قائد تصور کرے اسے یزید کے گماشتوں میں شمار تو کیا جا سکتا ہے۔ محققین کی جماعت میں ہرگز نہیں۔

آخر میں چند شعر اور دیکھیں اور یزید کے تخیل کی پرواز کا اندازہ لگائیں۔

Marfat.com

کہتا ہے

مَعْشَرَ النُّدْمَانِ قُوْمُوْا
وَاسْمَعُوْا صَوْتَ الْاَغَانِیْ

اے میرے قریبی ساتھیو! تم کھڑے ہو جاؤ اور گانے کی آواز سنو!

وَاشْرَبُوْا کَأْسَ مَدَامِ
وَاتْرُکُوْا ذِکْرَ الْمَغَانِیْ

اور شراب کا جام پیو! اور مغانی کا ذکر چھوڑ دو۔

وَتَعَوَّضْتَ عَنِ الْحَوَارِ
خُمُوْرًا فِی الدِّنَانِیْ

میں نے جنتی حوروں کے بدلے میں شراب کے مٹکوں کو اپنا لیا ہے۔

اَشْغَلَتْنِیْ نَغْمَۃُ الْعِیْدَانِ
عَنْ صَوْتِ الْاَذَانِیْ

مجھے سارنگی کے نغمے نے اذان کی آواز سے غافل کر دیا ہے۔

(تذکرۃ الخواص الائمہ ص ۲۹۱)

مندرجہ بالا اشعار یزید کے رنگین پہلو کو نمایاں کر رہے ہیں۔ ان اشعار کے بعد بھی اگر کوئی یزید کو امیر المومنین کے پاکیزہ لقب سے یاد کرتا ہے تو اسکے لیے صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ اس کا حشر بھی یزید کے ساتھ کرے۔ ظلم کی بات یہ ہے کہ بعض لوگ اہلِ بیت کی دشمنی میں اس قدر آگے جا چکے ہیں کہ انہوں نے یزید پلید کو پیدائشی جنتی تک اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔

Marfat.com

حالانکہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ارشاد کے مطابق آلِ محمد پر ظلم و ستم روا رکھنے والا شخص جنت تو ایک طرف اس کی ہوا تک نہ پا سکے گا۔

حدیث پاک

علامہ محبّ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے ''ذخائر العقبیٰ'' میں حدیث پاک نقل فرمائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ——

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ الْجَنَّۃَ عَلٰی مَنْ ظَلَمَ اَھْلَ بَیْتِیْ اَوْ قَاتَلَھُمْ اَوْ اَغَارَ عَلَیْھِمْ اَوْسَھَمَ ——

بے شک اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جنت کو حرام کر دیا ہے، جس نے میرے اہلِ بیت پر ظلم کیا یا انہیں قتل کیا یا ان کو لوٹا یا انہیں کسی تیز دھار ہتھیار سے ضرب لگائی۔

(ذخائر العقبیٰ، ص ۲۰)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر در منثور میں سورۂ کوثر کی تفسیر میں سرکار دو عالم علیہ السلام کی حدیث نقل فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں کہ حضرت انس سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوا تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے کوثر عطا کی گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ کوثر کیا چیز ہے —— آپ نے فرمایا: وہ جنت میں ایک نہر ہے اور اس کے بعد فرمایا ——

لَا یَشْرَبُ مِنْہُ مَنْ اَخْفَرَ ذِمَّتِیْ وَلَا مَنْ قَتَلَ اَھْلَ بَیْتِیْ ——

Marfat.com

کہ اس شخص کو کوثر کا جام نہیں ملے گا جو حق میں کوتاہی کرے گا اور نہ ہی اس شخص کو جس نے میرے اہلِ بیت کو قتل کیا۔

(تفسیر در منثور جلد ۶، ص ۴۰۲ مطبوعہ مصر)

یزید نے نہ ہی تو رسول اللہ کے حق کو پہچانا ہے اور نہ اس نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کا حق پہچانا، اس نے اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیدردی سے قتل کرایا۔ کربلا میں ان کے سامان کو لوٹا اور بے پناہ مظالم توڑے اور ان پر تیروں کی بارش کی۔ یہ تمام امور وہ ہیں جن کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل از وقت اعلان فرما دیا اب یزید کی صفائی میں اوراق کو سیاہ کرنے والے سیاہ دلوں کے مالکوں سے پوچھتے ہیں۔ وہ کون سی حدیث رسول ہیں جس کی بنا پر تم یزید لعین کو پیدائشی جنتی کہتے ہو۔ آلِ رسول کی دشمنی میں اتنا آگے نکل جانا نفاق کی علامتوں کے سوا کچھ نہیں۔ اگر کوئی کمی رہ گئی ہو تو یزید کا ایک اور شعر لکھ دیتے ہیں جس میں اس نے نمازیوں پر آوازہ کسا ہے۔ اس شعر کو "ابن اثیر" نے کامل میں نقل کیا ہے۔

مَا قَالَ رَبُّكَ وَيْلٌ الَّذِىْ شَرِبُوْا

بَلْ قَالَ رَبُّكَ وَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ

تیرے رب نے یہ تو نہیں کہا کہ شراب پینے والوں کی بربادی ہو۔ بلکہ تیرے رب نے یہ کہا ہے کہ نماز پڑھنے والوں کی برابدی ہو۔

○ خیال رہے کہ قرآن مجید میں سورۂ ماعون میں منافقین کی نمازوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے —

Marfat.com

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ○ ——
(پارہ ۳۰ سورۃ ماعون آیت نمبر ۴/۵)

ان نمازیوں کی خرابی ہو جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں) —— یہ آیت مبارکہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی اس میں تمام مفسرین کا اتفاق ہے۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نفسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مدارک میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ اس وقت پڑھتے جب لوگوں کے درمیان جمع ہوتے اور جب اکیلے ہوتے تو نماز نہ پڑھتے۔ اس لیے کہ نماز کی فرضیت پر ان کا عقیدہ نہ تھا۔ وہ فقط لوگوں کے سامنے دکھاوے کی نماز پڑھتے تاکہ لوگ انہیں نمازی تصور کریں اور جب علیحدہ ہوتے تو نماز کو ترک کر دیتے (یزید کی طرح)

علامہ ابوالبرکات لکھتے ہیں ——

فَهُمْ يَنْخَفِضُوْنَ وَيَرْتَفِعُوْنَ وَلَا يَدْرُوْنَ مَاذَا يَفْعَلُوْنَ ——

یعنی وہ منافقین رکوع و سجود اور قیام تو کرتے تھے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں ——

قرآن نے اسلام کے ان چھپے ہوئے دشمنوں' منافقوں کی نمازوں کا ذکر کیا ہے کہ ان کی ہلاکت و بربادی ہو۔ جن کے نزدیک نماز کی کوئی اہمیت نہیں مگر یزید نے اپنے شعر میں یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کی ہے کہ نماز پڑھنے والوں کیلئے بربادی ہے اور شراب پینے والوں کے لئے فرحت و انبساط ہے

Marfat.com

(العیاذ باللہ)

(تفسیر مدارک التنزیل جلد۳' ص ۲۹۷ مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت لبنان)

یہ ہے خارجیوں کا امام و پیشوا جو شراب کے نشے میں کفر بھی بکتا ہے اور احکام خداوندی کا تمسخر بھی اڑاتا ہے اور کچھ لوگوں کے نزدیک وہ پیدائشی جنتی بھی ہے (لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ)

یزید کی اس طرح کی کافرانہ گفتگو کے پیش نظر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے کفر کو بیان کیا۔

وَقَدْ قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ بِکُفْرِہٖ۔

(اسعاف الراغبین علی ہامش نور الابصار' ص ۱۹۲)

کہ امام احمد بن حنبل نے اس کے کفر کو بیان کیا۔ یزید سے محبت کرنے والے مولویوں کا کہنا ہے کہ نہ تو یزید نے نواسۂ رسول کے قتل کا حکم دیا اور نہ ہی امام حسین کی شہادت پر وہ خوش ہوا اور پھر اس بات کو ثابت کرنے کیلئے تاریخ کی کتابوں سیاق کلام سے عبارتوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر اپنی کتابوں میں بطور حوالہ نقل کر کے پھر اس پر اپنے خیالی اور حقیقت سے خالی تبصرے کرتے ہیں۔ المناک امر یہ ہے اس بددیانتی کو تحقیق و ریسرچ کا نام دیتے ہیں۔ یزید امام حسین اور اہلِ بیتِ رسول کے قتل پر خوش نہیں تھا' یہ وہ جھوٹ جو لاکھوں پردے ڈالنے سے بھی نہ چھپ سکے گا۔ چند حوالے پیش خدمت ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔

Marfat.com

یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کروایا

علامہ ابنِ کثیر (جو خارجیوں کے معتبر ترین مورخ و محقق ہیں) البدایہ میں واقعۂ حرہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں——

وَقَدْ تَقَدَّمَ اَنَّهٗ قَتَلَ الْحُسَيْنَ وَاَصْحَابَهٗ عَلٰى يَدَىْ عُبَيْدُ اللهِ بْنِ زِيَادٍ——

اور اس سے پہلے یزید' ابنِ زیاد کے ہاتھوں جناب امام حسین اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کرا چکا ہے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸' ص ۲۲۲ مطبوعہ بیروت وریاض)

○ علامہ ابنِ کثیر اسی کتاب میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں——

لَمَّا قَتَلَ ابْنُ زِيَادِنِ الْحُسَيْنَ وَمَنْ مَّعَهٗ بَعَثَ بِرُءُ وْسِهِمْ اِلٰى يَزِيْدٍ فَسَرَّ بِقَتْلِهٖ اَوَّلًا وَحَسُنَتْ بِذٰلِكَ مَنْزِلَهٗ ابْنِ زِيَادٍ عِنْدَهٗ

(البدایہ والنہایہ ج ۸' ص ۲۳۲ مطبوعہ بیروت وریاض)

جب عبید اللہ ابنِ زیاد نے امام حسین اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کیا اور ان کے سروں کو یزید کے پاس بھیجا تو یزید کے نزدیک ابنِ زیاد کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہو گیا۔

مسلم کے قتل کا حکم

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما سفیر حسین رضی اللہ عنہ کی حیثیت سے جب کوفہ میں وارد ہوئے' یزید کو مخبروں کی زبانی پتہ چلا تو اس نے عبید اللہ ابنِ زیاد کو حکم دیا کہ فوراً کوفہ پہنچ کر——

Marfat.com

فَاطْلُبْ مُسْلِمَ بْنِ عَقِيلٍ فَإِنْ قَدَرْتَ عَلَيْهِ فَاقْتُلْهُ ــــ

تو مسلم بن عقیل کو طلب کر اور اگر تو اس پر غالب آ جائے تو اس کو قتل کر دے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۵۲ مطبوعہ بیروت وریاض)

سرِ حسین رضی اللہ عنہ

ابن کثیر کہتے ہیں:ــــ

اِنَّ الرَّأْسَ لَمْ يَزَلْ فِي خَزَانَةِ يَزِيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ ــــ

امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک یزید کی موت تک اس کے شاہی خزانے میں پڑا رہا۔

(ایضاً ص ۲۰۴)

فتح کی مبارک

خارجیوں، وہابیوں کے ثقہ مؤرخ و محقق جن پر دشمنانِ اہلِ بیت کو بہت زیادہ اعتماد ہے وہ ابنِ تیمیہ کے بعد ان کے شاگرد ابنِ کثیر ہیں، لکھتے ہیں ــــ کہ جب آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لٹا ہوا قافلہ ملک شام یزید کے دربار میں پہنچا تو شامی لوگ یزید کے پاس جمع ہوئے ــــ

فَهَنُّوْهُ بِالْفَتْحِ ــــ تو شامیوں نے یزید کو فتح کی مبارکباد دی۔

(ایضاً ص ۱۹۷)

ناظرین و قارئین! مذکورہ حوالوں کی روشنی میں آپ خود غور فرما سکتے ہیں کہ یزید کو اہلِ بیت کے اجڑنے کی کس قدر خوشی ہوئی۔ بے سروسامان

Marfat.com

مسافروں کو قتل کروا کے اسے کتنا سرور حاصل ہوا — اور جو لوگ یہ کہتے کہ یزید شہادت حسین کا ذمہ دار نہیں وہ بے قصور ہے وہ لوگ یزید ہی کی طرح جفا کار ہیں۔ لشکر یزید نے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیروں کی بارش کی اور معصوم بچوں کو نیزوں کی انیوں پر اچھالا مگر یہ لوگ قلم کی نوک سے اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک اجساد پر چرکے لگا رہے ہیں — یزید کے طرفداروں کو تھوڑی دیر کیلئے نظر انداز کریں اور دیکھیں کہ علامہ صبان کیا کہتے ہیں۔

قتل حسین پر خوشی

علامہ محمد بن علی صبان رحمۃ اللہ علیہ اپنی تکاب ''اسعاف الراغبین'' میں ارقام فرماتے ہیں —

فَارْسَلَهٗ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ اِلٰى يَزِيْدِ وَمِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ وَعَمَّتُهٗ زَيْنَبُ فَسَرَّ سُرُوْرًا كَثِيْرًا وَّاَوْقَفَهُمْ مَوْقِفَ السَّبِىِّ وَاَهَانَهُمْ وَصَارَ يَضْرِبُ الرَّاسَ الشَّرِيْفَ كَانَ مَعَهٗ وَيَقُوْلُ لَقِيْتُ بَغِيْكَ يَاحُسَيْنِ وَبَالَغَ فِى الْفَرْحِ ثُمَّ نَدِمَ لِمَا مَقَتَهُ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى ذٰلِكَ وَاَبْغَضَهُ الْعَالَمِ —

(اسعاف الراغبین علی ہامش نور الابصار ص ۱۸۹/۱۹۰)

جب ابنِ زیاد نے اہلِ بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لٹا ہوا قافلہ اور شہیدوں کے سر یزید کے پاس بھیجے تو یزید انہیں اس حالت میں دیکھ کر بہت خوش اور اہلِ بیت کے مقدس قافلے کو قیدیوں کی جگہ پر بٹھایا گیا اور ان کی

Marfat.com

توہین کی گئی اور یزید اپنے ہاتھ کی چھڑی امام حسین جگر گوشۂ رسول کے سر پر مارنے لگا۔ اور کہنے لگا اے حسین! تجھے تیری بغاوت کی سزا مل گئی ہے۔ اس وقت وہ بہت خوش ہو رہا تھا —— لیکن جب لوگوں کی ناراضگی، غیض و غضب اور غم وغصہ کا پتہ چلا تو پھر اپنے اس ظالمانہ فعل پر نادم ہوا۔

○ علامہ صبان اس واقعہ کے بعد لکھتے ہیں کہ اس واقعے سے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مندرجہ ذیل احادیث کی تصدیق ہوتی۔ حضور علیہ السلام نے قبل از وقت اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ——

اِنَّ اَهْلَ بَيْتِىْ سَيُلْقُوْنَ بَعْدِىْ مِنْ اُمَّتِىْ قَتْلًا وَّ تَشْرِيْدًا وَّاِنَّ اَشَدَّ قَوْمًا بُغْضًا بَنُوْ اُمَيَّةَ وَبَنُوْ مَخْزُوْمٍ —— (رواہ الحاکم)

بے شک میرے اہلِ بیت میرے بعد میری امت کے ہاتھوں قتل و غارت میں مبتلا ہوں گے اور بے شک سب سے زیادہ بغض رکھنے والی قوم بنو امیہ اور بنو مخزوم ہیں۔

(اسعاف الراغبین علی ہامش نور الابصار، ص ۱۹۰)

○ شیخ محمد الصبان علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں کہ جب یزید نے عبید اللہ ابنِ زیاد کو کوفے کا گورنر بنایا تو حضرت مسلم بن عقیل کے قتل کا حکم ان الفاظ میں دیا۔

يَأْمُرُهٗ بِطَلَبِ مُسْلِمٍ وَقَتْلِهٖ فَظَفَرَ بِهٖ، وَقَتَلَهٗ ——

(ایضاً، ص ۱۸۸)

(یزید نے ابنِ زیاد کو) حکم دیا وہاں "جاکر" مسلم بن عقیل کو طلب کرو اور اسے فوراً قتل کردو۔

Marfat.com

مذکورہ بالا حوالوں سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ یزید بے دید نواسۂ رسول کے قتل میں برابر کا شریک ہے بلکہ سب سے زیادہ مجرم ہے کیونکہ اسی کے حکم پر ظلم وستم کی آندھیاں چلیں، مدینہ منورہ کے تقدس کو پامال کیا گیا۔ باشندگان مدینہ کو حراساں کیا گیا اور شہر رسول کی ایک ہزار کنواری عصمت مآب بیٹیوں کی عزتوں کو لوٹا اور مکہ معظّمہ پر حملہ کیا اور کعبہ شریف پر آگ برسائی غلاف کعبہ جلا ڈالا۔ یہ سب کچھ یزید کے حکم پر ہوا، ہزاروں بے قصور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ امام حسین کا بوڑھا، علی اکبر کا جوان اور علی اصغر کا معصوم خون یزید ہی کے سر ہے اور یہ کوئی عام خون نہیں، اس خون کو خون رسول کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

؎ رنگ جب محشر میں لائے گی تو اجڑ جائیں گے رنگ
یوں نہ کہیے سرخی خون شہیداں کچھ نہیں

ابنِ زیاد کا قول

علامہ ابنِ اثیر نے ابنِ زیاد کا ایک قول نقل کیا ہے۔ ابنِ زیاد کہتا ہے:

وَاَمَّا قَتْلَ الْحُسَيْنِ فَاِنَّهٗ اَشَارَنِیْ يَزِيْدُ بِقَتْلِهٖ اَوْ قَتْلِیْ فَاخْتَرْتُ قَتْلَهٗ ـــــ

کہ یزید نے مجھے اشارتاً یہ سنا دیا تھا کہ اگر تو حسین کو قتل نہ کر سکا تو میں تجھے قتل کروا دوں گا۔ لہٰذا میں نے خود کو بچانے کیلئے حسین کو قتل کرنا اختیار کیا۔

ابنِ زیاد کے اس قول سے مجبوری، بے کسی، خوف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر میں نواسۂ رسول کو قتل نہ کرتا تو اس پر فوج کشی نہ کرتا اپنی جان کا خطرہ تھا اور یہ

Marfat.com

سچی بات اس کے منہ سے اس وقت نکلی۔ جب شہادت حسین کے بعد یزید اور ابنِ زیاد کے خلاف مسلمانوں کی نفرت انتہا کو پہنچ گئی اور دوسری بات یہ تھی کہ یزید نے ابنِ زیاد کو ایک بہت بڑے علاقہ کی گورنر کا لالچ بھی دیا تھا اور یہ دونوں چونکہ ایک ہی قبیل ومزاج کے آدمی تھے۔ ظلم وستم' درندگی' بدی بدکاری شراب نوشی' ہوس کاری ان دونوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ لہٰذا ان میں سے کوئی بھی قتل حسین کے کبیرہ گناہ سے دامن نہیں چھڑا سکتا۔ محققین علمائے کرام اور مؤرخین نے یزید کو اس لیے بڑے مجرم کے طور پر بیان کیا ہے۔ یہ تمام کام اسی بدنہاد کے حکم سے ہوئے۔ یزید عنید بھی ہے۔ پلید اور بے دید بھی۔

یزید ظلم کا بانی' یزید دشمن دیں　　بدی کا پیکر و منبع تھا' دیندار نہیں
شراب زرد کے مٹکوں پہ ٹوٹنے والا　　نبی کے شہر کو اور گھر کو لوٹنے والا

یزید کو امیر المومنین کہنے والے دیکھیں کہ یزید کو امیر المومنین کہنے کی سزا کیا ہے۔

○ امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جن کے عدل وانصاف اور تقویٰ وپرہیزگاری کو یزید کے وکلاء صفائی بھی تسلیم کرتے ہیں کا ایک ایسا فیصلہ جس کے بعد کسی قسم کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی وہ تاریخ الخلفاء (سیوطی) میں اس طرح ہے جسے نوفل بن ابوفرات نے بیان کیا ہے کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ یزید کا ذکر آیا تو ایک آدمی نے یزید کو امیر المومنین کہا جس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا——

Marfat.com

تَقُوْلُ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ——

اوئے تو یزید کو امیر المؤمنین کہتا ہے——

وَاُمِرَ بِهٖ فَضُرِبَ عِشْرِيْنَ سَوْطًا ——

(تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۲۰۹)

اور اس جرم میں اسے بیس کوڑے لگانے کی سزا دی——

یعنی جس آدمی نے یزید کو امیر المومنین کہا اسے بیس کوڑے مارے گئے اور اگر آج عمر بن عبد العزیز کی حکومت ہوتی تو موجودہ دور کے خارجی مولوی کو بیس کی بجائے چالیس چالیس کوڑے لگائے جاتے اس لیے کہ یزید کو امیر المومنین کہنے کے ساتھ ساتھ اس کی شخصی' وحشیانہ' آمرانہ اور ظالمانہ حکومت کو خلافت راشدہ کے ہم پلہ تصور کرتے ہیں۔

حدیث قسطنطنیہ

خوارج ونواصب اور دشمنان اہلِ بیت' وکلائے یزید کے دامن میں وائے ہٹ دھرمی ضد اور بغض وعناد کے کچھ بھی نہیں۔ وہ ایک حدیث جو بخاری شریف اور دیگر احادیث کتب میں ہے کہ بطور دلیل نہایت بھونڈے انداز میں پیش کرتے ہیں اور بیک آواز شور مچا کر کہتے ہیں کہ دیکھو اس حدیث کی رو سے یزید پیدائشی جنتی ہے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث' حدیث قسطنطنیہ کے نام سے مشہور ہے۔ بخاری شریف کی "کتاب الجہاد" کے "باب ماقیل فی قتال الروم" کی پہلی حدیث ہے۔ پہلے لفظ بہ لفظ حدیث نقل کی جاتی ہے پھر اس پر محدثین کی رائے فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں' وہ خود اندازہ لگا

Marfat.com

لیں گے کہ فریب کاری اور شور وغوغا سے حقائق کو چھپایا نہیں جا سکتا۔

حدیث یہ ہے:

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ یَزِیدَ الدِّمَشْقِیُّ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِی ثَوْرُ بْنُ یَزِیدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ اَنَّ عُمَیْرَ بْنَ الْاَسْوَدِ الْعَنْسِیَّ حَدَّثَهُ اَنَّهُ اَتٰی عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِیْ سَاحَةِ حِمْصَ وَهُوَ فِیْ بِنَآءٍ لَّهُ وَمَعَهُ اُمُّ حَرَامٍ قَالَ عُمَیْرٌ فَحَدَّثَتْنَا اُمُّ حَرَامٍ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: —— اَوَّلُ جَیْشٍ مِّنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا قَالَتْ اُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا فِیْهِمْ قَالَ اَنْتِ فِیْهِمْ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ جَیْشٍ مِّنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَةَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ فَقُلْتُ اَنَا فِیْهِمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لَا

(بخاری شریف جلد اول ص ۹۔۱۰ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: ہم سے اسحاق بن یزید دمشقی نے بیان کیا' کہا ہم سے یحیٰی بن حمزہ نے' کہا مجھ سے ثور بن یزید نے' انہوں نے خالد بن معدان سے' ان سے عمیر بن اسود عنسی نے بیان کیا کہ وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ جبکہ وہ حمص کے کنارے پر اپنے مکان میں تھے۔ ان کے ساتھ جنابہ اُمّ حرام رضی اللہ عنہ تھیں۔ عمیر کہتے ہیں کہ ہم سے اُمّ حرام نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری

Marfat.com

امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جنگ کرے گا اس کیلئے جنت واجب ہوگئی (یعنی وہ جنتی ہے) اُمّ حرام فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں بھی ان میں سے ہوں؟ سرکار نے فرمایا تو بھی ان میں ہوگی۔ پھر سرکار علیہ السلام نے فرمایا: میری امت کا سب سے پہلا لشکر قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) میں جنگ کرے گا وہ مغفور ہوگا (یعنی اس لشکر کی بخشش ہوگی) اُمّ حرام کہتی ہیں "میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں بھی ان میں سے ہوں گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔

یہ ہے حدیث قسطنطنیہ' جس سے غلط استدلال کرتے ہوئے نواصب وخوارج اور یزیدی مولویوں نے یزید لعین کو جنت کا سرٹیفکیٹ جاری کردیا ہے۔ خارجیوں کے اسلحہ خانہ میں جتنا بھی بارود جمع ہے اس میں سب سے بڑا حربہ وہتھیار یہی بخاری شریف کی حدیث ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ چونکہ یزید جنگ قسطنطنیہ میں بطور سپہ سالار موجود تھا لہٰذا وہ پیدائشی جنتی ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لشکر قسطنطنیہ میں جہاد کرے گا اس لشکر کیلئے بخشش ہے۔

چلتے چلتے خارجی خانوادے سے ایک سوال کرتا چلو کہ کیا تمہارے عقیدے اور نظریے میں اس امر کی گنجائش ہے؟ کہ آئندہ رونما ہونیوالے حالات وواقعات کا علم رسول

---

[1]ــــ اُمّ حرام رضی اللہ عنہ بنت ملحان' حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کی خالہ ہیں۔

[2]ــــ خیال رہے کہ روم کے بادشاہ کو قیصر فارس کے بادشاہ کو کسریٰ ترک کے بادشاہ کو خاقان اور حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا تھا۔ جوہری کے نزدیک رومی لوگ' روم بن عیصو بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ شاطی نے کہا ہے کہ رومی' روم بن لنطا بن یونان بن یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یہ یونانی رومی ہیں۔ (تفہیم البخاری)

Marfat.com

ارض وسماء کو ہے۔ اگر جواب ''ہاں میں ہے'' تو پھر شرک و بدعت کے گولے اگلنے والی مشین گنوں کو بند کرنا پڑے گا اور اگر جواب ''نفی میں ہے'' تو پھر یزید کی حمایت میں لکھی ہوئی تمام کتابوں کو چوراہے میں رکھ کر آگ لگانی ہوگی۔

دوسرا سوال یہ ہے شہزادۂ رسول کا قاتل' مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے والا کعبۃ اللہ پر پتھراور آگ برسانے والا۔ شراب کے نشہ میں ہر وقت غرق رہنے والا۔ مدینہ کی عصمت مآب بیٹیوں کی عزتوں کو پامال کرنے والا کتوں اور بندروں سے پیار کرنے والا اور اولادِ رسول انام سے دشمنی رکھنے والا' اگر جنتی ہے تو پھر دوزخی کون ہے؟

قارئین! آیئے دیکھتے ہیں کہ محدثین نے مذکورہ بالا حدیث قسطنطنیہ کو کس درجے میں رکھا ہے اور حدیث کی اقسام میں سے یہ حدیث کس قسم کی ہے؟

نمبرا: علماء نے اس روایت کو مضطرب کہا ہے۔ مضطرب اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے متن یا سند میں زیادتی' نقصان یا تقدیم و تاخیر کر دی جائے۔ یعنی حدیث کے الفاظ میں کمی' بیشی کر دی جائے اور راویوں کو آگے پیچھے کر دیا جائے۔

بخاری کی دوسری روایت

بخاری شریف' کتاب الجہاد کے ''باب رکوع البحر'' کی پہلی ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَّحْيٰى عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَتْنِىْ اُمُّ حَرَامٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا فِىْ بَيْتِهَا فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ مِّنْ اُمَّتِىْ يَرْكَبُوْنَ الْبَحْرَ كَالْمُلُوْكِ عَلَى

Marfat.com

اَلْاَسِرَّةِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ فَقَالَ اَنْتَ مَعَھُمْ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَیْقَظَ وَھُوَ یَضْحَكُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ فَیَقُوْلُ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ

(بخاری شریف جلد اوّل)

ترجمہ: ہم سے ابونعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے' انہوں نے یحییٰ سے' انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے' انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ انس فرماتے ہیں مجھ سے (میری خالہ) اُمّ حرام نے بیان کیا کہ ایک دن حضور علیہ السلام ان کے گھر میں (استراحت فرمارہے) تھے۔ جاگے تو ہنس رہے تھے۔ اُمّ حرام نے پوچھا یارسول اللہ! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں نے اپنی امت کے چند لوگوں کو تعجب سے دیکھا ہے جو بادشاہوں کے تخت پر بیٹھنے کی طرح سمندر پر سواری کریں گے۔ اُمّ حرام نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ مجھے ان میں سے کردے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو ان میں سے ہے۔ آپ پھر سو گئے اور (تھوڑی دیر کے بعد) ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ دو یا تین مرتبہ ایسا ہی فرمایا۔ اُمّ حرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کرے۔ آپ نے فرمایا: تو پہلے لوگوں میں سے ہے۔

Marfat.com

بخاری کی تیسری روایت

بخاری شریف کتاب الجہاد ''باب غزو المراۃ فی البحر''

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ هُوَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ابْنَةِ مِلْحَانَ فَاتَّكَاَ عِنْدَهَا ثُمَّ ضَحِكَ فَقَالَتْ لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ يَرْكَبُوْنَ الْبَحْرَ الْاَخْضَرَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ فَضَحِكَ فَقَالَتْ لَهٗ مِثْلَ اَوْ مِمَّ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَتِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَلَسْتِ مِنَ الْاٰخِرِيْنَ

(بخاری جلد اول)

ترجمہ: ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے ہم سے ابو اسحاق نے۔ انہوں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے کہا میں نے انس بن مالک سے سنا انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنت ملحان (ام حرام) کے گھر جلوہ افروز ہوئے تو ٹیک لگائی (اور سو گئے) پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو اُمّ حرام نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کو کس

Marfat.com

نے ہنسایا؟ آپ نے فرمایا: میری امت کے کچھ افراد راہ خدا میں (جہاد کیلئے) سبز سمندر پر سواری کر رہے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے' جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر بیٹھے ہیں۔ اُمّ حرام عرض کرتی ہیں یارسول اللہ! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کرے۔ آپ نے دعا فرمائی یا اللہ! اسے بھی ان لوگوں میں شمار فرما۔ آپ پھر سو گئے' پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو آپ سے پھر اسی طرح دریافت کیا گیا تو آپ نے پہلے کی طرح جواب دیا۔" ام حرام نے التجا کی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے اس گروہ میں شامل کرے۔ آپ نے فرمایا: تو پہلے گروہ میں شامل ہے' دوسرے میں شامل نہیں۔

حضرت انس فرماتے ہیں پھر اُمّ حرام نے عبادہ بن صامت کے ساتھ نکاح کیا اور بنت قرظہ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیوی فاختہ) کے ساتھ بحری سفر پر نکلیں جب واپس لوٹیں تو اپنے جانور پر سوار ہونے لگیں تو اس سے گر پڑیں اور جاں بحق ہو گئیں۔

بخاری کی چوتھی روایت

بخاری شریف: کتاب الجهاد باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء میں روایت اس طرح ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ

Marfat.com

حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ اُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِىْ رَاْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِىْ عُرِضُوْا عَلَىَّ غُزَاةً فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ شَكَّ اِسْحَاقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِىْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِىْ عُرِضُوْا عَلَىَّ غُزَاةً فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِى الْاَوَّلِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِىْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِىْ زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ

(بخاری شریف ج اول ص)

ترجمہ: ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے امام مالک سے انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے' انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

گاہے بگاہے حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہ[1] بنت ملحان کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ آپ کی خدمت میں کھانا پیش کرتیں۔ حضرت اُمِّ حرام، حضرت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر جلوہ افروز ہوئے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا اور آپ کے سر مبارک میں شانہ کرنے لگیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیند آ گئی۔ پھر آپ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ اُمِّ حرام فرماتی ہیں کہ میں نے سرکار کی بارگاہ میں عرض کیا یارسول اللہ! کس بات نے آپ کو ہنسایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے کچھ لوگ پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے اس سمندر کے سینے پر اس طرح سوار ہیں، جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر بیٹھے ہیں (اس حدیث شریف) **مُلُوْکًا عَلَی الْاَسِرَّۃِ** یعنی وہ بادشاہوں کے تختوں پر سوار ہیں یا وہ تختوں پر بادشاہوں کی طرح بیٹھے ہیں۔ اس میں اسحاق راوی کو شک ہے کہ کون سے الفاظ بیان فرمائے۔ اُمِّ حرام فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرمائے تو رسول اللہ نے دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ پھر سو گئے اور ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کو کس چیز نے ہنسایا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر میری امت کے کچھ افراد پیش کیے گئے جو پہلوں کی طرح (جیسے آپ

---

[1]۔۔۔ اُمِّ حرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں۔

Marfat.com

نے پہلے فرمایا) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے سمندر کے سینے پر سوار ہیں''۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی یارسول اللہ خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرمائے۔ آپ نے فرمایا: تم پہلے گروہ میں شامل ہو چکی ہو—— اُمّ حرام رضی اللہ عنہ امیر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ میں جہاز پر سوار ہوئیں اور جب سمندر سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر کر جاں بحق ہوگئیں۔

قارئین! بخاری شریف کی ان چاروں روایتوں میں صرف ایک روایت میں قیصر کے شہر قسطنطنیہ کا ذکر ہے۔ دیگر تینوں روایتوں میں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ میں قسطنطنیہ کے جہاد کا تذکرہ نہیں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ اُمّ حرام سے جن الفاظ میں روایت کی اس میں دو لشکروں کا ذکر ہے لیکن وہ دونوں بحری لشکر ہیں جو سمندر میں جنگ کریں گے اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایک بحری لشکر کو پہلے اور دوسرے بحری لشکر کو دوسری مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا اور دو بارہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمندر کے سینے پر سوار ہو کر جہاد کرنے والے دو مختلف لشکروں کا ذکر فرمایا ہے' انس بن مالک کی روایت' عمیر بن اسود عنسی کی روایت سے مضبوط تر ہے۔

ترمذی شریف

جامع ترمذی میں یہی حدیث مبارکہ جو اوپر بیان ہوئی ہے۔ باب ماجآء فی غزو البحر میں موجود ہے۔

(جامع ترمذی شریف جلد اول' ص ۲۹۴ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

Marfat.com

سنن ابنِ ماجہ شریف

سنن ابنِ ماجہ شریف میں بھی باب فضل غزوالبحر میں یہ حدیث موجود ہے۔
اس میں بھی قیصر کے شہر قسطنطنیہ کے جہاد کا ذکر نہیں ہے۔

(سنن ابنِ ماجہ شریف ص ۲۰۴ مطبوعہ میر محمد مرکز علم وادب آلام باغ کراچی)

سنن ابوداؤد شریف

سنن ابو داؤد شریف میں ''کتاب الجہاد'' کے ''باب فی رکوب البحر والغزو — کی دوسری حدیث بھی یہی ہے جس کا ذکر اوپر ہے اس میں بھی قیصر کے شہر ''قسطنطنیہ'' کا کوئی ذکر نہیں۔

(سنن ابوداؤد شریف جلد اول، ص ۳۳۷ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

مسلم شریف

صحیح مسلم شریف ''کتاب الامارۃ — کے — باب فضل الغزو فی البحر — میں بھی یہ حدیث مبارکہ موجود ہے۔

(مسلم شریف جلد ۲ ص ۱۴۱/۱۴۲ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

خیال رہے کہ صحاح ستہ کی ان پانچ کتابوں ''مسلم، نسائی، ترمذی، ابنِ ماجہ، ابوداؤد میں یہی حدیث جو حضرت اُمّ حرام سے مروی ہے، موجود ہے لیکن کسی ایک میں بھی قسطنطنیہ والے جہاد کا ذکر نہیں، صرف بخاری شریف میں ہے، وہ بھی صرف ایک روایت میں، بخاری کی دیگر تین روایات میں مدینہ قیصر کا ذکر نہیں ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی راوی نے اپنی طرف سے حدیث میں ان الفاظ کا اضافہ کر دیا ہے اور اس اعتبار سے یہ حدیث مدرج کے درجہ ومقام میں داخل ہے اور ''مدرج'' اس حدیث کو کہتے ہیں جسکے متن (اصل عبارت) میں راوی اپنا یا غیر کا کلام ملا دے۔

Marfat.com

محدثین کے نزدیک اس واقعہ کے بارے میں جو روایات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطے سے منقول ہیں وہ بالکل محفوظ ہیں اور اس اعتبار سے بخاری میں قسطنطنیہ والی روایت ''شاذ'' ہے۔

''شاذ'': اس روایت کو کہتے ہیں جس میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے (اور اس کے مقابل کو محفوظ کہا جاتا ہے)

قسطنطنیہ والی روایت کو علماء حدیث نے ''منکر'' کہا ہے۔

''منکر'': اس روایت کو کہتے ہیں جس میں زیادہ ضعیف راوی کم ضعیف راوی کی مخالفت کرے (اس کے مقابل کو معروف کہا جاتا ہے)

ان تمام امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا پڑے گا کہ جہاد قسطنطنیہ والی روایت بایں الفاظ قابل اعتماد نہیں ہے اور اب حدیث قسطنطنیہ کے راویوں کا تعارف بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ پر کچھ مزید حقائق منکشف ہوں اور ضعف حدیث بھی واضح ہو جائے۔

حدیث قسطنطنیہ کے راوی

(۱) اسحاق بن یزید دمشقی

(۲) یحییٰ بن حمزہ دمشقی

(۳) ثور بن یزید

(۴) خالد بن معدان

(۵) عمیر بن اسود عنسی

یہ پانچوں بزرگ حدیث قسطنطنیہ کے راوی ہیں۔

Marfat.com

تعارف

(۱) اسحٰق بن یزید دمشقی —— یہ بزرگ دمشق کے رہنے والے ہیں۔

(۲) یحیٰی بن حمزہ دمشقی —— یہ بزرگ بھی دمشق کے رہنے والے ہیں۔

اہل شام ودمشق کے بارے میں یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق کتنا بغض وعناد رکھتے تھے۔ان میں اکثریت ان لوگوں کی تھی جو اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ معاندانہ رویہ رکھتے تھے اور بنوامیہ کے سخت ترین حامی تھے۔ ان کی حمایت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے سنن نسائی کے مصنف حضرت امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی کوصرف اس لیے مار مار کر شہید کر دیا کہ انہوں نے مولا علی کی تعریف کی اور بنوامیہ کے خاندان کی تعریف فرمائش کے باوجود نہ کی لہٰذا یہ امر بلا ریب نہیں کہ کسی شافی راوی نے جوشِ عقیدت میں اپنے محبوب ترین حکمران یزید عنید کے افعال قبیحہ پر پردہ ڈالنے کیلئے روایت میں اپنی کچھ الفاظ کا اضافہ نہ کر دیا ہو۔

پہلے نمبر پر راوی جناب اسحاق بن ابراہیم بن یزید جو اپنے باپ کی بجائے اپنے دادا کی نسبی نسبت (اسحاق بن یزید) کے ساتھ معروف ہیں اور یہ بزرگ محدثین کے نزدیک معتبر ہیں۔

دوسرے راوی یحیٰی بن حمزہ دمشقی ہیں، جن کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ صحیح العقیدہ مسلمان نہیں ہیں ان کا قدری فرقہ سے تعلق تھا۔

(۳) تیسرے راوی ثور بن یزید حمصی ہیں۔ یہ بھی پرلے درجے کے قدری ہیں اور ان کے قدری ہونے پر بقول ابنِ معین ذرا برابر شک نہیں ہے۔

☆ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ثور قدری تھا اور اس کے شہر والوں

Marfat.com

نے اسے اپنے شہر سے قدری ہونے کی وجہ سے نکال دیا۔

☆ حضرت عبداللہ بن سالم فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا' اہلِ حمص نے ثور بن یزید کو قدری ہونے کی وجہ سے شہر بدر کر دیا تھا اور اس کے گھر کو جلا دیا تھا۔ علامہ اوزاعی اسے غلط بات کرنے والا کہا کرتے تھے۔ ابن رواد فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص ملک شام کو جائے تو خیال رکھے وہاں ایک بیل رہتا ہے (خیال رہے کہ ثور عربی میں بیل کو کہتے ہیں) اس سے بچ کے رہنا کہ کہیں وہ اپنے سینگوں سے تجھے کچل نہ ڈالے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۲' ص ۳۴' میزان الاعتدال جلد ۱' ص ۳۷۴)

ثور بن یزید عجیب طبیعت اور عقیدے کے مالک تھے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھنے سے بھی منع فرماتے تھے۔

قدریہ کون ہیں؟

چونکہ حدیث قسطنطنیہ کے دو راوی' یحییٰ بن حمزہ' اور ثور بن یزید فرقہ قدریہ کے پیشوا ہیں۔ اس لیے قارئین کو قدریوں کے کفریہ عقیدے کے بارے میں بتانا ضروری سمجھتا ہوں۔

سیّد عالم' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

"صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِیْ لَیْسَ لَھُمَا فِی الْاِسْلَامِ نَصِیْبُ الْمَرْجِئَۃُ وَالْقَدَرِیَّۃُ ــــ

(ترمذی شریف جلد ۲' ص ۳۷ مطبوعہ سعید کمپنی ادب منزل کراچی (باب ما جاء فی قلدریۃ)

کہ میری امت میں دو گروہ ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ ایک مرجیہ اور دوسرا قدریہ۔

Marfat.com

○ مرجیہ: کا عقیدہ ہے کہ انسان مجبور محض ہے سب کچھ تقدیر الٰہی سے ہوتا ہے۔

○ قدریہ کا عقیدہ یہ ہے——

بِاَنَّ اَفْعَالَ الْعِبَادِ مَخْلُوْقَةٌ بِقُدْرَتِهِمْ لَا بِقُدْرَةِ اللّٰهِ وَاِرَادَاتِهٖ——

کہ بندوں کے افعال خود ان کی اپنی قدرت سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادے کا اس میں کوئی دخل نہیں۔

(حاشیہ ترمذی شریف جلد ۲ ص ۳۷ ایضاً)

○ مشکوٰۃ شریف ''باب الایمان بالقدر'' میں حدیث شریف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا——

اَلْقَدَرِيَّةُ مَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِنْ مَّرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَاِنْ مَّاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ——

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۳ مطبوعہ المطبعۃ العربیہ پرانی انارکلی لاہور)

کہ فرقہ قدریہ کے لوگ اس امت کے مجوسی ہیں۔ اگر یہ بیمار ہوں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرنا اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرنا''۔

مندرجہ بالا حدیثوں سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ قدریوں کو سرکار مدینہ علیہ السلام مسلمان نہیں سمجھتے تھے جبکہ زیر بحث حدیث قسطنطنیہ کے دو راوی (یحییٰ، ثور) قدری عقائد کے حامل ہیں۔ لہٰذا ایسی روایت جس میں اس قسم کے راوی ہوں، اس پر کیسے اعتماد کیا جائے—— حدیث قسطنطنیہ کے صحت اور عدم صحت سے نظر ہٹائے ہوئے ذرا دوسری طرف بھی

Marfat.com

جھانک کر دیکھئے کہ یزید بے دید "مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ" کی بشارت کے عموم میں شامل ہونے کے قابل ہے یا نہیں؟

رمضان کے روزے رکھنے والوں' اعتکاف بیٹھنے والوں اور حج و ہجرت کرنے والوں کیلئے مغفرت کی بشارت احادیث میں موجود ہے لیکن ان میں سے اگر کوئی مرتد ہو جائے تو وہ مغفرت کی بشارت کے عموم سے خارج ہو جاتا ہے اور بالفرض اگر یزید کے نامۂ اعمال میں نیکی نام کی کوئی چیز ہے تو وہ اس کے بعد والے ظالمانہ اور بے افعال کی وجہ سے "مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ" کی بشارت کے عموام سے خارج ہو جاتا ہے اور یہ امر مسلمہ اور جمہور کے عقائد میں شامل ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔

○ چنانچہ غیر مقلدین (وہابیوں) کے پیشوا علامہ وحید الزماں تیسر الباری شرح بخاری میں حدیث قسطنطنیہ کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

پہلا جہاد معاویہ ہوا' جزیرۂ قبرص فتح کرنے کو' اس اُمّ حرام' شریک تھیں ۲۸ ہجری میں ہوا۔ دوسرا جہاد جو قسطنطنیہ میں ہوا یزید بن معاویہ اس لشکر کا سردار تھا اس میں بھی بہت سے صحابہ شریک تھے' جیسے ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ابو ایوب انصاری یہ ۵۸ ہجری میں ہوا۔ اس حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا ہے۔ جیسے مہلب نے کہا کہ یزید کی خلافت صحیح تھی اور وہ بہشتی ہے۔ میں کہتا ہوں سبحان اللہ! اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھ کر گیا تھا اس وقت تک معاویہ رضی اللہ عنہ زندہ تھے۔ انہی کی خلافت تھی اور

Marfat.com

معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت تاحیات بالاتفاق علماء صحیح تھی کس لیے کہ امام برحق جناب امام حسن علیہ السلام نے خلافت ان کو تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فرد بھی بخشا جائے اور بہشتی ہو۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑا تھا اور آپ نے فرمایا: وہ دوزخی ہے اور بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔

جیسے اوپر حدیث میں گزر چکا' یزید نے گویا پہلے اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد اس نے وہ' وہ گند پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ' امام حسین علیہ السلام کو قتل کرایا۔ اہلِ بیت کی اہانت کی۔ جب سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا آیا تو مردود کہنے لگا۔ میں نے بدر کا بدلہ لیا۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی' حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے۔ مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی' مکہ پر چڑھائی کی۔ وہاں منجنیق لگائی۔ عبداللہ بن زبیر کو شہید کرایا۔ حجاج ظالم نے اپنے غلام کے ہاتھ سے ایک لاکھ صحابہ اور تابعین بزرگوں کو ناحق قتل کرایا۔ ان گندگیوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور و بہشتی کہہ سکتا ہے؟ قسطلانی نے کہا یزید امام حسین کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہلِ بیت کی اہانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے۔ اسلیے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے بلکہ ان کے ایمان میں بھی ہم کو کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے مددگاروں پر۔

(تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۴' ص ۱۲۵/۱۲۶ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور)

Marfat.com

مسلک اہلِ حدیث کے سب سے بڑے عالم کی رائے اور تبصرہ لفظ بلفظ تحریر کر دیا ہے۔ ان کی اردو تحریر پر پرانے زمانے کی ہے۔ ہو بہو لکھ دی ہے۔

مندرجہ بالا تحریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ فرقۂ اہلحدیث کے نزدیک بھی یزید بخشش کی بشارت کے عموم سے خارج ہے۔ صاحب تیسر الباری نے غیر مبہم انداز میں بتا دیا ہے کہ بخشش کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔

خیال رہے کہ یزید لعین کے طرفدار زیادہ تر اسی فرقے کے افراد ہیں جن کے پیشوا علامہ وحید الزماں ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ جس لشکر کیلئے ''مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ'' کی بشارت ہے —— اس لشکر میں یزید لعین شامل بھی ہے یا نہیں؟ اور شامل ہے تو کس حیثیت سے؟ آیئے دیکھتے ہیں کہ روایت کے الفاظ کیا ہیں۔

''اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ اُمَّتِىْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ''

(بخاری)

''میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) میں جنگ کرے گا ان کے لئے مغفرت ہے''۔

اس روایت —— اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ اُمَّتِىْ —— کے الفاظ سے ایک ہی امر واضح ہو رہا ہے کہ مغفرت کو اس لشکر کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے جو قسطنطنیہ پر سب سے پہلے حملہ آور ہوگا اور پہلے حملہ کرنے والے لشکر میں یزید موجود نہیں تھا اور نہ ہی وہ اس لشکر کا سپہ سالار تھا۔

چنانچہ علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۹۵ کے تحت ابوداؤد' ترمذی' نسائی' عبد بن حمید' ابن ابی حاتم' ابن جریر' ابن مردویہ' حافظ ابویعلیٰ'

Marfat.com

ابن حبان اور حاکم کے حوالوں سے لکھتے ہیں کہ اسلم ابی عمران سے روایت ہے—

كُنَّا بِالْقُسْطُنْطُنِيَةِ وَعَلَى اَهْلِ مِصْرٍ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ وَعَلَى اَهْلِ الشَّامِ رَجُلٌ يَزِيْدُ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الخ

(تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ۲۲۸/۲۲۹ مطبوعہ امجد اکیڈمی اردو بازار لاہور پاکستان)

— اسلم ابی عمران کہتے ہیں کہ ہم قسطنطنیہ میں تھے— اہلِ مصر پر عقبہ بن عامر اور اہلِ شام پر یزید بن فضالہ بن عبید امیر تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے مندرجہ بالا حدیث سے یزید کی منقبت بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے یزید بن فضالہ کو یزید بن معاویہ تصور کر کے سہواً یا جان بوجھ کر ایسا کرنے کی جسارت کی ہے۔ یزید کے متوالے اس کی خباثتوں سے بے خبر تو نہیں ہیں لیکن آلِ رسول کی دشمنی؟ عترت پیغمبر کے بغض و عناد کی بنا پر اس قسم کی بے تکی ہانکنے پر مجبور ہیں۔

ضیاء الامت اپنے رسالے ''حسین اور یزید'' میں رقمطراز ہیں کہ جب یزید کے متوالوں کو اپنے ممدوح کی سیرت میں کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس کی بنیاد پر وہ اس کی عظمت کا قصر تعمیر کر سکیں تو پھر وہ اس حدیث پاک کا سہارا لیتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ اُمَّتِىْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ

— کہ میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا وہ بخشا ہوا ہے''۔

Marfat.com

وہ کہتے ہیں کہ یزید بھی اس لشکر میں شامل تھا' اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق وہ بھی مرحوم و مغفور ہے اور جنتی ہے—— لکھتے ہیں——

آیئے! تاریخ کے آئینے میں پہلے یہ تحقیق کر لیں کہ کیا وہی لشکر پہلا لشکر تھا جس میں یزید شامل ہوا یا اس سے پہلے بھی اسلامی مجاہدین نے قسطنطنیہ پر حملہ کا شرف حاصل کیا۔

علامہ ابن کثیر کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

وَفِیْهَا (۳۲ھ) غَزَا مُعَاوِیَةَ بِلَادَ الرُّوْمِ حَتّٰی بَلَغَ الْمُضِیْقَ' مُضِیْقَ الْقُسْطُنْطُنِیَةَ ——

(البدایہ والنہایہ ج' ص ۱۵۹)

سن ۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مملکت روم کے شہروں پر حملہ کیا یہاں تک کہ قسطنطنیہ کی تنگ نائے تک پہنچ گیا—— علامہ ابن خلدون لکھتے——

وَدَخَلَ الْمُسْلِمُوْنَ سِنَةَ اِثْنَتَیْنِ وَاَرْبَعِیْنَ اِلٰی بِلَادِ الرُّوْمِ فَهَزَمُوْهُمْ وَقَتَلُوْا جَمَاعَةً مِّنَ الْبَطَارِقَةِ وَاَثْخَنُوْا فِیْهَا——

اور ۴۲ ہجری میں مسلمان روم کے شہروں میں داخل ہوئے اور انہیں شکست دی اور بہت سے بطریقوں (رومی جرنیلوں) کو تہ تیغ کیا——

ثُمَّ دَخَلَ بُسْرُ بْنُ اَرْطَاطِ اَرْضَهُمْ سِنَةَ ثَلَاثٌ وَّاَرْبَعِیْنَ وَمَشٰی بِهَا وَبَلَغَ الْقُسْطُنْطُنِیَةِ——

(تاریخ ابن خلدون جلد ۳' ص ۱۹)

Marfat.com

پھر ۴۳ ہجری میں بسر بن ارطاط روم کے شہروں میں داخل ہوئے اور آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ قسطنطنیہ تک پہنچ گئے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اگر ان روایات کو قابل اعتنا نہ سمجھا جائے بلکہ اس پر اصرار ہو کہ پہلا لشکر وہی تھا جس میں یزید شامل تھا تو آیئے! آپ کو ایک عجیب و غریب بات بتائیں، جس سے جہاد کے بارے میں یزید کے ذوق و شوق کا آپ بآسانی اندازہ لگا سکیں گے۔

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

"ثُمَّ بَعَثَ مُعَاوِيَةُ سِنَةِ خَمْسِيْنَ جَيْشًا كَثِيْفًا اِلٰى بِلَادِ الرُّوْمِ مَعَ سُفْيَانَ بْنُ عَوْفٍ وَ نَدَبَ يَزِيْدَ ابْنَهٗ مَعَهُمْ فَتَثَاقَلَ فَتَرَكَهٗ

(تاریخ ابن خلدون جلد ۳، ص ۱۹)

"پھر ۵۰ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر جرار سفیان بن عوف کی قیادت میں بلاد روم پر حملہ کرنے کیلئے روانہ کیا اور اپنے بیٹے یزید کو بھی کہا کہ وہ اس میں شریک ہو۔ لیکن اس نے بڑی گرانی کا اظہار کیا (یعنی ٹال مٹول سے کام لیا) چنانچہ آپ نے اسے چھوڑ دیا"۔

اس کے بعد علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔

"پھر لوگوں کو یہ اطلاع ملی کہ اس لشکر میں جو مجاہدین شریک ہوئے تھے انہیں بھوک اور بیماری نے ہلکان کر دیا ہے۔ حضرت امیر معاویہ کو بھی بتایا گیا ہے کہ جب اس لشکر کی خستہ حالی کی اطلاع یزید کو پہنچی تو اس نے یہ رباعی پڑھی۔

Marfat.com

مَا اَنْ اُبَالِیْ بِمَا لَاقَتْ جُمُوْعُھُمْ　　بِالْعَدَ فَدَالْبَیْدِ مِنْ حُمّٰی وَمِنْ شُوْمٖ

اِذَا الّکَاَتُ عَلَی الْاَنْمَاطِ مُرْتَفِقًا　　بِدِیْرِ مُرَّانَ عِنْدِیْ اُمُّ کُلْثُوْمٖ

''مجھے اس بات کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں ہے کہ بخار اور بدقسمتی کی وجہ سے اس کھلے صحرا میں ان کے لشکر جب کہ میں نرم و گداز قالینوں پر دیو مران میں بیٹھا ہوا اور اُمّ کلثوم[1] میرے پہلو میں موجود ہے''۔

تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قسم دے کر اسے مجبور کیا کہ وہ ہر قیمت پر لشکر میں شریک ہو —— سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے چل کر لکھتے ہیں کہ مجاہد وہ نہیں ہوتا جسے زنجیروں سے باندھ کر میدان جہاد میں ڈال دیا جائے۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے حضور میں جس قسم کے اجر کا مستحق ہوتا ہے اس کا آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اس غزوہ میں یزید کی شرکت طوعاً نہ تھی بلکہ کرہاً تھی وہ اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کی نیت سے گھر سے نہیں نکلا تھا بلکہ اپنے والد بزرگوار کے اصرار نے اس کیلئے فرار کی ساری راہیں بند کر دی تھیں۔ اگر اس قسم کے آدمی کو آپ اس زمرہ میں شمار کرتے ہیں جن کیلئے زبان نبوت نے ''مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ'' کا مژدہ سنایا ہے تو آپ کی فراخدلی کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ''مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ'' عام ہے۔ لیکن اگر کوئی خاص دلیل پائی جائے تو اس عموم میں داخل افراد کو اس خاص دلیل سے نکالا جا سکتا ہے۔ جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

---

[1] ''ام کلثوم'' یزید کی بیوی کا نام ہے۔

Marfat.com

مَنْ قَالَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ کہ جس نے بھی لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ لیکن اگر وہ صرف زبان سے کہتا ہے اور دل سے نہیں کہتا تو وہ اس بشارت کا مستحق نہیں ہوگا۔ اگر وہ ایک مرتبہ دل سے بھی کہتا ہے لیکن بعد میں مرتد ہو جاتا ہے تو وہ بھی اس بشارت سے خارج ہو جائے گا۔

یہاں بھی اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ یزید اس پہلے لشکر میں جہاد کی نیت سے شریک ہوا۔ تب بھی اس کے بعد جو سیاہ کاریاں اپنے عہد حکومت میں اس سے سرزد ہوئیں ان میں سے ہر ایک کو اس کی بشارت سے خارج کرنے کیلئے کافی ہیں۔[1] محدثین نے بھی اس حدیث کے ضمن میں لکھا ہے کہ مغفور وہی ہوگا جس میں مغفرت کی شرط پائی جائے۔

اس باب کو بند کرتے ہوئے قارئین پر ایک امر کا واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ ذہن کو پریشان نہ کریں کہ صدیوں بعد ایک ٹولہ یزید کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا رہا ہے اور یزید کو نواسۂ رسول پر فوقیت دیتے ہوئے بے دلیل باتوں میں وقت ضائع کر رہا ہے۔ محبان یزید کو قریب سے دیکھنے کے بعد آپ پر یہ امر منکشف ہوگا کہ ان لوگوں کے عقائد کے پس منظر میں آلِ رسول کی عداوت وعناد کا نہ تھمنے والا طوفان بپا ہے۔ آپ یہ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ امت مصطفوی میں ایسے ظالمانہ نظریات کے حامل لوگ کیوں ہیں؟ تو اس بارے میں صرف اتنا عرض کر

---

[1] ماخوذ از رسالہ "حسین اور یزید" (از ضیاء الامت)

Marfat.com

دینا کافی ہوگا کہ نفاق کی بیماریوں کی اقسام میں سے ایک قسم یہ بھی ہے کہ نفسِ رسول رضی اللہ عنہ، زہراء بتول رضی اللہ عنہا اور ان دونوں کی اولاد سے دشمنی رکھنا! یہ وہ مرض ہے جس کا علاج سوائے محبت اہلِ بیت کے اور کچھ نہیں۔ جو لوگ یزید کو اپنا ہیرو سمجھ کر امام حسین علیہ السلام کو مجرم گردانتے ہیں انہیں کیا علم؟ کہ حسین اور یزید میں کیا فرق ہے۔

''چہ نسبت خاک بعالم پاک''''کہاں حسین رضی اللہ عنہ اور کہاں یزید''

حسین شاہ شہیداں، حسین حسن نبی — حسین رنگ شجاعت حسین زور علی
حسین نام ہے، اسلام کی شرافت کی — حسین نام ہے، تصدیق کی صداقت کا
حسین نور محمد ، حسین آ گاہی — حسین شان ہدایت، یزید گمراہی
حسین چرخ ولایت کے چاند کا ہالہ — یزید دین کی صورت بگاڑنے والا
حسین ساقی کوثر کی آنکھ کا تارا — یزید ظلم کا بانی، بدی کا ہر کارا
حسین مہر نبوت پہ کھیلنے والا — یزید جملہ برائیوں کی چھت کا پرنالہ
حسین والے محبت کا نور رکھتے ہیں — یزید والے دلوں میں فتور رکھتے ہیں۔

حسین میرا خضر ہے، حسین افضل ہے
یزید قابل نفرین اور اسفل ہے!!

Marfat.com